ردِ قادیانیت

رسائل

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود

مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھری

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر

احتسابِ قادیانیت

شانزدھم

www.besturdubooks.wordpress.com

حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 4514122

www.besturdubooks.wordpress.com

عرض مرتب

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، اما بعد!

احتساب قادیانیت کی ساتویں جلد پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان اکابرین کے ردقادیانیت پر قلم پاروں کو یکجا کیا گیا ہے۔

- مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (۲۲ مارچ ۱۹۷۱ء)
- شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ (۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء)
- مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ (۲۰ جنوری ۱۹۹۹ء)
- مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ (۱۲ فروری ۱۹۸۵ء)
- مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ (۲۲ مئی ۲۰۰۳ء)

ان کی وفات کو سامنے رکھ کر کتاب کی ترتیب قائم کی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیگر اکابرین:

- حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- حضرت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- بلبل احرار حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
- خطیب اسلام حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

ان حضرات کی مستقل ردقادیانیت پر تصنیفات کتب یا رسائل کی شکل میں دستیاب نہیں۔ ان تمام حضرات کے مضامین، بیانات نوٹ بکوں پر کام ہونا باقی ہے۔ رب کریم کو منظور ہوا تو اس سعادت کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے کسی کو منتخب فرمالیا تو یہ کام اس کے لئے پڑا ہوا ہے۔ احتساب قادیانیت کی جلد اوّل میں اپنے استاذ محترم مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے کتب ورسائل کو جمع کیا تھا۔ اس ساتویں جلد میں جن اکابرین ختم نبوت کے رشحات قلم شامل ہیں۔ وہ پیش خدمت ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے فہرست پر نظر ڈال لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر ہے کہ اس جلد کے ذریعہ ایک قرض وفرض سے سبکدوشی نصیب ہوئی۔ فالحمدللہ اولاً وآخراً!

نعلین بردار اکابرین مجلس

فقیر اللہ وسایا

۱۸؍۳؍۱۴۲۷ھ   ۱۷؍۴؍۲۰۰۶ء

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

تحقیقاتی عدالت

۱۹۵۳ء میں تحریری بیان

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں جب حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے تحریری بیان داخل کیا جس میں مجلس احرار اسلام کے موقف کی وضاحت کے ساتھ مرزائیت سے متعلق ایسے لطیف و پرمغز نکات اٹھائے گئے ہیں کہ پڑھنے والا بے ساختہ داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مرزائیت کا تعاقب جس طرح کیا گیا اس بیان کا ایک ایک حرف آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ یہ بیان حضرت مولانا [illegible] سابق مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کتب خانہ میں تھا۔ آپ کے عزیز اور جماعت کے سرگرم ساتھی حضرت مولانا منظور احمد الحسینی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (مدفون مدینہ طیبہ) کے توسط سے حاصل ہوا۔ بیان کی اہمیت کے پیش نظر تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے ص ۷۲ سے ۸۹ تک کا حصہ بنایا۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نے اسے پڑھا تو جھوم گئے۔ فرماتے تھے اس کو پڑھ کر اندازہ ہوا کہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری کتنے بڑے زیرک عالم دین تھے۔ کیوں نہ ہو آخر وہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کے شاگرد اور حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھی تھے۔ ان حضرات کی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا تھا۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نے اس کو علیحدہ شائع کرنے کا حکم دیا اور اس کے لئے مقدمہ بھی لکھ دیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت کہ اسے ہم علیحدہ کتابی شکل میں شائع نہ کر سکے۔ اب اسے احتساب کی اس جلد میں شامل کرنے پر جتنی خوشی ہے اس کا اندازہ شاید قارئین نہ کر پائیں۔

فقیر

اللہ وسایا

۶ دسمبر ۲۰۰۵ء

www.besturdubooks.wordpress.com

ہونے لگے۔ خبر رسانی، نقل وحرکت اور آمدورفت کے ذرائع میں توسیع ہوگئی۔ عقل انسانی میں پختگی کے آثار نظر آنے لگے۔ اور روحانیت قوی اور ان میں زیادہ سے زیادہ فیضان لینے اور دینے کی استعداد پیدا ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے بھی جس کی رہنمائی اور ہدایت و دست گیری کے بغیر انسان دنیوی نظام کی بہتر تکمیل اور حیات جاودانی کی شاہراہ کا صحیح تعین نہیں کر سکتا تھا۔ ارسال رسل، انزال کتب اور وحی کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کر رکھا تھا۔ تدریجی اور بہترین صورت میں تکمیل کر کے رہنمائی کی تکمیل فرمائی۔

امام الانبیاء ﷺ کی آمد

اعلان کر دیا گیا کہ وہ امام الانبیاء ﷺ آ گئے جن پر ایمان لانے اور جن کی مدد کرنے کا عہد تمام انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا ہے۔

”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول۔ آل عمران: ۸۱“ ثم کے لفظ نے بتا دیا کہ امام الانبیاء ﷺ سب نبیوں کے بعد آنا تھا۔ چنانچہ اس کی تصریح فرما دی گئی۔

خاتم النبیین کا اعزاز

”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ احزاب: ۴۰“ کہ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری نے اب نبیوں پر مہر لگا دی اور کسی نبی کا اس امت میں داخلہ اور اضافہ ختم ہو گیا۔ کیونکہ مقصد کی تکمیل ہو گئی۔

تکمیل دین کا اعلان

اور فیصلہ ہو گیا کہ ”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ مائدہ: ۳“ آج کے دن تمہارا دین ہم نے مکمل کر دیا اور نعمت تم پر مکمل کر دی اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام کو۔

اہل عالم کو دعوت

اور حکم ہوا کہ تمام بنی نوع انسان کو بتا دو کہ میں تم سب کے لئے آیا ہوں۔

”قل یا ایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ اعراف: ۱۵۸“

کہہ دو لوگو! میں تم سب کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ کسی خاص قوم و ملک کے لئے نہیں۔ جیسے

www.besturdubooks.wordpress.com

پہلے پیغمبر ہوتے تھے۔» پھر اللہ تعالیٰ نے مزید تاکیدی الفاظ کے ساتھ اعلان فرمایا۔

"وما ارسلناك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا ۔ سبا ۲۸" «ہم نے تم کو تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔»

خدائے برتر کی محبت کی صرف ایک صورت

پھر آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اعلان کردو کہ اب خدا تک پہنچنے کے لئے اور کوئی راستہ نہیں سوائے اس کے کہ میری اتباع کرو۔

"قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ۔ آل عمران : ۳۱" «اگر تم خدا کی محبت چاہتے ہو تو میرے پیچھے چلو۔ خدا کے محبوب ہو جاؤ گے۔» اللہ تعالیٰ کی محبوبیت آپ ﷺ کی اتباع میں منحصر کر دی گئی۔ کیونکہ اب کسی اور کو نہ آنا تھا نہ ضرورت تھی۔

اسی طرح کی سو (۱۰۰) آیتوں کا ذکر فرمایا گیا جس کی تفصیل حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کی کتاب "ختم نبوۃ فی القرآن" میں موجود ہے۔

قرآن کی تفسیر رسول اللہ ﷺ کی زبانی

قرآن کی ان آیات کی وضاحت آنحضرت ﷺ کی دو سو حدیثوں سے ہوتی ہے۔ جن کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے "ختم النبوة فی الحدیث" میں جمع کیا ہے۔ یہاں چند درج کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱ ۔۔ قال رسول الله ﷺ لعليؓ انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لانبي بعدي ۔ مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، باب من فضائل علي بن ابي طالب «نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہی ہے جیسے ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔»

حدیث نمبر ۲ ۔ قال رسول الله ﷺ لو كان بعدي نبي لكان عمر ۔ مشکوٰۃ ص ۵۵۸ باب مناقب عمرؓ «نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔»

حدیث نمبر ۳ ۔ عن النبي ﷺ قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لانبي بعدي ، وسيكون خلفاء ۔ بخاری ج ۱ ص ۴۹۱ باب ذكر عن بني اسرائيل «آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا انتظام ان کے نبی کیا کرتے تھے۔ ایک فوت ہوتا تو دوسرا آ جاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

انبیاء خلفاء ہوں گے۔

حدیث نمبر۴ قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة وانا خاتم النبيين. بخاری ص۳۲۸ ج ۲ باب ذکر کونه ﷺ خاتم النبيين. حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک مکان کی سی ہے جو مکمل ہو گیا ہے صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم الانبیاء ہوں۔

حدیث نمبر۵ قال فضلت على الانبياء بست: اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لى الغنائم وجعلت لى الارض طهوراً ومسجداً وارسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون. مسلم ج ۱ ص ۱۹۹ باب المساجد مواضع الصلوٰۃ. آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دیگر انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ پہلی فضیلت یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے۔ دوسری فضیلت یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی۔ تیسری فضیلت یہ کہ میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ چوتھی فضیلت یہ کہ میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ اور پاکی کا ذریعہ بنائی گئی۔ پانچویں فضیلت یہ کہ میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ چھٹی فضیلت یہ کہ میرے وجود سے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

حدیث نمبر۶ قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی. ترمذی ج ۲ ص ۵۳ باب ذهبت النبوة وبقيت المبشرات. حضور ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی اب میرے بعد کوئی رسول بنا ہے نہ نبی۔

حدیث نمبر۷ سیکون فی امتی ثلثون کذابون دجالون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبيين لا نبی بعدی. مسلم ج ۲ ص ۳۹۷ کتاب الفتن واشراط الساعة. ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون۔

اس حدیث نے تو جھگڑے کے درمیان نبوت کی جڑ کاٹ کے رکھ دی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یقیناً میری ہی امت میں سے تیس دجال و کذاب پیدا ہوں گے ہر ایک نبوت کا دعویٰ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

آپ ﷺ نے پیش گوئی کے طور پر ارشاد فرمایا کہ تیس دجال خود میری امت میں سے ہوں گے۔ اپنے کو امتی بھی کہیں گے۔ ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ گویا امتی نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والا دجال ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی کرتا ہے) اس حدیث کو مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے خاتم النبیین کا معنی خود ہی لا نبی بعدی فرما دیا۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں" سکتا۔ ظلی، بروزی، تشریعی، مجازی، وحی، تابع کی بھی۔

صحابہ کرامؓ اور تابعین کا فیصلہ

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے ''ختم النبوۃ فی الآثار'' میں صحابہ کرامؓ اور تابعین سے ختم نبوت کی روایتیں نقل کر کے جمع فرما دی ہیں۔

امت کا عمل

تمام امت محمدیہ کا عمل بھی یہی رہا۔ آپ ﷺ کے زمانہ حیات میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اسود عنسی نے۔ نہ آنحضرت ﷺ نے ضرورت سمجھی نہ صحابہ کرامؓ نے کہ ان سے پوچھیں کہ کیسی نبوت کا دعویٰ ہے؟ حالانکہ مسیلمہ کذاب آپ ﷺ کو نبی مانتا تھا۔ پھر وقت اتنا نازک تھا کہ آنحضرت ﷺ کی تازہ وفات ہوئی تھی۔ روم و ایران کی بڑی بڑی سلطنتوں سے سخت خطرات تھے۔ اندرونی بغاوتوں اور منکرین زکوٰۃ سے نپٹ کر تمام دنیا میں اشاعت اسلام اور دعوت حق کا فریضہ انجام دینا تھا پھر مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار فوج تھی جس سے عربوں میں سب سے خطرناک جنگ ہو سکتی تھی۔

لیکن صدیق اکبرؓ اور صحابہ کرامؓ نے کسی مصلحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت سے جہاد کیا اور مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس کے بعد کسی کو دعویٰ نبوت کی جرأت نہیں ہوئی اور اگر کسی نے کسی زمانہ میں ایسا کیا۔ تو کسی مسلمان حکومت نے نبی کے اقسام میں بحث نہیں کی اور نہ اس کو برداشت کیا۔ تمام امت کا یہ متفقہ عقیدہ رہا۔ اسی پر امت کے تمام محدثین، مفسرین اور علماء کا اجماع رہا ہے۔ حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی جب تک کہ اس کو نبوت کا جنون نہیں چڑھا تھا نبوت کے دعویٰ کو کفر کہا ہے کہ ایک آدمی جو عرصے سے الہام و وحی کا مدعی ہے وہ عقائد میں بھی تبدیلی کرتا ہے اور باوجود وحی الہام کی بارش کے وہ نبوت کو ختم مانتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

اور جب ذرا تقاضا ساز گار ہو جاتی ہے یک دم وہ اجرا ثبوت کا قائل اور خود ہی ہی ثبت ہے۔

نبی کا مفہوم

نبی کا معنی عام طور پر صرف یہ ہے کہ وہ ایسا برگزیدہ انسان ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے ناموروں وحی کے ذریعہ مقرر و مامور کرتے ہیں۔ نبی اور رسول میں کچھ فرق ہے اور خود قرآن مجید نے بتایا ہے کہ

''وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا تمنى القى الشيطن فى امنيته :الحج ۵۲ ''

یہاں صاف طور سے نبی اور رسول ہونے بتائے گئے ہیں۔ رسول صاحب شریعت و کتاب ہوتا ہے۔ لیکن نبی عام ہے چاہے صاحب شریعت و کتاب ہو۔ یا کسی کی شریعت کا تابع ہو۔ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ بہر حال دونوں کو وحی کے ذریعہ انسانوں کی ہدایت کے لئے مامور کیا جاتا ہے۔

وحی کا مفہوم

وحی کا عام معنی الہام کو بھی شامل ہے۔ لیکن اصطلاح شریعت میں وحی انبیاء کی بات ہی کو کہتے ہیں۔ بہر حال الہام دل میں ایک بات ڈال دینے کا نام ہے۔ جیسے سب کے دل میں باتیں آتی ہیں۔ البتہ الہام جو جانب اللہ ہو وہ صداقت اور قوت رکھتا ہے اور بعض کی بعض صداقتیں زیادہ ہو اور الہام زیادہ ہو سکتا ہے۔ لیکن ہر شک یا ایسا قطعی نہیں ہوتا جو دوسروں پر حجت ہو سکے۔ اور اگر وہ شریعت کے خلاف ہے تو شیطانی سمجھا جائے گا۔ لیکن پیغمبر پر جو وحی نازل ہوتی ہے وہ شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ وہ خود حضرت جبرائیل علیہ السلام لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''قل من كان عدوا لجبريل فانه نزله على قلبك باذن الله: بقره ۹۷ '' ﴿کہ جبرائیل نے یہ قرآن آپ کے قلب پر اللہ ہی کے حکم سے نازل کیا ہے (تو جبرائیل کی مخالفت کرنی اللہ کی مخالفت ہے۔)﴾

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

''قل نزله روح القدس من ربك بالحق :النحل ۱۰۲ '' ﴿تو کہہ دیجئے کہ اس کو روح القدس نے نازل کیا۔﴾

تیسری جگہ ارشاد ہے کہ:

''نزل به الروح الامين على قلبك :شعراء ۱۹۴ '' ﴿کہ اس کو روح الامین

نے آپ کے قلب پر اتارا ہے۔ بلکہ بعض اوقات قرآن پاک نے روح القدس، روح الامین اور جبرائیل تین ناموں سے جبرائیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ قطعی امر ہے کہ پیغمبر کے پاس خود جبرائیل علیہ السلام ہی آتے ہیں۔ یہ قرآن پاک کی تصریح ہے۔ متعدد بار ہی جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں تشریف لائے۔

جو قرآن مجید میں آیا ہے "ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی" (النجم: ۱۳) "اور دیکھا ہے آپ ﷺ نے دوسری بار سدرۃ المنتہی کے پاس اس کو۔"

حدیثوں میں ہے کہ کبھی جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس ایک صحابی حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں آ جاتے تھے۔ اور بخاری شریف میں ہے کہ اکثر صلصلۃ الجرس (گھنٹی کی آواز) کی طرح آتی تھی۔ یہ سخت ہوتی تھی۔ آپ ﷺ پر پسینہ آ جاتا۔ اکثر غور رفتہ جیسے ہو جاتے۔ تو یہ بھی جبرائیل علیہ السلام ملکوت سے انسانیت کے چولے میں آ جاتے اور کبھی آنحضرت ﷺ بشریت سے ملکیت کی طرف کو قریب کر لئے جاتے۔ بہرحال آنحضرت ﷺ پر وحی حضرت جبرائیل علیہ السلام لاتے تھے۔

یہ نبوت کی حدیث یا تجدید وحی پر نازل نہیں ہو سکتی۔ قرآن پاک میں صاف صاف ارشاد ہوتا ہے "فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول" (الجن: ۲۶، ۲۷) "کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے رسول کے۔"

یہاں غیب سے مراد وحی الٰہی کا غیب ہے۔ مرزا محمود نے نزول وحی کا یہی مطلب بتایا ہے۔

پھر یہاں تو غیر نبی کو اس بھید پر دسترس نہیں دی جا سکتی۔ خدا نے اس سے سختی سے منع کیا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے "ان الشیطین لیوحون الی اولیاءھم" (الانعام: ۱۲۱) "کہ شیطان اپنے دوستوں کے پاس وحی کیا کرتے ہیں۔" یہ وحی شیطانی الہام ہیں۔

وحی ختم ہے

جیسے نبوت ختم ہے۔ اسی طرح وحی نبوت بھی ختم ہے۔ تمام امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو شخص نبوت یا وحی کا دعویٰ کرے وہ واجب القتل ہے۔

آخری زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو وہ پہلے سے نبی ہیں۔ ان کی تشریف آوری سے فہرست انبیاء میں اضافہ نہ ہوگا کیونکہ نبوت سے قبل ان کا اب دوبارہ نزول

www.besturdubooks.wordpress.com

صحابہ کرامؓ کی تفسیر

اسی لئے قرآن پاک کے وہی معانی صحیح سمجھے جا سکتے ہیں جو آنحضرت ﷺ یا آپ ﷺ کے صحابہؓ سے منقول ہوں۔ ان معانی کے مقابلہ میں کوئی دوسرا معنی کرنا قطعاً غلط ہوگا۔ وہ معانی ایسے گول مول نہ ہوتے تھے کہ ان کا مفہوم تیرہ سو سال بعد جا کر کہیں سمجھا جا سکے۔

قرآن پاک کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے چونکہ یہ دین اور یہ شریعت قیامت تک کے لئے تجویز فرمائی تھی۔ اس لئے قرآن کی حفاظت کا انتظام بھی فرمایا۔ تا کہ وہ قیامت تک من وعن باقی رہ سکے۔ ارشاد ربانی ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون ۰ الحجر: ۹" کہ یہ قرآن ہم نے اتارا۔ اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ بھلا بڑے زور سے ارشاد ہے کہ ہم خود ہی اس کے محافظ ہیں۔ جب خدا خود حفاظت کرے پھر وہ حفاظت کیسی اعلیٰ ہوگی؟

جناب والا! دنیا کی کوئی ایسی کتاب نہیں جس کو از بر حفظ کیا جاتا ہو۔ لیکن قرآن پاک جیسی کتاب کے پورے تیس پاروں کے لاکھوں حافظ خیر القرون سے آج تک مسلسل چلے آرہے ہیں نسلاً بعد نسلٍ۔ اس کی سورتیں گنی ہوئی ہیں۔ اس کے رکوع اور آیتیں گنی ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کلمات اور حروف بھی گنے ہوئے ہیں۔ حفاظت کی حد ہوئی کہ قرآن پڑھنے کا لب ولہجہ تک محفوظ ہے جس کے لئے علم تجوید وفن قرآت پڑھایا جاتا ہے۔ مخالف اور متعصب عیسائی مؤرخین یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں نے جوں کا توں محفوظ رکھا ہوا ہے۔

معانی کی حفاظت

یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ قرآن الفاظ اور معانی کے مجموعہ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہ معانی کی حفاظت کو بھی شامل ہے۔ نا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ الفاظ کی حفاظت کریں اور معانی کی نہ کریں۔ اس کو پوری قدرت ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ پس یہ یقیناً ماننا پڑیگا کہ قرآن کے وہی اصلی معانی آج تک ضرور محفوظ ہیں۔ البتہ جس طرح الفاظ ظاہری اور معنی معنوی چیزیں ہیں۔ اس طرح الفاظ کی حفاظت ظاہر اور کھلی ہے اور معانی کی حفاظت ذرا سوچنے سے سمجھ میں آتی ہے جس کی ذرا سی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

قرآن کی تفسیر بالرائے

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا

مقعدہ من النار ۔ کنز العمال ج ۲ ص ۱۶ حدیث ۲۹۵۸ ” یعنی جو کوئی قرآن میں اپنی رائے کو دخل دے تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنائے گا۔ پھر صحابہ کرامؓ یا مسلمانوں سے یہ ناممکن تھا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے بغیر قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیتے۔

صحابہ کرامؓ کی شان

اگرچہ آنحضرت ﷺ نے اپنے جیتے جی عرب کو ایک بہترین روحانی نظام میں منسلک کر کے دنیا کے سامنے بطور نمونہ پیش کر کے تبلیغ کا فریضہ ادا کر دیا تھا۔ اور ساتھ ہی مشہور سلاطین و امراء کو دعوتی خطوط و رسائل فرما کر اتمام حجت بھی فرما دی تھی۔ تاہم مستقل طور پر اجتماعی طور پر تبلیغ اشاعت اسلام و اعلان حق کی خدمت آپ ﷺ کی نیابت میں آپ ﷺ کے خویش و اقارب آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی قدوسی جماعت کو کرنا تھی۔ اسی لئے اس جماعت کی اخلاقی بلندی اور پاکیزگی کی شہادت پہلے سے قرآن نے دے دی۔ انصار و مہاجرین کی آپ ﷺ کی مبارک اور طویل صحبت سے ایسی اعلیٰ تربیت ہوئی جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ ان جیسی جماعت کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئی۔ مخالفین اسلام بھی اعتراف کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی اس تیار کردہ جماعت سے یہ امر ناممکن تھا کہ وہ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی شاہراہ یا آپ ﷺ کی سنت سے ایک لمحہ کے لئے ایک انچ بھی ادھر ادھر ہو سکیں اور یہ کیسے ہو سکتا؟ ان کو آپ ﷺ کی نیابت میں دین حق کی بڑی خدمت کرنی تھی۔ چنانچہ اس قدوسی جماعت نے ایک طرف اپنی گفتار و کردار کے اعلیٰ عملی نمونے پیش کر کے دنیا کو حیرت زدہ کر دیا۔

تھوڑے ہی عرصہ میں ان کے جذبہ اعلائے کلمۃ اللہ نے اسلام کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجا دیا۔ دوسری طرف ایسی دیانت و امانت کے ساتھ جس کی نظیر ملنی ناممکن ہے۔ قرآن پاک کی آیات اور ان کے معانی آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں تابعین کرامؒ کے سینوں میں بھر دیئے۔ آپ ﷺ کے فرمائے ہوئے ایک ایک لفظ کو ان تک پہنچایا۔ یہ تابعین کون تھے؟ یہ انہی اصحابِ رسولؐ اور اولاد رسول کی پاک گودوں میں پلے ہوئے۔ رسول اللہ کی صحبت و رفاقت میں رہ کر نبی کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ جب تک صحابہ کرامؓ کی یہ فیض یافتہ جماعت تابعین موجود رہی۔ سیاسی اختلافات و مشاجرات کے باوجود کسی کو قرآن و حدیث کے معاملہ میں افراط و تفریط کی جرأت نہ ہو سکی تھی۔ ان کے عوام اسلام کی برکات جھولیوں میں بھرتے ہوئے برق رفتاری کے ساتھ دنیا کے گوشہ گوشہ پر چھا گئے۔ اور دیکھتے دیکھتے ربع مسکون کے بڑے حصے پر اسلام کا علم لہرا دیا۔ ان کے خواص نے قرآن و سنت کے خزانوں سے نئی ابواب اور اپنے

www.besturdubooks.wordpress.com

بچ نکلتے ہیں۔

مرزائی ڈھکوسلے

اس کے سوا مرزائی اپنے بنیادی اور متواتر عقیدہ کے مقابلہ میں عقلی ڈھکوسلے بھی پیش کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً نبوت نعمت ہے اس امت پر اس نعمت کا دروازہ کیوں بند کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و قدرت کے بھی اوقات ہیں۔ اس نے سب کے لئے مناسب مناسب وقت مقرر کئے ہیں۔ اس دنیا نے فانی ہونا ہے جس کا آغاز ہے اس کا انجام ہے۔ نبوت کے ذریعہ انسانیت کی تکمیل تعلیم مقصود تھی جو اللہ تعالیٰ کے علم میں آخری شکل میں آنحضرت ﷺ پر مکمل ہوگئی تو نبوت بھی ختم ہوگئی اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔

مرزائیوں کے باقی دلائل کے بارہ میں قطعی فیصلہ

مرزائی اجراء نبوت کے لئے کبھی کبھی بعض آیتیں اور بعض حدیثیں پیش کرتے اور ان میں اپنے گھڑے ہوئے معانی پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا ایک ہی فیصلہ ہے کہ مرزائی جو آیت اور حدیث بھی پیش کریں۔ ان میں سے کسی ایک کے ذیل میں امت محمدیہ کے کسی مجتہد یا محدث کسی امام حدیث یا امام فقہ یا کسی ایک مفسر کا یہ قول بھی پیش کر دیں کہ اس آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر جو پہلے کے نبی ہیں اور کسی کو نبوت مل سکے گی یا آنحضرت ﷺ کی بعثت سے نبی ہوا کریں گے۔ مرزائی سلف صالحین میں سے قیامت تک کسی کا یہ قول نہیں دکھا سکتے۔ اس کے برعکس ایسے اقوال سینکڑوں ملیں گے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہے جو شخص نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ بہ اتفاق امت مرتد ملحد اور قطعی کافر ہے۔

پھر جب کسی صحیح حدیث یا آیت قرآنی سے سلف صالحین نے مرزائی معنی نہیں سمجھے تو اس کو پیش کرنا اور اپنے معانی کرنا خارج از بحث ہے۔

نئے معانی الحاد و زندقہ ہیں

اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ قرآن کے الفاظ جس طرح آسمانی ہیں اس کے معنی بھی اسی کے ذریعہ بیان ہوئے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے امت تک پہنچا دیئے ہیں۔ الفاظ و معانی کے مجموعہ کا نام قرآن ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ پس اگر الفاظ قرآن کا بدلنا تحریف اور کفر ہے اسی طرح منقولہ معانی کے سوا نئے معانی کرنا جو منقولات سے متصادم ہوں۔ تحریف معنوی اور کفر ہے۔ اور اگر تیرہ سو سال کے مسلمہ اور متواتر منقول معانی کا اعتبار نہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

بعثت ثانیہ میں محمد (مرزا غلام احمد قادیانی) بعثت اولیٰ میں آپ ہلال تھے اور بعثت ثانیہ میں بدر کامل۔ بعثت اولیٰ اسم محمد کے جلالی ظہور کا زمانہ تھا اور بعثت ثانیہ اسم احمد کے جمالی ظہور کا زمانہ اور اسی لئے اس دور میں جہاد کی منسوخی بھی ضروری تھی۔ اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کو بعینہٖ حضور ﷺ قرار دیا اور اعلان کیا کہ میرا کسی نئی نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ میری نبوت وہی محمدی نبوت ہے اور محمدی نبوت محمد ہی کو ملی نہ کسی اور کو۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶) العیاذ باللہ تعالیٰ!

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے کھلم کھلا آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں قرار دے کر اپنے کو دوسری بعثت کا مصداق قرار دیا تو یوں مریدوں کو یہ کہنے کا حق دیا کہ

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

(اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

جب یہ مرزا غلام احمد قادیانی وہی محمد ہیں جو تیرہ سو سال پہلے ہلال کی شکل میں تھے تو اب بدر کامل ہونے کی وجہ سے بھی حالت سے بدرجہ کمال پہنچے ہوئے ہیں۔ اس طرح دجال انگریز نے اسلام میں دو بعثتوں کا نیا فلسفہ ایجاد کر کے سردار دو جہاں ﷺ کے مسند پر خود قبضہ کرنے کی مذموم سعی کی۔ لیکن جب اندازہ لگایا کہ عامۃ المسلمین انگریزوں کے ایک خاندانی اور پشتینی وفادار اور حرمت جہاد کے قائل انگریزوں کو بیس بیس صفحوں کے خوشامدانہ خطوط لکھنے والے مختاری فیل محرر اسلام کو یہ درجہ دینے کو تیار نہیں ہیں تو بالآخر وہ یہود و نصاریٰ کی روایات کی آڑ لے کر مستقل طور پر مسیح موعود بننے کا فیصلہ کیا۔ پھر بھی مرتے دم تک عین محمد بن کر محمدی نبوت پر قبضہ کرنے کا خیال ترک نہیں کیا۔ جیسا کہ ایک غلطی کا ازالہ (حوالہ بالا) میں درج ہے۔ تاکہ جس شخص کی سمجھ میں جو بات آ جائے اسی راہ سے حلقہ مریدیت میں داخل ہو جائے۔ اگر کوئی مسیح سمجھ کر آتا ہے آئے۔ کوئی نبی اور عین محمد سمجھ کر آتا ہے آئے۔ بلکہ اس نے اور بھی پوری طرح نظر دوڑائی کہ اگر کسی اور آنے والے کی کوئی پیش گوئی ہو تو اس کو بھی اپنے اوپر چسپاں کر دوں۔ پتہ چلا اسے ایک حدیث ملی کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہو تو بھی اس کو ملک فارس کا ایک آدمی حاصل کرے گا۔ تمام امت نے اس کا مصداق حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو سمجھا۔ بہر حال کوئی بھی اس کا مصداق ہے۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کو بھی اپنے اوپر چسپاں کر لیا کہ میں فارسی ہی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو پیش گوئیوں کا مصداق بننے کا شوق جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بعض فارسی بننے کے شوق میں اپنی مشہور قومیت اور ذات مغل بدلنی پڑی اور کہنا پڑا کہ اگرچہ مشہور اور متواتر ثبوت کے لحاظ سے تو ہماری قومیت مغل ہے۔ لیکن الہام مجھے فارسی الاصل ثابت کرتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلمانوں کی مذہبی پچھلی اور علماء اسلام کی باطل شکن مساعی کے مقابلہ میں اپنے مشن کو کمزور پا کر ہندوؤں اور سکھوں کی طرف بھی رخ کیا۔ کرشن بنے۔ جے سنگھ بہادر بنے۔ گرونانک کو مسلمان ثابت کیا۔ اگر سکھ قوم ہی اس کو اپنا جے سنگھ مان لیتی تو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے یہی کافی تھا۔ مگر وائے حسرت کہ نہ سکھوں نے جے سنگھ تسلیم کیا۔ نہ ہندوؤں نے کرشن اوتار مانا۔ نہ مسلمانوں نے مسیح اور نبی اور نہ کسی نے رجل فارسی مانا۔ مرزا غلام احمد قادیانی وہی مغل کا مغل اور کافر کا کافر رہ گیا۔

بہر حال چونکہ مرزا قادیانی کو اپنے دلائل کا بودا پن خود معلوم تھا۔ اس لئے وہ کسی ایک مقام پر ثابت قدم نہیں رہ سکا اور اس نے نبوت مجدد اور مسیح کی تینوں بحثوں کو کسی نہ کسی رنگ میں مرنے تک کھینچا اور اپنے دلائل کو گورکھ دھندہ بنایا۔ جس میں اس نے آخر کار چودہویں صدی کے آنے والے مسیح بننے پر صرف کر دیا ہے۔ اس طرح سے اس کو خاصی آسانی نظر آئی۔ کیونکہ یہ وہ مسئلہ تھا جو پرانی اور بطلان کو وہ مغرب زدہ نئی روشنی والوں کے سامنے آسانی سے بیان کر سکتا تھا اور اس طرح اس کو سرکاری امداد کے سوا انگریزی پڑھے لکھے آدمیوں کی ایک تعداد ہاتھ آگئی جو پہلے سے ہی اپنی عقل کے مقابلہ میں نقل کو کوئی حیثیت نہ دیتے تھے۔

عقل سلیم اور نقل صحیح

اگرچہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ دین کی کوئی حقیقت اور اسلام کا کوئی مسئلہ عقل کے خلاف نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن یہاں دو طرفہ ایک شرط کی ضرورت ہے۔ نقل کے لئے ضروری ہے کہ وہ صحیح ہو۔ قرآن پاک کی آیت ہو یا ائمہ جرح و تعدیل اور ائمہ حدیث کی توثیق و تصدیق سے ثابت ہو کہ یہ آنحضرت ﷺ کا فرمودہ ہے۔ اسی طرح آیت اور حدیث کے مفہوم کے بارہ میں یہ ثابت ہو کہ تابعینؒ و صحابہؓ نے بھی یہ مفہوم بیان کیا ہو جو آنحضرت ﷺ سے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی نقل کے لئے تو یہ لازم ہے اور عقل کے لئے یہ شرط ہے کہ عقل سلیم ہو۔ یعنی نقل صحیح اور عقل سلیم میں تو اختلاف نا ممکن ہے۔ لیکن اگر ایک طرف کوئی بے سند قول یا ضعیف روایت یا ضعیف قول پیش کر کے اس کو آنحضرت ﷺ یا صحابیؓ کی طرف منسوب کیا جائے تو ضروری نہیں کہ یہ عقل سلیم کے موافق ہو۔ بلکہ ایسی بات نقل صحیح کے بھی متصادم ہوگی۔ دوسری

www.besturdubooks.wordpress.com

تھا۔ اس کا علاج کیا گیا۔ اس کو یہودیوں سے چھپا کر مرہم پٹی کی گئی۔ مرہم عیسیٰ لگایا گیا۔ جب تین دن یا کم وبیش میں وہ اچھا ہوا۔ وہ وہاں سے روپوش ہو کر بھاگا اور جنگلوں، بیابانوں، پہاڑوں، دریاؤں سے گزرتا ہوا عرصہ دراز کے بعد پنجاب کے راستے کشمیر پہنچا۔ جہاں اس نے ستاسی سال چپ چاپ رہ کر گزارے۔ پھر تبلیغ کا کام بھی نہ لیا۔ آخر کار وہیں فوت ہوگئے۔ مریم بھی اس سفر میں ساتھ تھیں اور کشمیر کا ذکر خدا نے ربوہ کے نام سے قرآن میں کیا ہے۔ جہاں ماں بیٹے دونوں کو خدا نے پناہ دی۔"

آمدم برسر مطلب

پہلے یہ عرض کیا گیا تھا کہ عیسائیوں کے عقیدہ کو مان لینے سے مرزا غلام احمد قادیانی خود عیسائیوں بلکہ یہودیوں کے نقش قدم پر چل پڑا۔ یہ بات ہمارے صرف بیان مذاہب سے ہی واضح ہوگئی۔ قرآن پاک مسئلہ کی وضاحت کی تردید کرتا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھنا تسلیم کر کے کفارہ کے بنیادی عقیدہ کی تائید کر دی۔ اس سے نصرانیوں کو دلیل کہ یسوع مسیح بہر حال ہماری خاطر مرزا قادیانی کے کہنے کے مطابق بھی سولی پر چڑھ کر کفارہ ہو گئے۔ ساتھ ہی یہودیوں کی بھی تصدیق کر دی کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی اور قتل کر دیا۔ سولی کو تو مرزا قادیانی نے تسلیم کر ہی لیا اور قتل یوں کہ یہودی جتنا کر سکتے تھے وہ بقول مرزا کے کر چکے۔ جب ایک قوم ایک آدمی کو سولی دے دیتی ہے۔ اس کی ہڈیاں توڑ دیتی ہے۔ اس کے اعضاء میں آہنی میخیں ٹھونک دیتی ہے۔ پھر وہ یہ کہتے ہیں بالکل حق بجانب ہے کہ ہم نے فلاں کو قتل کر ڈالا۔ خاص کر ایسی صورت میں کہ اس مقتول کا علاج کے ذریعہ بچ جانا ان کو کسی ذریعہ سے معلوم بھی نہ ہو سکے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو یہودیوں کے ہاتھوں یہودیوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو بھی شکست دے دی۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ناکام ہوئی اور یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ صرف رہ سہے عیسیٰ علیہ السلام کا علاج کے ذریعہ بچ جانا اس کو خدا تعالیٰ کی بہترین تدبیر کہنا انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر یقین نہ رکھتے ہوں۔ اس طرح تو یہودی تدبیر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے مقابلہ میں زیادہ کامیاب رہی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا۔ اس کے منہ پر تھوکا۔ ان کی بے عزتی کی۔ اس کا مذاق اڑایا۔ سولی پر چڑھایا۔ میخیں ٹھونکیں۔ اس کی ہڈیاں توڑیں اور جب یقین ہوا کہ اب مر گیا ہے اتار پھینکا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اگر ایسا ہی ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن یہ کیسے فرما سکتے ہیں کہ میری فلاں فلاں نعمت یاد کر اور یہ نعمت بھی کہ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکے رکھا۔ یعنی تم تک ان کو پہنچنے ہی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

دیا۔ کیا قرآن پاک میں کف کا معنی دوسری جگہ بھی یہی نہیں کہ: "وکف ایدی الناس عنکم۔ فتح: ۲۰" جہاں اللہ تعالیٰ نے کسی کو روکے رکھنے کا ذکر کیا ہے وہاں بچا رکھنے کا ترجمہ کر دیا ہے؟۔

مرزا قادیانی کا خود ساختہ عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے واقعہ صلیب اور عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں جو عقیدہ وضع کیا ہے اس سے جیسا کہ بیان ہوا۔ ایک طرف عیسائی عقیدہ کفارہ کی تائید یہودی عقیدہ سولی دینے اور اپنے خیال میں قتل کر دینے کی حمایت اور ساتھ ہی یہود کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی تدبیر کی ناکامی ثابت ہوتی ہے۔ دوسری طرف یہ عقیدہ دنیا کی تینوں متفقہ بڑی قوموں نصاریٰ، یہود اور اہل اسلام کے خلاف ہے۔ ظاہر ہے کہ یہودی تو سولی دینے کے اور سولی پر ہی قتل ہو جانے کے قائل ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ نہیں ابھی دم نکلا نہیں تھا زندگی کی رمق باقی تھی کہ اتار دیئے گئے اور پھر خفیہ علاج مرہم وغیرہ سے بچ گئے۔ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر جانے کے قائل ہیں وہ بھی سولی پر ان کا قتل ہونا تسلیم کرتے ہیں جو بعد میں زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے اور عام اہل اسلام تو قطعاً سولی پر چڑھنا ہی تسلیم نہیں کرتے نہ گرفتار ہونا اور نہ قتل ہونا۔ مرزا قادیانی نے اس سلسلہ میں تمام دنیا کی مخالفت کی ہے۔

قرآن پاک کا فیصلہ

کم از کم یہ سب کا مسلمہ ہے کہ آج سے دو ہزار سال قبل حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سلسلہ میں صلیب کا واقعہ ضرور پیش آیا ہے۔ جس کے بارہ میں یہود یہ کہتے ہوئے فخر سے مدعی تھے کہ ہم نے مسیح کو صلیب دی اور قتل کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اس بارہ میں اگرچہ اختلاف تھا جیسا کہ عرض کیا جائے گا۔ لیکن عام نصرانی قوم نے واقعہ کو تسلیم کرنے کے بعد مسئلہ کفارہ گھڑ لیا اور ان کو دوبارہ زندہ کر کے آسمان پر جانے کا عقیدہ بنا لیا۔ قرآن پاک جو آسمانی کتب اور انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں ایسے اختلافات میں فیصلہ کرنے کا مدعی ہے۔ مندرجہ ذیل ایک فیصلہ صادر کرتا ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہی وہ قرآنی آیات ہیں جس کا مضمون ہی اس واقعہ صلیب کی وضاحت اور بیان حقیقت ہے۔ مگر اپنی پوری شان اختصار کے ساتھ جو قرآن کے شایان شان ہے۔ ہاں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کا اختلاف وہ تھا جس کا ذکر ان کے ایک مشہور حواری برنباس نے اپنی مرتب کردہ انجیل برنباس میں کیا ہے۔ جس میں صاف طور پر اس کا اقرار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر لے جایا گیا اور ان کی جگہ دوسرے ہم شکل آدمی کو صلیب

www.besturdubooks.wordpress.com

دی گئی۔ آج بھی یہ انجیل اسلامی عقیدہ کی تائید کر رہی ہے۔

(۱) اگر دل میں زیغ اور بصیرت پر تعصب کی پٹی نہیں تو آیت کریمہ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ آیت میں یہود کی مذمت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی وجہ سے نہیں کی گئی۔ بلکہ دعویٰ قتل کی وجہ سے۔ وبقولهم اور یہ بیان تھا کہ کہا جاتا ہے کہ وقتلهم الانبیاء ورنہ بنی اسرائیل نے بعض دوسرے انبیا قتل کیے ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔

(۲) آیت کے ابتداء ہی میں بتا دیا گیا کہ قتل عام ہے۔ چاہے صلیب کے ذریعہ ہو۔ چاہے بغیر صلیب کے ہو۔ کیونکہ یہود کا دعویٰ صلیب پر قتل کرنے کا تھا۔ تو صلیب کے قتل کو ابتداء ہی میں صرف قتل کے لفظ سے تعبیر کر کے بتا دیا کہ صلیب کا قتل بھی قتل ہی کہلاتا ہے اور قتل کہہ کر اس سے صلیب کا قتل مراد لے سکتے ہیں۔

(۳) یہود کا دعویٰ قتل ذکر کر کے اللہ تعالیٰ ان کی تردید فرماتے ہیں کہ واقعہ یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ ہی سولی پر چڑھایا۔ یہاں جیسا کہ ان کے دعویٰ کے وقت صرف قتل کا لفظ ذکر فرمایا تھا تردید کے لئے بھی اتنا کافی تھا کہ وہ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے یا انہوں نے قتل نہیں کیا۔ اس طرح سولی کے ذریعہ قتل کی بھی تردید ہو جاتی۔ کیونکہ قتل کا لفظ اس کو بھی شامل تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قتل بھی نہیں سولی پر بھی نہیں چڑھایا۔ سولی کا واقعہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش نہیں آیا (یہاں مرزائیوں کا یہ کہنا کتنا بیہودہ اور غلط ہے کہ نہ اس کو قتل کیا اور نہ سولی دے کر قتل کیا۔)

(۴)... یہاں قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ واقعہ صلیب تو متواتر اور قطعی ہے تو آخر سولی کس کو دی گئی؟۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ ان کے لئے مشابہ کیا گیا۔ ولکن شبه لهم (نساء: ۱۵۷) یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو تو سولی نہیں دی گئی۔ لیکن واقعہ یوں ہوا کہ شبیہ بنا دیا ان کے لیے کہ اس جو سولی والا تھا اس کو ان کے ہم شکل کر دیا گیا ہے۔ وہ اس کو عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی پر چڑھا بیٹھے۔ یا یوں کہئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا۔ نہ سولی دی۔ البتہ ان کو شبہ ہو گیا۔ (جو ان کی جگہ دوسرے کو قتل کر دیا)

(۵)... اختلاف کرنے والے یہود و نصاریٰ کے بارہ میں ارشاد ہے کہ ان کو اس بارہ میں کوئی یقینی علم نہیں ہے۔ یہ تو ظن و گمان کی پیروی کر رہے ہیں کہ لفی شک منه او وہ خود شک میں ہیں۔ قرآن مجید میں بتاتا ہے کہ یہود کو اپنے مشہور اور مشہور عقیدہ میں خود بھی شک تھا۔ حالانکہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر سولی دے کر اپنے خیال میں قتل کر ڈالا تھا۔ مگر قرآن لفی

www.besturdubooks.wordpress.com

"شک منہ" میں لام تاکید سے فرماتا ہے کہ خود شک میں ہیں۔ شک کی وجہ صرف یہی ہے کہ جو یہودی حاضر تھے وہ حیران تھے کہ اندر دو آدمی تھے۔ اب ایک ہے اور وہ شور مچا رہا ہے کہ میں مسیح نہیں۔ میں تو فلاں ہوں۔ مجھے کیوں بے گناہ مارتے ہو۔ یہودیوں نے اشتباہ میں اس کو سولی پر کھینچ کر اپنی کامیابی کا اعلان کر دیا۔

(۶) ایک سوال رہ جاتا تھا کہ واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود تھے اور ساری کوشش انہیں کو صلیب دینے کی تھی۔ اگر وہ قتل نہیں ہوئے اور سولی پر نہیں چڑھائے گئے تو آخر وہ کہاں گئے۔ اس خاص مقصد کے بیان کی خاطر کہ حضرت مسیح کہاں گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قتل مسیح کی تردید دوبارہ فرما کر ان کے بارہ میں حقیقت کو یوں اعلان کیا: "وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ (النساء:۱۵۸،۱۵۷)" کہ انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔"

ظاہر ہے کہ جس عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب وقتل کی نفی ہے۔ اسی عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کا ذکر ہے۔ نہ کہ پہلے تو عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر چلا آ رہا تھا اور رفعہ اللہ الیہ میں یکایک ان کی روح کا ذکر کیا کہ ان کی روح کو اٹھایا۔ بلکہ جس پر قتل واقع ہو سکتا تھا۔ اسی سے قتل کی نفی کر کے اسی کے رفع کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(۷) اور صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا واقعہ صلیب کے وقت کا ہے۔ اسی وقت کے دعویٰ قتل کی تردید فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا۔ اب اگر رفع سے روحانی رفع مراد لیا جائے جس کا معنی موت ہے تو یہ یہودی قوم کی تائید ہوئی۔ کیونکہ واقعہ صلیب کے وقت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا معنی ہی یہ ہے کہ یہودی اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔ پھر یہ کیسا بے معنی ترجمہ ہے کہ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے اس کو مار دیا۔ اور مرزائیوں کا یہ کہنا کہ وہ یہاں سے چھپ چھپا کر بھاگ کر اسی نوے سال بعد کشمیر میں فوت ہوئے خارج از بحث ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ واقعہ صلیب اور یہودی تدبیر کے وقت کا فیصلہ سنا رہی ہے کہ وہ اس کو قتل نہیں کر سکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اللہ تعالیٰ یقیناً بڑے غالب ہیں کہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور حکمتوں والے ہیں کہ کیا کیا اسباب بنائے اور آخر کار کس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھنے کا انتظام کیا۔ تاکہ طے شدہ اسکیم کے مطابق وہ آخری زمانہ میں امت محمدی کی خدمت کر سکیں۔ بے شک وہ بڑی حکمت والا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ذکر تو واقعہ صلیب اور یہودی تدبیر کے وقت کا ہو کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر سکے۔ (یہاں اس کو اللہ

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اپنی طرف اٹھالیا) اور بل لکن "بلکہ" یہ کہ اللہ تعالیٰ ۸۰ سال کے بعد کا رفع ذکر کر رہے
ہیں۔

(۸) دوسرے جملے کو سمجھنے کا سہارا بھی مرزائی لوگ رفع کا معنی رفع درجات کرتے ہیں۔ ہمارا خیال درست ہے کہ جب آدمی کہتا ہے کہ زید فوت ہو گیا۔ یا یہ کہ فلاں آدمی کا درجہ بلند ہو گیا ہے۔ دیکھئے کہ تو یہ مراتب کی بلندی تو موجود ہے۔ دنیا باقی ہے کہ جس کے بعد جو مذکور ہوتا ہے وہ اس سے متضاد ہوتا ہے۔ اب اگر رفع سے روح کی رفع مراد لی جائے جو موت کے وقت ہوتی ہے تو یہ رفع تو قتل کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ قتل میں بھی روح کا رفع ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر رفع سے مراد درجات کی رفع مراد ہو تو رفع درجات بھی قتل کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ بلکہ شہید ہونے کی صورت میں درجہ زیادہ بلند ہوتا ہے۔ پھر لفظ بل کا مابعد، ماقبل سے متضاد نہ ہوا۔

(۹) مرزائیوں نے بل رفعه الله اليه ! میں الیہ کے لفظ میں بھی تحریف کرنے کی کوشش کی ہے کہ خدا تو آسمان میں تو نہیں ہے کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھایا کا مطلب آسمان پر اٹھانا سمجھا جائے۔ اگرچہ ہمارا مقصد حیات عیسیٰ ثابت کرنا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے دھوکے کا جواب دینا ضروری ہے۔ اس میں شک نہیں کہ زمین یا آسمان میں ہونا یا عرش پر مستوی ہونا۔ یہ خالق کا مخلوق سے تعلق یا کائنات سے معیت یا اس کا احاطہ یہ ذات و صفات کے نازک مسائل میں سے ہے جو حواس اور انسانی عقل کی حدود سے باہر ہیں تاہم آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ کی نسبت قرآن و حدیث میں عموماً کی گئی ہے۔

مثلاً آیت: قد نرى تقلب وجهك في السماء (بقرہ: ۱۴۴) ”ہم تمام آپ کا بار بار آسمان کو تکنا۔ وحی کے انتظار میں دیکھ رہے ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: ”ءامنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض (الملک: ۱۶)“ ”کیا تم اس خدا سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان پر ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے۔“

(۱۰) اگرچہ پہلی آیت ختم ہو گئی۔ لیکن مضمون ابھی باقی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون پر عطف کرتے اور اس کے ساتھ موڑ کر واو سے شروع کر کے آگے ارشاد فرمایا کہ: وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (النساء: ۱۵۹) ”ہو کہ مستقبل میں کوئی اہل کتاب نہ رہے گا۔ مگر اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان لانا پڑے گا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔ ”نباشد هيچ كس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے مانتا ہے۔

۲. جو مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کا قیام جنت میں تسلیم کرتا ہے جو باقرار مرزا قادیانی آسمان میں ہے۔

۳. پھر جو مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کا وہاں سے زمین پر اترنا تسلیم کرتا ہے۔

۴. جو مسلمان آتش نمرود میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندہ رہنا تسلیم کرتا ہے۔

۵. جو مسلمان عصائے موسیٰ جیسے جماد کا زندہ اژدھا بننا تسلیم کرتا ہے۔

۶. جو مسلمان عصا کو پتھر پر مارنے سے بارہ چشمے جاری ہونے کے قرآنی بیان پر ایمان رکھتا ہے۔

۷. جو مسلمان اسی عصا کو بحیرہ قلزم پر مارنے سے سمندر میں بارہ خشک راستے بن جانے پر یقین رکھتا ہے۔ جیسے کناروں پر پانی کے بڑے بڑے پہاڑ کھڑے ہوں۔

۸. جو مسلمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہونا تسلیم کرتا ہے۔

۹. جو مسلمان رات کے ایک حصہ میں آنحضرت ﷺ کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کی سیر کر کے (جسم مبارک سمیت) واپس آجانے کو مانتا ہے۔ جسے معراج جسمانی کہتے ہیں۔

۱۰. جو مسلمان کفار مکہ کے محاصرہ کے اندر سے نہایت اطمینان سے آنحضرت ﷺ کے بحفاظت نکل آنے پر ایمان رکھتا ہے۔

۱۱. جو مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو بن باپ کے از روئے قرآن تسلیم کرتا ہے۔

۱۲. جو مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قم باذن اللہ کہنے سے مردوں کے جی اٹھنے کو مانتا ہے۔

۱۳. مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارنے سے ان کا پرند ہو کر اڑ جانا از روئے قرآن تسلیم کرتا ہے۔

۱۴. حواریوں کی درخواست پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے مائدہ (خوانچہ) کا اترنا تسلیم کرتا ہے۔ جس کو کھا کر حواریوں نے ایمان تازہ کیا۔

۱۵. جو مسلمان بچپن میں عیسیٰ علیہ السلام کی باتیں کرنے پر ایمان رکھتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

"من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته" یعنی آنحضرت ﷺ کی حدیث نزول عیسیٰ علیہ السلام کو نقل کرکے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو، یہ وہی آیت ہے جو قرآن پاک میں رفع عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے متصل مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا اور مستقبل میں تمام اہل کتاب ان کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ مطلب بالکل صاف ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں وہی بات ہے جو قرآن میں بھی مذکور ہے کہ آخر زمانہ میں ان کے مرنے سے پہلے ان پر تمام اہل کتاب کو ایمان لانا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کو قرآن کی آیت مذکورہ کی تفسیر قرار دیتے ہیں کہ یہ آنے والے وہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں جن کے رفع کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور ہزاروں صحابہؓ سنتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث زبان زد خاص و عام ہو جاتی ہے۔ مگر کوئی صحابی انکار نہیں فرماتے کہ تم قرآن کے معنی کو غلط سمجھے یا آنحضرت ﷺ کا مطلب یہ [illegible] عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نہیں ہے۔ انکار تو کیا فرماتے؟ دسیوں اور صحابہ کرامؓ اسی مضمون کی حدیثیں آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتے ہیں اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اور ان کی روایت اتنی عام ہو جاتی ہے کہ تواتر کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی کو بھی ماننا پڑا ہے کہ "نزول مسیح کا عقیدہ خیر القرون میں متواتر تھا اور اس کی پیشگوئی کو بطور عقیدہ نسلاً بعد نسل مسلمان مانتے چلے آئے۔"
(ازالہ اوہام ص [illegible]، خزائن ج [illegible] ص [illegible])

مسیح سے مراد کون؟

اب یہ بحث بالکل بے ضرورت ہے کہ آنے والا مسیح وہی اسرائیلی مسیح ابن مریم ہے یا کوئی اور۔ جب قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کو ذکر کرکے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ تمام اہل کتاب ان کے مرنے سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے اور آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد قرآنی آیت ہی کی تفسیر ہے۔ پھر سینکڑوں حضرات کا نزول مسیح کو مختلف پیرایوں میں آنحضرت ﷺ سے روایت کرنا اور اس عقیدہ کا مشہور ہو جانا اور کسی ایک صحابی کا بھی تابعی اور تبع تابعین کا اس پر انکار نہ کرنا کہ یہ تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں یا کوئی اور [illegible] کیا [illegible] ہوتی ہے کہ [illegible] اور رسول [illegible] مراد لیا گیا ہے [illegible] صحابہ کا عقیدہ [illegible] رہی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہی روایت کو فلاں فلاں نے بھی روایت کیا ہے۔۔۔ لیکن اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اصل مضمون مثلاً نزول مسیح کا فلاں فلاں نے بیان کیا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جو الفاظ میری روایت میں ہیں وہی الفاظ و کلمات سب نے روایت کئے ہیں۔ امام بیہقیؒ اپنے الفاظ و کلمے کی صحت کے ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے صحیح سند کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے یہ لفظ روایت فرمائے کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ ان الفاظ میں مرزائیوں کی کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی۔

۵۔ مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم میں ایک صحیح حدیث نزول مسیح کی نقل کی گئی ہے۔ اس میں ینزل عیسی بن مریم الی الارض کے الفاظ ہیں کہ مسیح زمین کی طرف نازل ہوگا جو دلیل ہے کہ وہ زمین پر نہ ہوگا۔ بلکہ دوسری حدیث کے مطابق آسمان سے زمین پر نازل ہوگا۔ اس حدیث کو مرزا قادیانی نے بھی صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں یہ ذکر بھی ہے کہ مسیح زمین پر آکر شادی بھی کرے گا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس شادی والی پیش گوئی کو محمدی بیگم کے آسمانی نکاح پر منطبق کیا ہے۔ لیکن محمدی بیگم ہاتھ نہ آئی۔ اب دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں۔ یا مرزا قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت و نبوت ہو کر بھی حدیث کا معنی نہیں سمجھتا تھا۔ یا جان بوجھ کر محمدی بیگم کی موہوم امید پر آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولتا تھا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو پھر مرزائیوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ آنحضرت ﷺ نے محمدی بیگم کی جو پیشگوئی کی تھی وہ غلط نکلی؟۔ العیاذ باللہ تعالیٰ!

۶۔ قصہ معراج کے ذیل میں ایک حدیث ہے کہ چند پیغمبروں نے قیامت کے بارہ میں گفتگو کی کہ کب ہوگی۔ ہر ایک نے لاعلمی ظاہر کی۔ آخر انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ: ”اما وجبتها فلا يعلمها احد الا الله واما عهد عندي فان الدجال خارج وانا نازل۰ مسند احمد ج۱ ص۳۷۵، ابن ماجه ص۲۹۹، باب فتنة الدجال وخروج عيسىٰ بن مريم“ کہ اس کا علم تو اللہ کے سوا کسی کو نہیں البتہ جو میرے ساتھ عہد ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میں اتروں گا۔ اور میرے ساتھ دو تلواریں ہوں گی۔ اس حدیث نے یہ امر بالکل صاف کر دیا کہ قیامت کے قریب نازل ہونے والے وہی مسیح عیسیٰ بن مریم ہیں جو آسمان میں ہیں۔

۷۔ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو خطاب فرمایا کہ: ”ان عيسىٰ لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة۰ ابن كثير ج۱ ص۳۶۶، ۵۷۶، ابن جرير ج۳ ص۲۰۲“ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور انہیں پھر تمہارے پاس آنا

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت سے پہلے اپنے نزول کا ذکر کیا۔

۸ کسی آدمی کے پہچاننے یا اس تک خط پہنچنے کے لئے نام، ولدیت اور شہر کا ذکر اکثر اوقات کافی ہوتا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے آنے والے کے بارے میں ان کے نام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں۔

۹ ان کا لقب مسیح بھی ذکر کرتے ہیں۔

۱۰ ان کی والدہ کا نام (مریم) بھی بتاتے ہیں۔ حالانکہ تعارف کے لئے باپ کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ آنے والے کا باپ نہ تھا۔ اور وہ وہی مریم صدیقہ کا بیٹا تھا۔ اس کا ذکر کیا۔

۱۱ مذکورہ بالا نشانیوں کے سوا مقام نزول بتایا کہ شہر دمشق میں نزول ہوگا۔

۱۲ مقام نزول جامع دمشق کے شرقی منارے کی اطلاع دی۔

۱۳ ان کا لباس بتایا کہ آپ پر دو زرد چادریں ہوں گی۔

۱۴ جسمانی کیفیت بتائی کہ بالوں سے جیسے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں گے۔

۱۵ نزول کے وقت ملکی حالات پر روشنی ڈالی کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان نظام سلطنت میں مشغول ہوں گے۔ اور دجالی لشکر اور دجال سے مقابلہ کی تیاری ہوگی۔

۱۶ اس وقت کے مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی علیہ الرضوان کا نام محمد ان کے والد کا نام عبداللہ اور ان کی قومیت سید۔ سب کچھ بتایا۔

۱۷ نزول کا وقت بتایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہوگا۔ جماعت کی تیاری ہوگی۔

۱۸ کیفیت بتائی کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان ان کو امام بنانا چاہتے ہوں گے لیکن وہ انکار کر کے انہی کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔

۱۹ نماز کے بعد دجال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے دست مبارک سے قتل کریں گے۔ عام دجالی لشکر کو شکست ہوگی۔

۲۰ ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ صلیب کی پوجا اور خنزیروں کا پالنا ختم ہو جائے گا۔

۲۱ مال کی بہتات ہوگی۔ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا۔ دین کی اتنی عزت بڑھ جائے گی۔ ایک سجدہ دنیا بھر سے زیادہ قیمتی سمجھا جائے گا۔

۲۲ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے۔ (کیونکہ رفع سے قبل شادی نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

تھی کہ ان کی اولاد ہوگی۔

۲۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج ادا کریں گے۔

۲۴ وہ حج کا احرام (فج روحاء) سے باندھیں گے۔ (مسلم ج ۱ ص ۴۰۸)

۲۵ پینتالیس سال زمین پر رہیں گے۔

۲۶ وفات شریف کے بعد مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔

۲۷ دنیا عدل و انصاف سے بھر جائے گی۔ جیسے کہ پہلے ظلم و جور سے پر ہوگی۔

۲۸ ان کے وقت میں یاجوج ماجوج ایک قوم کا خروج ہوگا۔ جو آخرکار آپ کی دعا سے خاص خنکی میں مبتلا ہو کر خود ہی تباہ ہو جائے گی۔

۲۹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بال خوبصورت چمکیلے ہوں گے۔ (بخاری، مسلم)

۳۰ ان کا جسم مبارک تندرست و توانا ہوگا۔ سفید سرخی مائل رنگ ہوگا۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۲۰۲)

اسی طرح کی تقریباً ایک سو نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ جن کا ذکر جب عنوان سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنے رسالہ "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں کیا ہے۔

مرزائی تاویلات

قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، صحابہ کے بیانات اور سینکڑوں علامات و نشانات سے قطع نظر کرتے ہوئے ایک شخص عیسیٰ ابن مریم بننے کی کوشش یوں کرے کہ پہلے تو مجھے مریم بنا دیا۔ مجھ میں عیسیٰ آ گیا۔ آخر میں مجھے حمل ہوا۔ دس ماہ کے بعد درد زہ ہو کر مجھ سے بچہ پیدا ہو گیا۔ وہ بچہ عیسیٰ تھا۔ جو میں خود ہی تھا۔

اسی طرح عیسیٰ ابن مریم یعنی مجھ ہی میں ہیں۔ جیسا کہ کشتی نوح میں درج ہے۔ یا ایک شخص یوں تاویل کرے کہ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ مسیح سے مراد غلام احمد قادیانی ہے۔ مریم سے مراد چراغ بی بی ہے۔ دجال سے مراد پادریوں کا گروہ ہے جس کے خاتمہ کے لئے میں مبعوث ہوا ہوں۔ (اور یہی وجہ ہے کہ انگریزی حکومت کو خدائی رحمت بتانے اس کی اطاعت کو فرض قرار دے۔ شیطانی تاویلات کرتے ہوئے کہے کہ دو چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں۔ ایک ذیابیطس کہ روزانہ سو سو بار پیشاب کرتا ہوں اور دوسری دورہ سر جو بوقت

www.besturdubooks.wordpress.com

اور یہ کہ وہ آخری زمانہ میں دوبارہ دنیا میں تشریف لاکر شریعت محمدی ﷺ کے تابع بن کر چالیس سال گزارتے ہوئے اسلام کی خدمت کریں گے اور ان کا نزول قیامت کی علامات کبریٰ میں سے قرار دیا گیا ہے۔

مرزائیوں نے (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) حضرت ابن عباسؓ کا ایک لفظ ممیتک سے جو متوفیک کے ترجمہ کے سلسلہ میں حضرت امام بخاریؒ نے تردد سمجھ کر بغیر سند کے نقل کیا ہے۔ لفظی بحثوں میں الجھانے کا ایک عنوان کھڑا کیا ہے۔ حالانکہ تفسیر ابوسعود، درمنثور، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابن جریرؒ اور طبقات ابن سعد جلد نمبر ۱ میں حضرت ابن عباسؓ سے متعدد روایتیں منقول ہیں جن میں وہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آخری زمانہ میں وہ نازل ہو کر حاکم عادل ہوں گے اور تفسیر ابوسعود میں تصریح ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے صحیح روایت یہی ہے۔

جن حضرات کو مرزائیوں نے تیرہ صدیوں کے مجددین میں شمار کیا ہے اور جن کی فہرست مرزائیوں کی مشہور کتاب "عسل مصفیٰ" میں دی گئی ہے ان سب کا یہی عقیدہ یا اتفاق ہے۔ یہاں صرف ایک حضرت مجدد الف ثانی سرہند شریف والوں کا حوالہ نقل کیا جاتا ہے جو گیارہویں صدی ہجری میں گزرے ہیں اور جن کو امت نے دوسرے ہزار سال کا مجدد تسلیم کیا ہے۔ آپ اپنے مکتوب نمبر ۱۷ دفتر سوم حصہ ہشتم میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ از آسمان نزول خواہد فرمود متابعت شریعت خاتم النبیین خواہد نمود۔"

ان کی متابعت میں بارہویں صدی میں حضرت شاہ عبدالقادر دہلویؒ، حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے قرآنی تراجم بامحاورہ میں نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صراحت موجود ہے۔ یہ سب کے سب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول پر متفق ہیں۔ ان کو بھی مرزائیوں نے مجدد تسلیم کیا ہے۔

حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی

حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی کو جب تک خود مسیح ابن مریم بننے کا خیال نہ آیا تھا وہ بھی یہی عقیدہ رکھتا تھا اور اس نے نہایت صفائی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اور غلبہ اسلام کا تذکرہ اپنی کتاب براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ میں کیا ہے۔ [illegible] خزائن ج ۳ ص ۴۰۰ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ عقیدہ نزول مسیح خیر القرون میں متواتر

www.besturdubooks.wordpress.com

نام آپ کا محمد ہوا۔ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی)

۴ اپنے نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا۔

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

جو آنحضرت ﷺ کو بھی آپ ﷺ کے سارے دین کے ماننے تھے۔ اس طرح خود بخود دو امتیں بن گئیں۔

۵ اور پھر اپنی امت کو حکم دیا کہ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۸ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

اس طرح مرزائی امت کے ساتھ دینی اتحاد کی صرف ایک ہی شکل رہ جاتی ہے کہ کوئی مسلمان مرزا قادیانی کے مسیح ہونے میں شک و تردد و تکذیب نہ کرے۔ بصورت دیگر نماز اور جنازہ بھی اسی ذیل میں مساجد کی علیحدگی خودبخود امت قطعی طور پر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی ہے جس کو بچانے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ "صلوا خلف کل بر و فاجر۔" یعنی ہر اچھے برے کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو۔ مطلب یہ تھا کہ گناہ کی وجہ سے کسی کے پیچھے ایسے حالات میں نماز ترک کر دینا کہ جس سے فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھے، بہتر نہیں۔

۶ اسلام کے ایک فریضہ مسئلہ جہاد کو منسوخ کرنے کا اعلان کیا اور یہ بھی ہندوستان پر قابض انگریزی حکومت کی خاطر۔ جیسا کہ کتاب البریہ [illegible] جہاد اور ضمیمہ کتاب البریہ ص ۱۱ خزائن ج ۱۳ ص ۲۷ میں تصریح ہے۔

۷ مسلمانوں کے متفق علیہ مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کا انکار کیا۔

۸ مسلمانوں کے متفق علیہ مسئلہ معراج جسمانی کا انکار کیا۔

۹ غیر مسلم حکومت (انگریز) کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور ان کو اولی الامر کہا۔ جن کی دوستی اور جن کو اولی الامر بنانے کی قرآن میں سخت ممانعت وارد ہے۔

۱۰ خاتم النبیین کے بعد نبوت کا دروازہ کھول کر ہزاروں فتنوں کو دعوت دی۔

۱۱ اسلام اور قرآن پاک کے مشہور مسئلہ ابدیت عذاب کفار کا انکار کیا۔

۱۲ چندہ نہ دینے سے قادیانی جماعت سے خارج کر دینے (جس کو وہ اسلام سمجھتے ہیں) کے مسئلہ کا اضافہ کیا۔ جس پر آج تک عمل ہو رہا ہے۔ گویا ایک فرض کا اضافہ ہی نہیں بلکہ چندہ نہ دینے کو کفر قرار دیا۔ کیونکہ سلسلہ مرزائیت ہی کو وہ اسلام قرار دیتے ہیں۔

۱۳ وحی نبوت کا دروازہ کھولا اور اجرائے نبوت کو اتنا سستا کر دیا کہ آج ہر راقی

www.besturdubooks.wordpress.com

میں تھی اور اس طرح علماء کے خلاف یہ کہہ کر کہ یہ خونی مہدی کے منتظر ہیں دل کی بھڑاس نکالتے
اور انگریز کو اپنی جہاد شکن مسیحیت جتانے کے خوش کرنے کا فائدہ بھی اٹھایا۔

۱۹۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسلم ممالک کو انگریزوں کا غیر مشروط بنانے۔
مسلمانوں کو ان کا مستقل وفادار بنانے اور جہاد کی حرمت و منسوخی کے سلسلے میں پچاس الماریاں
لکھ کر اسلام میں جو عظیم غداری کی تحریک کی ہے۔ (از اقبال ۔ ص ۱۵۵)
جو اسلام صرف غالب رہنے اور دنیا پر چھا جانے کے لئے آیا تھا اور جس اسلام کے
سچے پیروؤں نے مظلوم دنیا کے بڑے حصہ کو بے جا استبداد سے نجات دی تھی۔

۲۰۔ مرزا قادیانی نے قرآن و حدیث کے من گھڑت معانی کرنے سلف
صالحین کے متفق قرآنی تفسیر کا انکار کرنے اور احادیث کے مانند آنحضرت ﷺ کی
طرف اپنے من گھڑت معانی منسوب کرنے کا قطعی دروازہ کھولا۔ جس کے بعد دین اور آیات
دین کا کوئی مفہوم بھی قابل وثوق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جیسے کہ "ونفخ فی الصور
فجمعنٰھم جمعا" کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا کہ "صور یعنی بگل پھونکا جائے گا اور ہم سب
لوگوں کو حشر میں جمع کر دیں گے۔" اس طرح حشر اور جمع کرنے کا قرآن میں متعدد جگہ ذکر ہے۔
لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کا ترجمہ چشمہ معرفت ص ۸۰ خزائن ج ۲۳ ص
۸۸ میں یہ کیا ہے کہ: "جب مسیح آئے گا تمام لوگ ایک ہی مذہب پر ہو جائیں گے۔" تمام لوگ
ایک مذہب پر کیا ہوتے؟ اسلام کے اندر بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نحوست سے خطرناک
پھوٹ پڑ گئی۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی وحدت ادیان کے بغیر ہی کے بنے رہے۔ جس میں
پھوٹ پڑتی ہی رہی۔ اسی طرح سورۃ اذا زلزلت الارض زلزالها و سورۃ اذا
الشمس کورت کی تحریف کی ہے۔ واذا الصحف نشرت میں اعمال ناموں کی جگہ
اخبارات کا ترجمہ کیا ہے اور بیسیوں جگہ قرآن و حدیث سے تلعب کیا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ! جس
کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین سے ناواقف مغربی تعلیم یافتہ افراد کو کھلی چھوٹ دی جائے اور قرآن پاک کو ہر کسی کی
رائے زنی کے لئے ایک کھلونا بنا دیا جائے۔

فیصلہ کن دعویٰ

ہمیں یہاں ان حوالوں کی تفاصیل سے بحث نہیں۔ لیکن زیر بحث مسئلہ میں ہم
ببانگ دہل یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزائی امت کسی آیت یا حدیث کے ذیل میں کسی صحابیؓ، تابعیؒ،
کسی امام حدیث، امام فقہ، کسی مفسر یا مجدد اور سلف صالحین کا ایک قول بھی پیش نہیں کر سکتے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قرنِ اول سے آخیر تک لاکھوں کروڑوں افراد کا تسلسل بعد نسل کسی عقیدہ یا کسی منصب پر متفق ہونا بھی قطعی نہ مانا جائے تو پھر قرآن کا قرآن ہونا بھی ثابت ہونا مشکل ہو جائے گا۔

مسواک کا استعمال سنت ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے اسے استعمال فرمایا اور اس کو موجب اجر و ثواب بتایا ہے۔ اگر ایک شخص اسے ضروری نہ سمجھے یا عمر بھر استعمال نہ کرے تو اس کو گناہ بھی نہ ہوگا صرف ثواب کی کمی ہوگی۔ لیکن اگر وہ مسواک کے ثواب اور کار خیر ہونے کا ہی انکار کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے آنحضرت ﷺ کی تکذیب کردی۔ تو گویا تواتر اور امت کے آثار سے یہ امر ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو موجب ثواب کا باعث فرمایا ہے۔ کفر و ایمان کا معیار در اصل تصدیق یا تکذیب ہے۔ جس نے آنحضرت ﷺ اور قرآن کی تصدیق کی وہ مسلمان ہے۔ جس نے ایک بات میں بھی آپ ﷺ کی تکذیب کی وہ کافر ہے۔ شکار کرنا کوئی فرض نہیں۔ لیکن اگر کوئی شکار کو حرام کہے۔ وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے آیت قرآن کی تکذیب کی جس میں شکار کی اجازت ہے کہ "واذا حللتم فاصطادوا" "جب تم حج سے فارغ ہو کر تم شکار کر سکتے ہو۔" یہ کسی حلال کو حرام کہنا اور حرام کو حلال کہنا بھی اسی لیے کفر ہے کہ اس میں خدا اور رسول کی تکذیب لازم آتی ہے۔ تصدیق اور تکذیب چونکہ دل کی صفتیں ہیں۔ اس لئے قانون اور شریعت میں علامات پر حکم لگایا گیا ہے۔ یعنی اگر تصدیق کی نشانی ہوگی تو مومن کہا جائے گا۔ اگر تکذیب کی نشانی پائی جائے تو اسے کافر کہا جائے گا۔

۱۔ مشہور حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ کنز العمال ج ۱ ص ۶۶ حدیث نمبر ۲۰۸ "جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنتی ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے دین اسلام کی تصدیق کی اور مجھے خدا کا رسول مانا وہ جنتی ہوگا۔ اس لئے کہ عرب اللہ کو مانتے تھے لیکن ساتھ ہی ساتھ چھوٹے چھوٹے خدا بھی بنا رکھے تھے۔ وہ لا الہ الا اللہ کو نہیں مانتے تھے۔ اس لئے لا الہ الا اللہ کہنا آنحضرت ﷺ کی تصدیق کی نشانی تھی۔ جو یہ کلمہ پڑھتا اس کا مطلب یہی ہوتا تھا کہ اس نے دین اسلام قبول کر لیا۔

۲۔ اس بیان سے اس حدیث کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ جو ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ ہم میں سے ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں تصدیق کی نشانیاں ہیں۔ لیکن اگر کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ یہ لا الہ الا اللہ کہنے والا آنحضرت ﷺ کو پیغمبر نہیں مانتا صرف توحید کو مانتا ہے۔ اس شخص کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ کیونکہ تکذیب کی

www.besturdubooks.wordpress.com

نشانی پائی گئی۔ اسی طرح نماز قبلہ رو ہو کر پڑھنے والا اگر کہتا ہے کہ زکوۃ فرض نہیں یا جہاد حرام ہے تو اس کا یہ کہنا آنحضرت ﷺ کی تکذیب کی علامت قرار دے کر اس کو کافر کہا جائے گا۔

قرآن پاک نے تکذیب حق کو کفر اور مستوجب سزا قرار دیا ہے۔ کل کذب الرسل فحق وعید۔ ق:۱۴ میں تکذیب رسل پر وعید مرتب فرمائی ہے۔ اسی طرح کذبت قبلهم قوم نوح و اصحاب الرس و ثمود۔ ق:۱۲ میں تکذیب ہی کو ہلاکت کا سبب بتایا ہے۔ بہر حال ایمان کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے تمام دین کو سچا سمجھ کر مان لیا جائے۔ اور تکفیر کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ کسی ایک ہی امر میں رسول کی تکذیب کر دے۔ اسی کو قرآن نے ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے کہ "افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض۔ بقرہ: ۸۵" تو کیا تم کتاب کی بعض باتیں مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔

اسلام ایک مخصوص تعلیم، مخصوص عقائد و احکام اور مخصوص عبادت و طرز زندگی کا نام ہے۔ یہ خدائی تعلیم و ہدایت ہے۔ جس کے بنانے میں نہ انسانی عقل شریک ہے اور نہ اس میں کمی یا زیادتی کرنے کا حق ہے۔ سوائے ان امور کے جو خود اسلام نے اولی الامر کے حوالے کر دیئے ہیں یا ان کو باہم مشورہ سے کرنے کا حکم ہے۔

اسلام کا انگریزی معیار

بدقسمتی سے یہاں سو سال سے زیادہ تک غیر مسلم حکومت مسلط رہی ہے جس کا بھلائی اسی میں تھا کہ اسلام کی روح فنا ہو جائے۔ مذہب اسلام کی اہمیت نہ رہے۔ نہ اتحاد کی قوت باقی رہے۔ نہ تقوی دینے والوں کی عزت اور اسلام ایک کھلونا بن کر رہ جائے۔ اسلام کے نام پر اسلام کے اندر جتنے بھی فرقے یا اختلافات پیدا ہوں وہ اپنے لئے غنیمت جانی گئی اور مذہبی آزادی کے نام پر اس کا یہ مقصد خوب پورا ہوا۔ انگریز کے ہاں مردم شماری اور دفتروں میں ہر اس شخص کو مسلمان لکھا جاتا ہے جو اپنے کو مسلمان کہے۔ افسوس کہ انگریز تو یہاں سے گئے عرصہ ہو گیا۔ لیکن اس کا تو تیار کردہ معیار ابھی تک بعض دماغوں پر مسلط ہے۔ اس عدالت میں بعض بلند اور ذمہ دار افسروں نے یہی خیال ظاہر کیا۔

لیکن اگر اسلام اور مسلمان ہونے کا معیار یہی ہو کہ جو شخص اپنے کو مسلمان کہے۔ وہی مسلمان ہے تو پھر اس کے مندرجہ ذیل نتائج ہو سکتے ہیں کہ:

ا ایک شخص سمجھتا ہے نماز فرض نہیں ہے۔ یہ صرف عربوں کا فعل ...

لئے تھی۔ اب اسلام کو ماننے والے مسلمانوں کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲..... ایک کہتا ہے زکوۃ مالی نظام کے لئے فرض کی گئی تھی۔ لیکن اب ٹیکسوں اور دوسرے ذرائع سے یہ انتظام ہو سکتا ہے۔ اس لئے نہ اب زکوۃ فرض ہے۔ نہ اس کی ادائیگی کی ضرورت ہے۔

۳..... ایک کہتا ہے روزہ میں صرف کھانا ممنوع ہے۔ پھل اور فروٹ پر کھانے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس لئے ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴..... ایک کہتا ہے کہ قرآن میں ہے کہ "ولله علی الناس حج البیت" کہ لوگوں پر اللہ کے گھر کا ارادہ فرض ہے۔ اللہ کا تو گھر کوئی نہیں۔ مراد یہ ہے کہ جہاں اللہ کے بندے بہت ہوں۔ وہاں جمع ہونا چاہئے اور چونکہ آبادی لندن کی سب سے زیادہ ہے۔ اس لئے لندن جانا فرض ہے اور یہی حج کا حق ہے۔

۵..... ایک کہتا ہے میں مسلمان ہوں۔ لیکن فرشتوں کو نہیں مانتا۔ نہ جبرائیل کوئی فرشتہ ہے نہ کوئی اور۔

۶..... ایک کہتا ہے قیامت کا دن تو حق ہے۔ لیکن دوبارہ زندگی صرف افسانہ ہے۔ وہ ایک روحانی کیفیت ہوگی۔

۷..... ایک کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ آنحضرت ﷺ کو مانتا ہوں۔ لیکن قرآن انہوں نے خود تصنیف کیا ہے۔ یہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔

۸..... ایک کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ لیکن حضرت محمد مصطفی ﷺ صرف عربوں کے لئے رسول تھے اور جس طرح قرآنی بیان کے مطابق ہر بڑے قریہ میں پہلے خدا کے نذیر آتے رہے ہیں اسی طرح آج بھی ہر بڑے مرکزی شہر میں رسول آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے اور میں خود رسول ہوں اور خدا کا یہ حکم لے کر آیا ہوں کہ پاکستان کو ختم کر دو اور اکھنڈ بھارت بناڈالو۔

۹..... ایک کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اسلام کی تعلیم کے لحاظ سے ہمیں دو خدا ماننے لازمی ہیں۔ ایک بڑا خدا جسے اللہ کہتے ہیں جو رب العالمین اور سارے جہانوں کا مالک ہے۔ دوسرا چھوٹا خدا جس کو روح القدس یا جبرائیل کہتے ہیں۔ اس نظام شمسی کا رب یہی ہے۔ اسی طرح ہر جہان میں ایک ایک چھوٹا خدا موجود ہے اور یہ سب رب العالمین کے ماتحت ہیں۔ لیکن داخلی معاملات میں یہ آزاد خود مختار ہیں۔ یہ چھوٹے خدا بڑے کی عبادت اور حمد و ثنا کیا کرتے

www.besturdubooks.wordpress.com

کا انکار بھی اسی طرح کفر ہوگا۔ قطعی ذرائع میں قرآن کی آیات ہیں۔ احادیث متواترہ ہیں۔ امت مسلمہ کا قرنا بعد قرنٍ توارث ہے اور قرآن وحدیث کے مفہوم کے بارہ میں صحابہ کرامؓ کے زمانے سے آخر تک تمام مفسرین محدثین اور علماء امت کا اتفاق ہے۔ اگر کوئی عقیدہ یا حکم ایسے قطعی ذرائع سے ثابت ہو۔ اس کا انکار قطعی کفر ہوگا۔ ایسے امر کے بارہ میں شک کرنے سے تمام دین اسلام ہی مشکوک ہو رہا قابل اعتماد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کسی پیغمبر کی توہین، کسی شرعی حکم سے استہزاء، کسی قطعی حکم مثلاً فرض کا انکار یا کسی امر قطعی سے انحراف۔ یہ سب تکذیب کی علامات ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر

پس مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کی متعدد وجوہات ہیں:

۱۔ اس نے قرآن وحدیث کے قطعی بیان ختم نبوت اور امت کے مجمع علیہ عقیدہ کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کا انکار کیا۔ اور خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے ایسے معانی گھڑے جو امت محمدیہ کے تیرہ سو سال کے متواتر عقیدہ و بیان کے خلاف ہیں۔

۲۔ اس نے حیات مسیح کی نصوص قطعیہ اور نزول مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متواتر عقیدہ کا انکار کیا اور اس سلسلہ میں ایسی ایسی دور از کار تاویلات کر کے خود مسیح بننے کی کوشش کی کہ خدا کی پناہ۔

۳۔ اس نے قرآن پاک کی توہین کی۔ ایک اس طرح کہ اس نے کہا کہ قرآن خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ دوسرے اس نے اپنی وحی کو قرآن کی طرح قطعی اور غلطی و خطاء سے بری اور پاک قرار دے کر قرآن کے بے مثل ہونے پر حملہ کیا۔ تیسرے اس نے قرآن پاک کی مضحکہ خیز تاویلات کر کے قرآن میں معنوی تحریف کی۔

۴۔ اس نے یہ کہہ کر کہ جو حدیث میری وحی کے خلاف ہے۔ وہ ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہے۔ حدیث کی توہین بھی کی اور منقول دین پر اعتماد کی اسپرٹ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

۵۔ جہاد کی فرضیت سے انکار کیا۔

۶۔ مختلف موقعوں پر خدا تعالیٰ پر افتراء کرتا رہا۔ مثلاً یہ کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر میرا نکاح محمدی بیگم سے کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں وحی کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری کیا جو سراسر افتراء اور دروغ بے فروغ تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۷۔ اس نے دو بعثتوں کا مسئلہ ایجاد کر کے اور اپنے کو بھی محمد قرار دے کر زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنی ترقی اور آنحضرت ﷺ سے برتری کی بنیاد رکھی اور اسی قسم کی تصریحات بھی کیں اور اسی لئے اکمل شاعر کے اس شعر کی تصدیق و تحسین بھی کی کہ۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

اس لئے مرزا قادیانی نے کہا کہ: ''ہر شخص ترقی کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔'' اور اسی لئے مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ: ''آنحضرت ﷺ کے لئے صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے سورج اور چاند دونوں۔'' اور اسی لئے یہ کہا کہ: ''هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق'' میرے زمانے کے بارہ میں خدا نے فرمایا ہے اور اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قرآنی پیش گوئی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کی بجائے مرزا قادیانی نے اپنے اوپر چسپاں کیا ہے اور اسی لئے اپنے معجزات کی تعداد چند لاکھ بتا کر آنحضرت ﷺ سے آگے نکل جانے کی کوشش کی۔

۸... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی توہین کی جو ناقابل بیان ہے۔ یہاں تک کہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص۴۱ میں یہ بھی لکھا کہ: ''مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے یعنی رام چندر سے کچھ زیادتی نہیں رکھتا۔'' اور ساتھ ہی ان کے چال چلن پر اجمالی مکروہ حملہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ: ''انہی باتوں کی وجہ سے خدا نے یحییٰ علیہ السلام کا نام تو حصور رکھا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا یہ نام نہ رکھا۔'' (دافع البلاء ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ حاشیہ)

عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے کر جب اس کو عام اہل اسلام کے اشتعال کا خیال آتا ہے تو کبھی کہتا ہے کہ یہ فرضی یسوع کو کہا گیا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے عیسیٰ ابن مریم ذیشان کو نہیں کہا گیا۔ لیکن مندرجہ بالا دو حوالے اس کی ان پردہ داریوں کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیتے ہیں اور پھر صاف اقرار ہے کہ: ''یسوع مسیح ایک اسرائیلی آدمی مریم کا بیٹا ہے۔''
(ست بچن ص۱۵۹، خزائن ج۱۰ ص۲۸۳)

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ تو اظہر من الشمس ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

اینکہ منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسی کجا است تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

پھر صاف اعلان ہے کہ: "پہلے عقیدہ تھا کہ مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور جب کوئی امر میری فضیلت کے بارہ میں ظاہر ہوتا تھا اس کو جزوی فضیلت پر محمول کرتا۔ لیکن خدا کی بارش کی طرح وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم رہنے نہ دیا۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

۹ تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کی۔

۱۰ آنحضرت ﷺ کی شان پاک میں قرآن کی جو آیتیں نازل ہوئی تھیں وہ اپنی شان میں نازل ہوتا بتائیں۔ مثلاً یہ کہ "وما ارسلناك الا رحمة للعالمين"

(حقیقت الوحی ص ۸۲ خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)

"وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى"

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

اسی طرح حدیث قدسی "لولاك لما خلقت الافلاك" (اے مرزا قادیانی اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔) (حقیقت الوحی ص ۹۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کن فیکون کے اختیارات بھی حاصل کئے۔ اور یہ وحی نازل کرائی کہ: "انما امرك اذا اردت شيئا ان تقول له كن فيكون"

(حقیقت الوحی ص ۹۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

یہ سب باتیں بمع دیگر خرافات کے حقیقت الوحی ص ۱۰۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸ کے الہامات میں درج ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور تمام مرزائی لٹریچر کی چند باتیں ہیں۔ جن کا بار بار اعادہ کیا جاتا ہے کہ: نبی آسکتے ہیں... مسیح ابن مریم مر گیا۔ اب اس کی جگہ میں خود آگیا ہوں انبیاء سے وحی سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہے... آنحضرت ﷺ سے بھی کئی بار غلطیاں ہوئیں۔ علماء مشائخ یہودی، سور وغیرہ ہیں انگریزی کی خوشامد و اطاعت جہاد کی منسوخی اور خونی مہدی کی مخالفت میرے معجزات لاکھوں تک ہیں پھر نمبر وار گنواتا ہے۔ میری شان بڑی ہے حسینؓ سے بڑی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سے بڑی ہے۔ علیؓ سے بڑی ہے۔ میرے

www.besturdubooks.wordpress.com

کمالات بجز آنحضرت ﷺ تمام انبیاء سے زیادہ ہیں۔ میرا زمانہ مسیح کا زمانہ ہے۔ غلبہ اسلام کا زمانہ ہے۔ اب دنیا بھر میں آسمانی فیض میرے واسطے کے بغیر کسی کو نہیں مل سکتا میں آدم ثانی ہوں... شیطان کو آخری شکست میرے ہاتھ سے ہوئی ہے۔ میرے معجزات کا شمار نہیں۔ یہ طاعون اور زلزلے سب میرے معجزات ہیں۔ آریوں کی ایسی تیسی۔ عیسائیوں کی ایسی تیسی۔ علماء کی ایسی تیسی.. مشائخ کی ایسی تیسی۔ انگریز خدا کی رحمت ہیں خدا کا سایہ ہیں... وہ میری پناہ گاہ ہیں۔ میں ان کے لئے تعویذ ہوں۔ ان کی اطاعت فرض ہے.. ان کی مخالفت ولد الحرام کا کام ہے۔ میرے مخالف جنگل کے سور ہیں ولد الزنا اور حرام زادے ہیں۔ ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ مولوی سعد اللہ بہت سے بے وقوفوں کا نطفہ ہے۔ پیر مہر علی شاہ چور ہے۔ گولڑے کی زمین اس کی وجہ سے لعنتی ہو گئی .. مولوی ثناء اللہ عورتوں کی عار ہے.. میرے بیٹے محمود نے دو دفعہ ماں کے پیٹ کے اندر باتیں کیں... اس کی بڑی شان ہے.. اس کو بھی یاد رکھو۔ گویا خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔

١١.. اس کے سوا اسلام کی بنیادی تعلیم توحید کی مٹی پلید کرنے کی کوشش کی ہے۔ لکھا ہے کہ: "خدا نے مجھے کہا تو میری توحید کی جگہ ہے۔" (تذکرہ ص ٢٠٤)

"تو میرے بیٹے کی جگہ ہے۔" (تذکرہ ص ٣٤٢)

"میں (خدا) سوتا بھی ہوں اور جاگتا بھی ہوں۔" "خدا میرے اندر اتر آیا۔ میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ پھر میں نے زمین و آسمان پیدا کئے۔"

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: "ان الرحمن محمد ان محمد الرحمن" "یعنی رحمن محمد ہے اور محمد رحمن ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص٥٦٤، ٥٦٥، خزائن ج ٥ ص ایضاً الاستفتاء ص ١٠٠)

مرزا غلام احمد قادیانی نے: "خدا کو تیندوے سے تشبیہ دی ہے۔"

(توضیح مرام ص ٧٥، خزائن ج ٣ ص ٩٠)

ایک وحی یہ ہے کہ: "ربنا عاج" "یعنی ہمارا رب ہاتھی دانت کا ہے۔"

(براہین احمدیہ ص ٥٥٥ حاشیہ، خزائن ج ١ ص ٦٦٢)

مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا کبھی عربی بولتا ہے کبھی اردو اور کبھی انگریزی۔

١٢ مرزا قادیانی کہتا ہے۔ آدمم نیز احمد مختار در برم جامہ ابرار [illegible] کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں ہر کہ گوید دروغ است لعین'

اس کا ترجمہ: "میرے جامہ میں تمام ابرار ہیں۔ میں آدم بھی ہوں اور احمد مختار (یعنی

www.besturdubooks.wordpress.com

آنحضرت ﷺ) بھی ان سب سے یقیناً کم نہیں ہوں جو کم کرے ملعون ہے۔"

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

لعنت میں بھی اپنی شان نبی ﷺ سے کم نہیں رکھی۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بھی۔

غرضیکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا تمام لٹریچر کفریات و خرافات سے بھرا پڑا ہے جن کی ہر سطر اور ہر بات ایسی ہے جو خود توہین اسلام اور تکذیب دین کی غماز ہے اور اگر مرزا غلام احمد کافر نہیں ہو سکتا تو پھر دنیا میں کوئی بھی کافر نہیں ہو سکتا۔

کافر کی امت

ظاہر ہے کہ حسب ارشاد آنحضرت ﷺ اس دجال کی جماعت اور امت بھی کافر ہے گی۔ کافر کی امت کا کافر ہونا ضروری ہے۔ چاہے وہ لاہوری مرزائی ہوں یا قادیانی۔ کیونکہ صرف نبوت کی نفی کر کے لاہوری پارٹی مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام لٹریچر کی تصدیق کرتی۔ اس کو منجانب اللہ قرار دیتی اور مرزا قادیانی کو مسیح تصور کرتی ہے۔ نزول مسیح ابن مریم کے عقیدہ کا انکار کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کی حیثیت پر دونوں پارٹیاں متفق ہو جاتی ہیں۔ جہاں سے ان کا کفر بھی دن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے۔ دین اسلام کا کوئی فرد اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو شخص ابولہب یا فرعون کو مسلمان سمجھے وہ قرآن کی تکذیب کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اسی طرح مرزا قادیانی جیسے کھلے کافر کو مسلمان کہنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی کے عقائد اور لٹریچر سے واقف ہونے کے بعد جو شخص اس کو کافر سمجھنے کی بجائے مسلمان سمجھے۔ وہ خود اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ چنانچہ خلیفہ ربوہ کے پاس کے لوگ اور لاہوری پارٹی تو مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا تمام عقائد و کفریات کی تصدیق کرتی ہے۔ بلکہ ان میں ایک منافقانہ شان کا اضافہ بھی ہے۔ وہ یہ کہہ کر کہ "ہم نبوت ختم سمجھتے ہیں۔" عام مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنا کفر چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسئلہ کی مزید وضاحت

یہ مسئلہ اتنا دقیق نہیں کہ اس پر زیادہ زور دیا جائے۔ تاہم ایک مثال سے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ ایک شخص جانتا ہے کہ رام داس بت کا پجاری ہے۔ وہ اس کو باوجود اس کے مسلمان سمجھتا ہے۔ یہ شخص خود اسی وقت کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح اس نے بت پرستی کو اسلام کے منافی نہ سمجھا جو قرآن پاک اور آنحضرت ﷺ کی تکذیب ہے۔ پس کھلے کافر کو مسلمان قرار دینا موجب کفر ہے۔ اسی طرح لاہوری مرزائی اور قادیانی مرزائی ہر دو کفر کے سرچشمہ سے

www.besturdubooks.wordpress.com

کی ۔ ثبت صداقت کہتے ہیں ۔ درآنکہ وہاں جھوٹے کی شہادت قبول نہ ہوگی ، جب تک وہ توبہ نہ کرے ۔

عجیب اور منافقانہ ہے ۔ مرزا قادیانی کے نہ ماننے والے مسلمانوں کو ذریۃ البغایا اعلیٰ کچھ ہوں یا ادنیٰ و بالا ہوں مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے سے سب پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۔ مگر اتنی سی غلط گالی کی وجہ سے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو بدزبان نہیں کہہ سکتے کہ آخر یہ عجیب غریب انصاف نہیں (جو یقینا نہیں) تو پھر مرزا قادیانی نے بھلا ہی ہیں ۔ ہاں ! مرزا قادیانی پر اس دور کی گالی اور گالی کا وبال پڑے گا ۔ قیامت میں تو پڑے گا ہی ۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو یہاں بھی سزا ملتی پڑتی ۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر تو صاف و صریح ہے کہ عالم اسلام کا کوئی عالم ان کو اور ان کے متبعین کو مسلمان نہیں کہتا اور جو لوگ آپس میں بھی کم یا زیادہ اختلاف رکھتے ہیں ۔ وہ بھی ان کے کفر میں متفق ہیں ۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ مرزائی خود تمام عالم اسلام کی بجائے یہی کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور وہ بھی خود مرزا قادیانی کی تعلیم کی روشنی میں اور ان کو نہ ماننے کی وجہ سے ۔ لیکن باوجود اس کے یہ غلط خیال کیے گئے ۔

ناموس رسالت کا مسئلہ

بعض لوگوں نے اپنی نا فہمی یا کم فہمی کی وجہ سے مرزائی مسئلہ کو ناموس رسالت کا مسئلہ سمجھ کر پیش کیا ہے ۔ حالانکہ مسئلہ ختم نبوت آپ ﷺ کے خصائص اور فضائل کے ذیل میں شمار ہوتا ہے ۔ ختم نبوت کے اصطلاحی معنوں کے خلاف کسی فرقہ کو تبلیغ کی اجازت دینا ان فضیلت کو مٹانے والوں کے لئے تکثیر جماعت کے مواقع فراہم ہونے دینا ناموس رسالت کے تحفظ کے قطعا خلاف ہے ۔ خاص کر جبکہ مرزا قادیانی کے لٹریچر میں آنحضرت ﷺ کے دوسرے خصائص فضائل مثلاً رحمۃ للعالمین ہونے وغیرہ میں ہمسری کے دعوے موجود ہوں ۔ اور پھر بعثت محمدی کی بعثت ثانیہ کی آڑ میں زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ محمد اول سے محمد ثانی کا ترقی یافتہ ہونا دل نشین کرا کر بہت دجالانہ انداز میں ہلال سے بدر ہو جانے کی شکل میں اپنی فضیلت کا اعلان کیا جائے ۔ جس کی تصریح اکمل قادیانی کے شعر سے بھی ہوتی ہے کہ ۔

اور آگے سے ہے بڑھ کر اپنی شان

نیز جس مسلمان کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت اور ناموس مصطفیٰ سے ذرہ برابر ہو نہیں ! بلکہ اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو وہ اس دعویٰ اور استدلال کو آپ ﷺ کی توہین تصور نہ کرے گا ؟ اور کیا کوئی مسلمان اس فتنہ کے فروغ پر آرام و اطمینان سے بیٹھ سکتا ہے ۔ ایمانی

www.besturdubooks.wordpress.com

افسوس ہے کہ جب غیرت مند مسلمان ایک کتے یا گدھے کو نام مظفر اللہ ظفر دے کر اس کا جلوس نکالتے ہیں تو
اسے ظفر اللہ خان قادیانی کی توہین سمجھ کر نازک مزاج افسر چیں بہ جبیں ہو جاتے ہیں اور اسے قانون کی
خلاف ورزی اور اشتعال انگیزی قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب ایک ایسا شخص (مرزا قادیانی) جس کا
چال چلن قابل نفرت ہے۔ جس کے اخلاق قابل اعتراض ہیں۔ جو شراب استعمال کرتا ہے۔
نامحرم عورتوں سے مٹھیاں بھرواتا ہے اور جو سیاسی لحاظ سے جنگ آزادی کے ایک ادنیٰ رضا کار
کے مقابلہ میں کمزور ہی نہیں۔ بلکہ کافر حکومت کا مدح خواں ہے۔ ایسے شخص کو جب محمد رسول اللہ قرار
دیا جائے۔ آپ ﷺ کی بعثت ثانی کہا جائے۔ یہ آپ ﷺ کی توہین نہ سمجھنا کیسی دیانت کا
سوال ہے۔ اہل اسلام کے عقیدہ میں اگر دنیا کا بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنا نام محمد رسول اللہ رکھ
لے اور کہے کہ میں وہی ہوں۔ یہ آپ ﷺ کی اس سے ہزار بار بڑھ کر توہین ہے۔ جتنی کہ کسی
کتے یا گدھے یا خنزیر کا نام مظفر اللہ رکھ کر جلوس نکالا جائے۔ گو ایسا کرنا بھی نامناسب ہے۔
اس لئے مرزا قادیانی نے اور جس جس طریقوں سے آپ ﷺ کی تنقیص شان کی ہے اور جب
مرزائی امت تمام امت محمدیہ کو کافر قرار دے اور سارے دین محمدی کو دین قادیانی میں تبدیل کرنے
کی جدوجہد کرے۔ جس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ ایک شخص جو تمام دین محمدی کو مانتے کے باوجود
مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک مرزا قادیانی پر ایمان نہ لے آئے۔ تو کیا اس کے بالمقابل دفاعی اور
انسدادی تدبیر اختیار کرنا ناموس محمدی کا تحفظ نہ ہو گا؟۔

شجرۂ خبیثہ

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے ناموس رسالت پر اگرچہ صاف صریح حملے کئے
ہیں۔ لیکن یہ تخم ریزی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعد میں اس کی امت نے ناموس محمد ﷺ کے خلاف
اپنے ناپاک پروپیگنڈے کو جتنی وسعت دی ہے۔ وہ ایک شجرۂ خبیثہ ہے جس کا تخم مرزا غلام احمد
قادیانی ڈال گیا تھا۔ مثال کے طور پر مرزا محمود کا یہ کہنا کہ ”روحانی ترقی میں ایک شخص
آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ اسی طرح مرزائی امت کا میثاق انبیاء علیہم السلام والی
آیت کو بجائے آنحضرت ﷺ کے مرزا غلام احمد قادیانی پر چسپاں کرنا کہ تمام نبیوں سے جو عہد لیا
گیا تھا وہ مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کے لئے لیا گیا تھا۔ پھر نہایت بےشرمی
سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت قرآنی کہ میرے بعد ایک رسول احمد نام کا آئے گا۔ اس کو
آنحضرت ﷺ کی بجائے مرزا قادیانی کے حق میں قرار دے کر اعلان کرنا کہ آنحضرت ﷺ کا
نام احمد نہ تھا۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں پیش گوئی ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے متعدد

www.besturdubooks.wordpress.com

احادیث میں اپنے احمد ہونے کا ارشاد فرمایا ہے اور تمام امت، تمام مفسرین اس کا مصداق آپ ﷺ ہی کو سمجھتے ہیں۔

مرزا محمود نے اپنی پشت پر سرکاری ذرائع کی فراوانی دیکھ کر انگریزی اقتدار کے تاقیامت رہنے اور اپنے کو ہر طرح محفوظ اور دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے رہنے والا سمجھ کر یہاں تک زور مارا کہ ایک شخص جو آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے تمام دین کو مانتا ہے۔ عقائد حقہ اور اخلاق فاضلہ، اعمال صالحہ سے آراستہ ہے۔ دین کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کرتا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا۔ بلکہ اس بیچارے مسلمان نے مرزا قادیانی کا نام تک نہیں سنا پھر بھی وہ کافر ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اب نجات کا دارومدار آنحضرت ﷺ اور آپ کے دین کو مان لینے پر نہیں رہا۔ بلکہ مرزا قادیانی اور اس کی تعلیمات پر منحصر ہے اور اس عقیدہ میں اتنا غلو کیا کہ ظفر اللہ خان قادیانی موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی قائداعظم کا جنازہ تک نہیں پڑھتے اور جب [illegible] ان سے اسی سلسلہ میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ پوری بے باکی سے کہتا ہے کہ میں کافر حکومت کا مسلمان ملازم ہوں۔

پاکستان بننے کے بعد

پاکستان بننے سے پہلے تو چونکہ مرزائی انگریزی اقتدار کے تاقیامت رہنے کا تصور کئے ہوئے تھے اور انگریز کی امداد سے مسلمانوں کو بزدل کرنے اور جذبہ جہاد ان کے دلوں سے نکالنے کا یقین رکھتے تھے اور انگریز کے اقتدار کو اپنا اقتدار اور مرزا قادیانی کو سرکار برطانیہ کے لئے تعویذ سمجھے ہوئے تھے۔ اس لئے حکومت پر قبضہ کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ بس انگریز کے سایہ میں تمام انگریزی مقبوضات میں اپنے مذہب کی اشاعت اور انگریز کی مدد سے انگریزی اقتدار کے اندر عہدوں اور اعزازات کی کوشش کافی سمجھی جاتی تھی۔ لیکن خلاف توقع جب انگریزی اقتدار کا زوال نظروں کے سامنے آیا۔ تو مرزائی حلقوں سے ایسی ایسی باتیں کہی اور کی شروع ہو گئیں جیسے کہ دنیائی تو ان کا مرکز رہنے کی شکل میں ہوتا ہے۔ مثلاً کبھی احرار اور لیگ کی رقابت دیکھ کر لیگ کے ذمہ دار شخص کو ان کی بابت میں ہاں ملاقات کی۔ کبھی جواہر لال نہرو کا استقبال کرنے لگے۔ کبھی اکھنڈ بھارت کی رویا (وحی) نازل ہونے لگی۔ کبھی جاتے ہوئے انگریز سے غلط امید کی بنیاد پر اپنی انفرادیت اور مستقل یونٹ جتانے کے لئے باؤنڈری کمیشن کے سامنے بے ضرورت اور بلادعوت جا حاضر ہونا (کہ شاید کوئی علیحدہ دکھڑا پیش کرنے کے لئے انگریز دے جائے) حالانکہ انگریز صرف اور صرف اپنا مفاد چاہا کرتا ہے۔ چاہے کسی سے اور کسی سے حاصل ہو۔ اور اگر کسی شکل میں ممکن نہ ہو۔ تو

www.besturdubooks.wordpress.com

قادیانی فرد یا جماعت کو چاہیں دبا سکیں۔ اس سلسلہ میں مرزائیوں نے خوب کام کیا۔ حتی کہ خلیفہ کو جیسا کہ شہادت سے ثابت ہے اعلان کرنا پڑا کہ اب بعض اہم محکمہ جات میں بھرتی کی ضرورت نہیں۔ وہاں کافی تعداد ہو چکی ہے۔ دوسرے محکمہ جات پر زیادہ توجہ کی جائے۔

اسی طرح حکومت پر اتنے اثرات قائم کئے گئے کہ مرزائی افسر یا وزیر جو چاہیں کریں۔ کوئی باز پرس نہ کرے۔ نہ کوئی جواب طلب ہو۔ نہ تحقیقات کاروائی ہو۔ اور نہ عام مرزائیوں کے خلاف قانون حرکات پر نوٹس لینے یا کاروائی کرنے کا سوال پیدا ہو۔ جیسا کہ بہت سی شہادتوں سے ثابت ہے اور جیسا کہ ہم عنقریب عرض کریں گے۔

اس سلسلہ میں حالات اتنے بدلے اور مرزائیوں کے حوصلے اتنے بڑھے کہ خلیفہ نے صاف اعلان کر کے مریدوں کو کہا کہ ۱۹۵۲ء ختم نہ ہونے پائے کہ مخالف محسوس کرے کہ اب احمدیت کی آغوش میں آنے کے بغیر چارہ نہیں۔

اور ایک بار "خونی ملا کے آخری دن" کے عنوان سے امت کے چوٹی کے علماء کے خلاف ہتک آمیز الفاظ استعمال کر کے انتقام کی دھمکی دی اور اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کی کہ اس طرح ۹۹ فیصد آبادی کے جذبات کو ٹھیس لگے گی۔ ایک فیصدی افراد جب ۹۹ فیصدی کے خلاف ایسی بھبکی بھبکی باتیں کہنے لگیں تو اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کو کلیدی آسامیوں بڑے سے عہدوں اور سرکاری نظم ونسق پر اپنے کنٹرول حاصل ہونے کا کس درجہ یقین ہو چکا ہے؟ جس کی بعد کے واقعات نے تصدیق کر دی۔ جیسا کہ عنقریب عرض کیا جائے گا۔ سیاسی اقتدار کی دوسری شکل یہ تھی کہ کسی طرح علیحدہ ریاست بنا دی جائے۔ یہ خواہش مرزائیوں کی طبعی خواہش ہے۔ جیسا کہ ان کے اقوال واعمال سے ثابت ہے۔ انگریزوں کی بھی یہ طبعی خواہش ہونی چاہئے تھی۔ جب وہ یہاں سے جانے لگے تو پنجاب کی تقسیم کر کے انگریز نے پاکستان کو اپنے خیال میں اتنا کمزور کیا جو ہر وقت اس کا دست نگر رہے۔ پھر باؤنڈری کمیشن نے گورداسپور ہندوستان کو دے کر کشمیر کا راستہ کھول دیا۔ کیونکہ دونوں ملکوں کی کشمکش بھی اس کی مداخلت کو قائم ودائم رکھنے والا تھا۔ اس باؤنڈری کمیشن کے فیصلے کو قائداعظم نے پاکستان سے عیاری قرار دیا اور تقریر میں کہا۔ ظاہر ہے کہ انگریز کو اگر پاکستان میں سب سے زیادہ اعتماد کسی پر ہو سکتا ہے تو وہ قادیانی گروہ تھا اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے کہ ظفر اللہ خان قادیانی کے وزیر خارجہ بنائے جانے میں انگریزی سفارشات کو خاص دخل تھا تو بعید از قیاس نہیں ہے۔

پس اگر انگریز دور اندیشی کی رو سے قادیانیوں کو ایسی پوزیشن دلانے کی کوشش کریں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی آئندہ جو کر رہ لیے گئے وہ درست نہ تھیں۔ جس کے ذریعہ پاکستان میں ریشہ دوانیوں کا موقعہ ملتا رہے اور پاکستان ہمیشہ کے لئے ترقی کا حسن ہاتھ میں بندھا رہے۔ گویا انگریز کی یہی دلی خواہش ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مجموعی مسلمان مندرجہ ذیل امور سے مندرجہ بالا خطرہ محسوس کر کے مضطرب اور پریشان تھے۔ وہاں کوئی پریشان ہونا چاہئے تھا۔ برخلاف بعض ان تعلیم یافتہ اصحاب کے جنہوں نے کبھی انگریز کی ذہنیت سمجھنے یا اس کی روک تھام کے لئے سوچنے کی ضرورت نہیں سمجھی یا جو انگریزی اقتدار کے خلاف کچھ کہنا یا کرنا اصولاً غلط تصور کرتے تھے۔ یا جو ڈیڑھ سو سال سے خاندانی طور پر انگریز سے وابستہ رہے جس کی وجہ سے انگریز کی ہر بات کو وہ اس کی تعلیم کو باعث برکت و عزت سمجھتے رہے اور اب بھی صرف اپنے عہدوں کی خیر منانے سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن جو عام مسلمان جانتے ہیں کہ انگریز اس قدر کمزوری حالت میں بھی مصر ہے اپنے اقتدار کے زوال کو برداشت نہیں کر رہا۔ اور وہ جو دوسرے ممالک کی رقابتوں کے ایمان کے تحفظ سے واقف ہو رہے ہیں۔ اور جن کا مستقبل درخشاں بنانے یا سیاسی اغراض کی تکمیل کے لئے صرف قادیانیوں جیسی جماعت باقی رہ گئی ہے تو وہ کیوں اس میں کوتاہی کرے۔ چند ایک واقعات کے مندرجہ ذیل رو اختیار کرنے پر عام مسلمانوں کو اضطراب ہوا کہ

۱ پنجاب کے گورنر سرموڈی نے جاتے جاتے قادیانیوں کو ضلع جھنگ میں ہزاروں ایکڑ زمین برائے نام قیمت پر بلکہ تقریباً مفت دے کر مرزائی دارالخلافہ کی بنیاد ڈالی جس پر تمام مسلمانوں نے احتجاج کیا۔

۲ اس دارالخلافہ میں مرزائیوں کے سوا کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔

۳ یہ دارالخلافہ ایک طرف دریائے چناب سے محفوظ ہے۔ دوسری طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں اس کی حفاظت میں مدد دے سکتی ہیں۔ اس طرح نازک وقت میں ان کو اس کی حفاظت آسان ہو جاتی ہے۔ اور ضلع سرگودھا اور جھنگ میں وہ اپنی ہوائی طاقت میں معمولی اضافہ کر لیں جو پہلے بھی موجود ہے تو وہاں ایک آزاد ریاست کا کسی وقت اعلان کر سکتے ہیں۔

۴ چنانچہ سرگودھا میں رعب ڈالنے کے لئے گذشتہ جنرل انتخاب سے پہلے خلیفہ مرزا محمود کا [illegible] مسلح مرزائیوں کے ساتھ دورہ بھی اس کی غمازی کرتا ہے۔

۵ خاص کر جب فوج اور ہوائی فوج میں ان کی کافی تعداد ہو۔

۶ مرکز میں ان کے اثرات ہوں۔

۷ اسلحہ کے ذخیرے ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۸ مستقل علیحدہ فوج فرقان بٹالین کا قیام جو عوام کے بے پناہ احتجاج کے بعد توڑی گئی۔

۹ بلوچستان کو علیحدہ صوبہ بنانے کی خواہش اور خلیفہ مرزا محمود کی تقریر کوئٹہ۔

۱۰ سرکاری بارود کا چنیوٹ سے چناب نگر (سابقہ ربوہ) لے جا کر مشق کرنا۔

۱۱ تمام مرزائی سرکاری افسروں کا بحد ظفر اللہ خان قادیانی کے چناب نگر (ربوہ) کے موزی ج دسمبر میں جمع ہو کر سوچنا اور سیاسی تعاون پر غور کرنا۔

۱۲ ظفر اللہ خان قادیانی کے حق میں لندن کے اخبارات اور انگریزوں کے زیر اثر اسلامی ممالک یا زیر اثر اخبارات یا زیر اثر افراد کا پروپیگنڈہ کرتے رہنا۔

۱۳ قادیانی اپنے مکروہ طرز عمل، نئے عقائد اور مشہور انگریزی ایجنٹ ہونے کی وجہ سے جو وہ پبلک جلسے نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا اور مسلمانوں کی طرف سے فسادات کے خطرات سے حکام کو آگاہ کئے جانے کے باوجود مرزائی پبلک جلسوں کے لئے ایسے مقامات پر اجازت حاصل کرنا۔ جہاں مرزائی ضلعی افسر ہوں یا ان مشہور مرزائی افسروں کے رشتہ دار ہوں۔ مثلاً کراچی میں جلسے کی اجازت جہانگیر پارک میں۔ حالانکہ گذشتہ سال اجازت نہیں دی گئی تھی اور فسادات والے سال بھی حکام کو کئی بار فسادات کے خطرات سے آگاہ کیا گیا۔ لیکن ظفر اللہ خان قادیانی کو جلسہ ضرور کرنا تھا۔ تاکہ مرزائی ایک عوامی جماعت بن سکے۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جہاں فساد ہونے کے بعد بھی لوگوں نے فساد میں بھی جلسہ کامیاب کرانے کی سعی کی۔ اسی طرح راولپنڈی میں جہاں مرزائی فوجی افسروں کی بھرمار ہے۔

۱۴ ظفر اللہ خان قادیانی کا مستقل وزارت خارجہ پر قائم رہنا۔ باوجودیکہ عوام کی مرضی کے بھی خلاف تھا اور پنجاب کے جنرل الیکشن کے بعد پنجاب کا نمائندہ بھی نہ تھا اور اس کی کارگزاری پر بھی تمام اخبارات تنقید کر چکے تھے۔

۱۵ صوبہ جات میں مرزائی افسروں کا مرزائیت کے لئے کھلم کھلا کام کرنا اور کسی حکم کی پرواہ نہ کرنا۔ اس کے برخلاف کسی مسلمان افسر کا مرزائیت کے خلاف تبلیغی جدوجہد کر سکنا۔ نہ کوئی ایسا کام کر سکتا۔

۱۶ بعض مقدمات رجسٹرڈ ہونے کے باوجود (مرزائیوں کے خلاف) داخل دفتر ہو جانا۔ مثلاً ۵ من سکہ جو ریلوے کے ذریعہ چناب نگر (ربوہ) بھیجا جا رہا تھا پکڑا گیا۔ کیس درج رجسٹر ہوا۔ لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۷۔ میجر نذیر احمد قادیانی جیسا غدار فوجی افسر کا جو ظفر اللہ خان کا ہم زلف تھا اور خلیفہ کے حکم کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتا۔ بقول میاں انور علی کے حکومت پاکستان کے خلاف سازش کرنا اور پھر اس کا قید سے بچ جانا۔

۱۸۔ مرزائیوں کے بے پناہ لٹریچر کا رسالوں، پمفلٹوں اور اشتہاروں کی صورت میں ملک میں شائع ہونا۔

۱۹۔ ان کا غیر ممالک کے بینکوں میں کروڑوں روپوؤں کا موجود ہونا جس کا ماخذ بھی معلوم نہیں۔

۲۰۔ اکھنڈ ہندوستان جنا جن کے نزدیک خدائی مشیت ہو۔ جس کے لئے وہ کہہ چکے ہیں کہ اگر ملک تقسیم بھی ہو جائے تو یہ چند دن کے لئے ہوگا اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ پھر ایک ہو جائے۔

معزز عدالت ...... یہ بہت ہی کم باتیں ہیں جو عدالت کے سامنے آسکی ہیں۔ اگر احرار لیڈر یا دیگر جیلوں سے باہر ہوتے تو سوگنا زیادہ معلومات اور مواد عدالت کے سامنے پیش کیا جا سکتا تھا۔ جس کو یا تو مرزائیوں کی خرمستیاں کہا جاتا یا خطرناک حالات کا پیش خیمہ قرار دیا جاتا۔

معزز عدالت ...... اگر مندرجہ بالا حالات و واقعات درست ہیں۔ جبکہ یقینی ہے تو ان کے ساتھ اگر ذرا سی ترقی اور ہو جائے جس کے لئے مرزائی ہمیشہ کوشاں رہے۔ مثلاً یہ کہ فوج کا اعلیٰ افسر مرزائی ہو۔ مرکزی حکومت میں اتنا اثر ہو کہ کسی مرزائی سکیم کو دبانے کی کوشش نہ کی جائے۔ پھر چناب نگر (ربوہ) کے دارالخلافہ کی آزاد ریاست کا مطالبہ کیا جائے۔ نہ دینے کی شکل میں مسلح بغاوت اور چناب نگر (ربوہ) کے ارد گرد قبضہ کر لیا جائے۔ ادھر فوراً انگریز اور امریکہ مداخلت کر کے جنگ بند کر دیں اور بعد میں چناب نگر (سابقہ ربوہ) کو آزاد ریاست تسلیم کر لیا جائے۔ فلسطین کی یہودی حکومت کو جب فوراً تسلیم کیا جا سکتا ہے تو ربوہ کی مرزائی حکومت تسلیم کرنے میں کونسا امر مانع ہے؟۔ یا خطرناک حالات میں مرزائی عناصر خلیفہ کے حکم سے ہندوستان کے حق میں انقلاب پیدا کر دیں اور عین حالت جنگ میں ان کا ساتھ دے کر خدا کی مشیت کو پورا کر کے قادیانی اسٹیٹ حاصل کریں۔ تو مندرجہ بالا حالات اور مرزائیوں کے بیانات کی روشنی میں یہ ناممکن نہیں۔

اور اگر حساس مسلمان ان حالات کو دیکھ کر مضطرب و پریشان ہوں تو ان کی یہ پریشانی بالکل حق بجانب ہوگی۔ اور اگر ان امور میں سے کسی کا اندیشہ نہ ہو۔ لیکن وہ دن بدن بڑھتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے اقتدار کی وجہ سے احتجاج کریں کہ بقول خلیفہ واقعی مسلمان قادیانی بچے کے سوا جنازہ نہ دیکھیں یا مرزائیوں کو کافر کہنا اور ان کی کافرانہ تبلیغ کے مقابلہ میں سرکاری طور سے مسلمانوں کی تبلیغ بند کر دی جائے تو کیا یہ کم حادثہ ہوتا؟ جس سے کروڑوں مسلمانوں میں غم و غصہ و اضطراب کی لہر دوڑ جاتی جو پاکستان کے استحکام کے لئے کسی طرح مفید نہیں ہو سکتا تھا اور آج جبکہ مسلمان اور مرزائی کا سوال پیدا کرنا بقول چیف سیکرٹری (فدا حسین) جیسے بزرگ کے ہاں قوم میں تفریق پیدا کرنا سماج دشمنی ہے تو یہ کوئی بعید امر نہ تھا کہ کل معمولی طور پر چند اور آدمیوں کے ہمنوا کرنے کے بعد مرزائیوں کو کافر کہنے پر پابندی لگ جاتی۔ اس وقت ملک بھر میں ہیجان ہوتا۔

تعجب ہے کہ چیف سیکرٹری جیسے بزرگوں کو یہ امر کہ مرزا قادیانی اور قادیانی خلیفہ چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہیں۔ ظفر اللہ خان قادیانی قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھے اور حکومت پاکستان کو کافر حکومت کہے۔ تو یہ سماج دشمنی نہ ہو اور ان کے خلاف کوئی رپورٹ مرتب نہ کریں۔ لیکن مرزائیوں کو مسلمان کافر کہیں اور ان کے کافرانہ عقائد اور غلط عزائم سے اہل ملک اور حکومت کو آگاہ کریں۔ تو یہ سماج دشمنی ہو اور وہ جماعت گردن زدنی ہو۔

خلاصہ کلام ... خلاصہ کلام یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد مرزائیوں کا پاکستان میں مطمئن ہو کر من مانی کاروائیاں کرتے رہنے کے لئے جس کی ان کو عادت تھی۔ ان کو دو باتوں کی ضرورت تھی۔ ایک تو اسلامی آئین، علماء دین اور اپنے مخالف احرار کو ختم کرنے کی۔ دوسرے اقتدار حاصل کرنے کی۔ اول الذکر ارادے نے تمام اہل اسلام اور عامۃ المسلمین کو چوکنا کر دیا اور خواہش اقتدار نے دوسرے پڑھے لکھے دفتری مسلمانوں کو متنبہ کیا۔ کیونکہ اقتدار کی خواہش میں جہاں جہاں مرزائی بس چلا۔ مسلمان کو پیچھے دھکیل کر کے جونیئر مرزائی کو آگے لایا جاتا تو عام اہل اسلام نے مرزائیوں کی اس پالیسی کو بچشم خود دیکھ کر خطرہ محسوس کیا۔ مرزائیوں کو اپنی من مانی کاروائیاں کرنے کے لئے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان انتہائی بعد کی وجہ سے کسی نہ کسی بیرونی طاقت کی پشت پناہی بھی ضروری ہے۔ اس سے بھی مسلمان خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

بہرحال مسلمانوں نے اس امر کو بری طرح محسوس کیا کہ ایک خارج از اسلام فرقہ جو مسلمانوں سے انتہائی تعصب رکھتا ہے۔ دن بدن حکومت کی کلیدی آسامیوں اور مسلم حقوق پر قابض ہوتا جا رہا ہے اور اس قبضہ سے وہ اپنے فرقہ کے لئے خاص مفاد حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ قادیانی خلیفہ کے اعلان میں ہے۔ اس صورت حال کا آخری اور لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان پر مرزائیوں کا اقتدار قائم ہو جائے۔ اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی۔ گویا عام مسلمانوں نے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوٹی سی جماعت کے ہاتھوں اپنے حقوق کے بارے میں سخت خطرہ محسوس کیا اور وہ یہ بھی سمجھے کہ اس طرح مذہب اسلام کو بھی ناقابل برداشت نقصان پہنچے گا۔ پھر مرزائی اقتدار اپنے جماعتی دوام کے لئے یقیناً غیر ملکی طاقتوں کی پناہ لے گا جو یقیناً ملک و ملت کے لئے تباہ کن ہے۔

مسلمانوں اور مرزائیوں کے نظریے

مرزائی جماعت نے اپنی جارحانہ تبلیغ اور پارٹی کی منظم تیاری کی بنیاد پر حصول اقتدار کے لئے منصوبہ بالامر یقیناً اختیار کیا۔ جس کا خاص مقصد یہ تھا کہ ایسی صورت پیدا کی جائے جس سے مرزائیت کے مخالف گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں۔ جیسے کہ مرزا محمود احمد کی تقریر سے واضح ہوتا ہے اور یہ حالات تب ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ جبکہ مرزائیوں کے اقتدار کے بغیر مسلمانوں پر ملازمتوں اور روزگار کے دروازے بند ہو جائیں۔ سرکاری اقتدار کے ذریعہ مسلمانوں کو دبا دیا جائے اور کوئی مخالف آواز نہ اٹھ سکے۔ کوئی اخبار مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ انگیزیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرات نہ کر سکے۔

اس کے بالمقابل مسلمانوں نے اپنے مذہب اپنے حقوق اور پاکستان کو خطرات سے بچانے کے لئے جو پروگرام مرتب کیا۔ اگر غور و انصاف سے دیکھا جائے تو اس سے بہتر پر امن اور بے ضرر کوئی دوسرا حل نہیں ہو سکتا۔ وہ حل یہ تھا کہ

۱ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کو ان کی آبادی کے تناسب سے حقوق دیئے جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس میں مرزائیوں کے حقوق پر کوئی زد نہیں ہے۔ بلکہ دنیا بھر کے جمہوری اصول کے عین مطابق ان کو آبادی کے لحاظ سے حقوق دیئے جاتے ہیں۔ صرف مذہبی اظہار سے زیادہ سے زیادہ اس مطالبہ میں مرزائیوں کے دست برد سے اپنے حقوق بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگر آج کی جمہوری دنیا میں کسی اقلیت کو اپنے حقوق متعین کرنے کے مطالبہ کا حق ہے تو جب ۹۹ فیصدی اکثریت کے حقوق ایک فیصدی اقلیت کے ہاتھوں تلف ہو رہے ہوں تو اکثریت کو اپنے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کرنا کیونکر جرم ہو گا؟ ملک میں پہلے بھی دوسری اقلیتیں موجود ہیں۔ ان کا اقلیت ہونا ملک و ملت کے لئے کسی طرح نقصان دہ نہیں اور حقوق کی تشخیص سے پیدا ہوتی ہے رہا غیر مسلم اقلیت قرار دینا تو یہ امر ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے فرزند خلیفہ محمود کی تعلیمات کی رو سے تمام مسلمان قطعی کافر ہیں۔ جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں سمجھتے ہیں اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت اور نبوت میں سارے ہی مسلمان جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ دوسری طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

تمام علماء دین کا اسلامی تعلیم کی روشنی میں متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جب عبادات، معاملات نکاح بھی علیحدہ ہوں، عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہو اور دونوں فریق ایک دوسرے کو کافر کہیں تو پھر ان کو ایک ہی رسی میں باندھنا۔ ایک جیسا مسلمان قرار دینا۔ ایک کے حقوق پر دوسرے کو قابض کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟۔ اور اس صورت میں مرزائیوں کو کیوں زبردستی مسلمانوں میں گھسیڑا جا رہا ہے۔ اگر مرزا قادیانی یا مرزائی مسلمانوں کو کافر نہ بھی کہتے۔ لیکن مرزائی عقائد و تعلیمات کی وجہ سے جب تمام اہل اسلام ان کو کافر کہتے اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ جس میں تمام اسلامی فرقے متفق ہیں۔ مشرق سے مغرب تک کے علماء کا اتفاق ہے تو حکومت کو کیوں اصرار ہے کہ وہ غیر مسلم نہیں ہیں۔ یہ ضرور مسلمان ہیں؟۔

ایک گواہ نے نہایت سادگی سے یہ کہا کہ یہ حکومت کا کام نہیں کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون مسلمان ہے کون نہیں۔ اگر حکومت کا کام نہیں ہے تو علماء دین تو فیصلہ دے چکے ہیں۔ اس کو نافذ کرو۔ تعجب ہے کہ حکومت اسلامی کہلائے۔ نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تجویز کرے۔ اعلان یہ ہو کہ قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہ بن سکے گا۔ جب یہ مسلمان اور غیر مسلمان کا فیصلہ نہیں کر سکتی تو اسلامی آئین اور غیر اسلامی آئین میں کس طرح تمیز کرے گی؟۔ اگر اسلامی حدود و قوانین کی تعیین اسے کرنی ہے تو مسلمان اور غیر مسلمان ہونے کا فیصلہ بھی اس کو لازماً کرنا ہوگا۔ اگر مراد یہ ہو کہ یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے تو عدالت کا فیصلہ بھی تو حکومت کا فیصلہ ہے۔ پھر بھی حکومت کو چاہیے کہ عدالت سے فیصلہ کرا کر صحیح حکمت عملی مرتب کرے۔ عدالت بھی اس امر کا فیصلہ اسی روشنی میں کرے گی کہ آنحضرت ﷺ سے منقول دین اسلام کی روشنی میں کون مسلمان ہے اور کون نہیں؟۔ بالآخر اسی مفہوم سے متفق ہونا پڑے گا جو مفہوم دین اسلام کا صحابہ سے لے کر آج تک خیر القرون کے مسلمانوں نے سمجھا اور جو مفسرین محدثین ائمہ دین اور مجددین نے محفوظ کر کے پچھلے لوگوں کے حوالے کیا۔ اسلامی تاریخ میں شاہی درباروں میں ایک ایک آدمی کے کسی عقیدہ کے سلسلہ میں بھی علماء نے بحث کر کے کفر یا اسلام کے فیصلے صادر کئے ہیں اور حکومت نے ان کو نافذ کیا ہے اور ہمارے ذمہ دار حضرات اتنے اہم معاملہ سے پہلو تہی کر کے قوم کو مصیبت میں مبتلا کر رہے ہیں۔ حالانکہ قوم کے دین و ایمان کی حفاظت اسلامی حکومت کا اپنا فرض ہے۔

معزز عدالت اگر ایک غیر مسلم جج کسی مسلمان عورت کے فسخ نکاح کی ڈگری دیتا ہے تو اس کا وہ حکم نافذ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس ڈگری کے بعد وہ دوسرا نکاح کرے تو اسے زنا کا گناہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگا۔ کیونکہ غیر مسلموں کے فیصلے مسلمانوں پر نافذ نہیں ہو سکتے۔ تمام فقہاء نے یہ مسئلہ قرآن کی آیت "لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا (النساء: ۱۴۱)" آیت کے ذیل میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر غیر مسلم جج کسی عورت کو کسی کی بیوی قرار دے۔ وہاں بھی یہی مشکل پیش آئے گی۔ اس کے سوا مسلمان عورت کا نکاح مرزائی سے حرام ہے۔ مرزائیت کے کفر و اسلام کے فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے ایسے نکاحوں میں کتنے ہی فسادات ہوئے ہیں۔ بہاولپور کا تاریخی مقدمہ بھی اسی وجہ سے ۱۲ سال تک چلتا رہا۔

بے شک انگریز کا قاعدہ اسی حق کو اسلام کے اندر وہی طرح ۷۲ فرقے پھیلتے رہے اور ہر شخص مسلمان بن کر جو فتنہ چاہے برپا کرے۔ لیکن اسلامی حکومت کو خود بھی اور عوام کے سب سے بڑے مطالبہ کی وجہ سے یہ فیصلہ کرنا ہی ضروری ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے پیرو کار اسلامی شریعت کی رو سے مسلمان نہیں ہیں۔ بہرحال یہ مطالبہ کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے نہایت معقول اور فساد کو ختم کرنے والا مطالبہ ہے۔ ایک تو اس لئے کہ جب مرزائی مسلمان نہیں ہیں تو ان کو اسلام سے خارج قرار دینے میں کیا مضائقہ ہے؟۔ اتنا بڑا مسئلہ یوں ہی معلق نہیں رکھا جا سکتا۔ چاہیے حکومت عدالت سے یہ فیصلہ کرائے یا اپنے عوام کے مطالبہ کی بنا پر خود ان کو علیحدہ قرار دے۔ خاص کر جبکہ خود مرزائیوں نے بھی باؤنڈری کمیشن کے سامنے اور دوسرے موقعوں پر بھی اور فتویٰ کے طور پر بھی مسلمانوں کو قطعاً کافر اور اپنے آپ کو قطعاً علیحدہ قوم ظاہر کیا ہے اور نماز میں بھی الگ رکھا ہوا ہے۔ جو مرزا قادیانی کی متابعت سے ہے۔ پھر صرف ۲۵ لاکھ مسلمانوں کو کافر اپنے تبلیغ کے جال میں پھنسانے اور ان کے حقوق پر قبضہ کرنے کی خاطر کیوں ان کو زبردستی مسلمانوں کے گلے ڈالا جا رہا ہے؟۔ دل خدا را، مثل تیرا مہمان۔

اب مرزائیوں کی جارحانہ تبلیغ اور اقتدار کے حصول کے لئے زبردستی ان کا ایسے حالات پیدا کرنا کہ مسلمانوں کو مرزائیوں کا لوہا ماننا پڑے۔ یہ پروگرام جس کے نتیجہ میں سوائے فساد اور تصادم کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے یا اہل اسلام کا یہ فیصلہ اور مطالبہ کہ دونوں گروہ الگ عقائد و نظریات کی قوم تسلیم کر کے ہر ایک کے حقوق آبادی کے لحاظ سے متعین کر دیئے جائیں؟۔ تاکہ نہ کوئی مسلمان دھوکہ میں رہے نہ ایک دوسرے کی حق تلفی کا خطرہ باقی رہے۔ کتنا آئینی اور جمہوری مطالبہ ہے؟۔

٭ دوسرا مطالبہ اہل اسلام کا یہ تھا کہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کر دیا جائے۔ کیا قوم کا اپنی حکومت سے کسی بڑے کی تبدیلی کا مطالبہ کوئی غیر آئینی

www.besturdubooks.wordpress.com

مطالبہ ہے؟ دنیا بھر میں سب سے پہلے خود امریکہ میں کسی اور وزیر کے خلاف عوام کے ایک طبقے نے اپنا مطالبہ پیش کیا جس پر عمل بھی کیا گیا۔ کیا جمہوری حکومت میں جمہور کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی نمائندے کے بارے میں اپنی بے اعتمادی کا اعلان اور اس کی علیحدگی کا مطالبہ کریں یا اس نے نظام اسلامی کی بجائے کفر پیش کیا اور اس کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کریں۔ جبکہ ظفر اللہ خان قادیانی کے خلاف مطالبات کا سلسلہ اس وقت سے جاری ہے جب اس کو وزارت خارجہ جیسی اہم کلیدی منصب کا ممبر بنایا گیا تھا۔ اس وقت بھی تحریری طور پر تمام باشندگان ملک نے اس کے تقرر کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ مرزائی یہ کہتے ہیں کہ اس کا تقرر قائداعظم نے کیا تھا۔ پہلے تو ہمیں اس وقت کی قائداعظم کی مجبوریاں معلوم نہیں۔ آخر انہوں نے تقسیم ہند کی کسی مجبوری سے ہی تو باؤنڈری کمیشن کے فیصلے غدارانہ ہونے کے باوجود بھی تسلیم کیا تھا۔ وہاں کی اس وقت کی مجبوریاں تھیں۔ اسی طرح قائداعظم نے اور بھی بہت سے آدمی وزیر بنائے تھے۔ لیکن ان کے خلاف کارروائی کرنی پڑی۔ جیسے پنجاب کے نواب ممدوٹ یا سندھ کے کھوڑو۔ بلکہ مسٹر منڈل جیسے تو صریحاً غدار ثابت ہوئے اور اگر قائداعظم زندہ ہوتے تو یقیناً ظفر اللہ خان قادیانی کو بھی کب سے نکال چکے ہوتے۔

بہرحال کسی وزیر کے خلاف پبلک کی بے اعتمادی اور عوام کا اس کی برطرفی کا مطالبہ کوئی نیا اور انوکھا مطالبہ نہیں ہے۔ جب انگلستان کے اندر کسی وزیر کے خلاف عوام کے نمائندے بے اعتمادی کی تجویز اور علیحدگی کی قرارداد پیش کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے خود اس کو وزیر بنایا تھا تو جمہور عوام براہ راست کیوں ایسا نہیں کر سکتے جن کے پاس ایسا کرنے کے لئے پبلک جلسے اور مطالبات ہی ہو سکتے ہیں۔ اور کیا پبلک کی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کرنے والی حکومت کو جب عوام نے ایسے پرزور مطالبہ کا سامنا پڑ جائے تو کیا اس کا فرض نہیں کہ عوام کے سامنے جواب دہ ہو۔ جبکہ وہ انہی کی نمائندگی کی مدعی ہے۔ ورنہ استعفیٰ دے دے یا پھر کم از کم عوام کی رائے دریافت کرنے کے لئے استصواب کرے۔

ظفر اللہ خان قادیانی کے خلاف مطالبہ کی ہمہ گیری

چوہدری ظفر اللہ خان کے خلاف مسلم پبلک کے جذبات و خیالات کا اظہار تو اسی وقت سے ہو رہا تھا۔ جبکہ اس کو وزیر خارجہ بنایا گیا۔ اگرچہ پہلے بھی یہ تھا لیکن پاکستان بننے کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس کے طرز عمل پر عام تنقید شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ متعدد مسلمانوں نے وزارت خارجہ سے اس کی علیحدگی کا مطالبہ کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جس پر مندرجہ ذیل واقعات و حوادث سے روشنی پڑ سکتی ہے اور جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عوام مذکورہ مطالبات کے لئے مجبور ہو گئے تھے

۱ سابق وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین فرماتے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی مرزائیت کی تبلیغ کا شوقین ہے۔

۲ نیز یہ کہ وہ لوگوں کو قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳ پنجاب گورنمنٹ کے ہوم سیکرٹری غیاث الدین فرماتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان چناب نگر (ربوہ) کی کانفرنسوں میں شریک ہوتے رہتے ہیں۔

۴ یہ بھی کہتے ہیں کہ حکومت پنجاب کو علم تھا کہ صوبہ پنجاب کے عوام ظفر اللہ خان کی سرگرمیوں کے مخالف ہیں اور اخبارات اور پبلک پلیٹ فارم سے یہ آواز اٹھتی تھی۔

۵ یہ سب وزراء اور حکام مانتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے کراچی جہانگیر پارک میں مئی ۱۹۵۲ء میں مرزائیوں کے جلسہ میں تقریر کی۔

۶ پنجاب گورنمنٹ کے ہوم سیکرٹری غیاث الدین فرماتے ہیں کہ اس تقریر سے ملک میں اشتعال پیدا ہوا تھا۔

۷ خواجہ ناظم الدین فرماتے ہیں کہ کراچی میں تمام اسلامی فرقوں کے جوش کا آغاز براہ راست چوہدری ظفر اللہ قادیانی کی تقریر کا نتیجہ تھا۔

۸ میاں انور علی آئی جی پنجاب فرماتے ہیں کہ کراچی کا جلسہ جہانگیر پارک والا بھی جس میں ظفر اللہ خان نے تقریر کی تھی بے اطمینانی کا ایک سبب ہے۔

۹ سردار عبدالرب نشتر مرکزی وزیر فرماتے ہیں کہ ہم نے چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو اس جلسہ میں تقریر کرنے سے روکا تھا مگر وہ نہ رکے۔

۱۰ ۲۲ اگست ۱۹۵۲ء کو جب مرکزی حکومت سرکاری افسروں کی فرقہ وارانہ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اعلان کرتی ہے تو ظفر اللہ خان قادیانی اس کے جواب (احمدیہ) میں بیان دیتے ہیں۔ (ہوم سیکرٹری پنجاب غیاث الدین)

۱۱ ظفر اللہ خان قادیانی کی خلاف اسلام سرگرمیوں کی وجہ سے جمال الدین وزیر صحت سرحد بھی تقریریں کرتے رہے اور اس کے خلاف مطالبات کی حمایت کرتے ہیں۔ جن کو وہ سرحد کے وزیر کی حیثیت سے تسلیم کرتے ہیں۔ (خواجہ ناظم الدین)

۱۲ اسلامی تعلیمات کی ہمیشہ مخالفت کرنے کی وجہ سے عوام الناس میں ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتا ہو۔ جو ربوہ کے جلسوں میں شریک ہو کر تمام مرزائی سرکاری افسروں سے بڑھ چڑھ کر اور باغیانہ تقریروں کی بحث کرتا ہو۔ جو فسادات سے بے نیاز ہو کر جہانگیر پارک کراچی کے مرزائی جلسہ میں شریک ہو۔ جو مرکزی وزارت کی بات اور مشورہ کو درخور اعتنا نہ سمجھے۔ جو وزیر اعظم کے اعلان کے جواب میں بیان دے۔ جو عام اہل اسلام کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کرے۔ جس کی علیحدگی کا مطالبہ مسلمین مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کو پاکستان کے لئے موجب بربادی تصور کرتے ہیں۔ اخبارات جس کے خلاف لکھتے ہیں۔ جو چھ سال کے عرصہ تک کشمیر کا مسئلہ حل نہ کرا سکا ہو۔ جو اسلامی پڑوسی ممالک کے سلسلہ میں کوئی مفید کام نہ کر سکا ہو۔ جب کہ خود وزیر اعظم لیاقت علی خان مرحوم اور مسٹر محمد علی نے اقدام کیا۔ کیا یہ عامۃ المسلمین کا مطالبہ غیر آئینی یا بے جا کہلا سکتا ہے؟

معزز عدالت! ایسے تمام سنگین الزامات کے سلسلہ میں چوہدری ظفر اللہ خان سے نہ جواب طلب کیا جاتا ہے۔ نہ اس کے خلاف کوئی کاروائی کی جاتی ہے۔ اور نہ ہی وہ اپنی کرسی سے ہٹایا جاتا ہے۔ لیکن ان حالات کو برابر دیکھنے اور سننے سے مسلمان قوم کا مضطرب اور پریشان ہونا قدرتی امر ہے۔ اور ان حالات میں جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک مرزائی سو سو مرزائیوں کے جلسوں میں شرکت کرتا ہے۔ اس سے کوئی پوچھتا نہیں۔ ربوہ کا مرزائی فوجی کشمیر محاذ پر مرزائیت کا کام کرتا ہے۔ جب مشترکہ دفاعی پوسٹ پر تعینات ہو کر فوجی آتا ہے۔ وہاں بھی تبلیغ کرتا ہے۔ جس کے نتیجہ سے ہو رہے بلوں سرحدی علاقہ میں شر ہوتا ہے۔ جب ایک قتل بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مرزائی فوجی افسر سرکاری ہتھیار وزارت دفاع سے چھپ چھپ کر مرزائی جماعت (فرقان) کے لئے جنگی مشق کرتے ہیں۔ پاکستان کے وزیر اعظم کو اس کا علم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی باز پرس یا قانونی کاروائی نہیں کی جاتی۔

قادیانی خلیفہ مرزا محمود اشتعال انگیز اور معاندانہ بیانات دیتا ہے۔ اس کے خلاف کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ ہندوستان چلے جانے کے منصوبے بھی سوچے گئے۔ لیکن ان کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھی۔ اسی طرح کے سینکڑوں واقعات ہوتے ہیں جن میں احتجاج کرنے والے مسلمان تو زیر عتاب آ جاتے ہیں۔ لیکن مرزائیوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ کیا اگر مظلوم مسلمان قوم یہ رائے قائم کرے کہ سب کچھ چوہدری ظفر اللہ خان کے کھونٹے پر ہو رہا ہے تو کیا وہ حق بجانب نہیں ہیں؟ اور اگر اس سے قوم میں بے چینی پیدا ہو کر کسی طور پر پاکستان میں ایسی بات ہو سکتی ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان کرنا چاہتے اور اگر وہ نہ چاہیں تو نہیں ہو سکتی۔ اور اگر چند دن اور یہ حالت رہی تو پاکستان کے اقتدار پر مکمل قبضہ مرزائی جماعت کا ہو جائے گا۔ کیا یہ بے چینی بے

www.besturdubooks.wordpress.com

معزز عدالت یہ حقیقت ہے کہ کیبنٹ میں ظفر اللہ خان کی موجودگی مطالبات منظور کرنے کی راہ میں زبردست رکاوٹ تھی۔ اس کی تائید بعد کے واقعات سے بھی ہوئی۔

پاکستانی حکومت مسٹر زکی بے چارگی

مثلاً خواجہ ناظم الدین نے بوجہ از خرابی بسیار جب تمام پاکستانی صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، گورنروں اور دیگر سول و فوجی حکام کی کانفرنس طلب کی۔ اس میں متفقہ طور پر جو تجویز پاس ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ قادیانی سربراہ مرزا محمود سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ مسلمانوں میں اپنی تبلیغ بند کرنے کا اعلان کریں۔ اس میں بھی چوہدری ظفر اللہ خان نے کیڑے نکالنے کی کوشش کی۔ مثلاً یہ کہ اگر کوئی شخص خود ہی قادیانی لٹریچر طلب کرے تو اس پر ہمارے تجربہ کار افراد نے کہا کہ ہاں! یہ تو جائز ہونا چاہئے۔ خیال فرمائیں کہ اب کون تحقیق کرتا پھرے گا کہ ان لاکھوں مسلمانوں کے پاس قادیانی لٹریچر خود بخود آ گیا ہے یا زبردستی یا منگوایا ہے؟ اس طرح دراصل یہ متفقہ تجویز بھی ظفر اللہ خان نے بیکار کر کے رکھ دی تھی۔ لیکن تاہم ایک تجویز تھی جو پاس ہوئی۔ لیکن دو ہی دن کے بعد خواجہ ناظم الدین کو اس تجویز کے پیش کرنے کی سزا یہ ملی کہ وہ وزارت سے علیحدہ کر دیئے گئے اور سردار عبدالرب نشتر وغیرہ بھی جو صحیح مسلمانوں جیسے عقیدہ رکھتے تھے وزارت کی پہلی صف میں چوہدری ظفر اللہ خان پر ہراساں تھے۔

یہ عرض کرنے سے مراد صرف یہ بتانا تھا کہ پاکستان کے تمام مرکزی اور صوبائی وزراء اور دیگر سول اور فوجی اعلیٰ افسروں کی پاس کی ہوئی متفقہ تجویز بھی گاؤ خورد ہوئی۔ جس کا آج تک نام نہیں لیا گیا۔

تجویز میں اعلیٰ افسروں کی بیچارگی

یہ تجویز بجائے خود اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ ظفر اللہ خان کی موجودگی اجلاس پر کتنا اثر ڈالتی ہے؟ جب تمام شرکاء اجلاس نے فسادات و خرابی کی جڑ مرزائی تبلیغ کو قرار دیا اور یہی سمجھا کہ سارا فتنہ مرزائی تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ تو فیصلہ کی شکل یہ تھی کہ کھلی مرزائی تبلیغ اور تبلیغی لٹریچر کو بند کر دیا جاتا۔ اور مرزا محمود قادیانی کو حکم امتناعی صادر کیا جاتا۔ لیکن یہی افسر جب دوسری پبلک جماعتوں کے خلاف کچھ کہنے یا کرنے پر آتے ہیں تو بکثرت دفعہ ۱۴۴ کا حربہ بانٹنے لگ جاتے ہیں۔ زبان بندی کر دیتے ہیں۔ پاکستان کے شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد مرحوم کی پرانی تصنیف شہاب ضبط کر دیتے ہیں۔ اخبارات اور لٹریچر ضبط کرتے ہیں اور مکانات تک کے متعلق افراد یا جماعتوں کو حکم دیتے ہیں۔ لیکن جب تک وزراء، گورنر اور افسر چوہدری ظفر اللہ خان سے ۔ ۔ ۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حالات بگڑ رہے تھے۔ لیکن دولتانہ کے ذہن میں وہی انگریزی ذہن کے اثرات تھے کہ ابتداء ہی سے تشدد کر کے تحریک کچل دو۔ خاص کر جبکہ چیف سیکرٹری مرزائیوں کے خلاف کئے گئے کو اپنی دشمنی سمجھتے ہوں اور آئی جی جو ۱۹۵۰ء ہی سے احرار کے خلاف تھے دل میں احرار کو ختم کر دینے کا خیال دبائے بیٹھے رہے ہوں۔ اور ہوم سیکرٹری (غیاث الدین احمد) کا بھی یہی خیال تھا۔ اور اگر سالہا سال کی انگریزی ملازمت سے اس کے خیالات میں یہ بات راسخ ہو جائے تو یہ کوئی تعجب خیز نہیں ہے۔ کیونکہ انگریزی دور حکومت میں احرار کو کچلنے اور دبانے اور ان کے خلاف رپورٹیں کرنے سے ترقی کی امیدیں وابستہ تھیں اور افسروں کا ذہن ہی یہ تھا کہ جو انگریز کا معتوب ہوتا۔ ان کا بھی معتوب ہوتا۔ آج بھی چوہدری ظفر اللہ قادیانی کی مرکزی حکومت میں مضبوط حیثیت احرار بیچاروں پر زیادتیاں کرنے کا سبب ہو سکتی ہے۔ تمام تحریک میں کہیں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ رضا کاروں نے گرفتاری کے وقت مزاحمت کی یا ہاتھ چلایا۔

مجلس عمل اور احرار کی برأت کا قطعی ثبوت

جب ہم اس ثابت شدہ حقیقت کو پیش نظر رکھیں کہ مجلس عمل کا پروگرام صرف کراچی میں پر امن طور پر راست اقدام تھا اور یہ کہ ۲۷ فروری، ۲۸ فروری، یکم مارچ اور ۲ مارچ کو لاہور میں ہونے والے جلوسوں اور گرفتاریاں پیش کرنے کے کوئی اس نوعیت کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ جب تک کہ دفعہ ۱۴۴ کے بعد خطرہ کی انتہائی چارہ مسلسل تین روز تک رہا اور جب تک گولی چلنے کا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ جب حکومت پنجاب کے سابق چیف سیکرٹری مسٹر قدا حسن تحریری بیان میں کہتے ہیں کہ تحریک شروع ہونے سے ایک ہفتہ کے اندر اندر تو تشدد رخ اختیار کر چکی تھی۔ تو ہر ایک انصاف پسند کو یہ ماننا پڑے گا کہ پنجاب پولیس کی آئی ڈی اور تمام اعلیٰ حکومت کو پیش آمدہ حادثات کی اطلاع تو پہنچ رہی تھی اور وہ مجلس عمل کے پروگرام سے پورے واقف اور مطمئن تھے اور خود مجلس عمل کی ہدایات بیانات اور تجاویز سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ جس کا علاوہ پنجاب کے کسی افسر کے پاس کوئی مواد نہیں ہے۔ تو پھر پیش آمدہ واقعات وحادثات کی ذمہ داری تحریک کے لیڈروں پر کس طرح عائد ہو سکتی ہے۔ اور سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ دولتانہ حکومت نے گرفتاریاں اور گرفتار شدگان کے لئے کوئی انتظام نہ کیا تھا یا کھلا کر بغیر اقدامات پر اتر آئے۔ جن سے رفتہ رفتہ حالات نے غیر متوقع صورت اختیار کر لی؟۔

تحریری ثبوت

سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور (مرزا نعیم الدین) تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا

www.besturdubooks.wordpress.com

ابو الحسنات نے ۱۵ فروری ۱۹۵۳ء کو تعلیم الاسلام کالج کے سامنے مظاہرین کو روکے اور اپنے جلسہ میں بلا لانے اور غیر قانونی حرکات سے منع کرنے کے لئے سید مظفر علی شمسی کو بھیجا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اور اسی تاریخوں میں نسبت روڈ کے پبلک جلسہ پر مرزائیوں کی خشت باری کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہونے والی ہراس کو مجلس عمل کے راہنماؤں نے روکا اور بہ امر مجبوری احتجاجی اشتعال سے عوام کو سنبھالا یہاں تک کہ عوام نے بعد میں بھی انتقام نہ لیا۔

مزید براں مولانا مودودی نے جو مرکزی مجلس عمل کے رکن تھے۔ نہایت صفائی سے لاقانونیت کے خلاف اخبار تسنیم میں مارشل لاء سے پہلے اعلان کیا تھا اور عام طور پر دوسرے راہنماؤں نے بھی جلسوں میں پرامن رہنے کی اپیلیں کی تھیں۔

مسئلہ مرزائیت اور اسلامی حکومت

قبل ازیں مجلس احرار اسلام کے موقف پر بحث کی جائے۔ اس امر پر روشنی ڈالنی ضروری ہے کہ مسئلہ مرزائیت کے سلسلہ میں اسلامی حکومت اور عام اہل اسلام کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟۔

معزز عدالت... سابق وزیر اعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین اور وزیر صنعت و حرفت سردار عبدالرب نشتر سے لے کر چوہدری ظفر اللہ خان گورنر پنجاب تک علماء اسلام کے اس خیال سے متفق ہیں کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ اور جزو ایمان ہے اور یہ امر ظاہر ہی ہے کہ اسلام کے ایسے بنیادی عقیدہ کی حفاظت اسلامی حکومت اور عامۃ المسلمین کا اولین فرض ہونا چاہیے۔

اور عدالت کے سامنے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزائی جماعت کے پیرو کاروں کے پاس بے پناہ روپیہ ہے۔ وہ ٹریکٹوں، رسالوں، کتابوں اور انفرادی بحثوں اور پبلک جلسوں کے ذریعہ عامۃ المسلمین کو اس بنیادی عقیدہ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وزیر خارجہ سے لے کر ڈپٹی کمشنروں تک جتنے مرزائی افسر ہیں۔ وہ اپنی سرکاری پوزیشن اثر و رسوخ کو بھی اس گمراہ کن پراپیگنڈے میں استعمال کرتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس سلسلہ میں وہ مرکزی وزراء کے مشورہ نقص امن کے خطرات اور ملک کے اندر کی عام بے چینی سے بھی آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہزاروں روزگار کے متلاشی ملازمتوں کے طالب اور ہزاروں ناواقف مسلمان ان کے دام تزویر میں آتے رہتے ہیں۔

اسلامی حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس سلسلہ میں ضروری قدم اٹھاتی اور عامۃ المسلمین کی

www.besturdubooks.wordpress.com

راہنمائی کرتی۔ لیکن اس نے اس کے بالکل برعکس ایسا رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ مرزائی عہدے دار اپنی کلیدی آسامیوں کی وجہ سے یہ کافرانہ کام آزادی سے کر رہے ہیں۔ حکومت نے آج تک حکومت کو بھی اس آلودگی سے بچانے کے لئے کوئی جرأت مندانہ اقدام نہیں کیا۔ ملک کی سب سے بڑی عوامی جماعت ہونے کا دعویٰ کرنے والی مسلم لیگ بھی اپنے سرکاری سربراہوں اور صدروں کے ماتحت ایسا کوئی کام کرنے سے آج تک قاصر رہی ہے۔ صرف مختلف اسلامی اور عوامی جماعتیں یا علماء انفرادی طور پر معمولی طریقہ سے یہ فرض انجام دیتے چلے آئے ہیں۔ لے دے کے ایک منظم اور فعال جماعت مجلس احرار ہے جو مرزائی تنظیم کے مقابلہ میں تبلیغ کرتی رہی اور کرتی ہے۔ عامۃ المسلمین نیز اسلامی حکومت کو اس کا شکر گزار ہونا چاہئے تھا کہ وہ یہ فریضہ سب کی طرف سے ادا کرتی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ختم نبوت کو اسلام کا بنیادی عقیدہ کہنے والے دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو اس عقیدہ سے برگشتہ کرنے کی منظم کوشش ہو رہی ہے اور اس کے لئے غیر آئینی بلکہ سرکاری ذرائع بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ تو وہ نیک لوگ خود تو ٹس سے مس نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن جو دوسری کوئی جماعت یہ کام کرتی ہے۔ اس کی مساعی کو بدنیتی اور خود غرضی بتاتے اور مورد اعتراض ٹھیراتے ہیں۔ تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ یا تو اس دعویٰ میں سچے نہیں کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ بلکہ وہ اپنے ضمیر کے خلاف فقط مصلحت کی خاطر ایسا کہتے ہیں یا پھر وہ اسلامی اور سرکاری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے اہل نہیں ہیں؟۔

ورنہ اگر مجلس احرار غلط کار ہے۔ بدنیت ہے۔ چلو فرض کیجئے کہ یہ صحیح ہے۔ تو انہیں چاہئے تھا کہ کروڑوں عوام کے مذہبی خطرات کو دور کرنے اور بنیادی عقیدہ کی حفاظت کرنے کے لئے وہ کوئی اور ٹھوس کام کرتے۔

مجلس احرار اسلام کا موقف

مجلس احرار مسلمانوں کی ایک غریب جماعت ہے۔ بالفاظ دیگر غریب مسلمانوں کی جماعت ہے۔ جس نے ماضی میں اسلامی مفاد کی حفاظت کے لئے مؤثر خدمت کی ۱۹۳۰ء تک وہ واحد اسلامی جماعت تھی جو اسلامی مفاد کے لئے مصروف عمل رہی۔ جس کو میاں انور علی (آئی جی) بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اس نے انگریزی اقتدار کے خلاف منظم کھلا ایجی ٹیشن کیا۔ اسے بھی میاں انور علی آئی جی پنجاب تسلیم کرتے ہیں۔ اس نے انقلاب کے وقت مسلمانوں کی حفاظت کا بہترین کام انجام

وہ اب تو بھی آئی جی موصوف تسلیم کرتے ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ ابتداء ہی سے مرزائیوں کو انگریزوں کی ایجنٹ جماعت تسلیم کرتی اور اس کے کافرانہ عقائد کے خلاف دفاعی تبلیغ کرتی رہی ہے۔ اس نے ان کے مرکز قادیان میں اپنا دفتر قائم کیا۔ تحریک وقف کے نام سے وہاں اراضی حاصل کی۔

۱۹۳۵ء میں قادیان میں آل انڈیا تبلیغ کانفرنس منعقد کی۔ سرکار انگریز نے ہمیشہ مرزائیوں کی پشت پناہی کی۔ اور مجلس احرار انگریز کی ظلم و ستم کی تمام عمر تختہ مشق رہی۔ مسلم لیگ سے کچھ عرصہ سے کی اختلاف رہا۔ جو آواخر میں تقریباً ختم ہو گیا تھا۔ تلخیاں باقی تھیں۔ جب لیگ اور کانگریس کے لیڈروں نے ملک کی تقسیم پر دستخط کر دیئے۔ مجلس احرار اسلام نے اپنا مستقبل پاکستان سے وابستہ کیا۔ ہوشیار پور اور لدھیانہ وغیرہ میں انھوں مسلمانوں کی حفاظت کی اور جب تک ایک مسلمان مرد یا عورت بھی وہاں رہے خود نہیں آئے۔ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلا جلاس لاہور میں منعقد کر کے فیصلہ کیا۔

دفاع کانفرنس

اس وقت احرار نے آل پاکستان احرار دفاع کانفرنس لاہور میں منعقد کی۔ ہزاروں باوردی احرار رضاکار جمع تھے۔ حضرت امیر شریعت نے ایک لاکھ کے مجمع میں اعلان کیا کہ یہ سب کچھ مسلم لیگ کے حوالے ہے۔ آج سے مجلس احرار سیاسی کام سے علیحدہ ہو کر صرف تبلیغی کام کرنے کا فیصلہ کر لی ہے۔ جس کو سیاسی کام کرنا ہو وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کرے۔ اس کے بعد تمام ملک میں دفاع کانفرنسیں کر کے احرار نے بیرونی ممالک پر پاکستانی قوم کی یکجہتی اور اتحاد کی دھاک بٹھوائی اور ساتھ ہی احرار رضاکار راتوں رات پاک فوج میں بھرتی ہو گئے۔

جنرل الیکشن

اس کے بعد عام انتخابات کا وقت آ گیا۔ مجلس احرار نے تمام اپوزیشن پارٹیوں کے مقابلہ میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور اعلان کے مطابق اپنا کوئی امیدوار کھڑا نہ کیا۔ اگر وہ باہمی تعاون کے عوض چند سیٹیں لے سکتی تھی۔ لیکن اس نے غیر مشروط پر مسلم لیگ کی حمایت کی۔ سوائے اس کے کہ مرزائی امیدواروں کی مخالفت کرنے کا اعلان کیا۔ چاہے وہ لیگ ہی کے ٹکٹ پر کیوں نہ الیکشن لڑتے ہوں۔ مسلم لیگ نے مجلس احرار کے عملی تعاون کی تحسین کی اور مسلم لیگ کے ٹکٹ ہولڈر مرزائی امیدوار کی مخالفت کی اجازت دے دی اور اس مخالفت کے باوجود مسلم لیگ اور احرار کے تعاون میں کوئی فرق نہ آیا۔ اس لئے مجلس احرار کا یہ کام یقیناً مذہب کی حفاظت کے لئے تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک ظفر اللہ خان کی ممبری اور وزارت نے قیامت کا سا فتنہ پیدا کیا۔ اگر چند اور قادیانی بھی کابینہ میں براجمان ہو جاتے تو اسلام کا خدا حافظ تھا۔

مجلس احرار اور لیاقت علی خان مرحوم

مجلس احرار اسلام کے اخلاص کا مرحوم لیاقت علی خان پر اثر ہوا۔ انہوں نے اس کی مخلص اور فعال جماعت کے تقاضات تعاون اور سرفروشانہ خدمت کو پاکستان کے اعلیٰ مقاصد کے لئے بہت مفید سمجھا۔ (اس باہمی اعتماد کا بیان نور علی صاحب آئی جی نے خوب کیا ہے) مجلس احرار کو یہ بھی خوشی تھی کہ مرحوم لیاقت علی خان پاکستان کو اس ریشہ سے علیحدہ کرنے کا بھی خیال رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک تقریر میں کہا تھا کہ ہم نے پاکستان کو غرض کی مجلس سمجھ لیا ہے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد مرحوم کے خلاف قتل کی ایک سازش پکڑی گئی جس میں ظفر اللہ خان کا ہم زلف میجر جنرل نذیر احمد قادیانی شریک تھا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد لیاقت باغ راولپنڈی کے جلسہ عام میں گولی مار کر شہید کر دیئے گئے۔ جس کے بعد مجلس مرتب کراچی میں مرزائیوں کو پبلک جلسہ کی اجازت دی گئی جو اس سے پہلے سال مرحوم نے بند کی تھی۔ ان کے مرنے کے بعد مرزائیوں نے پاکستان میں اودھم مچایا اور ظفر اللہ خان قادیانی ملاؤں کی افسر بن کر مرزائیت کی کافرانہ تبلیغ کے لئے میدان میں اتر آئے۔ جسے عامۃ المسلمین نے بری طرح محسوس کیا۔

معزز عدالت! ایک جماعت کے بارے میں جب بھی کوئی رائے قائم کرنی ہو تو اس جماعت کے ریزولیشن اور مقاصد کو دیکھا جاتا ہے۔ پھر اس کے اعلانات اور اخباری بیانات کو۔ مجلس احرار نے ملکی تقسیم کے بعد تجویز کے ذریعہ اپنے مقصد کا اعلان کیا۔ پھر بیانات دیئے۔ اخبارات میں مضامین شائع کئے۔ [illegible] اور آخر کار عملی طور پر مسلم لیگی حکومت چلانے میں انتخابات میں پورا تعاون کیا۔ کشمیر کے محاذ میں خدمات انجام دیں۔

باوجود اس کے ماضی پر بحث چھیڑ کر اس کی آزادی کی قطعی طور پر دلائل و واقعات کے لحاظ سے بے مروتی کی دلیل ہے۔ ان لوگوں کو قائد اعظم کے طرز عمل کے مطابق ماضی کی تلخیوں کو "بھلا دو" سے سبق لینا چاہئے تھا۔ اور مرحوم لیاقت علی خان سے جنہوں نے تعاون اور باہمی اعتماد کی راہ کو پسند کیا۔ پاکستان کے مفاد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ملک میں یکجہتی اور تعاون و باہمی اعتماد کی روح پیدا کی جائے۔ نہ کہ گڑے مردے اکھیڑ کر تلخیوں کو تازہ کر کے سر پھٹول کا سامان پیدا کیا جائے۔ یہ کام انہی لوگوں کا ہو سکتا ہے جن کا فائدہ اسی میں ہو کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہیں۔ جیسے مرزا بشیر الدین کے بھتیجا جو قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے کی بات کو دہرایا کرتے پھرتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نشستوں پر لیگ کا مقابلہ کرنا۔

۹۔ قادیانی فنڈ ہونا۔ بینکوں میں مختلف ذرائع سے رقم جمع کرانا۔ فوجی اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا۔

۱۰۔ قادیان میں مقیم قادیانیوں کی ہندوستان بھر میں آمد و رفت اور چوہدری ظفر اللہ خان کی دہلی میں جواہر لال نہرو سے ۴۵ منٹ علیحدہ ملاقات۔ جبکہ وہ مسٹر محمد علی وزیر اعظم کے ہمراہ گیا تھا۔ اور جس کی علیحدہ ملاقات کو ہم شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ جبکہ یہ بھی ہندوستان جانے پر غور کرتے ہیں۔

۱۱۔۔۔ پاکستان کافر حکومت ہے۔ (ظفر اللہ خان)

معزز عدالت۔۔ اگر مندرجہ بالا گیارہ باتیں بالعکس ہوتیں۔ یعنی مرزائیوں سے مذکورہ بالا کرتوتوں کے مرتکب احرار ہوتے تو آج وہ بغیر کسی بحث کے لائق گردن زدنی قرار پاتے۔ بلکہ اگر ایک احراری لیڈر پاکستانی حکومت کے خلاف سازش میں ماخوذ ہوتا یا مجلس احرار ہندوستان جانے پر غور کرتی یا کسی ہندو لیڈر سے علیحدہ بات اور ملاقات ہوتی۔ بس پھر مرزائی پراپیگنڈہ اور ہمارے پرانے افسر جو کہتے یا کرتے خدا کی پناہ! اور اگر پاکستان کو کافر حکومت کہہ بیٹھتے۔ بچارے وہ ظفر اللہ خان کے وجود ہی کی وجہ سے کہتے تو بھی طوفان برپا ہو جاتا۔ لیکن ان حقائق کے ہوتے ہوئے مرزائی آئینی جماعت اور احرار غیر قانونی جماعت؟۔ مسلمان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ظفر اللہ خان کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

عام بے چینی کے بارہ میں تمام پاکستانیوں کی رائے

معزز عدالت۔ اگر حکام وقت کے غلط رویہ کے سوا کوئی سابق سبب بھی عوام کے اشتعال کا ہے تو وہ مرزائی حرکات و سکنات اور انتہائی اشتعال انگیزیاں ہیں جو پرانے مسلمانوں پر جارحانہ حملہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مسلمان قوم کو مرزائیوں کے خبث اور ان کے لٹریچر سے ناک میں دم آیا ہوا ہے۔ جس کی صرف ایک بار دیکھنے سے ہمارے سابق وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کو اتنی کوفت ہوئی تھی۔

پھر اس پر ان کے سیاسی عزائم کی غمازی کرنے والی مندرجہ بالا باتیں۔ جن میں سے ایک بھی ایسی نہیں جو قابل برداشت ہو۔ ہمارے دعویٰ کے اثبات کے لئے یہ کافی ہے۔ لیکن پھر بھی عدالت عالیہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری ہے کہ جب خواجہ ناظم الدین نے تمام پاکستان کے وزراء، گورنروں اور ذمہ دار فوجی اور سول افسروں کی کانفرنس بلائی تو انہوں نے سب

www.besturdubooks.wordpress.com

بےچینی کا واحد سبب مرزائی تبلیغ کو سمجھا۔ جیسا کہ محترم میاں انور علی آئی جی بھی فرماتے ہیں کہ قادیانی نظریہ کی اشاعت سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ بنا بریں اس کانفرنس نے بالاتفاق مسلمانوں میں مرزائی تبلیغ بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ تمام فتنہ کی جڑ مرزائی تبلیغ ہے۔ جس کے عام کرنے کے لئے چوہدری ظفر اللہ خان نے بازی لگا دی تھی۔

معزز عدالت اس سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جب تک چوہدری ظفر اللہ خان وزارت اور حکومت میں شامل ہے۔ مسلمان قوم کے جذبات و احساسات کا لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ تمام پاکستان کے متفقہ فیصلہ کو یوں گاؤ خورد کر دیا جاتا۔ اور آج مرزائیوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملتا کہ قادیانیت حق مذہب نہ ہوتا تو یہ طرح کامیابی کیوں اس کو ہوتی؟۔

احرار اور عام مسلمانوں کے لئے ایک ہی راستہ

جز چہارم!

الف مذکورہ حقائق کے ہوتے ہوئے کیا مسلمانوں اور کسی مسلمان جماعت کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ ان کو اپنے مذہبی اور سیاسی حقوق کی تباہی سمجھ کر اس کے خلاف آواز اٹھائے؟۔ چاہے وہ ایسا سمجھنے میں حق بجانب ہو یا نہ ہو۔ یقیناً اس کو ایسا سمجھنے کے وقت اس کے خلاف احتجاج کا حق حاصل ہے۔

ب اگر حکومت پر احتجاج اور مطالبات کا اثر نہیں ہوتا تو کیا یہ کوئی خلاف آئین بات ہے کہ وہ عوام کو ہموار کریا مختلف فرقے جو متفق ہیں مل کر یہ مطالبہ کریں؟۔ ہرگز نہیں۔

ج اگر حکومت یہ جان کر بھی کہ تمام قوم مطالبات کی پشت پر ہے اور وہ شکایت کو صحیح بھی سمجھے۔ پھر بھی وہ چھ ماہ تک انتہائی سرد مہری اور آمریت سے کام لے تو کیا مسلمانوں کو یہ حق نہیں کہ وہ حکومت کو اپنے جائز اور آئینی مطالبات کی طرف مائل کرنے کے لئے پر امن احتجاجی اقدام کریں؟۔ جن مطالبات کو وہ بجا مذہب اور پاکستانی مفاد کے لئے ضروری تصور کرتے ہیں اور جس اقدام سے حکومت کو عوام الناس کی ہمدردی اور مطالبات کی قوت بتانا منظور ہو۔ اس کے لئے وہ جس اقدام کا وہ پروگرام وضع کریں اور بار بار پر امن اقدام کا یقین دلائیں۔ عوام کو پر امن رہنے کا کہیں۔

معزز عدالت یہ بحث جداگانہ ہے کہ آیا ایسا اقدام خلاف قانون ہے یا نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جائز ہے یا ناجائز ہے؟ لیکن ایسے اقدام کو بغاوت یا قانون شکنی یا فسادات کی تجویز سے ہرگز تعبیر نہیں کر سکتے جو مجوزین کے ذہن میں بھی نہ ہو۔ ور حکومت ایسے اقدام کی روک تھام میں ایسے طریقے استعمال کرے جس سے عوام مشتعل ہوں اور مجوزین کے رضا کار پھر بھی کوئی مزاحمت یا مقابلہ نہ کریں۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے آپ کو پیش کریں۔ یا اس موقع پر مرزائی یا اور پارٹیاں کوئی واردات کریں جن کی روک تھام اور جن کا علاج خود حکومت کو ہونا چاہئے تھا جیسے کہ اقدام کی مخالفت کرتے وقت عوامی جذبات اور حفظ و امن کا خیال بھی اس کو ہونا چاہئے تھا۔ تو کیا اس کے نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی یا پر امن تحریک کے مجوزین پر؟ جن کا ان پر سے کوئی واسطہ نہ ہو اور جو ان کے پروگرام کے خلاف ہو۔ خاص کر جبکہ یہ واضح ہو جائے کہ حکام کے غلط طرز عمل نہ ہونے کی وجہ سے کراچی اور راولپنڈی جیسی جگہوں پر تحریک عرصہ تک پر امن چلتی رہی ہو۔ جیسے کہ مجوزین کی رائے تھی۔

میرا مقصد صرف یہ ہے کہ آئینی مطالبات کے لئے آئینی جدوجہد کوئی جرم نہیں اور بدرجہ مجبوری راست اقدام کی تجویز کرنے سے جس کا مطلب عدالت کے سامنے آچکا ہے۔ غیر متوقع فسادات یا حالات کی ذمہ داری ان راہنماؤں پر عائد نہیں ہوتی۔ اور اگر راست اقدام ہی قابل اعتراض ہے تو اس کی ذمہ داری تمام دینی جماعتوں کے کنونشن پر برابر برابر عائد ہوتی ہے جس نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو کنونشن کے بعد تمام افراد سمجھتے ہیں کہ تحریک کو سب کی حمایت حاصل تھی اور سب اس میں شریک ہو گئے تھے اور فیصلہ جات بھی سب کی مشترکہ جماعت مجلس عمل کرتی تھی جو کثرت رائے سے ہوتے تھے اور اصولاً کثرت رائے کا فیصلہ ساری جماعت کا فیصلہ ہوتا ہے۔

ان حالات میں کسی قسم کی ذمہ داری صرف احرار راہنماؤں پر ڈالنا یہی معنی رکھتا ہے کہ بعض بلند پایہ افسروں کو احرار ۱۹۵۰ء سے قبل ہی سے کھٹک رہے تھے۔ غالباً ان کو مرزائیت کے اصلی خدوخال کو کافر کہنے کو ہی سماج دشمنی تصور کئے ہوئے تھے۔ اور مسلمان کا معیار اپنے کو مسلمان کہلانا سمجھتے تھے۔ جیسا کہ خلیفہ قادیان اب اپنے تکفیری فتووں کی ناقابل قبول منافقانہ تعبیریں کر کے اسی طرح حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جیسے بلی دنیا کو چھپایا کرتی ہے۔

اور بدقسمتی سے زمانہ حال کی طبقاتی رقابت بھی غریبوں اور مخلصوں کے لئے مصیبت ہو جاتی ہے۔ مثلاً احرار نے قوت حاکمہ کی حیثیت سے مسلم لیگ سے تعاون کا فیصلہ کیا۔ اس وقت ممدوٹ وزارت تھی۔ احرار نے اس کے وقت میں دفاع کانفرنس کی اور اپنا تعاون پیش کیا۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلم لیگ نے انتخابات میں دولتانہ کو شکست دیا اس کی حمایت کی۔ یہ تھے احرار نے اقرار سے رشتہ نہیں جوڑا تھا۔ اس کو حکومت اور لیگ سے تعاون کرنا تھا جو بھی حکومت ہو۔ اسی طرح جو رقیب طاقتیں ہوں ان کے سپورٹر بھی خودبخود اتحادی ہو جاتے ہیں۔

معزز عدالت ناممکن ہے کہ وقتی اور انتخابوں میں نئی تقسیم ترتیب نہ ہوں۔ طبیعتوں کا رجحان ضرور کسی نہ کسی طرف ہوتا ہے۔ کچھ وہ مخلص اور با اصول افراد اور جماعتوں کو بھی ان کے ضمیر اور فیصلے کے خلاف اپنی اغراض انتخابوں میں شامل دیکھتے ہیں تو دردمند ہوتے ہیں۔ لیکن احرار مخلص اور با اصول جماعت ہے۔ اس نے تعاون کا فیصلہ صرف مسلم لیگ اور مسلم لیگی حکومت سے کیا تھا۔ اس لئے اس سے بحث نہیں کہ کون تھا اور آج کون ہے؟۔

اس تمام بحث سے میری مراد یہ ہے کہ میں ظاہر کر سکوں حقیقت کے باوجود کہ جولائی ۱۹۵۲ء کی کنونشن کے بعد تمام پارٹیاں عملاً شریک تھیں اور باہمی سخت مخالف افراد بھی مجلس عمل کے تحت مل کر کام کر رہے تھے اور تحریک کی رہنمائی مجلس عمل کے ہاتھ میں تھی۔ جس میں احرار کے ۲۱ ممبر بھی شریک تھے۔ اور اس حقیقت کو تقریباً تمام اعلیٰ حضرات نے تسلیم بھی کر لیا۔ پھر بھی سارا الزام ضعیف صرف احرار پر گرتا ہے۔ وہ خلاف قانون قرار دی جاتی ہے۔ اس کے ریکارڈوں اور دفتروں پر قبضہ ہوتا ہے۔ اس کے کارکن ابتداء ہی سے گرفتار ہو جاتے ہیں اور مقدمہ کی پیروی کے وقت بھی وہ آزاد نہیں ہوتے۔ تا کہ سارا مواد پیش کر سکیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ ۱۹۵۲ء میں یہ اعلان کر کے کہ قادیانی اور احرار کے جلسوں پر پابندی لگائی گئی ہے۔ ان کو غلط اہمیت دی گئی۔ وہ کیا پبلک جلسہ کرتے۔ جلسے صرف احرار کے رہ گئے تھے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک اور بات بھی پوشیدہ تھی کہ جب جلسوں کی اجازت ہو تو دونوں کو ہو گی۔ اس طرح صرف احرار کو قادیانیوں کے مقابلہ میں لا کر ایک تو تحریک کو صرف احرار کی تحریک کہہ کر کمزور کرنا تھا۔ دوسرے ان کے ساتھ ساتھ مرزائیوں کو برابر حیثیت دے کر ان کو بھی آزادی دینی تھی۔

معزز عدالت۔ اگر آج اس بات کو دہرایا جائے کہ احرار ہونا خلاف قانون ہے۔ اسی طرح مرزائی ہونا بھی خلاف قانون ہے۔ تو کوئی احرار کا ممبر بنے گا نہ قادیانیت کا۔ لیکن مجلس احمدیہ ربوہ کا تو کہا جا سکتا تھا کہ یہاں بالمقابل جماعتوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا گیا۔ لیکن قادیانی جلسے پر تو کیا پابندی لگ سکتی تھی؟۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی جرأت ہے۔ یہاں تو تمام پاکستانی وزراء گورنروں کی متفقہ تجویز کہ مرزائی مسلمانوں میں تبلیغ نہ کریں۔ سے زیادہ ہو گئی۔

معزز عدالت کروڑوں اہل اسلام کے نازک مذہبی احساسات کو اس طرح

www.besturdubooks.wordpress.com

نظر انداز کردینا قطعاً پاکستان کی کوئی خدمت نہیں۔ نہ ہی مذہبی عدل وانصاف کا تقاضا۔

راست اقدام کا جواز

معزز عدالت ..... نے راست اقدام کے جواز پر بحث کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ راست اقدام۔ نیز عدم تشدد کی جنگ۔ مقاومت مجہول اور بعض اوقات سول نافرمانی کا استعمال ایک مخصوص طریقہ کار پر ہوتا ہے اور یہ طریقہ کار گاندھی نے آنحضرت ﷺ کے مبارک طرز عمل سے اخذ کیا تھا کہ ایک صحیح اور نیک کام ہے۔ اس کی راہ میں مشکلات ہیں۔ ان مشکلات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ کام کئے جاؤ۔ چاہے اس میں تکلیفیں ہی پیش آئیں۔ مثلاً آنحضرت ﷺ نے توحید کی دعوت دی تو قریش نے مخالفت کی۔ آپ ﷺ نے پھر دی۔ انہوں نے ایذاء دہی شروع کی۔ آپ ﷺ نے دعوت جاری رکھی۔ انہوں نے ایذاء رسانی۔ ایذاء کا مقابلہ نہیں کیا گیا۔ نہ انتقام لیا گیا بصرف اس پاک کام کو جاری رکھا گیا۔ حتیٰ کہ سینکڑوں پھر ہزاروں ہم خیال پیدا ہو گئے اور آخرکار سارے قریش پر صداقت ظاہر ہوئی اور وہ سب مشرف با سلام ہوئے۔

ہند میں بدیشی کپڑے پر پکٹنگ کی گئی کہ یہاں سے خریدنے نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ بدیشی کپڑا خریدنا اور بیچنا ملک کے مفاد کے خلاف ہے۔ انگریزی حکومت نے اس کو شخصی آزادی کے خلاف قرار دے کر رضاکاروں کو گرفتار کیا تو اور آگئے۔ وہ گرفتار ہوئے تو اور آگئے۔ وہ گرفتار ہوئے تو اور آگئے۔ کبھی اس غیر ملکی گورا حکومت نے تخت لاٹھی چارج کیا۔ رضاکاروں نے وہ بھی برداشت کیا۔ اس طرح جنگ جاری رہی۔ اسی طرح کی دو چار پرامن لڑائیاں انگریزوں کے جانے کا ایک سبب تھی۔ آج ہم چکلہ پر چار رضاکار کھڑے کرتے ہیں کہ اندر کسی کو نہ جانے دو۔ حکومت اس کو شخصی آزادی میں خلل قرار دے کر اس کو گرفتار کرتی ہے۔ ہم اور چار یا دس بھیجتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نہ مقابلہ کرتے ہیں۔ نہ انتقام لیتے ہیں۔ نہ تشدد کرتے ہیں۔ لیکن اپنا صحیح فریضہ ادا کرنے سے باز نہیں آتے۔ یہاں تک کہ یا ہماری طاقت ختم ہو جائے اور ہم خدا کے ہاں معذور سمجھے جائیں یا حکومت جھک جائے اور چکلہ بند کر دے۔ ورنہ ہم حکومت کے سامنے حق وصداقت کی آواز بلند کرتے رہیں گے۔ چاہے کتنی ہی تکلیف پیش آتی رہے۔

خلاصہ راست اقدام

راست اقدام کا عملی معنی یہ ہوا کہ کسی صحیح مقصد کو باوجود مشکلات کے کرتے رہنا۔ لیکن تشدد یا طاقت کا استعمال نہ کرنا۔ چاہے طاقت کا استعمال نہ کرنا اس لئے ہو کہ طاقت نہیں۔ یا اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے کہ طاقت کا استعمال مقصد کے لئے مضر ہے۔ یا اس لئے کہ طاقت کا استعمال ملکی اور سیاسی مفاد
کے خلاف ہے۔

یہاں موخر الذکر صورت ہے کہ اپنی حکومت سے بغاوت یا لڑائی غلط ہے۔ البتہ اس وقت
بات کہتے رہنا ضروری ہے۔ حکومت جب تک صریح کافر نہ ہو اس سے بغاوت حرام ہے۔ البتہ
اس کی غلطی کے باوجود اس کے سامنے حق کی آواز بلند کرنا از روئے حدیث بڑا جہاد ہے۔
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے "افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان الجائر - كنز
العمال ج ٣ ص ٦٤ حديث نمبر ٥٥١١ " بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق کی
آواز بلند کرنا ہے۔"

پس مرزائی فتنہ سے اسلام کو بچانے اور کافر فرقے کے اقتدار کے خطرے سے نجات
حاصل کرنے کے لئے اپنی حکومت کے سامنے انسدادی تجاویز یا مطالبات پیش کرنا ایک نیک کام
ہے۔ اگر حکومت ان پر سختی کرتی ہے تو ہر طرح تکلیف برداشت کرتے ہوئے مطالبات پیش کرتے
جائیں۔ یعنی ان کو حق کہا جائے کہ ایسا کرو۔ لیکن گرفتاری یا تشدد کا کوئی جواب نہ دیا جائے۔ اسی
طرح اپنا فرض ادا کرتے جائیں۔ اگر اگلوں کو مصیبت پیش آ جائے تو دوسرے اس فرض کو
ادا کریں۔ یہ ایک بڑا عزیمت کا کام ہے۔ معمولی دل گردے کا کام نہیں ہے۔ جب ایک ملک
میں ایک مبلغ جاتا ہے اور وہ شہید کر دیا جاتا ہے تو دوسرا جا کر تبلیغ کرتا ہے۔ وہ قتل ہو جاتا ہے تو تیسرا
جا کر دعوت توحید دیتا ہے۔ انکی عزیمت کا ضرور اثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمزور انسانوں کو ان کی
طاقت کے لحاظ سے مکلف فرمایا ہے۔ پس ہم اپنے وزیر اعظم کی کوٹھی یا دفتر میں جا کر کہتے۔ ارتداد کی
روک تھام کے لئے چند تجاویز کو منظور کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ ہمیں گرفتار کر کے جیل
بھیج دیتے ہیں۔ ہماری جگہ دس آدمی اور جا کر وہی بات کرتے ہیں۔

یہ اقدام دراصل اپنی جائز بات منوانے کے لئے ایک مظلومانہ طریقہ ہے اور آزمائش
کے دوران یہ کہ آیا یہ مطالبہ جمہور کا ہے یا نہیں؟ اس کا ثبوت بہم پہنچانا بھی ایک مقصد ہوتا ہے۔
تاکہ وہ اصلی مقصد تسلیم کر لیا جائے۔ بہر شکل بغیر کسی جارحانہ اقدام یا تشدد یا تخریب کاری کے اپنی جائز
بات منوانے کے لئے کسی طرح کی کوشش کرنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ برائی کا روکنا اور مٹانا فرض
ہے۔ شریعت نے پہلے ہاتھ سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ نہ ہو سکے تو پھر زبان سے۔ ورنہ دل سے برا
سمجھنے کا آخری حکم ہے۔ عام طور پر یہی حکم ہے جیسا کہ حدیث میں صاف وارد ہے۔ یعنی حکومت
سے کسی بات کے منوانے کے لئے زبان ہی ذریعہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مقابلہ کی طاقت نہیں اور

www.besturdubooks.wordpress.com

بغاوت کرنی یا کرانی جائز نہیں۔ اس لئے اس صورت میں حق کی آواز بلند کرنا ہی بڑا جہاد ہوگا۔ ایک کرے دوسرا کرے۔ بہرحال جتنے اس کے لئے تیار ہوں گے۔ وہ اس جہاد کا ثواب پا لیں گے کہ جابر یا ظالم کے سامنے حق بات کہی جائے۔ راست اقدام کا مطلب اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس لئے راست اقدام کی مخالفت اور پر امن تجویز کرنے والوں کے بارہ میں یہ کہنا کہ فسادات یہ غیر متوقع حالات کے ذمہ دار ہیں۔ بالکل قرین انصاف نہیں ہو سکتا۔ ان کے طریقہ پر کام کرنے والوں سے مختلف اضلاع اور خود کراچی میں کیا کوئی بد تمیزی نہیں ہوئی۔

لاہور میں ۳ مارچ تک پر امن جلوس رہے۔ گرفتاریاں دی گئیں۔ کوئی فساد نہیں ہوا۔ تحریک کے پانچویں دن یعنی تین مارچ کو دفعہ ۱۴۴ لگائی گئی۔ لیکن حکام نے دفعہ ۱۴۴ کی خاطر چیک مقامات پر تشدد اور جلوس میں اس کی غیر معمولی تعداد یا جمع شدہ ہجوم کو روکے رکھ کے رات بھر رہنے دیتے اگر حکومت ان کو گرفتار کر لی رہتی تو کون سا آسمان ٹوٹ پڑتا؟۔ پر امن گرفتاریاں ہوتیں۔ تحریک کے تحت ہونے والے رضا کاروں نے تشدد کا تجربہ کیا جن کا کوئی مقابلہ نہیں کیا ہے۔ دفعہ ۱۴۴ پھر کرفیو، پھر مارشل لا۔ پھر مرزائی فوج نے حالات ہی بدل دیئے۔ بازاروں میں شہر بالکل انگلی جارحیت سے آزمودہ کیا گیا۔ پھر پارلے قوانین کے تحت کرایا۔ ان میں حق کرنے والوں پر ایسا کرنا اسلامی حکومت اور ہی حکومت میں کیسے صحیح تصور کیا جا سکتا تھا؟!۔

اسلامی حکومت کا پہلا تصور

جناب والا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسلامی حکومت اور اس کے متعلقات پر کچھ عرض کروں۔ اسلامی حکومت کی طرف۔ پہلی بار قرآن پاک نے اس وقت اشارہ کیا جبکہ جنگ بدر سے پہلے تیرہ سال کے مسلسل مظالم سہنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد و قتال کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الحج: ۳۹" جن سے جنگ کی جا رہی ہے ان کو اب اجازت دی جاتی ہے کہ ان پر ظلم کئے جا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کی طاقت رکھتا ہے۔"

اس سے اشارہ تھا کہ اب جنگ میں خدائی امداد ہوگی اور کفار ذلیل ہوں گے۔ اسی آیت میں آگے چل کر فرماتے ہیں کہ

"الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ الحج: ۴۱" جن کو جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ان کو ہم زمین میں تسلط دے دیں تو یہ نماز قائم کریں گے۔ زکوٰۃ دیں گے۔ اچھے

www.besturdubooks.wordpress.com

کاموں کا حکم دیں گے۔ برے کاموں سے روکیں گے۔﴾

یہ اشارہ تھا کہ ان لوگوں کو عنقریب زمین کا اقتدار دیا جائے گا۔ اور ان کے اس اقتدار کے وقت کا پروگرام خود ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے کام کریں گے۔ یہ بھی اشارہ ہے کہ اس لئے انہیں کو زمین پر غلبہ دیں گے۔ پروگرام میں عبادات کا اہم حصہ نماز، مالیات و اقتصادیات کا اہم حصہ زکوٰۃ مذکور ہے۔ بعد میں اچھے کاموں کا حکم اور برائیوں سے روکنے کی ترغیب ہے۔ گویا زمین اقتدار کے بعد یہ عبادات کا پہلا نظام قائم کریں گے جس سے قوم کی اخلاقی اور روحانی حالت بلند ہو۔ خدا سے صحیح تعلق قائم رہے۔ پھر اقتصادیات یعنی مالی نظام درست کرنا ضروری ہوگا۔ اگر قوم کا کریکٹر بلند ہو اور مالیات مضبوط ہوں تو پھر اس قوم کو کوئی کمی نہیں رہتی۔ اس کے بعد ملکی قوانین کا نمبر ہے کہ اچھے کام جاری کئے جائیں اور برے کاموں کو بند کر دیا جائے۔ یا یوں سمجھیں کہ خود بھی پابند ہوں گے اور دوسروں کو بھی پابند کرنے کی کوشش کریں گے۔

اسلامی حکومت کا دوسرا تصور

اس کے بعد صفائی سے صحابہ کرامؓ سے وعدہ کیا گیا کہ: "وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا۔ النور: ۵۵" ﴿جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالح کئے ان کو ہم ضرور زمین کی خلافت دیں گے۔ جیسے ان سے پہلوں کو دی ہے اور ان کا دین اچھی طرح جما دیں گے اور ان کو خوف کے بعد امن و امان دیں گے۔ وہ ہماری عبادت کریں گے اور ہمارے احکام میں کسی کو شریک نہ کریں گے۔﴾

اس آیت میں اگرچہ ساری باتیں خدائی وعدوں کی شکل میں بتائی ہیں۔ لیکن یہ سارے کام بہرحال ان ہی کے ذریعے کئے جائیں گے۔ اس لئے یہ بھی خلافت ارضی کے مالک مسلمانوں کا پروگرام ہے۔ پہلے تو وعدہ ہی ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے ہے جس سے صاف مطلب یہ ہے کہ خلافت کے بعد بھی ایمان و عمل صالح کی پابندی ضروری ہوگی۔ ورنہ یہ تو غلط ہے کہ جن باتوں کی وجہ سے انعام دیا جائے انعام کے بعد ان سے انحراف کر دیا جائے۔ دوسرا وعدہ کہ ہم ان کا دین جما دیں گے۔ جیسا کہ پہلی آیت کا دوسرا نمبر ہے۔ مگر نماز، زکوٰۃ وغیرہ کے نظم

www.besturdubooks.wordpress.com

کا قلع قمع کرکے دین کو اچھی طرح جمایا گیا اور یہ کام حضرت ابوبکرؓ نے لیا۔ گویا دوسرا پروگرام یہ ہوا کہ خود تمکین ہونے کے بعد ملک بھر میں دین کا مکمل انتظام ہو جائے اور نبوت کے مدعی یا ارکان اسلامی کا کوئی مخالف نہ رہے۔

تیسری بات یہ فرمائی کہ خوف کے بعد ان کو امن وامان دوں گا۔ خوف سب سے بڑا ایران کا تھا۔ بغاوتوں کا تھا۔ بغاوت اور فتنے کے بڑے بڑے بادل تھے۔ لیکن پورا عرب تک یہ امن قائم ہوا کہ صنعاء و یمن سے ملک شام تک ایک عورت سونا اچھالتے ہوئے آتی تو کوئی خطرہ نہ تھا۔ مطلب یہ ہوا کہ تیسرا پروگرام یہ ہے کہ ملک میں عام اور پورا امن وامان قائم کیا جائے۔ پھر ارشاد ہے کہ میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ مطلب صاف ہے کہ تمام قوانین الٰہیہ کا نفاذ ہو۔ اس کے مقابل کسی دوسرے کے بنائے ہوئے قانون کو ترجیح نہ دی جائے اور رسوم عبادات کا نظام قائم ہو۔ حاصل یہ ہے کہ پکا ایمان، بہترین اعمال اور تبلیغ، پھر دین کی پختگی اور امن وامان کا قیام اور تمام خدائی احکام کی پیروی کے بعد کوئی بات رہ جاتی ہے۔ یہ اسلامی حکومت کا دوسرا تصور ہے

اسلامی حکومت کا عملی نمونہ

اس کے بعد خلافت راشدہ کا زمانہ آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے سارے وعدے پورے فرماتا ہے۔ خلافت ارضی کے الفاظ سے اسی کی طرف اشارہ تھا کہ بادشاہت نہ ہوگی۔ بلکہ اللہ کی نیابت ہوگی۔ خدائی حکومت اور خدائی احکام کے نفاذ کے لئے یہ نائب ہوں گے۔ چنانچہ اسی طرح خلفاء راشدین نے کیا۔ نمازوں اور عبادات کا نظام۔ مالیات کا نظام۔ امن وامان کا قیام۔ دین کو تمام فتنوں اور مدعیان نبوت اور ارکان اسلام کے مخالفوں سے پاک صاف کرنے کا کام۔ پھر تمام خدائی احکام کا اجراء۔ امر بالمعروف اور ان کے خلاف سے بچنے یعنی نہی عن المنکر۔ انہوں نے کسی وقت پر بھی خدائی حکم کو پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں کسی چیز کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی۔ یہ ہے اسلامی حکومت کا تصور اور اس کا عملی نمونہ۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اسلامی حکومت کے بنیادی تصورات میں سے برائی روکنا اور نیکی کو جاری کرنا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مذہب کو پرائیویٹ معاملہ کہنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ اسلام کا خلیفہ دراصل خدا کا نائب ہوتا ہے۔ سیاست ملکی، قیام امن، انتظام مالیات کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انتظام بھی کرنا ضروری ہوتا ہے۔

بلکہ برائی کے مرتکبین کو اسلامی سزائیں دینا حکومت کا اولین کام ہے اور یہ بھی نہی عن المنکر میں داخل ہے۔ اگر مذہب پرائیویٹ معاملہ ہے اور بقول مرزا محمود قادیانی کسی کو یہ ضروری نہیں کہ وہ دوسروں کو کسی بات کرنے کا کہے یا روکے تو اسلامی تعزیرات کا کیا معنی؟۔

زنا، چوری، قتل، تہمت وغیرہ جرائم پر شرعی سزاؤں کے اجرا و نفاذ کا کیا مطلب؟۔ مرتد کو قتل کی سزا کیوں؟۔ شراب پر سزا کیوں؟۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ جرائم کرنے کے بعد سزا دی جا سکتی ہے۔ لیکن کرنے سے پہلے ارتکاب جرم سے روکنا غلط ہے؟۔ چوری سے نہ روکو، قتل سے نہ روکو، مرتد ہونے سے نہ روکو، زنا کرنے دو، شراب پینے دو اور جب وہ ارتکاب جرم کر بیٹھے تو پھر سزا دو۔ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ جس اسلام کی بنیاد ہی یہ ہے کہ شرک چھوڑ کر توحید کا اقرار کرو۔ رسول کو مانو اور قیامت کو مان کر اس دن کے حساب سے ڈرو اور نماز پڑھو۔ ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو ایک دوسرے پر ظلم اور خیانت نہ کرو۔ اس اسلام کے ٹھیکیدار آج امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت نہیں سمجھتے اور دعویٰ اسلام کا ہے

بعثت انبیاء علیہم السلام اور تبلیغ

کیا انبیاء علیہم السلام اس لئے تشریف نہ لاتے تھے کہ وہ حق کی دعوت دیں اور باطل سے منع کریں؟۔ اور کیا انبیاء علیہم السلام نے اس فریضہ کی ادائیگی میں جانیں تک قربان نہیں کیں؟۔ اسلام تو ہر مسلمان پر انفرادی طور پر بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر لازم کرتا ہے کہ ”کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ آل عمران ۱۱۰“ اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو برائی دیکھو اسے ہاتھ سے مٹاؤ۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکو۔ ورنہ دل سے برا سمجھو۔ اگر برائی سے روکنا ضروری نہیں تو صدیق اکبرؓ نے منکرین زکوٰۃ سے اور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب سے کیوں جہاد کیا۔ اور خود آنحضرت ﷺ کو کیا ضرورت تھی کہ تبلیغ کرتے کرتے لہولہان ہو جاتے؟۔

اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اتنا زور دیا ہے کہ ایک معمولی مسلمان خواہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی کرسکتا تھا اور خلیفہ کو ماننا پڑتا تھا۔

سیاست و مذہب

اس بیان سے صاف ہو گیا کہ مسلمان حکومت کا پروگرام تمام ملکی انتظامات کے ساتھ ساتھ مذہب و دین کو تمام فتنوں سے پاک کر کے جاری رکھنا۔ اخلاقی قدروں اور مذہبی پابندیوں کا خاص انتظام کرنا بھی ہے۔ اسلامی حکومت کا انتظام ہی اسلامی اعمال کی بناء پر تھا۔ اور اس کا پروگرام بھی وہی تھا۔ وہی خلیفہ ہوتا۔ وہی جماعت کا امام۔ اس کے تقرر میں بھی اسلامی فضائل کا لحاظ ہوتا اور اس کے خلاف احکام کو بھی اسلامی نقطۂ نظر سے جانچا جاتا تھا۔ خلفاء نے دنیا بھر میں اس امر کی وضاحت کر دی کہ عادلانہ اور صحیح نظام حکومت صرف اسلامی نظام ہی ہو سکتا ہے۔

کیا اب اس کا اعادہ ممکن نہیں؟

بہانہ جو اور بہانہ ساز لوگ کہتے ہیں کہ اب ایسا کرنا ناممکن ہے۔ اگر ناممکن ہے تو جتنا ممکن ہے اتنا تو کرنا چاہئے۔ ورنہ ایسا ہو گا کہ چاول نہ ملے تو سوکھی روٹی بھی نہ کھاؤ اور بھوکوں مر جاؤ۔ خلافت راشدہ کے بعد بھی جبکہ بادشاہوں اور امیروں کے اعمال منہاج نبوت کے موافق نہ تھے۔ لیکن ملکی قانون قرآن تھا اور بڑی حد تک اس پر عمل ہوتا تھا۔ اس وقت تک اسلام دنیا میں آگے ہی بڑھتا۔ جب قرآن پاک کو فوجوں، عدالتوں، بازاروں اور گھروں سے العیاذ باللہ نکالا گیا۔ تو مسلمان بھی ذلیل ہوئے۔ ورنہ کیا محمد بن قاسم فاتح سندھ کا زمانہ خلافت راشدہ کا زمانہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ لیکن ملک پر قرآنی قانون کی حکومت تھی اور اسی لئے عوام کا اکثر حصہ قرآنی رنگ میں رنگا جاتا تھا۔ اخلاق و اعمال اور جذبات پر بڑا اثر تھا۔ اسی طرح سلطان محمود غزنوی وغیرہ کے ساتھ برکات کا ہونا اسی سبب سے تھا۔

ایک دھوکہ اور اس کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب اسلامی نظام حکومت اسی لئے قائم نہیں ہو سکتا کہ اس کے لئے دنیا کے تمام مسلمانوں کا ایک یونٹ ہونا لازم ہے۔ جو فی زمانہ ناممکن ہے۔ یہ بڑا فریب اور اسلام کی پابندیوں سے نکلنے اور بھاگنے کا ایک بہانہ ہے اور قرآن پاک سے ناواقفی کا ثبوت!

قرآن پاک نے مسلمانوں پر لازم کیا ہے کہ اگر دوسری جگہ کے مسلمان تم سے مدد

چاہیں تو ان کی مدد کرو کہ "وان استنصروکم فعلیکم النصر (انفال ۷۲)" مگر ان کی مدد کی ہے۔ مثلاً ہندوستان کے مظلوم مسلمان ہم سے امداد طلب کریں تو ان کی امداد ہم پر لازمی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ "الا علی قوم بینکم و بینهم میثاق (انفال ۷۲)" ﴿مگر ان مسلمانوں کی مدد ایسے وقت تم نہیں کر سکتے۔ جب وہ مدد کے لئے ایسی قوم سے مقابلے کے لئے بلائیں۔ جن کے درمیان اور تمہارے درمیان معاہدہ ہے۔﴾

مطلب یہ ہوا کہ اگر پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جنگ نہ لڑنے کا معاہدہ ہے تو پھر ہم وہاں کے مسلمانوں کی مدد ہندوستانی گورنمنٹ کے مقابلے میں نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر ہم چاہیں تو پہلے معاہدہ کی منسوخی کا اعلان کر دیں۔ پھر مدد کریں ایسا ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس میں قرآن مسلمان حکومت یا اسلامی حکومت کو یہ تعلیم دیتا ہے اور خود اس تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک یونٹ نہ ہونے کی شکل میں بھی جہاں طاقت ہو اسلامی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ یہ جب دوسری جگہ کے مسلمان اسلامی حکومت نہ بنا سکتے ہوں تو اسلامی حکومت کی تحریک ہو سکتے ہوں۔

خلافت راشدہ کی راہنمائی

پھر اس قریب کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود خلافت راشدہ کے آخری دور یعنی حضرت علیؓ کے زمانہ میں حضرت امیر معاویہؓ سے خطرناک جنگ ہوئی۔ حضرت علیؓ نے آخر کار ایک یونٹ بنانے کا خیال ترک کر دیا۔ حضرت معاویہؓ کی حکومت شام و مصر پر رہی اور حضرت علیؓ کی خلافت باقی تمام عالم اسلام پر۔ لیکن بار اسلامی نظام کی وحدت کی ضرورت کو کیوں نظر انداز کیا گیا؟ یہ ایک سوال ہے جس کا جواب یہ ہے کہ قیام وحدت جنگ کشت و خون کا طالب تھا اس کو پسند نہ کیا گیا اور اس کے بالمقابل دو حکومتوں کو برداشت کر لیا گیا۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ایک یونٹ بنانے میں یہ خطرہ تھا کہ مسلمانوں کی دونوں قوتیں اتنی کمزور ہو جائیں کہ بیرونی دشمن ان پر غالب آ جائیں۔

بہرحال یہ اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ ہے کہ ضرورت کے تحت علیحدہ علیحدہ نظام برداشت کر لئے گئے لیکن دونوں جگہ قرآنی نظام تھا۔ صحابہ کرامؓ کا یہ زمانہ تھا۔ اس لئے اسلام اور قرآنی نظام حکومت سے انحراف نہیں ہو سکتا۔ دونوں جگہ شرعی نظام کی بنیاد ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ جب شاہ روم نے حضرت معاویہؓ کو لکھا کہ اگر حضرت علیؓ کے مقابلہ میں مدد چاہو تو میں حاضر ہوں۔ حضرت معاویہؓ نے اس کو لکھا کہ اے رومی کتے اگر تو علیؓ پر حملہ کرے گا۔ تو ان کی طرف سے سب سے پہلے میں میدان میں لڑوں گا۔

بہرحال یہ بات ضرور ثابت ہوگئی کہ مشکلات کی وجہ سے وحدت قائم نہ ہوسکے تو بھی جہاں حکومت ہو وہاں اسلامی نظام حکومت ہی ہو۔ اور اسلامی قوانین ہی کا اجراء ہو۔ پھر یہ حکومت جتنی بھی اس طرز کے قریب آتی جائے گی اس میں اتنی قوت و برکت پیدا ہوگی۔ اس سے قرآن کی آیت اور خلافت راشدہ کی اس مثال سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ٹکڑے ہوئے اور متعدد حصے ہونے والے بھی اگر بنائیں تو خدائی احکام کے تحت اسلامی نظام ہی بنائیں۔ یہ کہنا کہ چونکہ ساری دنیا کے مسلمان ایک حکومت کے ماتحت نہیں۔ اس لئے ہم اسلامی اور قرآنی نظام نہیں چاہتے یہ اسلام سے انکار کرنے کے لئے ایک حیلہ ہے یہ اسی طرح ہے کہ چونکہ دنیا کے سارے مسلمان تابع قرآن نہیں رہے۔ اس لئے اب ہم سے بھی اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔

اسلامی حکومت اور غیر مسلم

اسلامی حکومت میں غیر مسلم بحیثیت رعایا کے رہ سکتے ہیں۔ اس وقت ان کے انسانی حقوق دوسرے مسلمانوں کے برابر ہوں گے۔ مثلاً ان کی جان کی حفاظت، ان کے مال کی حفاظت، ان کی آبرو کی حفاظت، ان کے مکانوں اور عبادت گاہوں کی حفاظت حکومت کے ذمہ ہوگی۔ ان کے قتل کے عوض مسلمان قتل کیا جائے گا۔ اسی طرح ان کو اپنے مذہبی رسوم و عبادات کی آزادی ہوگی۔ تجارت وغیرہ ذرائع معاش کی آزادی ہوگی۔ قانون کے ذریعہ انصاف حاصل کرنے کی آزادی ہوگی۔ ایک انسان کو باعزت زندگی گزارنے کے لئے یہ چیزیں لازمی ہیں۔

حکومت میں حصہ

یہ نہ ہوسکے گا کہ ان کو مسلمانوں کا امیر المومنین بنا دیا جائے گا یا جو امیر سے قریب تر مقامات ہوں مثلاً وزیر یا گورنر۔ اسی طرح چونکہ مسلمانوں کا امیر مسلمانوں کے ارباب بست و کشاد کے مشورہ سے منتخب ہوتا ہے اور ارباب بست و کشاد میں زیادہ تر دینداری، علم و تقویٰ کی بنا پر خاص لوگ ہوتے ہیں غیر مسلم کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ جیسے انصار و مہاجرین تھے۔ جن پر تمام عالم اسلام کو اعتماد تھا۔ اور جن

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام ہے جو اسلام کے سوا کسی اور دین پر چلے گا اس کا کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔

اسلام انسانی اصلاح و فلاح کا ضامن ہے۔ اس سے انحراف ابدی جہنم کا مستحق قرار دیتا ہے جس کا خاتمہ اسلام پر نہ ہوا وہ ابدالآباد دوزخ کا ایندھن بن جائے گا۔

کافر کے لئے دائمی جہنم ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابدا۔ الجن ۲۳"

دوسری جگہ ارشاد ہے: "ان الذین کفروا و ظلموا لم یکن اللہ لیغفر لھم و لا لیھدیھم طریقا۔ الا طریق جھنم خالدین فیھا ابدا۔ نساء ۱۶۹، ۱۶۸"

تیسری جگہ ارشاد ہے: "وما ھم بخارجین من النار۔ بقرہ ۱۶۸"

چوتھی جگہ ارشاد ہے: "ان اللہ لعن الکافرین و اعدلھم سعیرا خالدین فیھا ابدا۔ احزاب ۶۴"

ان تمام جگہوں میں خالدین کے بعد ابدا فرمایا کہ ہمیشہ رہیں گے دوزخ میں۔ ہمیشہ ہمیشہ اس سے نکلیں گے نہیں۔ تمام امت کا یہی عقیدہ ہے۔

کافر کی بخشش نہیں ہو سکتی

"ان تستغفر لھم او لا تستغفر لھم۔ ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم۔ توبہ ۸۰" اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

اسی طرح کافروں کی بخشش کے لئے دعا مانگنے سے قرآن میں ممانعت وارد ہے۔

بہرحال اسلام سے خارج لوگوں کے لئے جہنم کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ جب دائرہ نبوت کا مرکز آنحضرت ﷺ کا وجود بابرکت ہے جیسے خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔ جب آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری ہدایت نامہ مکمل صورت میں لا کر دنیا کے سامنے پیش کر کے حجت پوری کر دی ہے۔ جب تمام دنیا کے مذاہب تیرہ سو سال سے دلائل کے میدان میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ جبکہ اپنی صداقت میں شبہ کرنے والوں کو قرآن پاک نے مقابلہ کا چیلنج دیا ہے جس کو قبول کرنے سے آج تک دنیا عاجز ہے اور جبکہ تمام دنیا کے

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے اسلام کی تبلیغ کی جاتی۔ کفر سے نکالنے کی سعی کی جاتی۔ لہٰذا ملک و حکومت میں یہ بحث بے معنی ہے کہ غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی اجازت کیوں نہ دی جائے؟۔ وہ شہری حقوق سے کیوں محروم ہوں؟۔ یہ شہری آزادی کا نام دنیا و مفہوم یورپ کی لعنت ہے جس کی آڑ میں مسلمانوں کے مذہب کا تیاپانچا کرنا چاہتے تھے۔ شہری آزادی کا جتنا ضروری حصہ تھا وہ ہم عرض کر آئے ہیں۔ لیکن شہری آزادی کی آڑ میں اشاعت کفر کی اجازت دینا بنی نوع انسان پر ظلم نہیں تو کیا ہے؟۔

تبلیغ کفر کی اجازت

جو لوگ کفر کی تبلیغ کی اجازت دیتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں ہو سکتے۔ یا تو مذہب اسلام کو ابدی نجات و سرمدی حیات کا ذریعہ نہیں سمجھتے۔ ان کا عقیدہ حقانیت اسلام پر نہیں۔ یا وہ انسانیت کے دشمن ہیں کہ بجائے اس کے تاریکی سے انسانوں کو نکال کر روشنی میں لانے کی کوشش کی جاتی۔ وہ روشنی سے نکال کر تاریکی میں لے جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ کیا بنی نوع انسان کی ہمدردی کا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ ایک شخص کو جو سیدھے راستے پر جارہا ہے ورغلا کر ایسے راستے پر لگا دیا جائے جس پر چل کر وہ کنویں میں جا گرے اور ہلاک ہو جائے؟۔

شہری آزادی کے نام پر شیطانی کام

دراصل مغربی جادوگری نے جہاں اور بہت سی عیبوں کو خوبیوں کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہاں شہری آزادی کے نام سے ہر شخص کو ہر مذہب کی تبلیغ اور ہر مذہب اختیار کرنے کا حق دیا ہے۔ اس گمراہی کو مذہبی آزادی، ضمیر کی آزادی اور شہری آزادی کے خوبصورت الفاظ سے دلربا بنانے کی سعی کی ہے۔ جس کی آڑ میں رضامندی کی زناکاری، اسلام سے مرتد ہو جانے اور کفر و الحاد کا پراپیگنڈہ کرنے کی عام اجازت دے کر دین حق سے بغاوت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ہر شخص آزاد ہے کہ قرآن پاک اور حدیث رسول ﷺ سے تلعب کرے جس آیت کا جو معنی چاہے کرے۔ جس سے مسلط قوت کو ضرور فائدہ پہنچا مگر مسلمانوں کا شیرازہ خطرے میں پڑ گیا اور دین حق کے پرستاروں کو ہزاروں مشکلات کا سامنا ہوا۔

پہلا ازالہ...... اس فریب خوردگی کا ایک ازالہ یہ ہے کہ جیسا کہ کہا گیا کہ اگر یہ عقیدہ صحیح ہے کہ اسلام کے بغیر نجات ناممکن ہے جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ہے تو پھر مسلمان اپنے حدود

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائیوں سے ہائیکورٹ کے
سات سوالات
مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
کا تاریخی جواب الجواب

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف!

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد چیف جسٹس پنجاب ہائیکورٹ مسٹر جسٹس منیر و مسٹر جسٹس ایم آر کیانی کو اس سارے معاملہ کی تحقیقات پر متعین کیا گیا۔ اس مقدس تحریک کا نام ہی بدقسمتی کی مرزائی نواز حکومت نے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء اور عدالت کا نام منیر انکوائری کمیشن رکھا۔ اس عدالت نے آٹھ نو ماہ تک انکوائری کو شیطان کی آنت کی طرح لمبا کیا اور جب ملک کے حالات پرسکون ہو گئے تو ایک لمبی ترنگی رپورٹ شائع کر دی۔

اس عدالت نے مرزائیوں سے بہت سوالات دریافت کئے تھے۔ مرزائیوں نے اپنے روایتی دجل سے ان کا جواب بھی دجل آمیز عبارتوں میں دیا جس میں بجائے دوٹوک جواب کے مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ مرزائیوں کی کتاب الحیل اور تاویل تو مشہور ہے۔ ان حیلوں اور تاویلوں اور دجل وفریب سے انہوں نے جوابات دے کر عدالت کے اس اخذ ومواخذہ سے بچنے کی کوشش کی جس سے اسلام کی رو سے ان مرتدوں کا مقام متعین ہو سکتا تھا۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ان سوالات کے جواب الجواب میں یہ رسالہ تحریر فرمایا اور اسے عدالت میں داخل کیا گیا۔ اس تحریر سے آپ کی ذہانت فطانت اور قوت استدلال سے آگاہ ہو کر ان کی عظمت اور ان کی شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

خاکپائے حضرت جالندھریؒ

(مولانا) عزیز الرحمن جالندھری

ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر ملتان

www.besturdubooks.wordpress.com

بدولت ہے کہ اس وقت دنیا کے تمام براعظموں میں ختم نبوت کا کام ایک مربوط نظم کے تحت ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی جالندھری کی سب سے بڑی خوبی ان کی جماعت اور تحریکوں کے لئے فنڈز کا انتظام کرنا اور دیانت، امانت سے ان کا حساب رکھنا۔ کفایت شعاری سے خرچ کرنا اور تحریک کو یا جماعت کے کام کو باقاعدہ اور ہمیشگی سے جاری رکھنے کا اہتمام کرنا تھا۔ مولانا جالندھری نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے قیام کے بعد اس کے مالیاتی نظام کی مضبوطی کی طرف خصوصی توجہ دی اور جماعت کے لئے مضبوط فنڈ کا اہتمام کیا۔ مجلس نے فیصلہ کیا کہ چونکہ جماعت نے حفاظت واشاعت دین کا کام کرنا ہے۔ تردید مرزائیت جیسا کٹھن کام اس کے ذمہ ہے۔ مرزائی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی اور قوم وملک کو اس فتنہ سے بچانے کے لئے ایک منظم جماعت کی ضرورت ہے۔ اس لئے جماعت میں مستقل ہمہ وقتی کام کرنے والے کارکن باتنخواہ رکھے جائیں جو ہر طرف سے بے فکر اور آزاد ہو کر یکسوئی کے ساتھ جماعتی مقاصد کے لئے کام کریں۔

جب اس فیصلے کے مطابق جماعت کے علماء کرام سے باتنخواہ کام کرنے اور ہمہ وقتی ڈیوٹی دینے کے لئے کہا گیا تو وہ لوگ جو ساری عمر ملک کی آزادی اور اسلام کی سربلندی کے لئے لوجہ اللہ تعالیٰ ماریں کھاتے رہے تھے۔ ان کی خودداری نے تنخواہ لے کر جماعت کا کام کرنا مناسب نہ سمجھا اور سب اس بات سے ہچکچانے لگے۔ حضرت جالندھری نے یہ محسوس کر کے کہ یہ لوگ اس چیز کو اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں خود بھی تنخواہ لوں گا اور ہمہ وقتی ملازم کی حیثیت سے جماعت کا کام کروں گا۔ اس کے بعد حضرت مولانا لال حسین اختر، حضرت مولانا محمد حیات، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری، حضرت مولانا محمد شریف جالندھری، حضرت مولانا عبدالرحمن میانوی، غرضیکہ تمام مبلغین نے وظیفہ لینا اور ہمہ وقتی کام سرانجام دینا قبول کر لیا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس سے مستثنیٰ رہے۔

تمام مبلغین جب جلسوں اور دوروں پر جاتے۔ لوگ ان کی جو بھی مالی خدمت کرتے تھے تو وہ اس کی بھی رسید کاٹ دیتے تھے۔ وہ جو بھی نذرانہ خدمت میں

www.besturdubooks.wordpress.com

عدالت کے قادیانیوں سے سوالات

۱۔ جو مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں اور مامور من اللہ نہیں مانتے۔ کیا وہ مومن اور مسلمان ہیں؟

۲۔ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا۔ کیا وہ کافر ہے؟

۳۔ ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں۔ یعنی اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننا کفر ہے تو ایسے کفر کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

۴۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کو رسول کریم ﷺ کی طرح اور اسی درجہ سے الہام ہوتا ہے؟

۵۔ کیا قادیانی عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا غلام احمد قادیانی پر یقین نہیں رکھتے بے فائدہ ہے؟

۶۔ کیا قادیانی اور غیر قادیانی میں شادی جائز ہے؟

۷۔ قادیانی فرقہ کے نزدیک ابن مریم موعود کی خصوصیت کیا ہے؟

قادیانیوں کے جواب کا حضرت جالندھری کی جانب سے جواب الجواب

جناب والا! بندہ حضور والا کی خدمت میں چند اہم گزارشات پیش کرنا ضروری خیال کرتا ہے۔ جناب والا نے موجودہ کارروائی میں مرزائیت کے متعلق نفس مسئلہ کی تحقیقات کرنا پسند فرمایا ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ جیسے عالی مرتبت انسان اس طرف توجہ فرمائیں۔ مگر اس میں یہ ہے کہ جن حالات میں تحقیق ہو رہی ہے۔ خدشہ ہے کہ مسئلہ کے تمام گوشے کھل کر سامنے نہیں آسکیں گے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ہماری حکومت بھی ایک فریق کی حیثیت اختیار کر گئی ہے جس کی وجہ سے اہل اسلام کو وہ سہولتیں حاصل نہیں ہو سکتیں جو ان کو ملنی چاہئے تھیں اور بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ علماء کرام ایک طرح قابل مواخذہ سمجھے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں چونکہ مسئلہ کی تحقیق شروع ہو گئی ہے۔

لہٰذا معروضات گزارش ہے کہ جناب والا نے مرزائیوں سے جن سوالات کا تحریری جواب طلب فرمایا ہے۔ میں نے ان سوالات اور ان کے جوابات کو غور سے پڑھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصل سوال کا جواب صراحت سے نہیں دیا گیا۔ اس میں جو دھوکہ دہی اور تلبیس سے کام

www.besturdubooks.wordpress.com

گیا ہے۔ اس لئے میں جواب الجواب پیش خدمت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ قبل اس کے کہ نمبروار جواب عرض کروں چند تمہیدی معروضات پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

۱۔ سرور کائنات ﷺ نے اپنے بعد "مدعی نبوت" کو دجال کذاب کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ زمانہ طالب علمی میں جب میں نے یہ حدیث پڑھی تو حیرت ہوئی کہ جس نبی کی صفت انک لعلی خلق عظیم ہے۔ انہوں نے ایسے سخت الفاظ کیوں استعمال کئے۔ لیکن جب میں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین وغیرہ کی کتب پڑھیں اور ان میں کذب بیانی، ابولہبی اور دجل وتلبیس کا مظاہرہ دیکھا تو یہ خیال آیا کہ حضور ﷺ نے گویا مرزا قادیانی کو دیکھ کر اظہار حقیقت کے لئے "دجال" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (اس کے دجل کی مثالیں طوالت کلام کے خوف سے ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا)

۲۔ "کلام" میں اصل مقصود الفاظ نہیں ہوتے۔ بلکہ مفہوم کلام ہوتا ہے۔ اگر کوئی قاصد متکلم کے کلام کے الفاظ بدل دے اور مفہوم کلام کو باقی رکھے تو قاصد کذاب اور خائن تصور نہیں ہوگا۔ نہ اس سے نظام عالم تباہ و برباد ہوتا ہے۔ لیکن اگر کلام کا مفہوم بدل دیا جائے تو نہ شریعت باقی رہتی ہے۔ نہ دین، نہ نظام سلطنت قائم رہ سکتا ہے اور نہ سیاست مدن۔ جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی نصوص کے الفاظ باقی رکھے۔ مگر مفہوم بدل دیا۔ ایسے انسان کو شریعت میں زندیق کہا جاتا ہے۔ زندیق کا کفر، کافر معاند کے کفر سے بھی زیادہ شدید سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ "قرآن پاک" کی تعریف کتب اصول میں اس طرح کی گئی ہے۔

ھو اسم للنظم والمعنی جمیعا۔ نور الانوار ص ۱۰، مبحث اطلاق نظم القرآن: ﴿قرآن الفاظ اور معانی کے مجموعہ کا نام ہے۔﴾ یعنی جیسا کہ الفاظ کا انکار کفر ہے۔ ایسے ہی معانی (متواترہ) کا انکار بھی کفر ہے۔ یعنی نصوص دینیہ کے الفاظ کو تسلیم کرنا اور مفہوم متواتر کو بدل دینا صریح کفر ہے۔ اگر کوئی شخص اقیموا الصلوٰۃ! کا اقرار کرے۔ علاوہ اس کا مفہوم فوجی پریڈ مراد لے۔ یا زکوٰۃ کی فرضیت کو تسلیم کرے۔ مگر اس سے بدن کی صفائی مراد لے۔ یا فرضیت جہاد کو مانے۔ مگر اس سے صرف ترک لذات مراد لے۔ اور اسی طرح حضور ﷺ کو خاتم النبیین تو مانے مگر بجائے آخری نبی مراد لینے اور آئندہ دروازہ نبوت بند کرنے کے اجرائے نبوت اور تسلسل نبوت اس سے مراد لے کر خاتم النبیین کے اصلی مفہوم متواتر کا انکار کر دے۔ الغرض اس طرح کسی قانون کا تحفظ بھی باقی نہیں رہ سکتا۔ اسلامی قانون میں یہ شخص زندیق کہلاتا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کافر معاند سے بھی زیادہ خطرناک تصور کیا جاتا ہے۔

۴ مرزا قادیانی نے نہ صرف آیت خاتم النبیین کا مفہوم بدل دیا۔ بلکہ قرآن کریم کی بہت سی آیات بدل کر اپنے پر چسپاں کیں۔ مثلاً:

الف قرآن پاک کی آیت ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ میں مرزا قادیانی نے بدر سے مراد مقام بدر کے بجائے چودھویں صدی مراد لی ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص ۲۷۴ خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

ب واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی سے مراد مرزا قادیانی نے اپنا نام مراد لیا ہے اور کہا ابراہیم سے بھی میں ہی مقصود ہوں۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳)

ج یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ یہ آیت بھی میرے لئے نازل ہوئی ہے۔ آدم سے غلام احمد قادیانی اور جنت سے مراد میری بیوی جنت بی بی ہے۔ (تریاق القلوب ص ۷۵ خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۹)

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن پاک کی آیات بدل کر ان کا مفہوم مسخ کر کے خدا کی مقدس کتاب کا وہ حلیہ بگاڑا ہے کہ اسلام کی روح کانپ اٹھی۔

۵ ایک شخص کی نسبت ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت میں کاذب ہے۔ پھر ہم یہ کیوں نہ سمجھیں کہ وہ ضرورت کے لئے اور بھی جھوٹ بول لیتا ہوگا۔ اسی لئے تو حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کی نسبت کذاب کا لفظ فرمایا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی اکثر کتابیں جھوٹ اور کذب کے مواد سے بھری پڑی ہیں۔ یہاں مجھے صرف ایک بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ مرزا قادیانی کو جب بھی محسوس ہوا کہ اس کے دعویٰ نبوت سے لوگ مشتعل ہو رہے ہیں تو اس نے دعویٰ نبوت سے اس طرح انکار کر دیا کہ گویا یہ دعویٰ اس پر ایک الزام ہے۔ پھر تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم سے بھی انحراف کر لیا۔ اس کے ثبوت کے لئے جامع مسجد دہلی کی تقریر اور مباحثہ لاہور ، بین غلام احمد قادیانی و مولوی عبدالحکیم کے راضی نامہ کی عبارت منجانب غلام احمد قادیانی کافی ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا کہ:

”سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے کہ میں اس کو کافر سمجھتا ہوں۔ لوگوں نے اس کی باتوں کا یقین کر کے اسے ووٹ دے دیئے۔ جب الیکشن ہو گیا تو پھر قادیانی کہنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے جب اس سے سوال کیا کہ تو نے جھوٹ کیوں بولا تھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے مرزائی ہونے سے انکار کیا تھا قادیانی ہونے سے تو انکار نہیں کیا تھا۔ جب اس سے دریافت کیا گیا کہ مرزا قادیانی کے متعلق جو الفاظ کہے تھے ان سے مراد؟ جواب میں کہا تو یہ کہ میں نے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے متعلق سب کہا تھا۔ مرزا سے میری مراد "مرزا صاحبان" لے سکتے تھی۔

عالی جاہ! ان جوابات میں بھی طریق اختیار کیا گیا ہے۔ اصل سوالات کا قطعاً جواب نہیں دیا گیا ہے۔ ہر سوال کے جواب میں دجل و تلبیس سے کام لیا گیا ہے۔

اب میں نمبروار جواب الجواب عرض کرتا ہوں۔ صدر انجمن ربوہ کے جواب کی عبارت کو "مرزائیوں کا جواب" اور اپنے جواب کو "ہمارا جواب" عرض کر کے عرض کروں گا۔

سوال نمبر ۱۔ انکوائری رپورٹ

جو مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مسیح علیم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مومن اور مسلمان ہیں؟

مرزائیوں کا جواب

مسلم نام امت محمدیہ کے افراد کا ہے۔ ایمان در اصل اس روحانی اور قلبی کیفیت کا نام ہے جس کو دوسرا نہیں جان سکتا۔ خدا تعالیٰ ہی اس سے واقف ہوتا ہے۔ باقی رہا مومن۔ سو کسی کو مومن قرار دینا اصل خدا تعالیٰ کا کام ہے۔

ہمارا جواب

اس جواب میں مومن کی نسبت یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مومن ہونے کا علم نہیں۔ یہ تحریر کر کے اپنا عقیدہ چھپا لیا ہے۔ اسی کا نام دجل ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص دل سے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کو نہ مانے تو وہ مسلمان بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے منافق۔ گو یہ نماز وغیرہ پڑھتے کے باوجود ہم اسے مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ دل کا حال معلوم نہیں۔ اگر زبان کے اقرار سے شرعی حکم لگائیں گے تو مومن پر بھی حکم لگایا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کے الفاظ اس قلبی کیفیت اور یقین کا پتہ دیں جو مومن کے لئے ضروری ہے۔ یہاں یہ کہہ کر جواب سے گریز کرتے کہ مومن کہنا صرف خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ صحیح نہیں ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تعزیر نہیں کیا جا سکتا۔ یقیناً اگر مسلم کسی کا نام قرار دیا جائے تو جواب درست ہے اور تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اسے مذہبی وصف قرار دیا جائے۔ جیسا کہ عدالت کا منشا ہے تو پھر ان کا یا عقیدہ ہے؟۔ اس کا جواب مبہم ہے۔ جواب میں اپنا عقیدہ بیان کرنے کی بجائے پہلے ایک غلط تشریح بیان کر دی۔ پھر اس کی روشنی میں جواب دے دیا۔ عقیدہ بھی نہ بدلا اور جواب بھی تحریر کر دیا گیا۔

رات کو پی لی دم صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

مرزائیوں کا جواب

ممکن ہے کہ ہماری سابقہ تحریرات سے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

ہمارا جواب

۱۔ مرزا قادیانی سے لے کر ایک ادنیٰ قادیانی تک بیسیوں دفعہ کروڑ مسلمانوں کو خارج از اسلام اور کافر کہتے آئے ہیں۔ مرزائیوں کو خطرہ تھا کہ آج اگر عدالت میں صاف اقرار کر لیا تو ساری دنیا پر کھل جائے گا کہ مرزائی مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے اصل سوال کا جواب گول کر دیا۔ اس سوال کا جواب دینا کہ وہ الفاظ ہماری مخصوص اصطلاحات ہیں اور وہ عبارتیں قادیانیوں کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہیں۔ یہ صریح کذب ہے۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حالانکہ ان عبارتوں میں صریحاً مسلمانوں کو خطاب کیا گیا ہے۔

۲۔ کوئی شخص دین اور دنیاوی اصطلاحات اپنی طرف سے وضع کرے اور ان کے مطابق معاملات کرنا چاہے اور کسی تنازعہ کے وقت یہ کہہ دے کہ یہ میری ذاتی اصطلاحات ہیں۔ کیا کوئی عدالت اس کی ان باتوں کو تسلیم کرے گی۔ مثلاً اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر میں آج نماز ادا کروں تو میری بیوی کو تین طلاق اور پھر اس نے نماز بھی ادا کی۔ اس کی بیوی نے مطلقہ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جب اس شخص سے دریافت کیا جائے تو وہ جواب دے کہ میری اصطلاح میں نماز فوجی پریڈ کو کہتے ہیں اور میں آج پریڈ میں شامل نہ ہوا تھا۔ کیا دنیا کی کوئی عدالت اس جواب کو تسلیم کرے گی؟۔

مرزائیوں کا جواب

بانی سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے والا مسلمان ہی کہلائے گا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمان را مسلمان باز کردند

بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتابوں میں مسلمان کہہ کر خطاب کیا ہے۔ پھر اسی طرح موجودہ امیر جماعت احمدیہ بھی ان کو مسلمان کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں۔

ہمارا جواب

اگر مسلمان کے لفظ سے مراد مذہبی صفت نہیں۔ بلکہ یہ قوم کا نام ہو گیا ہے تو یہ کس طرح دلیل بن سکتی ہے کہ قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے والے لوگوں کو بھی مسلمان سمجھتے ہیں۔ دراصل غیر قادیانی کو مرزائی جب مسلمان کہتے ہیں تو ان کے ہاں وہ شخص مراد ہوتا ہے جو مسلمان کہلاتا ہے۔ نہ کہ جو فی الحقیقت مسلمان ہے۔ اس کے ثبوت میں آٹھ حوالہ جات درج کئے جا چکے ہیں۔

نوٹ ۔۔۔۔ چونکہ کسی شخص کو عقیدۃً غیر کافر یا مسلمان کہنا دونوں ہم معنی ہیں۔ اس لئے یہ عبارات قادیانی حضرات کے سوال نمبر ۱ کے جواب کی تردید میں پیش کرتا چلا ہوں۔ اور سوال نمبر ۲ کے جواب کی تنقید کے بعد عرض کروں گا۔

سوال نمبر ۳ ۔۔ کیا ایسا شخص کافر ہے؟

نوٹ ... گویا عدالت کی طرف سے سوال یہ ہوا کہ سوال نمبر ۱ کے مطابق جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا۔ کیا وہ کافر ہے؟۔

مرزائیوں کا جواب

کافر کے معنی عربی زبان میں نہ ماننے والے کے ہیں۔ پس جو شخص کسی چیز کو نہیں مانتا۔ اس کے لئے عربی زبان میں کافر کا لفظ استعمال ہو گا۔

ہمارا جواب

سوال دراصل دینی اور شرعی اصطلاح کا ہے۔ سوال سے لغوی معنی خارج ہیں۔ لغت کے اعتبار سے تو بعض جگہ کفر کرنا لازمی ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے۔ "وقد امروا ان یکفروا بہ۔ نساء: ۶۰" اس کا نام غلط بحث ہے کہ کافر بھی کہہ دیا جائے اور موردِ اعتراض بھی نہ ہونے پائے۔ اس وقت ایسی بات کہہ دی جائے کہ بعد میں اس کی تاویل ہو سکے اور اعلان کر دیا جائے کہ ہم نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تو کافر سمجھتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائیوں کا جواب

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد کسی مامور من اللہ کے انکار کے ہرگز یہ معنی نہ ہوں گے کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے منکر ہو کر امت محمدیہ سے خارج ہیں یا یہ کہ مسلمانوں کے معاشرہ سے خارج کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارا جواب

۱۔ اس جواب میں مرزائیوں نے جو دجل کیا ہے شاید آج تک کسی نے ایسا نہ کیا ہو۔ سوال تو یہ تھا کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی (مامور من اللہ) نہ ماننے والا کافر ہے؟۔ انہوں نے اس کا تو جواب نہ دیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ کسی مامور من اللہ کے انکار کے یہ معنی نہیں کہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا منکر ہو کر امت محمدیہ سے خارج ہو گا۔ سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی تمہارے نزدیک امت محمدیہ کے سچے نبی اور مامور من اللہ ہیں یا نہیں؟۔ اور اس مامور من اللہ کا انکار امت محمدیہ سے خروج کا سبب ہو گا یا نہیں؟۔ اس کا جواب ذکر نہیں کیا گیا۔ حالانکہ سوال اسی پہلو کی بناء پر تھا۔

۲۔ سوال میں درج ہے کہ کیا ایسا شخص کافر ہے۔ جواب دیا کہ امت محمدیہ سے خارج نہیں۔ جواب میں صاف صاف اور واضح الفاظ میں کیوں نہ کہہ دیا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا ہے وہ کافر نہیں ہے؟۔ بات صاف ہو جاتی اور ابہام دور ہو جاتا۔

ایسا کیوں نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ ایسا شخص نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (الفضل نمبر ۹۳ جلد نمبر ۱۰ ص ۱۰)

مگر آج یہ عقیدہ قادیانی ظاہر نہیں کریں گے تا کہ ان کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ درست تسلیم نہ کیا جائے۔ اگر مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا جانے کا مطالبہ درست تسلیم کر لیا جائے تو مرزائیت ختم ہو جائے گی۔ جواب میں ایک دجل تو وہ کیا جو نمبر ۱ میں درج کیا جا چکا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ سوال کے جواب میں کافر ہونا یا نہ ہونا ذکر نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کی جگہ امت محمدیہ سے خارج ہونا ذکر کیا ہے۔ ایسا کیوں کیا؟۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ امت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک امت اجابت اور دوسری امت دعوت۔ حضور ﷺ کے تشریف لانے کے بعد قیامت تک تمام بنی نوع انسان داخل اسلام، مشرک، ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، پارسی سب حضور ﷺ کی امت دعوت ہیں۔ اب ان کا یہ کہنا کہ امت محمدیہ سے خارج نہیں۔ دراصل اس

www.besturdubooks.wordpress.com

آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر میں کسی نے آج تک صرف اس بناء پر دوسرے کی تکفیر نہیں کی کہ چونکہ اس نے مجھے کافر کہا ہے اور میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ لہذا وہ بمدلول حدیث کافر ہوگیا۔ اس لئے ہم اس قائل بالکفر کو کافر کہتے ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے حضرت مولانا احمد رضا خان کی نسبت فرمایا کہ۔

میری تکفیر پر مولانا احمد رضا خان کو ثواب ملے گا۔ انہوں نے اپنے خیال میں محبت رسول ﷺ میں مجھے کافر کہا ہے۔ یہ بات علیحدہ ہے کہ مجھے مواخذہ نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے جس وجہ سے مجھے کافر کہا ہے وہ وجہ مجھ میں نہیں پائی جاتی۔ (حضرت مولانا مرحوم کے اس ارشاد کا میں خود گواہ ہوں) (ملفوظات حضرت تھانوی)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہاں دو مہمان آئے۔ رات کے وقت ایک مہمان نے دوسرے سے کہا کہ صبح کی نماز ہم برج والی مسجد میں پڑھیں گے۔ وہاں کے قاری صاحب بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ دوسرے نے کہا وہ قاری صاحب تو ہمارے مولانا صاحب (مولانا محمد قاسمؒ) کو کافر کہتے ہیں۔ ہم ایسے شخص کے پیچھے نماز کیوں پڑھیں؟۔ حضرت مولانا نانوتوی نے ان کی یہ گفتگو سن لی۔ آپ نے فرمایا یہ مسئلہ کس کتاب میں درج ہے کہ جو شخص محمد قاسمؒ کو کافر کہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں؟۔ اس نے تو میری برائی دیکھ کر کہا ہوگا۔ آج میں خود بھی اسی قاری کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ حضرت مولانا مرحوم اپنے دوست مہمانوں کے ساتھ اس مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز اسی قاری صاحب کے پیچھے ادا کی جو آپ کو کافر کہتا تھا۔ یاد بات ہے کہ خدا تعالیٰ اس "کافر" کہنے والے سے چاہے مواخذہ کرے۔ لیکن جس کو کافر کہا گیا ہے۔ اس کو یہ حق نہیں دیا جاتا کہ وہ "قائل بالکفر" کو کافر کہے۔

ایک مثال

زید اور عمرو ایک شہر میں آباد ہیں اور دونوں مسلمان ہیں۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کا خون آپس میں حرام ہے۔ لیکن اگر زید نے عمرو کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اب زید کے لئے عمرو حلال الدم تو ہوگیا۔ مگر قصاص میں زید عمرو کو قتل نہیں کر سکتا۔ حالانکہ معاف کرنے اور قصاص طلب کرنے میں زید دونوں کا مجاز ہے۔ مگر اسے کسی شرعی مجاز (قاضی) سے اسے قتل کی فریاد کرنا ہوگی۔ قاضی قصاص میں عمرو کو قتل کرادے یا قصاص دلائے۔ اگر زید خود بدلہ لے گا تو مجرم ہوگا۔

ت   چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے منکروں کو جہنمی اور کافر کہا ہے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

آج تک قادیانی بھی دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر کہتے رہے ہیں۔ اسی لئے چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان نے بھی ایبٹ آباد میں ایک انٹرویو میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان (نا محدود) نوکر سمجھئے۔ (روزنامہ زمیندار لاہور ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

حالانکہ پاکستان بن جانے کے بعد بانیان پاکستان یا کسی ایسے بزرگ نے جس کو بیان حکومت کا بیان تصور کیا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے کافر ہونے کا اعلان نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ چوہدری ظفر اللہ خان کا حکومت پاکستان کو کافر حکومت کہنا ابتداء بے جواب نہیں اور یہاں صرف انگریزی کورٹ کے سامنے مصلحت کی وجہ سے انکار کرنا اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ یہ لوگ ابن الوقت ہیں۔ اس لئے ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ قائل اتنا دیدہ دلیر شخص ہے جو اپنی رائے کسی مصلحت کی وجہ سے نہ بدلے۔

ر قادیانی گروہ کا یہ کہنا کہ پہلے غیر احمدی علماء نے ہمیں کافر کہا ہے اور ابتداء ان کی طرف سے ہوئی ہے یہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کا صریح کذب ہے۔ حالانکہ ابتداء بالکفر مرزا غلام احمد قادیانی نے کی ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی تصنیف براہین احمدیہ میں جب دعویٰ نبوت کی بنیاد رکھی۔ ساتھ ہی مخالفین کی تکفیر کی بنیاد بھی رکھ دی۔ چنانچہ قادیانیوں نے تکفیر کی وجہ مرزا قادیانی کی صداقت کا انکار قرار دیا ہے اور اس دعویٰ کی بنیاد براہین احمدیہ سے شروع ہوئی تو تکفیر منکرین کی بنیاد بھی ساتھ ہی وقوع میں آ جاتی ہے۔

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں کچھ آیات قرآنی درج کیں جن کو ضرورت کے وقت الہام قرار دیا جاتا رہا۔ ان میں ایک یہ آیت درج ہے کہ ”وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ“

اس میں مخالفین کو کفروا سے خطاب کیا ہے۔ چنانچہ مباحثہ راولپنڈی (جو قادیانیوں اور لاہوریوں کے درمیان ہوا تھا) میں قادیانی مناظر اللہ دتہ قادیانی نے اسی الہام سے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے تھے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰)

مرزائیوں کا جواب

باہمی تکفیر کے بارہ میں علماء کے چند فتاویٰ درج ہیں۔

ہمارا جواب

بقول جناب محمد اکبر صاحب جج بہاولپور (تنسیخ نکاح قادیانی مقدمہ بہاولپور کا مشہور فیصلہ) جس کا فیصلہ بھی عدالت میں پیش کر دیا گیا۔ ”مرزائیوں کا مسلمانوں کی باہمی تکفیر کو پیش

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنا دراصل اس تکفیر کو معمولی اور ہلکا ثابت کرنے کی کوشش کرنا ہے جو حضور ﷺ کے زمانے
سے لے کر آج تک دنیائے اسلام کے تمام فرقوں نے بعد از نبوت حضور ﷺ ہر مدعی نبوت کی
تکفیر کی ہے اور جس پر آج دنیائے اسلام کا اتفاق ہے۔" (ایضاً مقدمہ ب، ج۔)

۱۔ اصل امر قابل غور یہ ہے کہ مرزائی گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے
کی وجہ سے شرعاً خارج ہو گیا یا نہیں؟ اس کے بارے میں ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ جب ایک نبی کو
ماننے والی قوم کسی دوسرے نئے نبی کو مان لیتی ہے تو وہ پہلی قوم سے جدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ
مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے حضور ﷺ کو ماننے والوں سے علیحدہ قوم ہیں۔ گویا کفر کے
کئی مراتب ہوئے۔ ایک کفر قطعی جو ختم نبوت کے انکار اور حضور ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت پر
ایمان لانے یا حضور ﷺ کے بعد مسلسل نبوت کو صحیح سمجھنے کی وجہ سے ہو گا۔ بہر حال یہ کفر مسئلہ
نبوت کی بنا پر ہوا۔ اس لئے دو ایسے شخص جو کسی نبی کی نبوت میں اختلاف رکھتے ہوں۔ ایک
امت اور ایک قوم نہیں ہو سکتے۔

۲۔ دوسرا کفر جو توحید و رسالت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ دین کی کسی اور بات
کے انکار یا عمل یا قول سے ہو۔ چاہے یہ کفر کتنا سخت ہو اور اس کے مقام کیسے ہی کیوں نہ
ہوں؟ وہ مسلم قوم میں شمار ہو گا۔ اسی لئے فقہائے امت نے ایک کفر قطعی یا کفر عقیدہ اور دوسرے کو
کفر فقہی یا کفر عملی کہا ہے اور دونوں کے احکام جدا جدا ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے تو ظلی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے اس کو نبی
ماننے والے مسلمانوں کی قوم سے خارج نہیں سمجھے جائیں گے۔

۱۔ دراصل یہ بحث مسئلہ ختم نبوت سے تعلق رکھتی ہے جس کا اس بحث سے
تعلق نہیں ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا غیر ضروری نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے
حضور ﷺ سے قبل آنے والے جملہ انبیاء کو بھی ظلی کہا ہے اور بالخصوص حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بھی
غیر تشریعی نبی کہا۔ جب وہاں ہر نبی کی امت اور قوم جدا جدا ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے
متبعین بھی غیر متبعین سے جدا امت اور جدا قوم ہوں گے۔

۲۔ مسلمانوں کی باہمی تکفیر میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امت مسلمہ نے
کسی اسلامی فرقہ کی بالاتفاق تکفیر نہیں کی۔ لیکن مرزائیوں کی تکفیر کے بارے میں تمام فرقے متفق
ہیں۔ مرزائیوں کا کفر اجماعی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۳۔ کسی فرقے کا مسلمانوں کے باقی فرقوں سے علیحدہ ہونا کسی شخصیت کے ماننے کی وجہ یا عقیدے کی بناء پر ہے۔ اس شخصیت سے نسبت اور اس عقیدہ کو وجہ کفر قرار نہیں دیا گیا۔ یہ اور بات ہے کہ بعد میں کسی فرقہ میں چاہے کتنے مسائل ہوں کہ جس شخصیت سے نسبت اور جس عقیدہ کی وجہ سے یہ فرقہ دوسرے اسلامی فرقوں سے ممیز ہے۔ اس شخصیت اور اس عقیدہ کو سب اسلامی فرقوں نے وجہ کفر قرار دیا ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے چند فرقوں کی نسبت عرض کیا جاتا ہے کہ

الف۔ فرقہ شیعہ

یہ فرقہ باقی فرقوں سے حضرت علیؓ کی طرف منسوب ہونے اور عقیدہ افضلیت علیؓ کی وجہ سے ممیز ہے۔ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ مومن کامل۔ مقبول بارگاہ الٰہی۔ محبوب رب العالمین تھے۔ آپ کی شخصیت تمام فرقوں کے نزدیک مسلم ہے اور حضرت افضلیت علی کا عقیدہ کسی دوسرے اسلامی فرقے کے نزدیک سبب کفر ہے۔

ب۔ فرقہ اہل سنت والجماعت

یہ فرقہ دوسرے فرقوں سے اس لئے ممیز ہے کہ یہ فرقہ حضور ﷺ کی سنت کو مدار نجات اور واجب العمل سمجھتا ہے اور سنت حضور ﷺ کے طریق زندگی کا نام ہے اور وہ سب فرقوں کے نزدیک واجب العمل ہے۔ جماعت سے مراد مسلمانوں کی جماعت ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے تاکید فرمایا کہ حتی الوسع جماعتی زندگی سے علیحدہ نہ ہونا تاکہ وحدت اسلامی پارہ پارہ نہ ہونے پائے۔ کبھی یہ فرمایا کہ صلوا خلف کل بر و فاجر کنز العمال ج ۲ ص ۱ حدیث نمبر ۱۸۸۱ (یعنی ہر اچھے برے کے پیچھے نماز پڑھ لینا)۔ کبھی یہ فرمایا کہ اگر سلطان نماز کو دیر کرکے پڑھا کریں اور وقت ختم کرکے نماز پڑھنا شروع کر دیں تو تم اپنی نماز وقت پر گھر میں پڑھ لینا اور پھر مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں بھی شریک ہو جانا۔

ایک حدیث میں فرمایا کہ وان امر علیکم عبد حبشی (ترمذی ج ۱ ص ۲۰۰ باب فی طاعۃ الامام) یعنی اگر کسی وجہ سے مسلمانوں پر ایسا شخص مسلط ہو جائے جو ناپسندیدہ ہو تو پھر بھی اس کی اطاعت کرنا تاکہ مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان نہ پہنچے۔

غرض کوئی شیعہ، اہل سنت اور اتحاد بین المسلمین [illegible] جماعت المسلمین

www.besturdubooks.wordpress.com

مخالف نہیں ہے۔

ج۔ مقلد

مقلدین اپنے آپ کو آئمہ مجتہدین کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ کتاب و سنت کی تشریح میں ایسے شخص کا قول معتبر ہوگا جو اپنے زمانے میں علم و فضل اور تقویٰ اور خشیت میں ممتاز عالم بالقرآن و سنت ہے اور اجتہادی مسائل میں امام مجتہد کا قول مانا جائے گا۔ کوئی بھی غیر مقلد نہ تو ان اصولوں کی تردید کرتا ہے اور نہ کسی امام مجتہد کو برا کہتا ہے۔ بلکہ ان سب کو بزرگ اور اہل علم تصور کرتا ہے۔

د۔ غیر مقلد

غیر مقلدین اپنے آپ کو آج کل اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ ان کا اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے ہر مسئلہ میں کتاب و سنت پر عمل کیا جائے۔ اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جس کا حکم قرآن و سنت سے نہ سمجھ میں آئے تو اقوال آئمہ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اصولی طور پر یہ درست اور صحیح امر ہے کہ کسی فرقہ نے اس اصول سے بھی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔ اختلاف تو مسائل سمجھنے پر ہوتا ہے۔ فرقہ بندی جس اصول اور جس عقیدہ کے سبب سے ہوتی یا جس شخصیت یا عقیدہ کی وجہ سے ہوتی یا جس شخصیت یا عقیدہ سے کسی فرقہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کی بناء پر کسی فرقہ نے دوسرے فرقہ کو کافر نہیں کہا۔

نوٹ۔ دیوبندی اور بریلوی دراصل دو فرقے نہیں۔ بلکہ ایک فرقہ کی دو جماعتیں ہیں۔ اصول دونوں فرقوں کا ایک ہے۔ دونوں حضرات امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خاندان کی مختلف شاخیں۔

ہ۔ فرقہ مرزائیہ

مرزائی حضرات کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ہے۔ یعنی یہ فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا پیشوا مانتا ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے جملہ دعاوی میں سچا تھا۔ فرقہ مرزائیہ کی تعریف قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتوں پر صادق آتی ہے۔ ان کا آپس میں اختلاف اندرونی مسائل کا اختلاف ہے۔ ان سے دوسرے فرقوں کا تعلق نہیں ہے۔ یہ فرقہ اپنی تعریف کی بناء پر دوسرے تمام اسلامی فرقوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے تمام فرقوں کے نزدیک جس شخصیت کی طرف فرقہ مرزائیہ کی نسبت ہے۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد تھا۔ اس شخص کے دعاوی کو درست اور صحیح سمجھنا تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک

www.besturdubooks.wordpress.com

صریح کفر ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین ہونوں گروہ صریح کافر، دائرہ اسلام سے خارج اور مسلم قوم سے ایسے ہی علیحدہ ہیں۔ جیسے یہود اور عیسائی۔ بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ جس نبی پر یہودی اور عیسائی ایمان لاتے ہیں وہ اپنے وقت کے صادق اور خدا کے مبعوث نبی تھے۔ مگر قادیانی جس شخص کو اپنا پیشوا مانتے ہیں وہ کاذب اور جھوٹا تھا۔

یہاں سب سے پہلے اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ مرزائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تکفیر کا مسئلہ بنیادی اور قطعی کفر کا مسئلہ ہے اور مسلمانوں کے باہمی فرقوں کا باہمی کفر فقہی اور فروعی ہے۔ اس امر کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل استدلال پیش کیا جاتا ہے۔

اہل اسلام کے ہاں کفر کے کچھ مدارج ہیں۔ دراصل ''کفر'' کا لفظ ''ایمان'' کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔ الاشیاء تعرف باضدادھا! مشہور عربی مقولہ ہے کہ ہر چیز اپنے متقابل یعنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم ایمان کی حقیقت سمجھ لیں جب سمجھ لیں گے تو کفر کی حقیقت معلوم کرنا آسان ہو جائے گا۔

ایمان......!

ایمان اسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام فرشتوں آسمانی کتابوں، اس کے تمام رسولوں اور موت کے بعد دوبارہ اٹھنے جانے اور تقدیر پر ایمان لایا جائے۔ یعنی ان باتوں کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کی جائے۔

ان امور پر حضور ﷺ بھی یقین رکھتے تھے اور اہل بیتؓ اور تمام مسلمان بھی یقین رکھتے تھے۔ مگر یہ بات واضح ہے کہ سب کا ایمان ایک ہی درجہ کا نہیں ہو سکتا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایمان ایک درجہ کا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ حضرت حسین بن علیؓ کا ایمان اور ہم جیسے گنہگاروں کا ایمان برابر ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ایمان کے مقابلے میں کفر کے بھی مدارج ہوں گے۔ کیونکہ ایمان اور کفر ایک دوسرے کی اضداد ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب بخاری شریف ج ۱ ص ۹ میں کفر دون کفر! کے عنوان سے ایک باب باندھا ہے اور گویا سب کفر برابر نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے کچھ مدارج ہیں۔ جس کو ایک مثال سے واضح کیا جاتا ہے۔ ہم سب سے پہلے تمام مذاہب میں کوئی ایسا بنیادی مسئلہ تلاش کریں جس سے ایک مذہب دوسرے مذہب سے ایک قوم دوسری قوم سے (قوم سے مراد مذہبی قوم) ممتیز ہو سکے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے وجود کا سوال ہے اس میں سب کا اتفاق ہے۔ عبادات اور اخلاق تمام مذاہب میں موجود ہیں۔ ان کے متفاوت جاہے کوئی ہوں۔ اس لئے یہ امور امتیاز بین المذاہب کا سبب نہیں ہو سکتے۔

امتیاز کا باعث نبوت

صرف ایک نبی کا وجود ایسا ہے جس سے ایک مذہب دوسرے مذہب سے اور ایک قوم دوسری قوم سے جدا ہوتی ہے۔ نبی کی مثال ایک دیوار کی ہے جو اپنے خارج کو داخل سے جدا رکھتی ہے۔ جب تک یہ دیوار قائم رہے گی۔ دیوار کا خارج اور داخل آپس میں نہیں مل سکتے۔ دیوار مختلف احاطوں کو محفوظ رکھتی ہے اور بلکہ اگر ایک بڑے احاطہ میں ایک دیوار قائم کر دی جائے تو اس احاطے کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک نبی کا وجود اپنی امت کے لئے احاطہ ہے۔ دیوار ہے۔ جو دوسری امتوں سے اپنی امت کو علیحدہ رکھتی ہے۔ لیکن اگر اس نبی کے بعد کوئی اور نبی آ گیا تو گویا ایک دیوار اور کھینچ گئی اور ایک حصہ اس احاطہ سے کٹ گیا۔ یعنی اب اس نبی کی امت دو امتوں میں تقسیم ہو گئی۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے یہودی ایک امت تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے آئے تو یہودیوں میں سے جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لائے وہ یہودیوں سے علیحدہ ہو گئے اور اب وہ عیسائی بن گئے۔ اس کے بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کو ماننے والے مسلمان بنے۔ نہ ماننے والے (عیسائیوں) سے جدا ہو گئے۔ اور اب اسی طرح اگر بالفرض حضور سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی آ جائے تو اس کو ماننے والے نہ ماننے والوں (مسلمانوں) سے جدا قوم ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس اصول کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو نبی ماننے والے ایک امت نہیں ہو سکتے۔ مسلمان جدا قوم اور مرزائی جدا قوم ہوں گے۔

سوال نمبر ۳۔۔۔!

ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں۔ یعنی اگر غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننا کفر ہے تو ایسے کفر کے دنیا و آخرت میں کیا نتائج ہیں؟۔

مرزائیوں کا جواب

اسلامی شریعت کی رو سے ایسے کافر کی کوئی دنیوی سزا مقرر نہیں۔ وہ اسلامی حکومت میں وہی حقوق رکھتا ہے جو ایک مسلمان کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عام معاشرہ کے معاملہ میں

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائیوں کا جواب

باقی رہے اخروی نتائج سو ان نتائج کا حقیقی علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کافر کہلانے والے انسان کو بخش دے اگر کافر کے لئے یقینی طور پر دائمی جہنمی ہونا لازمی ہے تو پھر کسی کو کافر قرار دینا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

ہمارا جواب

ان کا یہ جواب کسی صورت میں بھی درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ سوال قدرت الٰہی نہیں بلکہ اسلامی احکام کا ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ اللہ رب العزت "ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر" ہیں۔ مگر تحقیقاتی عدالت کی طرف سے سوال یہ ہے کہ کافر کے متعلق از روئے شریعت محمدیہ کیا حکم ہے؟ اسلام ایک قانون ہے جس میں دنیاوی اور اخروی احکام درج ہیں۔ یعنی ایک نبی کو ماننے کے بعد کسی دوسرے آنے والے نبی کا انکار کر دے۔ ایسے شخص کے متعلق اسلام کے احکام یہ ہیں کہ ایسے شخص کی نجات ہرگز نہ ہوگی۔ مرزائیوں کا بھی یہ عقیدہ ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفین کے متعلق لکھا ہے کہ:

"مجھے خدا کا الہام ہے جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵ معیار الاخیار، تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۳۳۶ طبع سوم)

سوال نمبر ۴

کیا مرزا قادیانی کو رسول کریم ﷺ کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا ہے؟۔
تحقیقاتی عدالت یہاں یہ دریافت کرنا چاہتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام کا ذریعہ وہی تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ تھا۔

مرزائیوں کا جواب

بہر حال وہ ذرائع جو اللہ تعالیٰ اس وحی (مرزا قادیانی پر) کے بھیجنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ وہ ان سے جدا ہوں گے جو قرآن کریم کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ یہ ایک عقلی بات ہے۔ واقعاتی بات نہیں جس کے متعلق ہم شہادت دے سکیں۔

ہمارا جواب

قادیانیوں کی طرف سے اس جواب میں بات کو الجھایا گیا ہے۔ انہوں نے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

مصلحت کی بناء پر ابہام کو دور کرنے اور صاف بات کہنے کی جرأت نہیں کی۔ حالانکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور ﷺ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتہ نازل ہوتا تھا جو خدا کے پیغام آپ ﷺ پر پہنچاتا تھا۔ اس کے مقابلے میں مرزا قادیانی نے بھی اپنے آپ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتہ کے نازل ہونے کا الہام شائع کیا ہے۔ اس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی اور مرزا قادیانی کی وحی کا ذریعہ اور واسطہ ایک ہی ہوا۔ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت محمد رسول ﷺ اور مرزا قادیانی دونوں کے لئے ذریعہ وحی تھے۔

مرزا قادیانی نے جبرائیل کی آمد کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے:

۱۔ "جاء نی آئل واختار وادار اصبعه اشاران واعدالله اتی فطوبیٰ لمن وجد ورائی" یعنی میرے پاس آئل آیا۔ اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے بار بار رجوع کرتا ہے (حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶)

۲۔ "آمد نزد من جبرائیل علیہ السلام ومرا برگزید و گردش داد انگشت خود اشارہ کرد خداترا از دشمنان نگہ خواھد داشت۔"

(مواہب الرحمٰن ص ۴۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۶۱)

مرزا قادیانی کی ان تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اس بات کا خود اقرار کیا کہ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے تھے۔ گویا حضور ﷺ اور مرزا قادیانی کی وحی کا ذریعہ اور واسطہ ایک ہی ہوا۔

قادیانیوں نے آگے چل کر اپنے بیان میں ایسی تفاصیل بیان کی ہیں جن میں اقرار کے بعد انکار اور انکار کے بعد خود بخود اقرار کر لیا گیا کہ حضور ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ذریعہ وحی ایک ہی تھا۔ مگر اس بات کو اس قدر الجھایا گیا کہ پڑھنے والا اس سے کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکے۔ حضور ﷺ نے اس کا نام دجل اور تلبیس رکھا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ تحریر کیا گیا کہ:

الف۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بانی سلسلہ احمدیہ پر وحی نازل ہوتی تھی۔

ب۔ وحی تین طریقوں سے ہوتی تھی۔ ان کا ذکر قرآن کی آیت ما کان لبشر۔ الخ! میں ہے کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

ج: "آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء اور اولیاء پر تین طریقوں سے وحی نازل ہوتی رہی ہے۔"

عالی مرتبت جج صاحبان

قادیانیوں کے جواب کے مندرجہ بالا تین حصوں پر غور فرمائیں تو معلوم ہو جائے گا کہ سوال کے جواب میں کس قدر الجھاؤ پیدا کیا گیا ہے؟۔ ان کے جواب کے خلاصہ سے صرف یہ بات سمجھ آتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر وحی نازل ہوتی تھی اور وحی کے طریقے تین ہیں اور تمام انبیاء، اولیاء اور محمد رسول اللہ ﷺ پر انہی طریقوں سے وحی نازل ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ اور مرزا غلام احمد قادیانی کا ذریعہ وحی ایک ہی تھا۔ اس مفہوم کا جواب دو سطر میں دیا جا سکتا تھا۔ مگر عبارت کی اینچ پینچ اور الفاظ کی ساحری میں الجھانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جواب دیتے وقت آگے چل کر دونوں وحیوں کے مرتبے میں فرق کرنے کی سعی کی ہے۔ تاکہ ہمارے مطالبے کی دلیل کو کمزور اور اس کے وزن کو کم کیا جا سکے۔ یہ امر چونکہ سوال سے متعلق نہیں ہے۔ اس لئے اس کے جواب میں جانا غیر ضروری ہے۔

یہاں اتنا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی نے آنحضور ﷺ سے قبل انبیاء سابقین کو "ظلی نبی" کہا ہے۔ اس لئے اب کسی کا مرزا غلام احمد قادیانی کو ظلی کہنا یا حقیقی نبی کہنا۔ اس سے نفس دعویٰ نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "پہلے تمام نبی ظل تھے۔ نبی کریم کے خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔" (اخبار الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء منقول از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۶)

"یوں تو قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۳، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۰)

نوٹ: مندرجہ ذیل حوالہ جات سے مرزا قادیانی کی وحی کی حیثیت حضور ﷺ کے برابر ثابت ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کی وحی کی نسبت مندرجہ ذیل امور پیش کئے جاتے ہیں کہ:

الف: حضور ﷺ پر وحی بذریعہ فرشتہ نازل ہوتی تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی بھی حضور ﷺ جیسی تھی جس پر بطور مطابقت ملاحظہ ہو کہ:

۱: یہ کہ وہ فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے الفاظ و فقرات دکھا رہا تھا۔

(نزول المسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)

۲: آمد سوئے من جبرائیل علیہ السلام و مرا برگزیدہ گردش

www.besturdubooks.wordpress.com

جہنمی ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۲۷۵ و بار الاخبار بحوالہ تذکرہ ص ۲۰۳ طبع سوم)

سوال نمبر ۵۔ ا

کیا یہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا قادیانی پر یقین نہیں رکھتے بے فائدہ ہے (Infructuaus)؟۔

ب..... کیا احمدیہ عقائد میں ایسی نماز کے خلاف کوئی حکم موجود ہے؟۔

مرزائیوں کا جواب

احمدیہ کریڈ (Creed) عقیدہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہیں مانتا۔ اس کے حق میں نماز جنازہ (Infructuaus) ہے۔

ہمارا جواب

یہ جواب صریح غلط ہے احمدیہ عقائد میں نہ صرف یہ کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی پر یقین نہیں رکھتا۔ اس کا جنازہ (Infructuaus) ہے۔ بلکہ اس کی نماز جنازہ شرعاً ناجائز اور درست نہیں ہے۔

ا ... مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک لڑکے فضل احمد کا واقعہ ہے کہ احمد بیگ نے جب اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ کرنے سے انکار کر دیا تو غلام احمد نے احمد بیگ کو کہا کہ اگر تم میرے ساتھ محمدی بیگم کا نکاح نہیں کرو گے تو میں تمہاری بھانجی عزت بی بی جو میرے لڑکے فضل احمد کی بیوی ہے طلاق دلا دوں گا اور طلاق نامہ متعلق فضل احمد سے لوں گا جس میں یہ تحریر ہوگا کہ جس دن تم محمدی بیگم کا نکاح میرے سوا کسی دوسرے کے ساتھ کرو گے تو عزت بی بی کو اس دن سے طلاق ہو جائے گی۔ چنانچہ احمد بیگ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس دھمکی کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی۔ مرزا غلام احمد نے اپنے لڑکے فضل احمد سے کہا کہ تو اپنی بیوی عزت بی بی کو طلاق دے دے۔ فضل احمد پسر غلام احمد چونکہ اپنے والدین کا انتہائی فرمانبردار اور خدمت گزار تھا۔ اس نے اپنے باپ کے حکم کو بسر و چشم قبول کیا اور اپنی بیوی عزت بی بی کو طلاق دے دی۔ فضل احمد اپنے والدین کا فرمانبردار ہونے کے باوجود اپنے باپ غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت میں دل سے سچا نہیں سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب اس تابعدار لڑکے فضل احمد کا انتقال ہو گیا۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اس فرمانبردار بیٹے کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ (انوار خلافت ص ۹۱ تقریر مرزا بشیر الدین)

کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے اس عمل کے بعد بھی قادیانی کوئی تاویل کر سکتے ہیں؟۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۲۔ چونکہ قادیانی عقیدہ مسلمانوں کو وہی درجہ دیتا ہے جو حضرت محمد رسول ﷺ کو نہ ماننے کی وجہ سے عیسائیوں کو دیا جاتا ہے۔ اس لئے مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کے نابالغ بچوں کا جنازہ بھی جائز نہیں۔ (انوار خلافت ص ۹۳)

۳۔ قادیانی گروہ کے نزدیک جو شخص مرزا قادیانی کو سچا سمجھتا ہو لیکن وہ باقاعدہ طور پر بیعت کر کے حلقہ احمدیت میں داخل نہ ہوا ہو۔ اس کا جنازہ بھی جائز نہیں ہے۔

(انوار خلافت ص ۹۳)

مرزائیوں کا جواب

شق (ب) کا جواب یہ ہے کہ اس وقت تک جماعت کا فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت کے لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود کی ایک تحریر اپنے قلم کی لکھی ہوئی ملی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مکفر و مکذب نہ ہو۔ اس کا جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہمارا جواب

جناب والا! چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کا مصداق ہوا۔ قادیانیوں کا انکوائری کورٹ کے سامنے یہ بیان قطعاً غلط اور فریب دہی کو ظاہر کرتا ہے کہ مسیح موعود کے اپنے قلم کی لکھی ہوئی تحریر اس سال ملی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی نئی تحریر نہیں ۱۹۱۵ء میں مل چکی تھی جس کے ملنے کا ذکر انوار خلافت کے ص ۹۱ پر کیا گیا ہے اور اس کے ثبوت میں غلام احمد قادیانی کے لڑکے فضل احمد کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا واقعہ تحریر بھی کیا جا چکا ہے۔

مرزائیوں کا جواب

لیکن باوجود جنازہ کے بارے میں جماعت احمدیہ کے سابق طریقہ کے غیر احمدی مرحومین کے لئے دعا کرنے میں جماعت نے کبھی اجتناب نہیں کیا (رپورٹ ورق ۲ ... کر کے حکیم امین الدین کے والد اور سر عبدالقادر کے لئے دعا کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔)

ہمارا جواب

کسی میت پر صرف دعا کرنا کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ ایسے ہزاروں مواقع پیش آتے رہے ہیں کہ کسی مسلمان کی فوتگی کے بعد ہندو اور سکھ عیسائی غیر مسلم تک بھی اس کے حق میں دعا میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ قائد اعظم اور علامہ اقبال کی وفات پر بھی ہندو اور غیر مسلم

www.besturdubooks.wordpress.com

مقام دے رہے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ جواب ہمارے مطالبہ کی تائید کرتا ہے کہ قادیانی مسلمانوں کو وہی درجہ اور مقام دے رہے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ جواب ہمارے مطالبہ کی تائید کرتا ہے کہ احمدی مسلمانوں سے ایک الگ قوم اقلیت قرار دیئے جائیں۔ کیونکہ وہ خود ہی مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ اگر قادیانی شادی بیاہ کے معاملے میں مسلمانوں کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ ان کیساتھ عیسائیوں جیسا سلوک کریں تو انہیں اقلیت میں آنے سے کیا عذر ہے؟ اور ویسے بھی قادیانی مسلمانوں کے متعلق رشتہ ناتے کے معاملہ میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ اہل کتاب جیسا سلوک کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ:

"غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ کر لاسکتا ہے۔ مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی غیر احمدی عورت کو اپنے حبالہ عقد میں لاسکتا ہے۔ مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جاسکتی۔"

(اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء، اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۲۶ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۰ء)

مرزائیوں کا جواب

باوجود اس کے کہ اگر قادیانی لڑکی اور غیر قادیانی مرد کا نکاح ہو جائے تو اسے کالعدم قرار نہیں دیا جائے گا۔

ہمارا جواب

جناب عالی! قادیانی حضرات نے یہاں بھی اصل حقائق کی پردہ پوشی کرنے کی کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزائیوں کے ہاں ایسے رشتہ کی سخت ممانعت ہے اور اگر کسی نے قرابت داری یا کسی دوسری وجہ سے احمدی لڑکی کی غیر احمدی مرد سے شادی کر بھی دی تو اسے جماعت سے خارج کر دیا گیا اور اس کے ساتھ بائیکاٹ کیا گیا۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے بخوبی واضح ہو جائے گا کہ مرزائیوں کے ہاں ایسے رشتے کی کیا پوزیشن ہے؟۔

الف۔ "حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں میں لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین نے اس کو احمدیوں

www.besturdubooks.wordpress.com

کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔" (ذکر و خلافت ص ۳۲ مصنفہ میاں محمود خلیفہ قادیان)

ب "اگر کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ غیر احمدی امام کے پیچھے پڑھتا ہے اور غیر احمدی کو لڑکی دیتا ہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور (مرزا محمود قادیانی) نے لکھوایا کہ اس کی رپورٹ ہمارے پاس کرنی چاہیے۔ فتویٰ یہ ہے کہ ایسا شخص احمدی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے۔ آپ کا نہیں۔"

(مکتوب میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۲ء نمبر ۱۲۶ ج ۱۹)

ج "چونکہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اپنی لڑکیوں کے رشتے غیر احمدیوں کو دے دیئے ہیں۔ اس لئے ان کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (مرزا بشیر الدین محمود قادیانی) کی منظوری سے جماعت سے خارج کیا جاتا۔ اور یہاں کی جماعت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ ان سے قطع تعلق رکھیں۔"

۱۔ "چوہدری محمد دین ولد مہر دین سکنہ سید والہ ضلع شیخوپورہ ۲۔ چوہدری جھنڈا ولد چوہدری جلال الدین ساکن چندر کے ضلع سیالکوٹ ۳۔ میاں محمد خان ساکن … ضلع شیخوپورہ ۴۔ میاں غلام نبی سکنہ چک نمبر ۱۱ ضلع شیخوپورہ۔"

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۹۹ ج ۲۲ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۳۴ء ناظر امور عامہ قادیان)

مندرجہ حوالہ جات میں قادیانیوں کے عقائد کی صحیح ترجمانی ہے۔ جب کہ پابندیوں اور مجبوریوں کی بناء پر بھی کوئی احمدی غیر احمدی مرد سے اپنی لڑکی کا نکاح نہیں کر سکتا اور اگر کوئی اس طرح کا رشتہ کر دے تو اس کے ساتھ قطع تعلق کیا جاتا ہے۔ اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ تو پھر کونسی بات باقی رہ جاتی ہے جس کی بناء پر احمدی غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ جائز سمجھیں اور اس میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ڈالیں؟

سوال نمبر ۷:

احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المومنین کی (Significance) خصوصیت کیا ہے؟

مرزائیوں کا جواب

ہمارے امام کے عہدہ کا نام امام جماعت احمدیہ اور خلیفۃ المسیح ہے۔ لیکن بعض لوگ انہیں امیر المومنین بھی لکھتے ہیں [illegible]

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارا جواب

جناب عالی! قادیانی حضرات کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جماعت کے امام کو امیر المومنین بعض لوگوں نے لکھنا یا کہنا شروع کر دیا ہے اور یہ کہ جماعتی طور پر امام جماعت احمدیہ کا عہدہ امیر المومنین نہیں۔ بلکہ خلیفۃ المسیح ہے۔ قبل ازیں کہ اصل سوال کا جواب انجواب عرض کیا جائے۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے خلیفہ اور امیر کی تشریح کر دی جائے۔ تاکہ بعض بنیادی باتیں ذہن نشین ہو سکیں۔

خلیفہ... کسی قائم مقام کو کہتے ہیں۔ لیکن عام طور پر یہ لفظ مذہبی جانشین پر استعمال ہوتا ہے اور اس لفظ کی نسبت ایسی ہستی کی طرف ہوتی ہے جس کی یہ شخص نیابت کرتا ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے قائم مقام کو خلیفہ کہا گیا اور اسی نیابت کا نام خلافت قرار پایا۔ وہاں دراصل مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی ایسا شخص خلیفہ کے فرائض سرانجام دے جو نبی ﷺ کی تعلیم دین کے معاملہ میں مکمل نیابت کر سکے۔

امیر...... امیر کی نسبت کسی فوت شدہ انسان کی طرف نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی نسبت زندہ انسانوں کی طرف ہوتی ہے۔ یہ لفظ اس فوقیت اور قوت کا پتہ دیتا ہے جو اسے باقی انسانوں پر حاصل ہے۔ چونکہ حضرت رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول بھی تھے اور تمام مسلمانوں کے امیر بھی۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا نائب منصب نبوت کے لحاظ سے خلیفۃ المسلمین کہلایا اور حاکم وقت ہونے کے اعتبار سے اسے امیر المومنین کا خطاب دیا گیا۔

اسلامی طرز حکومت میں جب تک دین کا غلبہ باقی رہا تو مسلمانوں کے حکمران کے لئے یہ دونوں لفظ برابر استعمال ہوتے رہے اور جب مسلمانوں کے انداز حکمرانی میں دنیاوی غلبہ ہو گیا تو پھر خلیفۃ الرسول کی جگہ صرف خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کا استعمال ہونے لگا۔

اسلامی اصطلاح میں امیر المومنین مسلمانوں کے حکمران کا اسلامی لقب ہے اور اگر امیر کی نسبت کسی خاص جماعت یا شہر یا فن کی طرف ہو تو وہاں صرف اسی جماعت کا صدر یا اس شہر کا رئیس یا اس فن کا ماہر مراد ہوتا ہے۔ جیسے امیر جماعت اسلامی، امیر شریعت، امیر المومنین فی الحدیث، ان میں امیر کی نسبت خصوصی چیزوں کی طرف ہے۔ جیسے رب کے معنی مالک کے ہیں۔ اگر رب کی نسبت کسی ایسی چیز کی طرف ہو جس کا انسان مالک بن سکتا ہے تو رب کی نسبت جائز ہوتی ہے۔ جیسے رب البلد، رب ہذا الارض، رب ہذا البیت۔ یعنی رئیس شہر، اس زمین کا مالک، گھر کا مالک ہو تو اس طرح رب کی نسبت جائز ہے۔ لیکن اگر رب کی نسبت لوگوں کی طرف

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو۔ جیسے رب الناس اور یا رب العالمین ۔ یا رب السموات و الارض ! جس کی نسبت ہو تو اس صورت میں رب سے مراد صرف خدا تعالیٰ کی ذات اقدس ہوگی۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ چونکہ بعض نسبتوں میں انسان بھی رب کی نسبت استعمال کر سکتا ہے۔ تو لہٰذا اب وہ رب المومنین یا رب الناس کہلانا شروع کر دے۔ یہ کسی صورت میں بھی جائز نہ ہوگا۔ ایسے ہی امیر المومنین کا لفظ جب مطلق بولا جائے گا تو اس سے مراد تمام مسلمانوں کا موجودہ حکمران ہوگا۔

دوسرا سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ قادیانی حضرات امیر المومنین کا لفظ خوش عقیدگی کی وجہ سے بولتے ہیں یا اسے باقاعدہ مذہبی عقیدہ کے طور پر بولا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں ہماری پہلی دلیل یہ ہے کہ مرزائیوں کی جماعت کی طرف سے جو بھی اعلانات یا ہدایات جاری ہوتی ہیں۔ وہ ان میں خلیفۃ المسیح اور امیر المومنین دونوں استعمال کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک جماعتی لقب ہے جو قادیانیوں نے اپنی جماعت کے امیر کو دے رکھا ہے۔

۲۔ قادیانی حضرات نے اپنے انتظامی معاملات میں سرکاری شعبوں کی طرح باقاعدہ شعبے قائم کر رکھے ہیں اور ان کے عہدیداروں کا ذکر سلطنت کے سرکاری عہدیداروں کی طرح کیا گیا ہے۔ مثلاً ناظر امور خارجہ و داخلہ، ناظر دعوت و تبلیغ، ناظر تعلیمات، ناظر امور عامہ وغیرہ۔

نوٹ: مرزائیوں کے ناظر کا لفظ وزیر کے قائم مقام ہے۔ اسی طرح مرزائیوں کے ہاں امیر المومنین کا مفہوم بھی ان عہدوں جیسا ہے۔

۳۔ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کو ام المومنین اور سیدۃ النساء کا خطاب دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید صحابی کہلاتے ہیں۔ خاندان کو اہل بیت کہا۔ قادیان کی ایک مسجد کا نام مسجد اقصیٰ رکھا اور (پاکستان آنے کے بعد ربوہ (موجودہ چناب نگر) میں مسجد اقصیٰ بن گئی) مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ کو امیر المومنین کا خطاب دیا گیا۔

غرض یہ کہ ان تمام شرعی اصطلاحات کو مرزائیوں نے انہی معنی میں استعمال کیا جن معنی میں مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے ان اصطلاحات کو حضور ﷺ کے ساتھ نسبت کی وجہ سے استعمال کیا۔ لیکن مرزائی ان اصطلاحات کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ نسبت کی وجہ سے استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے امیر المومنین بھی ایک اسلامی اصطلاح ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

جن معنی میں وہ مستعمل کی جاتی ہے جس معنی میں مسلمانان عالم استعمال کرتے ہیں۔

۵۔ مرزائیوں کی سرگرمیوں کا جب ہم گہری نگاہ سے جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ مرزائی ساری دنیا پر غالب آنے کے خواب دیکھتے ہیں۔ اس امر کو ملحوظ رکھا جائے تو امیر المومنین کی مراد واضح طور پر سمجھ آسکتی ہے۔ آخر مرزائیوں کے سیاسی عزائم کیا ہیں؟ وہ مندرجہ ذیل حوالہ سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں کہ:

"یہ قوم بے شک بہت مالدار قوم ہے۔ مگر یہ امنگ کبھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہوئی کہ ساری دنیا پر چھا جائیں۔ بے شک امریکن اور یہودی بہت مالدار ہیں۔ مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی خیال نہ آیا کہ ہم دنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے اور نظام عالم میں تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ ان کی دولتیں اتنی زیادہ ہیں کہ انفرادی طور پر مدینے کو خریدنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مگر ان کے دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کبھی خیال نہ آیا کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے اور دنیا کے نظام کو درہم برہم کر کے ایک نیا نظام جاری کرنا ہے۔ مگر ان کے مقابلہ میں ایک اور قوم ہے جو اپنے مال، اپنی دولت، اپنی عزت، اپنی تعداد اور اپنے اثر و رسوخ کے لحاظ سے دنیا کی شاید تمام منظم جماعتوں سے کمزور اور تھوڑی ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کے دل میں یہ امنگ ہے اور اس کے ارادے اس قدر پختہ اور بلند ہیں کہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام کمزوریوں کے باوجود اور سامان کی کمی کے باوجود ساری دنیا میں تہلکہ مچا دے گی اور موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ حکومتوں کو تہہ و بالا کر کے نیا نظام اور نیا کام جاری کرے گی۔ وہ جماعت احمدیہ ہے۔"

(خطبہ میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۲۵ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۶ء)

۶۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی خصوصی غور کا محتاج ہے کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور اس ملک کا وزیر خارجہ ایک قادیانی ہے۔ ان حالات میں اگر مرزائیوں کا امیر اپنے آپ کو امیر المومنین کہلائے تو دوسری دنیا یہ بات سمجھنے میں حق بجانب ہے کہ پاکستان ایسا ملک ہے جس میں ایک امیر المومنین بھی ہے اور پھر اس امیر المومنین کا تعارف قادیانی وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان کراتے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کی حیثیت سے مبلغ مرزائیت کا جو پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ اس سے قادیانیوں کے جماعتی ترجمان الفضل کی فائل بھری پڑی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان بیرونی دنیا میں مرزا محمود خلیفہ قادیان کے متعلق یہ تعارف کراتے ہیں کہ وہ پاکستان کا امیر المومنین ہے۔ اس دلیل کے ثبوت کے

www.besturdubooks.wordpress.com

نے مندرجہ ذیل واقعہ کافی ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ دنیائے اسلام مرزا محمود کو کیا اہمیت دے رہی ہے؟۔

مرزائی وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے سلامتی کونسل میں جب مسئلہ فلسطین پر بحث کرتے ہوئے عربوں کی نمائندگی کی تو عرب لیگ کے سیکرٹری نے مرزا محمود کے نام اس مضمون کا تار بھیجا کہ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کو مسئلہ فلسطین پر بحث کے اختتام تک یہاں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔

(الفضل نومبر ۱۹۴۷ء)

عرب لیگ کے سیکرٹری کا یہ تار بہت سی باتوں کا پتہ دیتا ہے۔

۱۔ عربوں نے درخواست کی کہ چوہدری ظفر اللہ خان مسئلہ فلسطین پر ہماری طرف سے بحث میں حصہ لے اور ہماری نمائندگی کرے۔

۲۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی اجازت کے بغیر وہاں ٹھہرنے کی درخواست کو قبول نہ کیا۔

۳۔ مرزا محمود خلیفہ قادیان سے عربوں نے چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کے متعلق اجازت طلب کی۔

۴۔ خلیفہ قادیان نے چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کو وہاں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔

تب جا کر چوہدری ظفر اللہ خان نے مسئلہ فلسطین پر بحث میں حصہ لیا اور پھر عرب لیگ کے سیکرٹری نے شکریہ کا تار مرزا محمود کے نام ارسال کیا۔ یہ تار اخبار الفضل میں شائع ہوا جونہی اس کی اشاعت ہوئی پورے پاکستان میں احتجاج کیا گیا۔ خواجہ ناظم الدین سابق وزیر اعظم پاکستان سے دوران ملاقات اس تار کا ذکر بھی کیا گیا۔

نوٹ: آپ یہ اخبار الفضل محکمہ پولیس برانچ سے طلب کر کے اصل حقیقت حال سے مطلع ہو سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ چوہدری ظفر اللہ خان مبلغ مرزائیت کی حیثیت سے یہ خدمت ادا کر رہے ہیں۔ ان کی موجودگی میں مرزا محمود کو بیرونی اسلامی ممالک اور دنیا میں پاکستان کو کس حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے۔

آخر میں چند اہم اور ضروری باتیں عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

اسلام میں جس طرح کتاب و سنت حجت ہے۔ اسی طرح اجماع امت بھی حجت ہے۔ بلکہ علم اصول کے لحاظ سے تو اجماع امت کو بہت بڑا درجہ حاصل ہے۔

جہاں تک اس عقیدے کا سوال ہے کہ حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ اور ہر مدعی نبوت خارج از اسلام ہے۔ یہ دنیا ئے اسلام کا بنیادی اور اجماعی عقیدہ ہے۔ گزشتہ ساڑھے تیرہ سو سال میں کسی بھی فرقہ کی طرف سے ایک رائے بھی اس عقیدہ کے خلاف نہیں پائی گئی۔ اس وقت مسلمانوں کے فروعی غیر اجماعی اختلاف کی آڑ لے کر قطعی اور بنیادی عقیدہ سے انحراف بھی کرنا اور مسلمانوں میں شمار بھی ہونا کسی طرح درست نہیں قرار دیا جا سکتا

جب کسی ملک کے مختلف ہائی کورٹوں کے فیصلہ جات کسی قانونی دفعہ پر متفق ہوں اور اس سے کسی بھی ماہر قانون نے اختلاف نہ کیا ہو تو اس ملک کے کسی سب جج یا مجسٹریٹ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہائی کورٹ کے متفقہ فیصلے کے خلاف رائے دے۔ بالخصوص ایسے حالات میں جبکہ کسی قانون کے وضع کرنے والے یا اس کے خاص وکیل کار نے اس قانون کے وضع کرنے والے ہی سے معلومات حاصل کر کے قانون کی شرح بیان کر دی تو پھر اس سے اختلاف کسی قانون کے واضع سے بغاوت کے مترادف ہوگا۔

۲ کسی قانون کی ایسی شرح کرنا جو اصل قانون کو ہی بدل ڈالے یا اس کے منشاء کو ختم کر دے یہ نہ صرف ناجائز ہی ہے۔ بلکہ اس پر قانون کی اہانت کا مقدمہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسلام نے چند اصطلاحات مقرر کر کے ان کے مفہوم بھی مخصوص کر دیئے ہیں۔ تاکہ ان میں کوئی الجھاؤ واقع نہ ہو سکے۔ اب اس کے بعد ان اصطلاحات کے مفہوم میں استعارہ لغت یا مجاز کی آڑ لے کر کوئی تغیر واقع کرنا سراسر ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اسلامی قانون اپنی ان مخصوص اصطلاحات کو بگاڑنے کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتا۔ مثلاً رحمان، غفور اور ستار وغیرہ اسمائے الٰہی کے معانی مشہور ہیں۔ اب کوئی ایسا شخص جس نے کسی پر رحم کیا ہو۔ کسی قصوروار کو معاف کر دیا ہو یا کسی کے عیب پر پردہ پوشی کی ہو اور وہ شخص یہ دعویٰ کرے کہ قرآن میں مجھ ہی کو یہ تمام نام دیئے گئے ہیں اور اپنے آپ کو ان حالات کی موجودگی میں رحمٰن، غفور اور ستار کہلانا شروع کر دے تو کیا دنیا کا کوئی عقلمند انسان اس کی اس دلیل کو صحیح اور درست کہہ سکتا ہے؟۔ یا ایسے ہی ہر شخص رسول یا پیغام رسان اپنے آپ کو نبی

www.besturdubooks.wordpress.com

(یعنی خبر دینے والا) اور ہر چپڑاسی اپنے آپ کو رسول (یعنی پیغام پہنچانے والا) کہلانا شروع کردے اور لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دینے لگے تو کیا عقل وخرد اسے تسلیم کرکے ان کے استعمال کی اجازت دے دے گی؟۔

اسلام دراصل انہی مقدس اصطلاحات اور ان کے مفہوم کی عظمت پر قائم رہ سکتا ہے۔ اگر ان اصطلاحات پر سے پابندی ہٹادی جائے تو اسلام کی عظمت ختم ہو جائے گی اور پھر اسلامی نظام بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا۔ اسلام کی قائم کردہ حدود کو جو شخص توڑے گا۔ اسے اس کے جرم کی قرار واقعی سزا دی جائے گی۔ یعنی اگر وہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے تو اس کی یہ سزا کیسے معاف کی جا سکتی ہے؟۔

اس معاملہ میں ایک اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ علمائے کرام ہر مسلمان کو کافر کہتے ہیں اور یہ کہ جب تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں تو ان کا کیا اعتبار ہے۔ معترضین ساتھ ہی یہ آیت بھی پڑھ دیتے ہیں کہ ''لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا۔ النساء: ۹۴''

یہ بات مسلم ہے کہ کسی کی تکفیر کے معاملہ میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ اسی لئے فقہائے امت نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کے قول میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو اسے پھر بھی کافر نہیں کہنا چاہئے۔ اس سے بڑھ کر احتیاط اور کیا ہو سکتی ہے جو فقہائے امت نے کی ہے۔ مگر یہ فتویٰ بھی ان ہی محتاط لوگوں نے دیا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت یا دعویٰ نبوت کی تصدیق موجب کفر اور خروج عن الاسلام ہے۔ اس دور کے علماء نے بھی اسی فتویٰ کا اعلان کیا ہے جو ان فقہائے امت نے دیا۔ موجودہ زمانے کے علماء پر یہ اعتراض کہ وہ ہر شخص کی تکفیر کرتے ہیں۔ صریح غلط اور عدم واقفیت پر مبنی ہے۔ رہا یہ سوال مسلمانوں کے مختلف فرقے باہم ایک دوسرے کی تکفیر کیوں کرتے ہیں؟۔ اس کا جواب بیانات میں دیا جا چکا ہے۔ لیکن یہاں یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فقہائے امت نے اجماعی طور پر کسی ایسے شخص پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں کیا۔ جیسے آج کل ہمارے ہاں بعض مسلمانوں پر ...کیا جاتا ہے۔ اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ ہم بھی حتی الوسع کسی کو خواہ مخواہ کافر کہنے سے گریز کریں۔ کیونکہ یہ قتل ایک شبہ کی بنا پر کیا جاتا ہے اور شبہ میں حد کو نافذ و پہنچا

www.besturdubooks.wordpress.com

کی کسی ایسی صفت کا ذکر کیا جاتا ہے جسے دیکھ کر، محسوس کر کے، مطلوب اس چیز کا پتہ لگالیں۔
مثلاً ایک مسافر ہے۔ دور کسی گاؤں میں مسجد کے مینار دیکھ کر یہ اندازہ کر لیتا ہے کہ یہ گاؤں
مسلمانوں کا ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کی تعریف کی جائے گی تو پھر یہ نہیں کہا جائے گا کہ
مسلمان وہ ہے جو مسجد والے گاؤں میں آباد ہو۔ مثلاً ایک شخص یقیناً اسے مسلمان سمجھے گا، مگر
ایسی مونچھیں اور داڑھی اسلام کی تعریف میں شامل نہیں۔ یعنی جب ایک شخص مسلمان ہونا چاہے
تو اس کی داڑھی مونچھ درست کر کے اس کے سر پر ترکی ٹوپی رکھ دینے سے ہی وہ مسلمان نہیں
ہو جائے گا، اس کے لئے اسلام نے جو طریقے بتائے ہیں اور جن چیزوں کے اقرار کرنے کی
تاکید فرمائی ہے وہی طریق اختیار کرنا پڑے گا۔

اس تمہید کے بعد یہ بات ذہن نشین فرمالی جائے کہ اسلام کی تعریف اور ہے اور اسلام
یا مسلمان کی علامت اور۔ علامت کا دارومدار حقیقت پر نہیں ہوتا بلکہ عرف عام پر ہوتا ہے۔
آپ ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں کی بعض خاص علامتیں بتلائی جاتی تھیں کہ مسلمان کی علامت یہ ہے تا
کہ وہ غلطی سے مسلمان آبادی پر شب خون نہ ماریں۔ ان علامتوں میں حضور ﷺ نے یہ بھی
فرمایا کہ کسی قوم پر حملہ کے لئے صبح کا انتظار کرنا اور ان کی آبادی سے اذان کی آواز آجائے تو
انہیں مسلمان سمجھنا۔ مگر جب کسی کو قرآن مسلمان بتاتا ہو تو اس کے متعلق یہ فرمایا گیا کہ ان سے اس
امر کا اقرار لینا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور حضرت محمد رسول ﷺ اللہ تعالیٰ
کے سچے رسول ہیں۔ لیکن جو شخص پہلے سے مسلمان ہے۔ اس کو پہچاننے کے لئے علامت کی
ضرورت ہوگی اور اس علامت کا مدار عرف عام پر ہوگا۔ حضور ﷺ کی حدیث من صلی
صلوتنا واستقبل قبلتنا، مشکوٰۃ ص ۱۲ کتاب الایمان! میں مسلمان کی تعریف
نہیں بلکہ علامت کا ذکر کیا گیا ہے۔

۵۔ ایک ہے اسلام میں کسی کا داخل ہونا اور ایک ہے اسلام سے کسی کا خارج
ہو جانا۔ یہ دو جدا جدا امر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے جن امور کا ماننا
ضروری ہے۔ اسلام سے خارج (کافر) ہونے کے لئے ان سب کا انکار ضروری نہیں۔ بلکہ کسی
ایک امر کا انکار ضروری ہے۔ مثلاً جب ہم مسلمان کی تعریف یہ کریں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو ایک
اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر برحق تسلیم کرے۔ اب خروج از اسلام کے لئے دونوں کا

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف اکفار الملحدین

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف!

الحمدللہ رب العالمین ۔ ولاعدوہ الاعلی الظالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام

علی خاتم النبیین ۔ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین!

سرزمین بیت الحرام میں "غار حرا" کے افق سے نبوت کبریٰ کا آفتاب عالمتاب طلوع ہوا اور زمینی مخلوق کے لئے آسمانی پیغام ہدایت کی ضیا پاشیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ "خاتم النبیین" کے منصب پر فائز ہو گئے۔ قرآن کریم نازل ہونا شروع ہو گیا۔ کفار مکہ اور جزیرۃ العرب کے یہود و نصاریٰ پوری مخالفت بلکہ جو روعناد پر اتر آئے۔ لیکن اسلام کے خلاف ان کی ساری تدبیریں خاک میں مل گئیں اور نہ صرف عہد نبوت میں بلکہ عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں بھی اسلام کے روز افزوں عروج واستحکام کی یہی صورت حال قائم رہی اور اسلام شرقاً وغرباً تمام دنیا میں بن کی آگ کی طرح پھیلتا چلا گیا۔ مگر اسی کے ساتھ ساتھ اعدائے اسلام کے حلقوں میں اسلام کے خلاف غیظ و غضب بھی بڑھتا چلا گیا۔ مشیت الٰہی سے عہد عثمانی میں عہد فاروقی جیسا تدبر و تیقظ قائم نہ رہ سکا۔ اس لئے مریض القلب لوگوں نے خصوصاً نام نہاد مسلمان یہودیوں نے خفیہ ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ تا آنکہ حضرت عثمان غنیؓ شہید ہو گئے اور اب چاروں طرف سے علی الاعلان فتنوں نے سر اٹھایا۔

حضرت علیؓ کے عہد میں ان فتنوں کا بازار "حرب پیکار" کی شکل میں گرم ہونا شروع ہو گیا اور اسلام کو شدید ترین داخلی و خارجی خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر حضرت علی المرتضیٰؓ جیسی عظیم شخصیت نہ ہوتی تو شاید اسلام ختم ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے علم و فراست کی برکت سے اسلام کی حفاظت فرمائی۔ جس طرح عہد صدیقی میں فتنہ ارتداد اور مانعین زکوٰۃ کا فتنہ پوری قوت کے ساتھ رونما ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے حزم و عزم صدیقی کی برکت سے اسلام کی حفاظت کی تھی۔ ٹھیک اسی طرح فتنہ خوارج و شیعیت کی شدت کی وجہ سے خلافت علی المرتضیٰؓ میں زوال اسلام کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اسلام تو بچ گیا۔ لیکن "جنگ جمل" اور "جنگ صفین" جیسے دردناک واقعات اور خونچکاں حوادث ضرور رونما ہوئے اور اسلام کی مقدس سرزمین صحابہؓ و تابعینؒ کے خون سے ضرور لالہ زار بنی۔ جس کے نتیجے میں فتنہ شیعیت و فتنہ رفض اور فتنہ خارجیت و اعتزال

www.besturdubooks.wordpress.com

وغیرہ سیاسی یا دینی فتنوں کی جڑیں دور دور پھیل گئیں اور کئی مرتبہ علمی اعتبار سے مسئلہ ایمان و مسئلہ کفر سامنے آیا اور اس کی علمی تحقیق کی ضرورت پیش آئی۔

لطف کی بات یہ تھی کہ خوارج و معتزلہ بھی ایمان و توحید کے مدعی تھے اور شیعہ و روافض بھی اسلام و محبت اہل بیت کے دعوے دار تھے۔ مگر دونوں فرقے صحابہ کرام کی تکفیر پر متفق تھے اور سب اپنے ایمان و اسلام کا دعویٰ بھی کرتے تھے۔ پھر انہی دونوں شاخوں سے پھوٹ کر نئے نئے مرجئہ، کرامیہ وغیرہ جو مدعی اسلام فرقے پیدا ہوتے چلے گئے۔ جن میں سے ہر ایک اپنے سوا سب کو کافر کہتا تھا۔

اس لئے اسلام کی حفاظت کے لئے شدید ضرورت پیش آئی کہ محققانہ انداز میں اس مشکل کو حل کیا جائے کہ "مسلمان" در اصل کیا چیز ہے؟۔ اور "ایمان" کی اصل حقیقت کیا ہے؟۔ اور "کفر" کی اصل بنیاد کیا ہے؟۔

چنانچہ امام احمد بن حنبل، ابو بکر بن ابی شیبہ، ابو عبید قاسم بن سلام، محمد بن نصر مروزی، محمد بن اسلم طوسی، ابو الحسن بن عبد الرحمن بن رستہ، ابن حبان، ابو بکر بیہقی وغیرہ آئمہ حدیث نے "مسئلہ ایمان" پر مستقل کتابیں لکھیں۔

محدثین کے طرز پر حافظ ابن تیمیہ کی "کتاب الایمان" شاید آخری کتاب ہے۔ لیکن علمی و نظری مکاتب فکر کے نقطہ نظر سے یہ محدثانہ تالیفات کافی نہ تھیں۔ اس لئے متکلمین نے اس میدان میں قدم رکھا اور رفتہ رفتہ متکلمین کی تصانیف میں بھی یہ مسائل زیر بحث آئے۔

امام ابو الحسن اشعری سے لے کر حجۃ الاسلام امام غزالی تک کبار متکلمین نے خوب خوب علمی و نظری تحقیقات کی داد دی اور ان مسائل پر سیر حاصل عقلی و نقلی (غیر نقلی) بحثیں کیں۔ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی طوسی متوفی ۵۰۵ھ غالباً پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس موضوع پر مستقل محققانہ کتاب لکھی۔ جس کا نام "فیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة" ہے۔ مصر و ہندوستان دونوں جگہ طبع ہوئی ہے۔

رفتہ رفتہ فقہاء کے حلقہ میں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا اور فقہائے کرام نے اپنے مخصوص فقہی انداز میں بھی خوب خوب لکھا۔ لیکن ایک طرف حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ قول "لا نکفر احدا من اهل القبلة" امت کے سامنے تھا۔ دوسری طرف یہ اجماعی مسئلہ مشہور تھا کہ "ضروریات دین میں سے کسی بھی امر ضروری کا انکار کفر ہے۔" بلکہ ضروریات دین میں "تاویل بھی موجب کفر ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

سے کما حقہ استفادہ بڑے غور و خوض کا محتاج تھا۔

مجلس علمی کراچی کا یہ احسان ہے کہ اس نے وقت کی اہم دینی ضرورت کا احساس کیا اور ایک محقق عالم و ممتاز فاضل کو (مولانا محمد احمد میاں میرٹھی) جسے حضرت شیخ" سے شرف تلمذ اور خصوصی تعلق کے ساتھ ہی ان کے علوم سے فی الجملہ مناسبت بھی ہے اور ساری عمر علوم و فنون کی بادیہ پیمائی میں گزری ہے۔ کتاب کے اردو ترجمہ کے لئے انتخاب کیا۔

اس قسم کی جامع اور دقیق کتاب ہو اور پھر امام العصر حضرت شاہ صاحب کی تالیف ہو جن کی دقت تحریر علماء کے حلقہ میں معروف ہے اور ان کی دوسری تصانیف اس پر شاہد ہیں۔ اور پھر اس نازک اور لائق صد احتیاط موضوع پر ہو۔ اس کا ترجمہ کرنا بھی کوئی آسان کام نہ تھا۔ لائق مترجم وفقہ اللہ لکل خیر ! ہمارے بے حد شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے اس مشکل کو سر کیا اور اس خوان یغما کو نہ صرف عام علماء بلکہ اردو داں طبقہ کے لئے بھی وقف عام کر دیا اور علماء و فقہاء و ارباب فتوی پر بھی احسان کیا۔ اس لئے کہ امام العصر حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی تحریر بلکہ تقریر سے بھی پورا استفادہ کرنا ہر عالم کے بس کا کام نہیں ہے۔

بہر حال وقت کی ایک اہم دینی و علمی ضرورت تھی جو نہایت خوبی کے ساتھ پوری ہو گئی۔ جن حضرات (جن کو ان موضوعات سے سابقہ پڑتا رہتا ہے) خصوصاً ارباب فتوی اس کی قدر کریں گے اور امام العصر حضرت مؤلف نور اللہ مرقدہ کو اور مترجم طال اللہ حیاتہ فی الخیر! دونوں کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں گے۔

کتاب کے اواخر میں امام العصر حضرت شیخ" نے اس موضوع پر ان مسائل میں علماء کی تحقیق کے ماخذ کتاب و سنت میں کیا کیا ہیں؟ اور علماء و فقہاء کے درمیان اختلاف نظر کیوں رہا ہے؟۔ عجیب مجتہدانہ انداز سے تحقیق فرمائی ہے اور محققانہ انداز سے اس اختلاف نظر کی توجیہ فرمائی ہے اور پھر فرمایا ہے کہ:

''ہم نے اس مسئلہ میں انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے۔ ایسا نہیں کیا کہ ایک جانب کو پیش نظر رکھ کر دوسری جانب سے غفلت برتی ہو اور اس طرح غیر شعوری طور پر ہم بے احتیاطی میں مبتلا ہو گئے ہوں۔ ہم نے اس مسئلہ میں اسی حقیقت کا اظہار کیا ہے جس پر ہمارا ایمان و عقیدہ ہے۔ ہمارا معاملہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔ وہی ہمارا گواہ اور وکیل ہے۔''

www.besturdubooks.wordpress.com

اور مشکوٰۃ نبوت سے نکلی ہوئی حدیث نبوی کو اپنا مشعل راہ بنایا ہے:

"اس علم دین کو آئندہ نسلوں تک وہی لوگ پہنچائیں گے جو اس کی وجہ سے عادل منصف مزاج ہوں گے۔ وہی اہل غلو (حد سے تجاوز کرنے والوں) کی "تحریفات" سے باطل پرستوں کی "ترویجات" (فریب کاریوں) سے اور جاہلوں کی "تاویلات" سے دین کو بچائیں گے۔"
(مشکوٰۃ ص ۳۶ کتاب العلم فصل ثانی)

کتاب کے بالکل آخری حصہ میں فرماتے ہیں کہ:

"یہ دین نہیں ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہا جائے اور نہ ہی یہ دین ہے کہ کسی کافر کو کافر نہ کہا جائے۔ اور اس کے کفر سے چشم پوشی کی جائے۔ آج کل لوگ افراط و تفریط میں مبتلا ہیں اور کسی نے سچ کہا ہے کہ: "جاہل یا تو افراط میں مبتلا ہوگا یا تفریط میں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔""

لکھنے کو تو بہت کچھ جی چاہ رہا ہے۔ لیکن اس عدیم الفرصتی کے عالم میں ان چند سطروں پر اکتفا کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے انشاء اللہ! یہ چند سطریں ہی اس بے نظیر کتاب اور اس کے ترجمہ کی کافی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ علم صحیح، فہم صحیح، انصاف و دیانت اور عمل صالح کی توفیق ہم سب کو نصیب فرمائیں۔

ایک ضروری تنبیہ

"دین" اور "اسلام" کے خلاف ملحد و بے دین لوگ اور اہل حق کے خلاف باطل پرست افراد اور فرقے ہمیشہ برسر پیکار رہے ہیں اور گرم و سرد جنگ یعنی تیغ و تفنگ یا قلم و قرطاس کے معرکے ہمیشہ جاری رہے ہیں اور جب بھی اہل حق اور اہل ایمان نے "آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن دلائل اور تیغ تیز سے بھی زیادہ قاطع اور دو ٹوک فیصلہ کر دینے والے براہین سے باطل پرستوں کے شکوک و شبہات، تاویلات و تحریفات، تلبیسات و تشویہات کا قلع قمع کیا ہے۔ اور ان پر کفر و ارتداد کا حکم لگایا ہے تو ان باطل پرستوں نے علماء حق کی تکفیر سے بچنے کے لئے مختلف و متنوع حربے بطور سپر استعمال کئے ہیں۔ مثلاً:

۱ کبھی عوام میں یہ پروپیگنڈا کیا کہ فقہاء و متکلمین کے یہ تکفیر و ارتداد کے

www.besturdubooks.wordpress.com

فتوے تو محض ڈرانے دھمکانے کے لئے ہوتے ہیں۔ ان کے تکفیر کے فتووں سے کوئی مسلمان فی الحقیقت کافر و مرتد نہیں ہو جاتا۔ جیسا کہ اسی کتاب میں ص ۳۳۳ پر آپ فتاوی بزازیہ کے حوالے سے اس قسم کے چالباز نعروں کی تردید ملاحظہ فرمائیں گے۔

۲۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم تو اہل قبلہ ہیں اور خود حضرت امام ابوحنیفہ نے بڑی شدت کے ساتھ اہل قبلہ کی تکفیر سے ممانعت کی ہے۔ اس کی حقیقت حضرت مصنف نے اس کتاب میں بے نقاب کی ہے۔

۳۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم تو "متاول" ہیں۔ باتفاق فقہاء متاول کی تکفیر جائز نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر کسی کے عقیدہ یا قول و فعل میں ننانوے وجوہ تکفیر کی ہوں اور ایک وجہ بھی اس کو کفر سے بچاتی ہو تو اس کی بھی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ تاویل اور متاول کے بارے میں بھی سیر حاصل بحث و تحقیق آپ کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

۴۔ ہمارے زمانے میں چونکہ بدقسمتی سے ان ملحدوں اور زندیقوں کو تحریر و تقریر کی کھلی آزادی حاصل ہے۔ اس لئے وہ زیادہ بے باکی اور دریدہ دہنی کے ساتھ اہل حق کے ان تکفیر کے فتووں کو "دشنام طرازی" سے اور کافر، مرتد، ملحد، زندیق، دجال، بے دین وغیرہ احکام شرعیہ کو "گالیوں" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ علماء کو گالیاں دینے کے سوا اور آتا ہی کیا ہے؟۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج اسلام کے اساسی احکام و عبادات ہیں اور دین اسلام میں ان کے مخصوص و متعین معنی و مصداق ہیں۔ ٹھیک اسی طرح کفر، نفاق، الحاد، ارتداد اور فسق بھی اسلام کے بنیادی احکام ہیں۔ دین اسلام میں ان کے بھی مخصوص و متعین معنی اور مصداق ہیں۔ قرآن کریم نے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی طور پر ان کی تعیین و تحدید فرمادی ہے۔

ایمان کا تعلق قلب کے یقین سے ہے اور اللہ کی وحدانیت، رسول کی رسالت اور ماجاء به الرسول (رسول کے لائے ہوئے دین و شریعت) کو دل سے ماننا اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے۔ جو کوئی ان کو نہ مانے قرآن کریم کی اصطلاح میں اور اسلام کی زبان میں وہ کافر ہے اور اس نہ ماننے کا نام کفر ہے جس طرح ترک

www.besturdubooks.wordpress.com

کو مسلمان تسلیم نہ کریں، جب تک سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع نہ ہو، یعنی قیامت تک۔

بہرحال کافر، فاسق، ملحد، مرتد، وغیرہ شرعی احکام و اوصاف ہیں اور کسی فرد یا جماعت کے عقائد یا اقوال و اعمال پر مبنی ہوتے ہیں نہ کہ ان کی شخصیتوں اور ذاتوں پر، اس کے برعکس گالیاں جن کو دی جاتی ہیں ان کی شخصیتوں اور ذاتوں کو دی جاتی ہیں۔ لہٰذا اگر یہ الفاظ تحقیق کے محل میں استعمال ہوتے ہیں تو یہ شرعی احکام ہیں۔ ان کو سب و شتم اور ان احکام کے لگانے کو دشنام طرازی کہنا جہالت ہے یا بے دینی۔

نیز علمائے حق جب کسی فرد یا جماعت کی تکفیر کرتے ہیں تو وہ اس کو کافر نہیں بناتے، بلکہ وہ فرد خود اپنے اختیار سے کفریہ عقائد یا اقوال و افعال اختیار کرنے سے بنتا ہے۔ وہ تو صرف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں۔ کسوٹی سونے کو کھوٹا نہیں بناتی، وہ تو اس کے کھوٹا ہونے کو ظاہر کرتی ہے، کھوٹا تو وہ خود ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود یہ کہنا کہ مولویوں کو کافر بنانے کے سوا کیا آتا ہے؟ شرمناک جہالت ہے۔

امید ہے کہ اس ضروری تنبیہ کے بعد قارئین ان ملحدوں اور بے دینوں کے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف اور ہوشیار ہو جائیں گے اور جس کسی فرد یا جماعت کو اس قسم کا پروپیگنڈا کرتے پائیں گے، باور کرلیں گے کہ یہ صرف شریعت کے حکم اور اس پر مرتب ہونے والے نتائج بد اور الحاد و زندقہ کی سزا سے بچنے کے لئے علماء محققین کے خلاف بد اعتمادی پھیلا کر دوگونا جرم کا ارتکاب کر رہا ہے۔ العیاذ باللہ!

والله سبحانه وتعالى ولي الهداية والتوفيق صلى الله على خير خلقه صفوة البرية سيدنا ومولانا محمد الهاشمي العربي وعلى آله وصحبه وبارك وسلم وسلم۔

محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کی بے نظیر تالیف "عقیدۃ الاسلام فی حیاۃ عیسیٰ علیہ السلام" مجلس علمی کراچی کے زیر اہتمام شائع ہوئی ہے جس پر حضرت الشیخ العلامہ مولانا محمد یوسف بنوری کے قلم سے ایک فاضلانہ مقدمہ ہے جو اپنی افادیت کے لحاظ سے مستقل مقالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ کتاب حال ہی میں مجھے تبصرہ کے لئے موصول ہوئی تو جی چاہا کہ قارئین بینات کے لئے اس مقدمہ کا اردو ترجمہ بھی پیش کر دیا جائے۔

یہ مقدمہ تین مباحث پر مشتمل ہے

۱۔ امام العصر کے اجمالی حالات۔

۲۔ عقیدۃ الاسلام کی خصوصیات کا تفصیلی تعارف۔

۳۔ حضرت کی تالیفات پر تعارفی بحث۔

واللہ الموفق لکل خیر وسعادۃ

محمد یوسف لدھیانوی

کیم شعبان المعظم ۱۳۹۸ھ

www.besturdubooks.wordpress.com

دارالعلوم دیوبند میں استاد حدیث مقرر ہوئے اور جب ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہند نے اپنے خاص خاص متعلقین کے ساتھ حرمین شریفین کا قصد فرمایا تو اپنی جگہ حضرت الاستاذ (مولانا انور شاہ) کو صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے منصب پر متعین فرمایا۔ آپ صحاح ستہ اور امہات کتب حدیث کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اس وقت مرکز علم میں آپ ہی کی ذات منفرد تھی۔ ملک کے اطراف و اکناف میں آپ کا شہرہ بلند ہوا اور آپ کی درگاہ اہل علم اور طالبان علوم نبوت کا مرجع بن گئی۔ دارالعلوم میں آپ کا سراپا علمی وجود طریقہ تدریس کی اصلاح و تجدید اور دقیق مسائل کے تجزیہ و تحلیل کا سبب بنا۔ آپ کے وفور علم، وسعت نظر اور کثرت معلومات کا سمندر ساحل دارالعلوم سے اچھل اچھل کر اطراف و اکناف کے ہر گوشہ اور ہر خطے کو سیراب کرنے اور تشنگان علوم نبوت کی پیاس بجھانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ بکمال اخلاص و جذبہ فیض رسانی کا یہ حال تھا کہ آپ اپنی قیمتی یادداشتیں جو مطالعہ کتب کے دوران مرتب فرمایا کرتے تھے اور جو گراں قدر علمی ذخائر اور نفیس خزائن پر مشتمل ہوتی تھیں اور جنہیں عام طور پر اہل علم کے حلقے میں بااحتیاط جان سے زیادہ عزیز سمجھا جاتا ہے، مانگنے پر بڑی فیاضی اور کشادہ دلی سے دے دیا کرتے تھے۔

ڈابھیل میں جامعہ اسلامیہ اور مجلس علمی کی تاسیس

۱۳۴۶ھ میں بعض وجوہ کی بنا پر جن کے بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں آپ دارالعلوم دیوبند کی صدارت سے سبکدوش ہو گئے اور ملک کے ہر گوشہ سے باخلاص ارادت مندوں کی جانب سے آپ کو اپنے یہاں لے جانے کی دعوت دی گئی۔ بالآخر آپ قصبہ ڈابھیل جو سورت کے قریب بمبئی کے علاقے میں واقع ہے تشریف لے جانے پر مجبور ہو گئے۔ وہاں آپ کے وجود مسعود کی برکت سے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ "جامعہ اسلامیہ" کے نام سے اور ایک ادارہ نشر و اشاعت مجلس علمی کے نام سے قائم ہوا۔ موخر الذکر ادارہ مختلف موضوعات پر بڑی بلند پایہ کتابیں شائع کر چکا ہے۔ وہاں آپ کی حیات طیبہ کے شب و روز درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تذکیر القلوب اور وعظ و ارشاد میں گزرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے علوم و معارف کے انوار سے یہ علاقہ بھی منور ہو گیا اور علم و عمل اور سنت و حدیث کا رواج عام ہو گیا۔ علاوہ ازیں آپ کی بدولت حق تعالیٰ شانہ نے وہاں کے بہت بڑے طبقے کی اصلاح فرما دی۔

آپ پر رقت کا بڑا غلبہ تھا۔ درس و وعظ کے دوران بے اختیار گریہ طاری ہو جاتا اور جذب ہوتے اور دل سے دنیا کی طرف سے توجہ ہٹا کر کے آخری دور میں حقائق الہیہ سے شغف بہت بڑھ گیا تھا۔ مجلس درس اور مجلس وعظ کے علاوہ عام مجالس گفتگو میں بھی حقیقت کی باتیں بیان فرماتے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت حکیم الامت کا یہ ارشاد سب سے پہلے میں نے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے سنا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ سے۔ پھر مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ خلیفۂ اجل حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰنؒ عثمانی نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ "مولانا محمد انور شاہ صاحب سطحِ زمین پر چلتا پھرتا اور بولتا چالتا زندہ کتب خانہ ہیں۔"[۱]

نیز موصوف نے آپ کے بارے میں درج ذیل القاب تحریر فرمائے۔ "شیخ، ثقہ، ورع، تقی، حافظ، حجت، محدث، علوم عقلیہ و نقلیہ میں بحر بیکراں، غامض و اہم مسائل علمیہ میں تحقیق کا علم بلند کرنے والے۔"

حضرت العلامہ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا کہ "مرحوم کی مثال اس سمندر جیسی ہے جس کی اوپر کی سطح ساکن ہو اور اندر کی گہرائیاں گرانقدر موتیوں سے معمور ہوں۔"

شیخ الاسلام حضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد عثمانی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ: "فقید المثیل، عدیم العدیل، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، بحر مواج، سراج وہاج"[۲]، جس کی مثال نہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ خود آپ نے اپنی نظیر دیکھی۔"

---

[۱] حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند فرماتے تھے کہ مجھے جب کسی فقہی مسئلے میں اشکال پیش آتا ہے تو دارالعلوم کے عظیم کتب خانہ کی کتابوں کا تتبع استقراء بالغ کے ساتھ کرتا ہوں۔ اگر کسی کتاب میں وہ مسئلہ مل جائے فبہا ورنہ مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ سے مراجعت کرتا ہوں۔ اگر وہ بیان فرما کر کسی کتاب کا حوالہ دے دیں تو خیر، لیکن اگر یہ فرما دیں کہ: "کہیں نظر سے نہیں گزرا" تو یقین کر لیتا ہوں کہ اب یہ مسئلہ کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ اس لئے کتابوں میں اس کی تلاش بے سود ہے۔ (نفحۃ العنبر ص ۱۹)

[۲] لطیفہ عجیبہ! اصل عربی جملہ یوں ہے کہ: "لم تر العیون مثلہ ولم یر ھو مثل نفسہ" یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہ جملہ جن جن اکابر کے حق میں کہا گیا۔ بالکل صحیح ثابت ہوا۔ چنانچہ

☆ سب سے پہلے یہ جملہ شیخ عثمان بن سعید دارمیؒ کے بارے میں ابوالفضل القراب نے کہا اور بجا طور پر ان پر صادق آیا۔

☆ .. پھر امام ابوالقاسم قشیریؒ (م: ۴۶۵ھ) کے حق میں کہا گیا۔ چنانچہ وہ علم ظاہر و باطن، ورع و تقویٰ اور معارف شرعیہ و حقائق کونیہ کے جامع ترین شخص تھے۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

www.besturdubooks.wordpress.com

متکلم عصر شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری ترکی نزیل قاہرہ اپنی تالیف العلم والعقل والدین (ص ۳۳۳ ج ۳) میں لکھتے ہیں کہ: میں نے ہندوستان کے عالم کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف مرقاۃ الطارم (فی حدوث العالم) کا مطالعہ کیا (اصل مسئلہ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں) مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ ہم دونوں کی رائے (اس مسئلہ میں) متفق ہے۔"

شیخ مصطفیٰ صبریؒ جن دنوں مصر جدیدہ میں اپنے دولت خانہ میں مقیم تھے میں نے ان کی خدمت میں مرقاۃ الطارم کا نسخہ پیش کیا۔ مطالعہ کے بعد فرمایا کہ "میرا خیال نہیں تھا کہ ہندوستان کی سرزمین میں بھی ایسا محقق پیدا ہو سکتا ہے۔ (صدر شیرازی کی کتاب اسفار اربعہ سامنے رکھی تھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) میں اس رسالہ مرقاۃ الطارم کو اس کتاب اسفار اربعہ سے بہتر سمجھتا ہوں۔"

میں ۱۳۵۷ھ میں شیخ کوثریؒ کے دولت خانہ العباسیہ قاہرہ میں حاضر تھا۔ شیخ کوثریؒ نے اس موقع پر فرمایا کہ: "احادیث نبویہ کے تحت نادر ابحاث کے افادے میں شیخ ابن ہمامؒ کے بعد مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ جیسا شخص پیدا نہیں ہوا۔ پھر فرمایا کہ: یہ پانچ چھ صدیوں کا وقفہ کوئی معمولی مدت نہیں ہے۔"

آپ کے استاذ شیخ کبیر حضرت شیخ الہند محمود حسن دیوبندیؒ نے سند اجازت میں لکھا ہے کہ: "قد اعطي فهماً ثاقباً ورأياً صائباً وطبيعة زكية واخلاقاً مرضية" "مولانا محمد انور شاہ کو فہم ثاقب، رائے صائب، طبیعت زکیہ اور اخلاق مرضیہ عطا کئے گئے ہیں۔"

علامہ فقیہ محدث مولانا محمد سجاد بہاریؒ نے آپ کا تذکرہ ان الفاظ سے فرمایا: "علامہ دہر، مجتہد عصر، فقیہ زماں، محدث دوراں، روایت کی ثقاہت میں حجت علماء کے شیخ۔"

شیخ حسین بن محمد طرابلسیؒ سے مدینہ منورہ میں آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت آپ جوان عمر تھے اور ابھی تک آپ کے علم و فضل کا عام چرچا بھی نہیں ہوا تھا، مگر اس وقت بھی شیخ طرابلسی نے آپ کو "الشیخ الفاضل" کے خطاب سے یاد کیا تھا۔

الحاصل آپ کے ہم عصر مشائخ اور طبقہ مشائخ کے اکابر کی جانب سے آپ کے کمالات کا اعتراف ایسے الفاظ سے کیا جاتا جن کا کچھ حصہ ہم نے یہاں ذکر کیا ہے۔ اس امر کی

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ نبوت ورسالت کا دعویٰ۔

☆ وحی وشریعت کے نزول کا دعویٰ۔

☆ نصوص شرعیہ قرآن وسنت کی تحریف۔

☆ ضروریات دین کا انکار۔

☆ عقیدہ ختم نبوت کا انکار۔

☆ تمام انبیاء ومرسلین سے خود کے افضل ہونے کا دعویٰ۔

☆ بجز سید المرسلین ﷺ سے بھی برتری کا دعویٰ۔

☆ اپنے لئے معجزات کا دعویٰ۔

☆ اپنے معجزات کو جملہ انبیاء ومرسلین کے معجزوں سے زیادہ اور فوقیت دینا اور آیات قرآنیہ کو اپنی ذات پر چسپاں کرنا وغیرہ وغیرہ!

ان صریح کفریات کے ہوتے ہوئے اس کا کفر کسی سے مخفی نہیں رہ سکتا تھا۔ لیکن اس نے اپنے کفر دلی اور بے ایمانی وبددینی کے مکروہ چہرہ پر پردہ ڈالنا چاہا اور کم فہم کے نادانوں کو شکار کرنے اور علمائے کرام کی تنقید سے بچنے کے لئے چند علمی مسائل میں بحث چھیڑ دی اور اسلام کے وہ قطعی عقائد جو تیرہ سو سال سے امت محمدیہ میں متواتر مسلم چلے آرہے تھے۔ ان میں طرح طرح کی تاویلیں شروع کیں۔ جیسا کہ ہر زمانے میں بے دین ملحدوں کا بھی وطیرہ رہا ہے۔ اس لئے علمائے مجاہدین کے لئے دین کا دفاع اور اسلامی عقائد کی حفاظت ناگزیر ہوئی۔ ان علمی حقائق کی بحث وتنقیح کے لئے جو سب سے بڑی شخصیت میدان میں آئی۔ وہ ہمارے شیخ امام العصر مصنف عقیدۃ الاسلام کی گرانقدر ہستی تھی۔ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کے موضوع پر مستقل کتاب ''عقیدۃ الاسلام'' تحریر فرمائی۔ جس میں قرآن حکیم کے دلائل شافیہ، احادیث متواترہ اور صحابہ، تابعین، مفسرین ومحدثین اور فقہاء ومتکلمین کے اجماع سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کیا اور یہ واضح کیا کہ یہ عقیدہ ایسا قطعی ویقینی ہے جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں۔ بلکہ یہ عقیدہ ان ضروریات دین میں داخل ہے جن کا منکر اور متاول دونوں کافر ہیں اور یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کی قدرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول جیسے تمام خوارق کو محیط ہے اور یہ کہ قرب قیامت تو خود ہی خوارق انبیاء کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اس لئے اس وقت یہ خرق عادت معجزہ ظاہر ہونا بالکل قرین عقل وقیاس ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انبیاء علیہم السلام کا خرق عادت معجزہ اور اعجاز ثبوت کہلاتے ہیں۔ اگرچہ درحقیقت یہ ساری کائنات اعجازی اعجاز ہے۔﴾

وقد قیل ان المعجزات تقدم بمایرتقی فیه الخلیفة فی مدی

﴿اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معجزات انبیاء اس ترقی کی طرف پیش قدمی ہوتی ہے جو مخلوق کو مدتہائے مدید کے بعد (اسباب کے دائرے میں رہ کر) نصیب ہوتی۔﴾

آج سائنسی ارتقاء کی بدولت جو چیزیں ہمارے گردوپیش میں پھیلی ہوئی ہیں۔ مثلاً برقی مشینیں ہیں، کہربائی آلات ہیں، ٹیلی فون ہے، تار ہے، ٹیلی ویژن ہے، طیارے ہیں، مصنوعی خلائی سیارے ہیں، رات دن قوائے طبعیہ کو مسخر کیا جارہا ہے، فضاؤں پر کمندیں ڈالی جارہی ہیں، سمندروں کے جگر شق کئے جارہے ہیں، صحراؤں کے طبعی دفینے تلاش کئے جارہے ہیں، ذرہ کا جگر چیر کر ایٹمی توانائی حاصل کی جارہی ہے اور ہلاکت آفرین ایٹمی ہتھیار ایجاد کئے جارہے ہیں۔ الغرض یہ اور اس قسم کی تمام چیزیں جنہیں آج سائنسی ترقی کا کرشمہ قرار دیا جارہا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات میں یہ تمام امور آپ کو کامل ترین صورت میں ملیں گے۔ فرق یہ ہے کہ یہاں مادی اسباب و وسائل کا واسطہ ہے اور وہاں بدوں توسط اسباب، قدرت الٰہیہ کا اعجاز ظاہر ہوتا ہے۔ پھر یہاں برسہابرس کی ٹھوکریں کھانے تجربات کرنے اور اربوں کی رقمیں ضائع کرنے کے بعد کسی قدر کامیابی نصیب ہوتی ہے اور وہاں بغیر کسی سابقہ تجربے کے چشم زدن میں قدرت قاہرہ کی اعجاز نمائی ظاہر ہوتی ہے یہاں اس بحث کی مزید تفصیل کی گنجائش نہیں۔

قتل دجال کے لئے مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کا راز

پھر جاننا چاہئے کہ دجال لعین مسیح ضلالت ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح ہدایت ہیں۔ یہود کی یہ بدبختی تھی کہ انہوں نے مسیح ہدایت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی تو مخالفت کی اور آپ کے قتل و صلب کی سازش کی۔ (مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور انہیں آسمان پر اٹھا لیا) لیکن وہ مسیح ضلالت دجال کی پیروی کریں گے جو خود بھی یہودی ہوگا۔ اس لئے حکمت الٰہیہ کا تقاضا تھا کہ مسیح ہدایت مسیح ضلالت کو قتل کرنے کے لئے نزول فرمائیں اور ان یہود کو بھی قتل کریں۔ جنہوں نے مسیح برحق مسیح بن مریم علیہ السلام کی تو مخالفت اور عداوت کی اور جھوٹے مسیح دجال کی پیروی کرلی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان معتقدین باطلہ کی بھی اصلاح کریں جو عیسائیت میں گھس آئے تھے اور صلیب کو توڑ ڈالیں۔

اور چونکہ دجال لعین مسیحیت کا لبادہ اوڑھ کر خود مسیح کہلائے گا۔ الوہیت کا دعویٰ کرے

www.besturdubooks.wordpress.com

نزول عیسیٰ علیہ السلام پر احادیث کے متواتر ہونے کی تصریح امام ابوجعفر ابن جریر طبری، ابوالحسن آبری، ابن عطیہ مغربی، ابن رشد الفقیہ، قرطبی، ابو حیان، ابن کثیر، ابن حجر وغیرہ آئمہ دین اور حفاظ حدیث نے کی ہے۔ جیسا کہ شیخ محقق علامہ کوثری نے اپنے رسالہ "نظرۃ عابرۃ فی مزاعم من ینکر نزول عیسیٰ قبل الاٰخرۃ۔ ص ۱۰" میں نقل کیا ہے۔

شیخ کوثری اسی رسالہ کے ص ۷ پر فرماتے ہیں کہ: "ایک طرف تمام صحابہؓ و تابعین، فقہاء و محدثین اور مفسرین و متکلمین ہیں جن کی تائید میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع امت موجود ہے۔ دوسری طرف یہ جاہل ہے جس کی تائید میں لے دے کر قادیان کا مرزا ہے کذاب ہے یا کسی زمانہ میں طرہ کا فلسفی تھا وہ بس۔"

صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں کہ: "کتاب اللہ، سنت متواتر اور اجماع امت عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام پر متفق ہیں۔"

صفحہ ۳۰ پر کتاب اللہ کی روشنی میں حیات و نزول مسیح علیہ السلام پر طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں کہ: "اور یہ بھی واضح ہوا کہ تنہا قرآنی نصوص ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ اٹھائے جانے اور آخری زمانے میں ان کے نازل ہونے کو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ بے خیال احتمالات کا کوئی اعتبار نہیں جو کسی دلیل پر مبنی نہ ہوں۔ پھر جبکہ قرآنی تصریحات کے ساتھ احادیث متواترہ بھی موجود ہوں اور خلفاً عن سلف تمام امت اسی عقیدہ کی قائل چلی آتی ہو اور دور قدیم سے لے کر آج تک اسی عقیدہ کو کتب عقائد میں درج کیا جاتا رہا ہو تو اس کی قطعیت میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے؟ فما ذا بعد الحق الا الضلال۔ (اب حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا رکھا ہے۔)

صفحہ ۳۷ پر فرماتے ہیں کہ: "اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن حکیم کے نصوص عقیدہ رفع و نزول پر دلالت کرتے ہیں اور ہر زمانے میں آئمہ دین علمائے امت بالخصوص مفسرین قرآنی آیات کی یہی مراد سمجھتے چلے آتے ہیں۔"

صفحہ ۳۸ پر فرماتے ہیں کہ: "پس جو شخص رفع و نزول کا انکار کرتا ہے۔ وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ کیونکہ وہ ہوائے نفس کی رو میں بہہ کر کتاب و سنت کو پشت انداز کرتا ہے اور ملت اسلامیہ کے اس قطعی عقیدہ سے روگردانی کرتا ہے جو کتاب و سنت سے ثابت ہے۔"

صفحہ ۴۰ پر فرماتے ہیں کہ: "اطراف حدیث پر نظر کرنے کے بعد نزول مسیح کا انکار نہایت خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ رفع و نزول کے مسئلہ میں احادیث متواترہ کا وجود قطعی

www.besturdubooks.wordpress.com

الغرض نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن حکیم، احادیث متواترہ اور چودہ سو سالہ امت کے قطعی اجماع کی روشنی میں آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن ہے۔ احادیث نبویہ میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ پر جس قدر حلفیہ تاکیدات فرمائی گئی ہیں، اس کی نظیر کسی دوسرے مسئلے میں نظر نہیں آتی ہے۔ ان تمام تاکیدات کا منشا یہ ہے کہ یہ مسئلہ عام لوگوں کے لئے نہ صرف حیرت و تعجب بلکہ بعض نادانوں کے لئے باعث رد و انکار ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ:

"ليهبطن ابن مريم حكماً عادلاً فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية وليتركن القلاص فلا يسعى عليها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون الى المال فلا يقبله احد. صحيح مسلم ص ۸۷ ج ۱ باب نزول عيسى بن مريم، مسند احمد ص ۴۹۴ ج ۲"

﴿ضرور بالضرور ایسا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ پس وہ ضرور بالضرور صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور ضرور بالضرور خنزیر کو قتل کریں گے اور ضرور بالضرور جزیہ کو موقوف کر دیں گے اور ضرور بالضرور (ان کے زمانے میں) جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا۔ پس ان پر سواری نہ ہوگی اور ضرور بالضرور لوگوں کے درمیان باہمی کینہ، بغض اور حسد جاتا رہے گا اور یقیناً وہ لوگوں کو مال کی طرف بلائیں گے مگر کوئی اسے قبول نہیں کرے گا۔﴾

(حدیث کے ہر فقرہ پر تاکیدات ملاحظہ ہوں) یہ مسند احمد اور صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں اور صحیح بخاری میں یہ الفاظ درج ہیں کہ:

"والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم الخ"

﴿اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ضرور بالضرور تم میں عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے الخ۔﴾ (صحیح بخاری ص ۴۹۰ ج ۱)

پھر ان لفظی تاکیدات پر بس نہیں۔ بلکہ احادیث نبویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام، نسب، والدہ کا نام، نانے کا نام، والدہ ماجدہ کے اوصاف، عیسیٰ علیہ السلام کی صورت و سیرت، رنگ، قد و قامت، بالوں کا رنگ، بالوں کی کیفیت، بالوں کا طول وغیرہ وغیرہ سو سے زائد صفات کی تصریح کی گئی ہے۔ جیسا کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور دوسرے حضرات نے ان تمام اوصاف کو جمع کر دیا ہے۔

ان تمام اوصاف کو سامنے رکھئے تو ہر قسم کے شک و شبہ کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ مسئلہ نزول

www.besturdubooks.wordpress.com

جاتا تھا؟ لیکن آج یہ سب کچھ افسانہ طرازی نہیں سائنس کے حقائق ہیں۔ اسی طرح نہیں معلوم کتنے حقائق اب تک پردۂ اخفا میں ہوں گے جنہیں عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونا ہے۔ کیا ان تمام امور کو قبل از وقت "محال" اور "خلاف عقل" کہنا عقل سے بے تعلقی نہیں؟۔

اسی طرح علم کیمیا، فزیالوجی اور فلکیات کے عجیب و غریب انکشافات پر غور کرو۔ مئی ۱۹۵۵ء میں پہلی مرتبہ "زہرہ" سیارے سے لاسلکی رابطہ قائم کیا گیا۔ کیا قبل از وقت یہ تمام انکشافات حیرت افزا نہ تھے؟۔

ان فلکیات کو جانے دیجئے۔ ذرا ان چیزوں پر غور کیجئے جو سب کو ان آنکھوں سے نظر آرہی ہیں۔ یہ فضاؤں میں پرواز کرتے ہوئے طیارے، یہ دریاؤں میں خوفناک طوفان آمیز لہروں پر بحر منجمد میں شگاف ڈالنے والے ایٹمی بحری جہاز، یہ آواز سے زیادہ تیز رفتار جیٹ طیارے اور اسی نوع کی دیگر سینکڑوں ایجادات۔ کیا آج سے نصف صدی پہلے یہ محض خیالی چیزیں نہیں تھیں؟۔ کیا اس وقت کا انسان ان راکٹوں کی برق رفتاری کا تصور بھی کر سکتا تھا جو آج کئی ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے مصروف پرواز ہیں؟۔ کیا پچاس سال پہلے کے انسان کو وہم تسلیم کر سکتا تھا کہ ایسے مصنوعی سیارے بھی وجود میں آئیں گے جن میں نصب کردہ آلات فضائی حالات کو محفوظ کریں گے۔ پھر "لاسلکی" کے ذریعے یہ فضائی خبریں سینکڑوں میل دور زمین پر پہنچ جائیں گی؟۔ کیا کوئی کہہ سکتا تھا کہ ایسے راڈار بھی ایجاد ہوں گے جو ہزاروں میل سے جیٹ طیاروں کی پرواز اور سمت پرواز کا پتہ لگا لیا کریں گے؟۔

ان فلکیات کو بھی رہنے دیجئے۔ نائلون وغیرہ کے ان عجیب و غریب کپڑوں کو لیجئے جو معدنی مواد سے تیار کئے جاتے ہیں اور ریشم کی نرمی اور نفاست کو بھی مات کرتے ہیں۔ کیا یہ تمام چیزیں کسی زمانے میں محض خواب و خیال کے درجے میں نہیں تھیں؟۔ اگر ماضی قریب میں ان امور کو کوئی شخص بیان کرتا تو اسے مراق و جنون اور خرافات واہیات کا نام دیا جاتا؟۔ لیکن آج یہ روزمرہ کے استعمال کی چیزیں ہیں جن میں نہ حیرت ہے نہ استعجاب۔

قدرت خداوندی کے مظاہر

اب ایک طرف ان اختراعات و ایجادات کو دیکھو جو انسان ضعیف کی ردی عقل نے

www.besturdubooks.wordpress.com

دریافت کی ہیں اور دوسری طرف حق تعالیٰ کی قدرت و خالقیت علم و حکمت اور عزت و برتری کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرو کہ حق تعالیٰ کسی انسان (مثلاً عیسیٰ علیہ السلام) کو آسمان پر زندہ اٹھا لیں، ایک طویل مدت تک زندہ رکھیں اور پھر اسے زمین پر نازل کرنے کا فیصلہ فرمائیں تو کیا قدرت الٰہیہ کے ان تماشات کو ناممکن اور محال کہنا صحیح ہوگا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ ہاں انہیں عجیب و غریب کہہ سکتے ہو، خارق عادت کا نام دے سکتے ہو، انسانی عقل و فکر سے بالاتر بتا سکتے ہو۔ بلاشبہ ان کو ایسا ہونا بھی چاہئے۔ کیونکہ یہ انسانی علم و قدرت کا کارنامہ نہیں۔ بلکہ یہ اس خالق کائنات اللہ تعالیٰ کی کن فیکونی صنعت ہے جو علیم بھی ہے اور قدیر بھی۔ حکیم بھی ہے اور خبیر بھی۔ اس لئے صادق و مصدوق رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم نے جن امور کی اطلاع دی ہے انہیں خرق عادت تو کہا جاسکتا ہے لیکن انہیں محال قطعاً نہیں کہا جاسکتا۔

اسی طرح دیگر وہ حقائق جو دین اسلام نے بتائے ہیں۔ مثلاً آسمانوں کا وجود، ملائکہ کا وجود، فرشتوں کا ایک لمحہ میں آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان پر پہنچ جانا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء و معراج کا واقعہ یہ تمام امور اس کائنات میں قدرت الٰہیہ کے عجائبات ہیں جو قدرت خداوندی کے لحاظ سے نہ محال ہیں نہ مستبعد۔

انسانی مصنوعات اور خدائی مخلوقات کے مابین موازنہ

ایک طرف ان ایجادات کو رکھو اور دوسری طرف حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے نشانات کو رکھو۔ پھر ان میں موازنہ کر کے بتاؤ کہ کیا انسانی ایجادات کی حیثیت شان باری قدرت کے مقابلہ میں ٹھیک وہی نہیں جو عاقل بالغ مردوں اور عورتوں کے حق میں بچوں کے کھلونوں اور بچیوں کی گڑیوں کی ہوا کرتی ہے؟۔[1]

---

[1] اور یہ بھی محض تفہیم اور تقریب الی الذہن کے لئے کہا گیا ہے۔ ورنہ تمام مقادیر کی جتنی کاوشیں اور اولین و آخرین کی ایجادات قدرت الٰہیہ کے مقابلہ میں تار عنکبوت کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں۔ آخر جو خدا اپنے کن فیکونی ارادے سے ایک لمحہ میں ہزاروں عالم پیدا کرسکتا ہے۔ اس کی قوت سے بیچاری مخلوق کی قوت کا موازنہ ہی کب کیا جاسکتا ہے؟ لیکن اس کا کیا کیجئے کہ آج نظیر اور مثال کے بغیر لوگ سمجھنے ہی کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں۔ مترجم

www.besturdubooks.wordpress.com

عجیب و غریب عضو ہے جس پر سائنس دانوں کو ناز ہے۔ انہی کی ایجاد پر مدنی آنکھیں تک دوگنے سے پہنچائے جاتے ہیں۔ جن کے انکشافات سے مشرق و مغرب کو چونکا دیا جاتا ہے اور جنہیں پسندیدگی، قدردانی بلکہ حیرت و دہشت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ چاند سورج اور ستاروں کے مقابلہ میں ان کی کیا حقیقت ہے؟ جو معلوم زمانے سے بے شمار اسرار غیبی پر مشتمل ہونے کے علاوہ ہماری زمین اور فضا کے لئے بے پایاں منفعتوں کو بھی رکھتے ہیں جو بالکل واضح اور روشن ہیں۔ یہ ہے عزیز و علیم کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ، یہی بلند و بالا فلکی مخلوقات یا دور سے نظر آنے والے بے شمار ستارے اور کائنات میں پھیلے ہوئے قدرت ربانیہ کے بے شمار آثار کیا عقلمندوں کے لئے حیرت و تعجب کا کوئی سامان نہیں رکھتے؟ ربنا ما خلقت هذا باطلا۔ سبحانك فقنا عذاب النار۔ (آل عمران)

انسانی عقل کی تیاری

یہ تو قدرت کے وہ انکشافات ہیں جن تک ہماری عقل و فکر اور علم و مشاہدہ کی رسائی کسی درجہ میں ہو سکی ہے۔ اب ان کے مقابلے میں مادہ و کائنات کے ان پوشیدہ اسرار پر نظر ڈالیں اور ان کے ان نظریات پر غور کریں۔ جو ابھی تک ہماری سرحد ادراک سے ماوراء ہیں اور تعداد جن کے حقائق ابھی تک مجہول ہیں۔ انسانی علم و ادراک کے عجز کا حال یہ ہے کہ یہ زمین جس پر ہم دن رات چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے اور اسی کی گود میں پرورش پاتے رہے ہیں۔ ابھی تک اسی کی بہت مجہول ہے۔ کون معلوم اس کے باطن اور گہرائی کی حقیقت کیا ہے؟ چنانچہ ماہرین علمائے طبعیات کو اعتراف ہے کہ وہ کائنات کے بے شمار اسرار کی دریافت سے قاصر ہیں اور یہ کہ سائنس کی ان ترقیات کے باوجود ہماری معلومات ابھی عہد طفولیت میں ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام اعظم اپنے قصیدہ ناصرہ "الخاتم علی حدوث العالم" میں فرماتے ہیں کہ:

يقال الى الحين استهاموا و ما دروا

علاقة ما بين الروح و فكر مازا

---

(۱) ہم اسی سے نکلے اور اسی میں لوٹتے ہیں۔ منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى۔ مترجم

www.besturdubooks.wordpress.com

کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ آج تک کی سرگردانی کے باوجود یہ معلوم نہیں کر سکے کہ دماغ اور فکر کے درمیان کیا رابطہ ہے؟۔

يرون عجيبا أن تدلك محبطا

لتخرج منه الحياة وما تحلى

اسی طرح "حیاتیات" کے ماہرین ادراک سے آج تک قاصر رہے اور اس کا بھید نہیں کھل سکا۔

فذلك إعجاز وخرق لعادة

وإن كان كل الكون إعجاز مبدع

بس اسی کا نام اعجاز اور خرق عادت ہے۔ اگرچہ درحقیقت ساری کائنات ہی قدرت کا معجزہ ہے۔

عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام کا دیگر عقائد قطعیہ سے مقابلہ

عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام پر حیرت و تعجب کا اظہار کرنے والوں کو دوسرے اسلامی عقائد سے اسے ملا کر دیکھنا چاہیے۔ مثلاً ملت اسلامیہ اور دوسرے تمام ملل میں اس کے قائل ہیں کہ ایک دن سارے نظام عالم کو توڑ پھوڑ کر قیامت برپا کر دی جائے گی، مردے قبروں سے اٹھ جائیں گے اور تمام اگلے پچھلے اور نئے پرانے میدان محشر میں جمع ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ حشر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول سے کہیں زیادہ حیرت و استبعاد کا محل ہے۔ اب یہ حشر کا عقیدہ جو تمام ادیان سماویہ کے یہاں متفق علیہ عقیدہ ہے اور جس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ کیا کوئی شخص اس کے انکار کرنے میں محض اس وجہ سے معذور تصور کیا جا سکتا ہے کہ یہ حشر نشر اور بعث و حساب کا مسئلہ اس کی عقل نارسا کے لئے محل حیرت و تعجب ہے؟ اگر نہیں تو عقیدہ نزول مسیح علیہ السلام تو اس قدر عجیب و غریب بھی نہیں۔ پھر اس پر ایمان لانے میں کیا چیز مانع بن جاتی ہے؟۔

نزول مسیح علیہ السلام کی حکمت

ہم کہتے ہیں حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہے کہ جب یہ امت حیرت و دہشت کی حالت تک

www.besturdubooks.wordpress.com

ہو جانے کی وجہ سے نفس پرست ادیان تحریف و تبدیلی الحاد و اختراع کے نقطہ عروج کو پہنچ جائیں گے۔ ان کے قلوب فخر و غرور سے یہاں تک بھر جائیں گے کہ صانع عالم، خالق حکیم اور عزیز و علیم ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور مسیح لعین کانا دجال ظاہر ہوگا جو یہودی الاصل ہوگا۔ جس کے ماتھے پر "کافر" "(ک ف ر)" لکھا ہوگا اور اس کے کفر میں کسی مومن کو شک و شبہ نہیں ہوگا۔ وہ ربوبیت و الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے پاس بہت سے طلسم و شعبدے اور طبعی تسخیرات کے فن ہوں گے اور یہ دنیا کفر و ضلالت ظلم و عدوان اور فساد و بدتہذیبی سے بھری ہوگی۔ اس وقت قدرت الہیہ اور مشیت ازلیہ خاتم انبیاء بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت خاتم النبیین ﷺ کے صحابی کی حیثیت سے نازل کرے گی۔ وہ شریعت محمدیہ کو نافذ کریں گے۔ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ نشان کفر مٹا دیں گے۔ صلیب توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کے قتل کا حکم دیں گے۔ دجال اکبر کو قتل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ پر ایسے خارق عادت معجزات ظاہر کریں گے جن سے علمائے طبیعیات دنگ رہ جائیں گے۔ ان معجزات میں نہ مادی وسائل ہوں گے نہ طبعی تدابیر کا استعمال ہوگا۔

پس چونکہ مسیح ضلالت دجال دنیا کو خبث و ضلالت اور جور و ظلم سے بھر دے گا۔ مختلف عجائبات سے دہشت پھیلا کر الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور کسی کے لئے اس کے مقابلہ کی تاب نہ ہوگی۔ اس لئے مسیح ہدایت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو نازل کیا جائے گا۔ ان کو دیکھتے ہی دجال لعین برف کی طرح پگھلنے لگے گا۔ یہاں تک کہ آپ اسے قتل کر ڈالیں گے۔ دنیا کو عدل و انصاف سے معمور کریں گے۔ ہر قسم کے کفر و خبث سے اسے پاک کر دیں گے۔ تمام ملتوں کو ختم کر دیں گے اور دین اسلام ہی تمام روئے زمین کا دین ہوگا۔ پس حق تعالیٰ کا ارشاد "وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها" (اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ پس تم اس میں ہرگز شک نہ کرو۔) انہی معجزات کی طرف اشارہ ہے جو بطور مقدمہ قیامت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوں گے۔ پس یہ خوارق الہیہ معجزات اور نشان قیامت کی کھلی نشانی ہوں گے۔ جس سے لوگوں کو یقین ہو جائے گا کہ قدرت الہیہ کے سب سے بڑے خارق عادت واقعہ کے ظہور یعنی اس عالم کی بساط لپیٹ دیئے جانے کا وقت آن پہنچا ہے۔ اس آیت کریمہ کے خاتمہ پر یہ ارشاد "فاتبعون هذا صراط مستقیم" "پس تم میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم!

تعارف!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا یہ مقالہ اوّلاً سہ روزہ صدق لکھنؤ کی اشاعت ۱۸ شعبان المعظم تا ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۷۳ھ میں شائع ہوا۔

ثانیاً ماہنامہ بینات کراچی شعبان المعظم ۱۳۹۱ھ میں شائع ہوا۔

ثالثاً جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ نے بصائر وعبر کے حصہ اوّل ص ۲۶۹ تا ص ۲۹۳ میں شائع فرمایا۔

اب ہمیں احتساب قادیانیت کی جلد ہذا میں حوالہ جات کی تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔ فالحمدللہ! (مرتب)

حامداً ومصلیاً!

امام حجۃ الاسلام غزالیؒ ”مقاصد الفلاسفہ“ وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ: ”یونانیوں کے علوم میں حساب، ہندسہ اور اقلیدس یقینی علوم تھے۔ ان کو یقینی اور صحیح پاکر ان کے بقیہ علوم الٰہیات، طبعیات، نجوم وغیرہ کو بھی بعض لوگ ان کی تقلید میں صحیح خیال کرنے لگے۔“

حقیقت میں یہ ایک عام چیز ہے۔ نہ اس عہد کی تخصیص ہے، نہ یونانیوں کے علوم کی خصوصیت۔ اکثر جب لوگ کسی کی شخصیت سے مرعوب ہوجاتے ہیں۔ ان کے بعض خود ساختہ غلط نظریات وافکار کو بھی یا تو صحیح مان لیتے ہیں یا اس میں تاویل کے درپے ہوجاتے ہیں اور ان کی شخصیت کو بچاتے رہتے ہیں۔ آج کل بھی وبا پھیل رہی ہے۔ بعض مشاہیر کے بعض کمالات وخصائص عوام میں مسلم ہوگئے ہیں۔ اکثر لوگ ان کی شخصیت اور بعض خصوصیات سے مرعوب ہوکر ان کے بقیہ خیالات وافکار کو بھی صحیح تصور کرنے لگتے ہیں اور بسا اوقات اس میں غلو کرکے

www.besturdubooks.wordpress.com

ممکن ہے کہ کچھ اور باتیں بھی تنقیح طلب ہوں۔ لیکن اصل مدار ان تین چیزوں پر ہے اور
یہی زیادہ اہم بھی ہیں۔ اس وقت اس مختصر فرصت میں اس مسئلہ کی نوعیت میں ان کی خطرناک
اصولی غلطیاں جو پیش آرہی ہیں۔ ان کا تصفیہ مقصود ہے۔ چودھری صاحب نہ تو ہم سے مخاطب
ہیں۔ نہ ان کے مضمون کی سطر سطر کی تردید یا گرفت منظور ہے۔ نہ طالبانہ بحث ان میں بحث
مقصود ہے۔ نہ ان کی نیت پر حملہ ہے۔ صرف طالب حق کے لئے چند اصولی اساسی امور بیان
کرتے ہیں۔ باقی معاندانہ تو ہماری غایت نہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ!

۱ دین اسلام کے مسلمات عقائد و اعمال یا اصول و فروع کا تسلسل جیسے
قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ اسی طرح اعتقادی و عملی ضروریات
دین ہم تک بذریعہ توارث یا تعامل نسلاً بعد نسل طبقہ بھی پہنچتے رہے ہیں۔ پس اگر غور کیا جائے تو یہ معلوم
ہوگا کہ دین اسلام اور اس کی کل ضروریات ہم کو اسی توارث کے ذریعہ پہنچی ہیں۔ لاکھوں کروڑوں
مسلمان جن کو نہ تو قرآنی تعلیمات کی پوری خبر ہے۔ نہ احادیث نبویہ کا علم ہے۔ لیکن وہ بھی اس
کے دین کی مسلمات و ضروریات سے واقف رہتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ عوام کا ایمان
اجمالی ہوتا ہے۔ تفصیلات کے وہ اس وقت مکلف ہوتے ہیں۔ جب ان کے علم میں آجائے۔ یہ
حق تعالیٰ کا ایک مستقل احسان ہے کہ بجائے دینی توارث کے قرآن کریم و حدیث نبوی ﷺ
کی شکل میں ایک بنیادی دستور اساسی بھی دے دیا کہ اگر کسی وقت مدتوں کے بعد اس دینی توارث
میں فتور یا قصور آجائے یا لوگ منحرف ہو جائیں تو تجدید و احیاء کے لئے ایک مکمل اساسی قانون اور
سچی تفسیر بھی محفوظ رہے۔ تاکہ امم سابقہ کی طرح ضلالت کی نوبت نہ آئے اور حق تعالیٰ کی حجت
پوری ہو جائے۔ اور ظاہر ہے جب کتاب الٰہی خاتم الکتب الالٰہیہ ہو اور نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء
ہوں اور دین خاتم الادیان اور امت خیر الامم ہو تو اس کے لئے یہ تحفظات ضروری تھے اور اس لئے
اس علمی قانون پر عمل کرنے کے لئے عملی نمونوں کی ایک جماعت بھی ہمیشہ موجود رہے گی۔ تاکہ
عمل و نمونہ سے حق و باطل کا امتیاز قائم رہ سکے اور پوری طرح تحفظ کیا جائے اور مزید اطمینان و
تمام حجت کے لئے دونوں باتوں کا صاف صاف نہایت مؤکد طریقہ پر اعلان بھی کر دیا۔ چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے۔

”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ الحجر: ۹“ ہم
نے ہی قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۲۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ: "لا تزال طائفة من امتی قائمة بامر الله لا يضرهم من خالفهم ولا من خذلهم حتى ياتي امر الله وهم علی ظاهرون" (مسلم ج۲ ص۱۴۳ باب قوله لاتزال طائفة من امتی) "میری امت کا ایک گروہ قیامت تک ہمیشہ کے لئے دین حق پر قائم رہے گا۔ کسی کے امداد نہ کرنے سے یا مخالفت کرنے سے ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔"

اور میرے خیال ناقص میں تو (فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون) اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل علم سے پوچھتے رہو میں بھی ایک لطیف اشارہ ہے کہ ہر دور میں کچھ اہل حق ضرور ہوں گے۔ بہرحال آپ کی بات واضح ہوئی کہ یہ طائفہ حق اور قائمین علی الحق ایک جماعت قیامت تک ہوگا جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حجیات دین کے لئے صرف علمی دور یا دفتر ہی کافی نہیں۔ بلکہ ایک عملی صورت بھی موجود رہے گا اور اسی طرح تواتر اور تعامل کا سلسلہ مسلسل جاری رہے گا۔ اگر بالفرض وہ علمی دفتر اور کتابیں دنیا سے مفقود بھی ہو جائے تو حصول مقصود کے لئے اس گروہ کا وجود بھی کافی ہوگا۔

دین اسلام کی بہت سی ضروریات اور قطعیات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، خرید و فروخت کی اجازت، شراب خوری، زنا کاری، قتل و قتال کی حرمت وغیرہ وغیرہ ایسی ہیں جو اسی تواتر کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی رہی ہیں۔ بلکہ نماز کی بعض کیفیات اور زکوٰۃ کی بعض تفصیلات نہ تو صریح قرآن سے ثابت ہیں۔ نہ اس بارے میں احادیث صحیحہ متواتر ہیں۔ لیکن باوجود اس کے دنیا جانتی ہے کہ وہ سب چیزیں ضروری اور قطعی ہیں۔ اس میں کوئی تردد بھی نہیں۔

۳۔ [illegible] عقائد و احکام کے ثبوت کے لئے قرآن و حدیث کی نصوص چار قسم کی ہوتی ہیں۔

الف۔ ثبوت و دلالت دونوں قطعی ہوں۔

ب۔ ثبوت قطعی ہو دلالت ظنی ہو۔

ج۔ دلالت قطعی ہو ثبوت ظنی ہو۔

د۔ ثبوت و دلالت دونوں ظنی ہوں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ٹھہراتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "خبر قطعی نظری کا افادہ سب کے یہاں مسلّم ہے۔" امام ابن صلاح
مقدسی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ جو صحیحین کی روایتیں ہیں، بلکہ صحیحین کی شرط پر ہوں، وہ بھی
مفید قطع ہیں۔ مسئلہ کی بات تحقیق طلب ہے۔ علامہ ابن ہمام حنفی بیان فرماتے ہیں کہ

ان ما اجمعت عليه الامة اقوى من الاسناد "جس چیز پر امت کا
اتفاق ہو گیا ہے وہ صحیح ہے جس کا درجہ تواتر سے بھی زیادہ قوی ہے۔"

امام ابو اسحاق اسفرائنی فرماتے ہیں کہ

اهل الصنعة مجمعون على ان الاخبار التي اشتمل عليها الصحيحان مقطوع بصحة اصولها ومتونها فمن خالف حكمه خبرا منها وليس له تاويل سائغ للخبر نقضنا حكمه لان هذه الاخبار تلقتها الامة بالقبول اه - فتح المغيث للسخاوي "محدثین سب اس پر متفق ہیں کہ بخاری و مسلم کی احادیث سب قطعی ہیں، اگر بغیر صحیح تاویل کوئی ایک حدیث کی بھی مخالفت کرے گا تو اس کے حکم کو ہم توڑ دیں گے کیونکہ امت محمدیہ نے ان احادیث کو قبول کر لیا ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ

الاجماع على القول بصحة الخبر اقوى في افادة العلم من مجرد كثرة الطرق "کسی حدیث کی صحت پر علماء کا متفق ہونا افادۂ علم (یقین) میں کثرت طرق سے زیادہ قوی ہے۔"

۲۔ متواتر لفظی کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ بعینہ ایک ہی لفظ سے وہ احادیث مروی ہوں۔ بلکہ جس لفظ سے بھی ہوں مضمون ایک ہونا چاہئے اور ایک بار محدثین نے جو لفظی تواتر حدیث کا دعویٰ کیا تھا یا صرف ایک ہی مثال بتلائی تھی۔ بعض محققین کے نزدیک ان کی مراد یہی ہے کہ ایک لفظ سے متواتر کی مثال مشکل تھی۔ عزیز الوجود ہے گویا ان کے نزدیک بھی احادیث متواتر بہت ہیں۔ لیکن ایک لفظ سے نہیں ہیں، صرف حدیث (من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار) کو ایسا بتلایا گیا ہے۔ اس بنا پر یہ بھی لفظی ہو جاتا ہے۔ متواتر معنوی کے یہ معنی نہیں کہ لفظ مختلف ہوں اور مضمون سب میں ایک ہو۔ بلکہ یہ ہیں کہ ہر ایک حدیث میں مضمون الگ الگ ہو اور ایک بات قدر مشترک نکل آئے جیسے احادیث معجزات کہ ہر ایک اگرچہ اخبار احاد میں سے ہے، لیکن نفس ثبوت معجزہ سب میں قدر مشترک ہے۔ یہی

www.besturdubooks.wordpress.com

اصطلاح میں تواتر معنوی یا تواتر قدر مشترک کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت۔

۱۱- دلیل شرعیہ میں ایک دلیل اجماع امت ہے، اگر اس اجماع کا ثبوت قطعی ہو تو اجماع قطعی ہوگا، اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ جیسے دوسری قطعیات شرعیہ کا منکر، بعض مسائل اگرچہ اخبار احاد سے ثابت ہوں لیکن ان پر امت کا اجماع ہو جائے تو وہ بھی قطعی ہو جاتے ہیں۔ كما في التلويح وشرح التحرير (۱۱۲،۳) آئندہ بھی امور کے متعلق روایات قیامت کے بارے میں اگر اجماع ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس بارے میں مخبر صادق سے جو نقل ہے وہ صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو تفصیل کے لئے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت (۲۹۹،۲) شرح تحرير الاصول لابن امير الحاج (۱۱۲،۳) حدوث عالم پر اجماع کی حکایت کی گئی ہے۔ جیسے فتح الباری (ج ۱۲ ص ۱۷۷) میں تقی الدین ابن دقیق العید سے منقول ہے۔ بے چارے صاحب نے اس بارے میں کس قدر تلبیس سے کام لیا ہے فلیتنبه۔

۱۲- جو چیز قرآن کریم یا احادیث متواترہ سے ثابت ہو یا اجماع امت سے اور دلالت بھی قطعی ہو تو وہ سب ضروریات دین میں داخل ہیں۔ ضروریات دین کے معنی یہ ہیں کہ ان کا دین اسلام سے ہونا بالکل بدیہی ہو۔ خواہ اس سے گزر کر عوام تک اس کا علم پہنچ گیا ہو۔ یہ نہیں کہ ہر کسی کو اس کا علم ہو۔ کیونکہ بسا اوقات تعلیم دین نہ ہونے سے بعض ضروریات دین کا علم عوام کو نہیں ہوتا۔ لیکن تعلیم کے بعد اور جان لینے کے بعد اس پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ بعض متواترات شرعیہ کے جہل سے تو کفر لازم نہیں آتا۔ لیکن معلوم ہونے کے بعد خود انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو جواہر التوحید کی شرح (ص ۱۵) حاشیہ "الموافقات" للشاطبی (۱۵۹،۳) و اکفار الملحدین (ص ۲)

۱۳- ضروریات دین کا انکار کرنا یا ان میں خلاف مقصود تاویل کرنا دونوں کو علماء کرام نے موجب کفر بتایا ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی نے اس موضوع میں التفرقة بين الاسلام والزندقة مستقل کتاب لکھی ہے اور فیصلہ کن بحث فرمائی ہے۔ مدت ہوئی مصر سے چھپ کر آ گئی ہے اور غالباً ہندوستان میں بھی طبع ہوئی ہے اور امام العصر محدث وقت حضرت استاذ مولانا محمد انور شاہ کی کتاب اکفار الملحدين في ضروريات الدين اس موضوع پر نہایت ہی جامع اور بے مثل کتاب ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۳ جو چیز متواتر ہو جائے وہ دین میں ضروری ہو جاتی ہے۔ کیونکہ متواتر کا افادہ علم ضروری قطعی مسلمات سے ہے۔ پس اگر کسی کو اس کا علم ہو جائے کہ یہ حدیث احادیث متواترہ میں سے ہے یا یہ بات حدیث متواتر سے ثابت ہے تو اس پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کا تعلق کائنات ماضیہ سے ہو یا مغیبات مستقبلہ سے ہو۔ خواہ عقائد سے متعلق ہو۔ خواہ احکام کے بارے میں ہو۔ تصدیق رسالت کے لئے اس سے چارہ نہیں۔ ورنہ تکذیب رسول کا کفر ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ بہر حال تصدیق رسول کا ایمان کے لئے ضروری ہونا اور تکذیب سے کفر کا لازم آنا۔ یہ خود دین کی ضروریات میں داخل ہے۔ کتب کلامیہ اور کتب اصول فقہ میں یہ قواعد کلیہ مفصل مل جاتے ہیں۔ بطور نمونہ ہم اس مضمون سے چند قطرے پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) ومن اعترف بكون شيء من الشرع ثم جحده كان منكرا للشرع وانكار جزء من الشرع كانكار كله (شرح التحریر ۳: ۱۱۳) "جو شخص یہ مانے کہ یہ چیز شریعت میں ہے۔ باوجود اس کے اس کا انکار کرے تو یہ کل شریعت کا انکار ہے۔"

(۲) وصح الاجماع على ان كل من جحد شيئاً صح عنده بالاجماع ان رسول الله ﷺ اتى به فقد كفر او جحد شيئاً صح عنده بان النبي ﷺ قاله فهو كافر. الملل لابن حزم ج ۳ ص ۲۴۷ باب الكلام فيمن يكفر ولا يكفر! "اس پر اجماع ہے کہ جس چیز کے متعلق یہ اتفاق ہو کہ نبی کریم ﷺ فرما چکے ہیں اس کا انکار کفر ہے۔ یا یہ ماننا ہو کہ آپ ﷺ فرما چکے ہیں باوجود اس کے نہ ماننے پر کفر ہے۔"

(۳) من انكر الاخبار المتواتر في الشريعة مثل حرمة لبس الحرير على الرجال كفر. شرح فقه اكبر نقلا عن المحيط ص ۲۰۲ مجتبائی دهلی! "کسی شرعی حکم کی حدیث متواتر ہو اور اس سے انکار کیا جائے تو کافر ہوگا۔ جیسے ریشمی لباس مردوں کے لئے۔"

(۴) فصار منكر المتواتر ومخالفه كافراً. اصول فخر الاسلام بحث السنه! "متواتر کا انکار یا مخالف دونوں کفر ہیں۔"

(۵) والصحيح ان كل قطعي من الشرع فهو ضروري.

www.besturdubooks.wordpress.com

المحصول للرازی بحواله اکفار الملحدین ص ۶۷ ”دین میں جو چیز یقینیات کو پہنچ گئی ہو وہ ضروریات دین میں داخل ہے۔“

(۶) شروط القطع فی النقلیات التواتر الضروری فی النقل والتجلی الضروری فی المعنی۔ ایضاً ص ۸۶ ”شرعی امور جب تواتر سے ثابت ہوں اور معنی بھی واضح ہوں تب بھی قطعیت ہے۔“

(۷) کل مالم یحتمل التأویل فی نفسه وتواتر نقله ولم یتصور ان یقوم برهان علی خلافه فمخالفته تکذیب محض۔ التفرقة للغزالی ص ۱۹۵ مطبوعه حلب ”جس چیز کی نقل متواتر ہو اور تاویل کی گنجائش نہ ہو اور کوئی دلیل خلاف پر قائم نہ ہو تو ایسی چیز کی مخالفت رسول اللہ ﷺ کی تکذیب ہے۔“

(۸) بل انکار المتواتر عدم قبول اطاعة الشرع ورد علی الشریعة وان لم یکذب وهو کفر بواح نفسه۔ شرح الاشباه للحموی۔ رد المحتار طحطاوی بحواله اکفار الملحدین ص ۹۴، ۹۵ طبع دهلی ”بلکہ حقیقت میں تو متواتر کا انکار شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عدم اطاعت ہے اور شریعت اسلامیہ کو رد کرنا ہے جو کھلا ہوا کفر ہے اگرچہ تکذیب نہ کرے۔“

(۹) ومن انکر شیئاً من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لا اله الا الله۔ السیر الکبیر الامام محمد ج ۴ ص ۲۶۸ باب مایکون الرجل به مسلماً ”شریعت اسلامیہ کی کسی چیز سے انکار کرنا کلمۂ اسلام سے انکار کرنا ہے۔“

(۱۰) فلا خلاف بین المسلمین ان الرجل لو اظهر انکار الواجبات الظاهرة المتواترة ونحو ذلك فانه یستتاب فان تاب والا قتل کافراً مرتداً۔ شرح عقیده طحاویه مطبوعه حجاز ص ۲۹۹ طبع مکتبه سلفیه لاهور ”امت مسلمہ میں کوئی خلاف اس بارے میں نہیں کہ جو کوئی متواترات کا انکار کرے چاہے اس کا کرنا فرض ہو یا ترک حرام ہو اس سے توبہ نہ کرے تو کافر ہے اور واجب القتل ہے۔“

(۱۱) لا یکفر اهل القبلة الا فیما فیه انکار ما علم مجیئه بالضرورة او اجمع علیه کاستحلال المحرمات۔ المواقف ومثله فی العضدیه

www.besturdubooks.wordpress.com

"اہل قبلہ کی اس وقت تک تکفیر نہیں کی جاتی جب تک ضروریات دین کا یا کسی ایسی چیز کا جس پر اجماع منعقد ہوا انکار نہ کرے۔ مثلاً حرام کو حلال سمجھنا۔"

(۱۲) .... وكذلك يقطع بتكفير من كذب او انكر قاعدة من قواعد الشريعة وما عرف يقينا بالنقل المتواتر من فعل رسول الله ﷺ !" جو شخص تکذیب کرے یا کلیات شریعت میں سے کسی قاعدہ سے انکار کرے یا جو چیز نبی کریم ﷺ سے متواتر ثابت ہو۔ اس سے انکار کرے اس کی تکفیر قطعی و یقینی ہے۔"

(۱۳) .. وخرق الاجماع القطعی الذی صار من ضروریات الدین كفر . كليات ابی البقاء بحواله اكفار الملحدين !" قطعی اجماع جو ضروریات دین میں داخل ہے۔ اس کا خلاف کرنا کفر ہے۔"

(۱۴) .. ضروریات دین کی مثال میں علماء امت اپنی اپنی کتابوں میں دو چار مثالیں ذکر کر دیتے ہیں۔ ناظرین کو یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ ضروریات دین بس یہی ہیں۔ آگے سلسلہ ختم ہو گیا۔ یہ چیز بے چوری صاحب کو بھی پیش آ رہی ہے۔ حالانکہ ان اکابر کا مقصود محض مثال پیش کرنا ہے۔ نہ استقصاء، نہ حصر، نہ تخصیص۔ اس غلط فہمی کے ازالے کے لئے ذیل میں ہم ان مثالوں کو ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں جو سرسری محنت سے مل سکیں۔ تاکہ اس مختصر فہرست سے خود بخود یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ مقصود تمثیل تھی نہ پوری فہرست۔ کتب فقہ، اصول فقہ، کتب کلام اصول حدیث میں ذیل کی مثالیں ملتی ہیں۔

اثبات علم الٰہی، قدرت محیط، ارادہ کاملہ، صفت کلام قرآن کریم، قدم قرآن، قدم صفات باری، حدوث عالم، حشر اجساد، عذاب قبر، جزاء و سزا، رویت باری قیامت میں، شفاعت کبریٰ، حوض کوثر، وجود ملائکہ، وجود کراماً کاتبین، ختم نبوت، نبوت کا وہبی ہونا، مہاجرین و انصار کی اہانت کا عدم جواز، اہل بیتؓ کی محبت، خلافت شیخینؓ، پانچ نمازیں، فرض رکعات کی تعداد، تعداد سجدات، رمضان کے روزے، زکوٰۃ، مقادیر زکوٰۃ، حج، وقوف عرفات، تعداد طواف، جہاد، نماز میں استقبال کعبہ، جمعہ، جماعت، اذان، عیدین، جواز مسح خفین، عدم جواز سب رسول، عدم جواز سب شیخین، انکار جسم، انکار حلول اللہ، عدم استحلال محرمات، رجم زانی محصن، حرمت لبس حریر (ریشم پہننا) جواز بیع، غسل جنابت، تحریم نکاح امہات، تحریم نکاح بنات، تحریم نکاح ذوی المحارم، حرمت خمر، حرمت قمار۔ اس وقت یہ اکیاون مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ اب تو خیال مبارک میں آ گیا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوگا کہ بعض وہ امور جس کی طرف التفات بھی نہ ہوگا۔ وہ بھی ضروریات دین میں داخل ہیں۔ اب ہم اس بحث کے آخر میں محقق ہند حضرت عبدالعزیزؒ صاحب کی عبارت کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔ پوری عبارت اکفار الملحدین میں منقول ہے۔ اس سے انشاء اللہ یہ بات بالکل بے غبار ہوجائے گی کہ ضروریات دین کے لئے ضابطہ کلیہ کیا ہے اور جو چیزیں بطور تمثیل پیش کی جاتی ہیں۔ ان کا دائرہ صرف تمثیل ہی کی حد تک محدود ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

ضروريات الدين محصورة عندهم في ثلاثة مدلول الكتاب بشرط ان يكون نصاً صريحاً لا يمكن تاويله كتحريم البنات والامهات ومدلول السنة المتواترة لفظاً ومعنى سواء كان من الاعتقاديات او من العمليات وسواء كان فرضاً او نفلاً والمجمع عليه اجماعاً قطعياً كخلافة الصديق والفاروق ونحو ذالك ولا شبهة أن من أنكر أمثال هذه الأمور لم يصح ايمانه بالكتاب والنبيين ۔ اكفار الملحدين ص ۹۱ مطبوعه دهلى

﴿ضروریات دین تین قسم کے ہیں۔ پہلی قسم یہ کہ تصریح نص قرآنی سے ثابت ہوں۔ جیسے ماں بیٹی سے نکاح کا حرام ہونا۔ دوسری قسم یہ کہ سنت متواترہ سے ثابت ہوں۔ تواتر خواہ لفظی ہو خواہ معنوی۔ عقائد میں ہو یا اعمال میں ہو۔ فرض ہو یا نفل ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ اجماع قطعی سے ثابت ہوں۔ جیسے صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ کی خلافت وغیرہ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس قسم کے امور سے اگر انکار کیا جائے تو اس شخص کا ایمان قرآن اور انبیاء پر صحیح نہیں ہے۔﴾

امام العصر محدث حضرت استاذ مولانا محمد انور شاہؒ مزید توضیح کے ساتھ فرماتے ہیں کہ۔

ضروری کے معنی یہ ہیں کہ حضرت رسالت مآب ﷺ سے اس کا ثبوت ضروری ہو۔ یعنی بداہتہً ثابت ہو اور جو بھی اس کا شرعی مرتبہ ہو۔ اسی درجہ کا عقیدہ اس کا ضروری ہوگا۔ مثلاً نماز فرض ہے اور فرضیت کا عقیدہ بھی فرض ہے اور اس کا سیکھنا بھی فرض ہے اور انکار کفر ہے۔ اسی طرح مسواک کرنا سنت ہے اور سنت ہونے کا عقیدہ فرض ہے اور سیکھنا سنت اور انکار کرنا کفر ہے اور عملاً ترک کردینا باعث عتاب یا عقاب ہے۔ اب امید ہے کہ اس تشریح سے ضروریات دین کی حقیقت واضح ہوگئی ہوگی۔ بات تو بہت لمبی ہوگئی۔ لیکن توقع ہے کہ طالب حق کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوگی اور آج کل جو عام طور سے ایمان و کفر کے قواعد یا مسائل میں عوام کو یا عالم نما جاہلوں کو شبہات و شکوک

www.besturdubooks.wordpress.com

فاذا تواترت الاحادیث بنزوله وتواترت الآثار وهو المتبادر من نظم الآیة فلا یجوز تفسیره بغیره ﴿جب عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حدیث متواتر ہیں اور قرآن کریم کی آیت کا واضح مفہوم بھی یہی ہے تو اس کے علاوہ کوئی اور تفسیر صحیح نہ ہوگی۔﴾

وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا (النساء: ۱۵۹) ﴿کوئی شخص بھی اہل کتاب میں سے نہ رہے گا مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے قبل ایمان لائے گا۔﴾

موته کی تفسیر میں نزاع ہے۔ ابن جریر نے ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ابن سیرین، ضحاک وغیرہ رضی اللہ عنہم کی تفسیر کے مطابق اس کی تصحیح و ترجیح فرمائی ہے کہ موته کی ضمیر راجع ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اور مقصود یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے سب ایمان لے آئیں گے اور اسی قول کو ابن جریر اپنی تفسیر میں اولی هذه الاقوال بالصحة قرار دیتے ہیں۔ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

وهذا القول هو الحق کما سنبینه بالدلیل القاطع ان شاء الله

"یہی قول حق ہے جیسا کہ آگے دلیل قطعی کے ساتھ اس کو بیان کریں گے ان شاء اللہ"

ولا شك ان هذا الذی قاله ابن جریر هو الصحیح لانه المقصود من سیاق الآیة "لا ریب کہ یہ جو کچھ ابن جریر نے فرمایا ہے یہی صحیح ہے۔ کیونکہ سیاق آیت سے یہی مقصود ہے۔" عمدۃ القاری (ص ۴۰۸) میں اس تفسیر کو اہل العلم کی تفسیر بتایا ہے۔

بہرحال قرآن کریم کی راجح تفسیر کی بنا پر ان دو آیتوں میں نزول مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ ہاں! یہ دو آیتیں اس مقصود میں ظاہر الدلالۃ ہیں قطعی الدلالۃ نہیں۔ لیکن چونکہ احادیث صحیحہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور تواتر مفید قطعیت ہے۔ اس حیثیت سے یہ آیتیں مفید قطعیت ہوں گی۔ اگرچہ مستقلاً غیر ہوں۔

بہرحال یہ تفصیل ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اس موضوع کی تفصیل و تحقیق نکات و لطائف کو دیکھنے کا اگر شوق ہو تو "عقیدۃ الاسلام" اور "تحیۃ الاسلام" کی مراجعت کی جائے جو امام العصر مولانا انور شاہ قدس سرہ کی اس موضوع پر بے نظیر کتابیں ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تواتر حدیث

اب رہا دوسرا پہلو! محدثین کے اعتبار سے تو یہ پہلے ذہن نشین ہونا چاہئے کہ تواتر حدیث یا متواتر احادیث دونوں ایک ہی حقیقت کے دو عنوان ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں اگر ایک متن مختلف دس صحابہؓ سے مروی ہو تو یہ دس حدیثیں کہلائیں گی۔ اگر عدد صحابہؓ بدرجہ تواتر پہنچ گیا تو بھی حدیث متن کے اعتبار سے حدیث متواتر ہوگی۔ رواۃ اور کثرت طرق کے اعتبار سے احادیث متواترہ کی تعبیر زیادہ مناسب ہوگی۔ بظاہر ہے پوری صاحب اس سے بھی غافل ہیں۔ اب سنئے اگر کسی حدیث کے رواۃ اور طرق بحث و تفتیش کے بعد درجہ تواتر کو پہنچ گئے ہیں تو یہ محدث کو اس حدیث کے متواتر کہنے کا حق حاصل ہوگا۔ اگرچہ امت میں سے کسی نے تصریح نہ کی ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ محدث نے بغیر بحث و تحقیق کے کسی حدیث کے متعلق فرما دیا ہو کہ یہ خبر واحد ہے۔ بعد میں تتبع طرق اور کثرت رواۃ سے کسی کو معلوم ہو کہ متواتر ہے تو وہ متواتر اور مفید للعلم القطعی ہوگی۔ نیز یہ معلوم رہے کہ یہ فن کا مسئلہ اس فن والوں سے لیا جاتا ہے۔ کسی حدیث کی تصحیح یا تحسین یا تضعیف یا خبر واحد یا مشہور و متواتر ہونے کے لئے محدث کی شہادت پیش کی جائے گی۔ صرف فقیہ کا یہ منصب نہیں اور نہ صرف متکلم یا نحوی کا یہ وظیفہ ہے۔ ایک موقع پر چوہدری صاحب نے نزول مسیح کی احادیث کو اخبار احاد کہتے ہوئے تفتازانی کی عبارت پیش فرمائی ہے۔ یہ فن تفتازانی کا نہیں۔ وہ معانی و بیان یا منطق و کلام میں چاہے درجہ محقق ہوں تو ہوں۔ حدیث ان کا فن نہیں ہے۔ یہاں تو غزالی، امام الحرمین، رازی، آمدی جیسے اکابر کے اقوال بھی قابل اعتبار نہیں۔ چہ جائیکہ تفتازانی؟ ایسے موقع پر تو مغلطائیؒ، زیلعیؒ، مزیؒ، ذہبیؒ، عراقیؒ، ابن حجرؒ، سخاویؒ، ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، ابن کثیرؒ وغیرہ محدثین امت اور حفاظ حدیث کی شہادت مقبول ہو سکتی ہے۔

سید جرجانی اور تفتازانی کی امامت دانی جاننے کے لئے یہ واقعہ کافی ہے کہ چھ ماہ تک حب الھرۃ من الایمان میں مناظرہ کرتے رہے کہ یہ حدیث ہے اور کس اعتبار سے ہے یا کیا ہے؟ بے چاروں کو اتنی بھی خبر نہیں ہوئی کہ حدیث موضوع ہے۔ خیر اس بحث کو چھوڑئیے۔ احادیث نزول مسیح صحاح کی حدیثیں ہیں اور صحاح ہی میں عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حذیفہ بن اسیدؓ، ابو امامہؓ، [illegible]، جابر بن عبداللہؓ، نواس بن سمعانؓ سے مروی ہیں۔ ان میں سے ابوہریرہؓ

www.besturdubooks.wordpress.com

جابر، حذیفہ، ابن عمرؓ کی حدیثیں تو صحیحین کی ہیں۔ اگر اس باب میں صرف شیخین ہی کی حدیثیں ہوتیں تو نمبر (۹) کے مطابق محققین اہل حدیث و کبار محدثین کے نزدیک ان سے افادۂ یقین میں ذرا بھی شبہ نہیں اور صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مسند احمد، سنن اربعہ وغیرہ کی حدیثیں ملا کر مرفوعات کی تعداد حد تک پہنچ جاتی ہے۔ کیا صرف کبار صحابہ کی جماعت کی تعلیمات میں ایک طویل زمانہ روئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے بعد صدق شعار قوم جس سے زیادہ کبھی نہ گزری۔ اگر حسن ظن سے ان کی حکایت مفید للعلم نہیں ہوتی تو کس قوم کی ہوگی؟ اگر صحابہ کی کے مطالعہ سے اور صداقت و یقین ہوا اور نہیں، تو پھر کوئی بیان ہے جو اوصاف سے ثابت جانے کی بنا پر ان کے لئے مفید للعلم یقینی ہوگی یا نہیں؟ حالانکہ یہ صحابیؓ ایک ہزار سے زائد پر بھاری ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ساری امت پر بھاری ہے تو شاید مستبعد نہ ہوگا۔ پھر ان صحابہ کی مرفوع احادیث کے علاوہ تقریباً اسی صحابہ و تابعین سے آثار موقوفہ بھی مروی ہیں اور محدثین کا یہ فیصلہ ہے کہ غیر قیاسی و غیر عقلی امور میں موقوف روایت بھی مرفوع کے حکم میں ہے۔ تو یہ مرفوع روایتیں بہ ملانے مجموعہ سے جمع ہوتی ہیں۔ یہ کوئی بناوٹ ہے کہ بعض محدثین نے جن احادیث کے متعلق تواتر اصطلاحی کا دعوٰی کیا ہے۔ اور کثرت رواۃ کثرت طرق اور کثرت تخارج میں اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں؟ حدیث "من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار" جو سب سے اعلیٰ ترین متواتر حدیث کی نظیر پیش کی گئی ہے اس کے رواۃ بھی تقریباً سو کی تعداد تک پہنچے ہیں۔ غرض مشکل ہے کہ سو سوا سو روایتوں کے تمام رجال صحیح یا حسن تک پہنچیں۔ حدیث مسح خفین کو بقول محدثین حدیث متواتر ہے۔ کتب اصول فقہ و کتب فقہ و شروح حدیث میں متعدد مواضع میں امام ابوحنیفہؒ کا یہ مشہور قول نقل چلا آتا ہے کہ:

"ما قلت بالمسح على الخفين حتى جاءني مثل ضوء النهار و فى أخاف الكفر على من لم ير المسح على الخفين" "میں مسح خفین کا اس وقت قائل ہوا جبکہ دن کی روشنی کی طرح یہ مسئلہ میرے سامنے واضح ہو گیا اور جو شخص مسح خفین کا قائل نہیں مجھے اس کے حق میں کفر کا اندیشہ ہے۔"

تو مسح خفین کے انکار سے کفر کا اندیشہ ہے اور تاریخ خطیب بغدادی میں ہے کہ امام ابوحنیفہ سے کسی نے ان کا مسلک پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ:

"افضل الشيخين واحب الختنين وأرى المسح على الخفين"

www.besturdubooks.wordpress.com

"میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کو سب (صحابہؓ) سے افضل سمجھتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ سے محبت رکھتا ہوں۔ مسح خفین کا قائل ہوں۔"

گویا سنی ہونے کے لئے مسح خفین کے ماننے کو ضروری معیار قرار دیا ہے۔ بالفاظ دیگر جواب کا خلاصہ یہ نکلا کہ میں نہ شیعی ہوں نہ خارجی ہوں۔ بلکہ سنی ہوں تو اس لئے کہ ائمہ کے نزدیک مسح علی الخفین کی احادیث متواتر ہیں اور مفید العلم القطعی ہیں۔ حالانکہ غسل رجلین قرآن کریم کا قطعی حکم ہے اور احادیث غسل رجلین بھی متواترہ ہیں۔ دو قطعی دلیلوں سے فرضیت غسل رجلین ثابت ہو چکی تھی۔ پھر بھی جمہور امت کے نزدیک مسح علی الخفین کا جواز یقینی ہے اور اس قطعی دلیل سے کتاب اللہ اور احادیث متواترہ غسل پر زیادتی ہوگئی۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ احادیث مسح علی الخفین بتصریح امام احمد بن حنبلؒ مرفوع حدیثیں کل چالیس ہیں۔ حالانکہ صحابہ میں سے بعض اکابر کا خلاف بھی منقول ہے۔ پھر یہ بھی مشکل ہے کہ یہ چالیس حدیثیں سب کی سب صحیح یا حسن ہوں۔ اس کے باوجود اتنی مقدار تواتر قطعی کے لئے کافی ہوئی۔

احادیث غسل رجلین کو متواتر اصطلاحی کہا گیا ہے۔ حالانکہ بمشکل تیس حدیثیں منقول ہیں۔ احادیث معراج جسمانی کو متواتر اصطلاحی کہا گیا ہے۔ حالانکہ کل رواۃ تیس تک پہنچے ہیں۔ احادیث حوض کوثر کو متواتر اصطلاحی کہا گیا ہے۔ حالانکہ کل احادیث پچاس تک پہنچی ہیں۔ احادیث رفع یدین عند التحریمہ کو متواتر اصطلاحی کہا گیا ہے۔ حالانکہ کل حدیثیں بمشکل پچاس تک پہنچیں گی۔

حدیث من بنی مسجداً للّٰہ۔ مسلم ج ۱ ص ۲۰۱ باب فضل بناء المساجد۔ الخ متواتر ہے۔ باوجودیکہ صحابہ روایت کرنے والے تیس سے متجاوز نہیں۔ جیسے کہ حدیث شفاعت۔ حدیث عذاب قبر۔ حدیث سوال منکر نکیر۔ حدیث المرء مع من أحب بخاری ج ۲ ص ۹۱۱ باب علامة الحب فی اللّٰہ۔ حدیث کل میسر لما خلق له۔ ترمذی ج ۲ ص ۳۵ باب ما جاء فی الشقاء والسعادة۔ حدیث بدأ الاسلام غریباً۔ الخ۔ کنز العمال ج ۱ ص ۲۴۰ حدیث نمبر ۱۲۰۱۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان سب حدیثوں کو اصطلاحی تواتر کے اعتبار سے متواتر کہا گیا ہے۔

حافظ ابن تیمیہؒ نے تو کئی رسائل میں احادیث شفاعت، حوض کوثر، عذاب قبر کو صفت

www.besturdubooks.wordpress.com

متواتر ہی سے تعبیر کیا ہے۔ باوجودیکہ ان کے رواۃ و طرق احادیث نزول مسیح کے برابر نہیں پہنچتے
اب نہیں معلوم کہ چودھری صاحب کے یہاں وہ کون سی شرط ہے جو حدیث متواتر اصطلاحی کے لئے موجود ہونی چاہئے۔ محدثین نے جن متواتر حدیثوں کو جمع کیا ہے وہ سب اصطلاحی متواترات ہیں، نہ کہ لغوی۔ نہ معلوم چودھری صاحب کو تواتر کے لفظ سے کیوں چڑ ہے کہ جہاں تواتر یا تواتر الاخبار کا لفظ دیکھ لیا فرمانے لگے کہ یہ تواتر لغوی ہے، مراد کثرت ہے۔ نہ معلوم یہ حکم کا منصب آپ کو کس نے دیا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ بعض مواقع پر لغوی تواتر مراد ہوتا ہے۔ لیکن خارجی قرائن اور بحث و تحقیق سے یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہ تواتر اصطلاحی ہے یا لغوی۔ جن کا یہ فن ہے اور شب و روز اس کی مزاولت کرتے ہیں اور حدیث ان کی صفت نفس بن گئی ہے وہ اپنی بصیرت سے اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ہر کس و ناکس کا یہ منصب نہیں۔ اب سوچئے کہ صحابہ میں سے احادیث نزول مسیح کے روایت کرنے والے اور صحابہ سے نقل کرنے والے یقیناً ان سے کہیں زائد ہیں اور کم سے کم اتنے تو ضرور ہیں اور باتفاق امت رواۃ بڑھتے ہی گئے۔ کم نہیں ہوئے۔ اسی وجہ سے متواترات کی مشہور احادیث کی تعداد بھی بڑھ گئی کہ قرن ثانی میں نقل کرنے والے بڑھ جاتے ہیں اور قرن ثالث میں تو دو بالا ہو گئی مشہور و متواتر کی کثرت طرق اور کثرت رواۃ کو پہنچ جاتی ہیں جو کہ چودھری صاحب کو خود بھی تسلیم ہے۔ تو ایسی صورت میں اگر کوئی محدث بھی تصریح نہ کرتا کہ یہ حدیث متواتر ہے تب بھی کوئی مضائقہ نہ تھا۔

لیکن باوجود اس کے جب حافظ ابن کثیر ان کو اخبار متواترہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ حافظ جلال الدین سیوطی ان کو متواتر کہتے ہیں۔ قدماء محدثین میں سے ابوالحسن الآبری (۳۶۳ ہجری) اس کو متواتر مانتے ہیں اور خارجی بحث و تحقیق سے بھی یہ بات ثبوت کو پہنچ چکی تو خدارا انصاف کیجئے کہ ایسی صورت میں کیا کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ بے دلیل محض اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے یہ کہے کہ تواتر سے لغوی تواتر مراد ہے۔

ابوالحسن آبری قدماء محدثین میں سے ہیں۔ ابن خزیمہ صاحب الصحیح سے روایت کرتے ہیں ۳۶۳ھ میں وفات پا چکے ہیں۔ ان کا قول حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۳۵۸، ۶) مطبوعہ مصریہ میں یوں نقل کیا ہے۔ وقال ابو الحسن الخسعی الآبدی!

یہ ناقلین کی تصحیف ہے۔ صحیح السجزی الآبری ہے۔ سجستانی کی نسبت کبھی سجزی آیا کرتی ہے۔ کمافی القاموس، اس کی تصحیف ہو گئی۔ جیسے چودھری صاحب فرماتے ہیں:

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اگر وہ نقل بذریعہ آحاد ہو۔ جب بھی اجماع کے بعد قطعی و یقینی ہو جاتی ہے۔ اب غور کیجئے کہ کتب حدیث میں جو امہات واصول ہیں۔ مثلاً بخاری، مسلم، سنن نسائی، سنن ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ سے لے کر مستدرک حاکم و سنن کبریٰ بیہقی تک۔ بیسیوں کتابوں میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے مستقل ابواب موجود ہیں۔ سب ہی نزول کی احادیث روایت کرتے ہیں اور نفس نزول میں اسنادی اعتبار سے کوئی علت قادحہ نہیں بیان کرتے۔

پھر ان ہی کتب حدیث و کتب تفسیر میں صحابہؓ سے پھر تابعینؒ سے اور تابعینؒ کی مختلف بلاد کے مدینہ، مکہ، بصرہ، کوفہ، شام وغیرہ کے سب سے نزول مسیح کے بارے میں نقول موجود ہیں۔ پھر کسی صحابیؓ، کسی تابعیؒ سے کم نہیں۔ بلکہ کسی امام دین، کسی محدث، کسی مصنف سے بھی اس کے خلاف کسی کتاب میں کسی دور میں، کہیں بھی کوئی حرف نقل نہیں ہوا۔ کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ یہ بات اور یہ عقیدہ بالکل اجماعی اتفاقی ہے۔ پھر کتب عقائد میں جو مستند ترین اور اعلیٰ ترین کتب عقیدہ ہیں۔ ان سب میں اس کا ذکر عقیدہ کی صورت میں موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی؟۔

اس وقت ہم ذیل میں دو اہم ترین ماخذ پیش کرتے ہیں:

۱. عقیدہ طحاویہ: جو امام ابوحنیفہؒ، ابو یوسفؒ، محمدؒ وغیرہ ائمہ حنفیہ کے عقائد میں موثق ترین چیز ہے۔ اس کی عبارت ملاحظہ ہو: ''ونؤمن بأشراط الساعة من خروج الدجال ونزول عيسىٰ ابن مريم عليه السلام من السماء. شرح عقيده طحاويه ص۵۰۰'' ﴿خروج دجال اور آسمان سے نزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ علامات قیامت پر ہمارا ایمان ہے۔﴾

۲. فقہ اکبر: امام ابوحنیفہؒ کی مشہور ترین متداول کتاب ہے۔ ابو مطیع بلخی کی روایت سے منقول ہے۔ امام ابو منصور ماتریدیؒ جو ماتریدیہ کے امام الطائفہ ہیں۔ وہ اس کتاب کے پہلے شارح ہیں۔ اس فقہ اکبر کی عبارت یہ ہے کہ: ''ونزول عيسىٰ عليه السلام من السماء وسائر علامات القيامة على ماوردت به الأخبار الصحيحة حق كائن. شرح فقه اكبر طبع دهلي ص۱۲۶،۱۲۷'' ﴿آسمان سے عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور اس کے علاوہ علامات قیامت جو صحیح احادیث میں مذکور ہیں بالکل حق ہیں۔﴾

ان عبارتوں میں جس طرح تصریح کی گئی ہے۔ اس سے بڑھ کر عقیدہ ہونے کی کیا

www.besturdubooks.wordpress.com

تصریح ہوئی۔ کیا اس قسم کی تصریحات کے بعد کسی منصف کے لئے کوئی شبہ باقی رہتا ہے؟ کیا ان حضرات کے اتفاقی ہونے کے لئے مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ یہ عقیدہ وہ ہیں جو بذریعۂ توارث امت محمدیہ تک پہنچ چکے ہیں۔ اب اجماع کی بھی دو تین شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ بیان سابق کی تصدیق و تائید میں کسی صاحب حق کے لئے کوئی خلجان باقی نہ رہے۔

امام ابو اسحٰق کلاآبادی بخاری جو قرن رابع کے اکابر حافظ محدثین سے ہیں، وہ اپنی اسناد سے روایت کرتے ہیں، اپنی کتاب معانی الاخبار میں فرماتے ہیں کہ "قد اجتمع اهل الأثر وكثير من اهل النظر على أن عيسى عليه السلام ينزل من السماء فيقتل الدجال ويكسر الصليب اهـ" تحية الاسلام ص ۱۳۵ "تمام محدثین اور بہت سے متکلمین کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے۔"

یہ خیال رہے کہ محدثین کا دور متکلمین سے پہلے شروع ہوتا ہے اور اس مسئلہ پر محدثین کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ بعد میں اگر متکلمین کے عہد میں خلاف بھی ہو گیا ہو تو اجماع سابق وسلم نہیں۔ نہ یہ خلاف اتفاق ہونے کے بعد قابل اعتبار ہے۔ جس کی تحقیق کتب اصول فقہ میں موجود ہے۔ نیز بظاہر یہ خلاف جو بعض متکلمین کی طرف منسوب ہے صحیح نہیں۔ جیسا کہ آئندہ سفارینی کی عبارت سے واضح ہے۔

بہر حال یہ تو ہوئی نقل اجماع کے بارے میں قدماء محدثین کی تصریح۔ اب متاخرین ائمہ حدیث میں سے امام شمس الدین محمد بن احمد حنبلی سفارینی نابلسی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"وأما الاجماع فقد اجتمعت الأمة على نزوله ولم يخالف فيه أحد من أهل الشريعة وانما أنكر ذلك الفلاسفة والملاحدة مما لا يعتد بخلافه وقد انعقد اجماع الأمة على أنه ينزل ويحكم بهذه الشريعة المحمدية اهـ" شرح عقیدہ سفارینی ص ۹۰ ج ۲ "رہا نزول عیسیٰ علیہ السلام میں اجماع تو امت محمدیہ کے کل اہل شرع کا ان کے نزول پر اجماع ہے کہ وہ نازل ہوں گے اور شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔ بجز فلاسفہ اور ملاحدہ کے کسی نے خلاف نہیں کیا اور ان کا خلاف قابل اعتبار نہیں۔"

سفارینی مذکور بارہویں صدی کے اکابر محدثین میں ہیں۔ حنبلی المذہب ہیں۔ نابلس کے ایک گاؤں سفارین کے باشندے ہیں۔ نام محمد بن احمد شمس الدین لقب ابو العون کنیت

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتنہ قادیانیت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

☆ ضروری تنبیہ

☆ مرزا ناصر کا دورہ یورپ اور سعودی عرب
ٹیلی ویژن پر اس کی نمائش

☆ برطانوی عہد حکومت اور مسلمان

☆ پاکستان اور مرزائی امت

☆ تعارف مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف!

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نے قادیانی تحریک کی زہرناکیوں سے امت کو باخبر رکھنے کے لئے جو مواقع پر اپنے رشحات قلم سے بینات کو عزت بخشی۔ ہماری سعادت مندی ہے کہ ہم ان کو عنوان وار ترتیب سے اس جلد میں شائع کر رہے ہیں۔ (مرتب)

ضروری تنبیہ

ایمان و کفر، نفاق و الحاد، ارتداد و فسق

جس طرح نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج اسلام کے بنیادی احکام و عبادات ہیں اور دین اسلام میں ان کے مخصوص معنی اور مصداق متعین ہیں۔ قرآن و حدیث کی نصوص اور حضرت رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے تعامل سے ان کی حقیقتیں اور عملی صورتیں واضح اور مسلم ہو چکی ہیں اور چودہ سو سال میں امت محمدیہ اور اس کے علماء و محققین ان کو اسی طرح سمجھتے اور عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ اسی تواتر و توارث عملی نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اب ان عبادات و احکام اسلامی نصوص کی تعبیرات کو ان کے متواتر شرعی معانی سے نکال کر کوئی نئی تعبیر اور نیا مصداق قرار دینا یقیناً دین سے کھلا ہوا انحراف ہے۔ ٹھیک اسی طرح کفر، نفاق، الحاد، ارتداد اور فسق بھی اسلام کے بنیادی احکام ہیں۔ دین اسلام میں ان کے بھی مخصوص و متعین معنی اور مصداق ہیں۔ قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ نے قطعی طور پر ان کی تعیین و تحدید فرما دی ہے۔ ان الفاظ کو بھی ان شرعی معانی و مصادیق سے نکالنا کھلا ہوا دین سے انحراف ہوگا اور ان کی حقیقت و تعریف اور امت نے چودہ سو سال میں ان کے جو معنی اور مفہوم سمجھے اور جانے ہیں ان کو چھوڑ کر ان سے ہٹ کر کوئی تعبیر کرنا الحاد و زندقہ ہوگا۔

ایمان کا تعلق قلب کے یقین سے ہے اور جس قدر بھی چیزیں ہیں جن پر ایمان لانا

www.besturdubooks.wordpress.com

ایمان کے لئے ضروری ہے۔ جو کوئی ان کو نہ مانے قرآن کریم کی اصطلاح اور اسلام کی زبان میں اس کا نام کفر ہے اور وہ شخص کافر ہے۔ جس طرح ترکِ نماز، ترکِ زکوٰۃ اور ترکِ روزہ اور حج کے ترک کا نام فسق ہے۔ بشرطیکہ ان کے فرض ہونے کو مانتا ہو۔ صرف ان پر عمل نہ کرتا ہو۔ اور اگر انہی تعبیرات صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج کو اختیار کرنے کے بعد کوئی شخص ان کو معروف و متواتر شرعی معنی سے نکال کر غیر شرعی معنی میں استعمال کرے۔ یا ان میں ایسی تاویلیں کرے جو چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی بھی عالمِ دین نے نہ کی ہوں تو اس کا نام قرآن کی اصطلاح اور اسلام کی زبان میں "الحاد" ہے۔

قرآن کریم نے ان الفاظ کفر، نفاق، الحاد، ارتداد کو استعمال فرمایا ہے اور جب تک روئے زمین پر قرآن کریم موجود رہے گا یہ الفاظ بھی انہی معانی میں باقی رہیں گے۔

اب یہ علمائے امت کا فریضہ ہے کہ وہ امت کو بتلائیں کہ ان کا استعمال کہاں کہاں صحیح ہے اور کہاں کہاں غلط ہے؟ یعنی یہ بتائیں کہ جس طرح ایک شخص یا فرقہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد مومن ہو جاتا اور مسلمان کہلاتا ہے۔ اسی طرح ان ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے والا شخص یا فرقہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ نیز علمائے امت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ان حدود و تفصیلات کو بھی ایمان کے تقاضوں کو اور ان کفریہ عقائد، اعمال و افعال کو متعین کریں۔ جن کے اختیار کرنے سے ایک مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ تاکہ نہ کسی مومن کو کافر اور اسلام سے خارج کہا جا سکے اور نہ کسی کافر کو مومن و مسلمان کہا جا سکے۔

ورنہ اگر کفر و ایمان کی حدود اس طرح مشخص و متعین نہ ہوں تو دینِ اسلام بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا اور جنت و جہنم افسانے۔

یاد رکھئے! اگر ایمان ایک متعین حقیقت ہے تو کفر بھی ایک متعین حقیقت ہے۔ اگر کفر کے لفظ کو ختم کرنا ہے اور کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا ہے تو پھر ایمان و اسلام کا بھی نام نہ لو۔ اور کسی بھی فرد یا قوم کو نہ مومن کہو نہ مسلمان۔ رات کے بغیر دن کو دن نہیں کہہ سکتے۔ تاریکی کے بغیر روشنی کو روشنی نہیں کہہ سکتے۔ پھر کفر کے بغیر اسلام کو اسلام کیونکر کہہ سکتے ہو؟ اور پھر یہ کہنا اور فرق کرنا بھی سرے سے غلط ہو گا کہ یہ مسلمانوں کی حکومت ہے اور یہ کافروں کی اور یہ تو اسلامی حکومت ہے اور وہ کفریہ حکومت ہے۔ پھر تو حکومت سیکولر اسٹیٹ یعنی لادینی حکومت ہوگی۔ فرقِ کفر و ایمان کو ختم کرنے کے بعد تو اسلامی ریاست کا دعویٰ ہی بے معنی ہوگا۔ یا پھر یہ لفظ دکھانے کے لئے ایک

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک لمحہ کے لئے غافل نہ ہو۔ اسی طرح ایمان، اسلام، اسلامی معاشرہ، مسلمانوں کے دین و ایمان کو ملحدوں، افترا پردازوں اور جاہلوں کے حملوں سے محفوظ رکھنا علمائے حق اور قائدینِ امت کے ذمہ فرض ہے۔ ابھی چند دنوں کا قصہ ہے جب بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا اور حکومتِ پاکستان نے جہاد کا اعلان کیا اور پاکستان کی افواج، قائدین اور عوام نے اس جہاد میں جوش و خروش سے حصہ لیا تو بھارت کے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ پاکستان اسلامی حکومت نہیں ہے اور یہ لڑائی اسلامی جہاد نہیں ہے اور اگر ہے تو پھر ہندوستان بھی اسی طرح دارالاسلام ہے جس طرح پاکستان۔ اسلامی قانون نہ وہاں نافذ ہے نہ یہاں۔ مسلمان وہاں بھی رہتے ہیں اور یہاں بھی۔ بھارت کو یہ کہنے کا موقع کیوں ملا؟ صرف اس لئے کہ نہ پاکستان میں اسلامی قانون نافذ ہے اور نہ اسلامی معاشرہ موجود ہے۔ یہ ہماری وہ کمزوریاں ہیں جن سے دشمن نے ایسے نازک موقع پر فائدہ اٹھایا۔ اگر اس ملک کے اندر نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا منکر مرزا غلام احمد قادیانی کی امت (مرزائی فرقہ) بھی مسلمان ہے اور پورے اسلام کے چودہ سو سالہ اسلامی عبادات و معاملات کے تختہ کو منڈھا لٹنے والا اور جنت و دوزخ سے صریح انکار کرنے والا غلام احمد پرویز اور اس کی جماعت بھی مسلمان ہے اور اگر قرآن کے منصوص احکام و صریح نصوص کے سانچوں میں ڈھلے ہوئے اطاعت رسول کو ایک شاطر اصطلاح اور رواجی قانون بنانے والا، سود کی حرمت سے قرآن کو خاموش بتا کر حلال کرنے والا بھی نہ صرف مسلمان ہے بلکہ اسلامی تحقیقاتی ادارہ کا سربراہ ہے۔ تو پھر یادر ہے کہ محض قرآن کریم کو زر دوزی کے سنہری حروف میں لکھوانے سے قرآن کی حفاظت قیامت تک نہیں ہو سکتی اور یہ دعویٰ انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ یا پھر عوام کو بے وقوف بنانے کا ہتھکنڈہ ہے۔

ابھی کل تک یہی "ملحدین" مسلمانوں کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ قرآن مجید اس لئے نازل نہیں ہوا ہے کہ ریشمی رومالوں میں لپیٹ کر اس کو رکھ دیئے جائیں۔ پیشانی سے لگایا جائے اور سروں پر رکھا جائے۔ یہ تو مسلمانوں کے لئے ایک عملی قانون ہے۔ عمل کرنے کے لئے نازل ہوا ہے۔ پھر آج اس حقیقت سے یہ بے اعتنائی کیوں ہے کہ بانی مملکت کے نام تو حرام نہیں قرار دیا گیا۔ بینکاری سود کو شیر مادر کی طرح حلال قرار دے کر خود حکومت سود لے رہی اور دے رہی ہے۔ ریس کورس، مجلسی تہذیب، قمار بازی کے شراب کی درآمد برآمد اور خرید و فروخت کے لائسنس دیئے جا رہے ہیں۔ نکاح و طلاق اور وراثت کا قانون سب صریح قرآن و سنت کی تصریحات کے خلاف جاری ہے۔ ہر حکمران اور ادارہ کا تو کیا ذکر ہی کیا؟۔

www.besturdubooks.wordpress.com

غرض قرآن وسنت کو بالائے طاق رکھ کر قانون سازی کا سلسلہ جاری ہے اور زردوزی کے سنہری حرفوں میں لکھوا کر قرآن عظیم کی حفاظت کا اہتمام بھی کیا جا رہا ہے۔ نہایت عبرت آموز حقائق ہیں۔ آخر مسلمانوں کو کیا ہو گیا کہ اتنے واضح حقائق کی فہم کی توفیق بھی سلب ہو گئی؟۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون!

(جمادی الاولیٰ ۱۳۹۶ھ ۔ مئی ۱۹۷۶ء)

مرزا ناصر احمد کا دورہ یورپ اور سعودی عرب میں ٹیلی ویژن پر اس کی نمائش

پچھلے دنوں مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کا پوتا مرزا ناصر احمد سر ظفر اللہ کی معیت میں یورپ کے دورے پر گیا۔ خبر آئی ہے کہ اس کے دورے کے مناظر سعودی عرب میں ٹیلی ویژن پر دکھائے گئے ہیں۔ ہمیں مرزا ناصر کے دورۂ یورپ سے تعجب نہیں۔ کیونکہ جس حکومت نے اس ناپاک پودے کی کاشت سرزمین پنجاب میں کی تھی۔ اسے اس کی ہر قسم کی نگہداشت بھی بہر حال کرنی ہوگی۔ اب اگر اس دورے کے ذریعہ وہاں کے کسی مسلمان کو گمراہ اور مرتد کیا جا سکتا ہے تو انگریز کا اس سے دلچسپی لینا بھی ایک منطقی بات ہے۔ آخر کون کاشتکار اپنے خود کاشتہ پودے سے بیگانہ ہونے کا متحمل نہیں ہوتا۔

لیکن جو بات ہمارے لئے ناقابل فہم ہے۔ وہ یہ ہے کہ سعودی عرب میں مرزا ناصر کے مناظر دکھانے کی کیا تک ہوئی؟ گذشتہ حج پر ظفر اللہ قادیانی اپنے جتھے سمیت شاہ فیصل کا مہمان بن بیٹھا تھا اور اب یہ قصہ پیش آیا۔ سرزمین مقدس اور مرزا غلام احمد قادیانی جیسے دجال مسیلمہ پنجاب اور بدکردار آدمی کی تحسین کی پذیرائی؟!

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

دنیا بھر کے ستر کروڑ مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کی بات ہے کہ ان کا قبلہ اول یہودیوں کے قبضے میں ہے اور اللہ کا پیارا گھر قادیانی مرتدین کی یلغار کی زد میں ہے۔ رب کعبہ تو بے نیاز ہے۔ ہمیں یہ روز بد بھی دیکھنا تھا کہ کعبہ کے پاسبانوں کے سامنے کعبے کی حرمت یوں لٹے گی؟ کون کہہ سکتا تھا کہ بیت المقدس پر صہیونی درندے اور حرم مقدس پر ظفر اللہ قادیانی مرتد یوں دندناتے پھریں گے اور پھر بھی عرب کے سادہ لوح ٹیلی ویژن پر مرزا ناصر کے دورے کی فلمیں دیکھیں گے؟ کاش عالم اسلام کے ستر کروڑ مسلمانوں کی غیرت ذرا جاگ جاتی یہ خواص جاگ جاتے تو کم

www.besturdubooks.wordpress.com

قیامت کے دن رب کعبہ کے سامنے روسیاہ نہ ہوتے۔ کاش! کوئی ہمارا پیغام عرب بھائیوں کو پہنچا دے کہ وہ قادیانیوں کی پذیرائی کر کے عالم اسلام کے زخمی دلوں پر نمک پاشی نہ کریں۔

مسلمان فروعی اختلافات ختم کر کے تبلیغ میں مشغول ہوں

مرزا ناصر نے دورہ یورپ سے واپسی پر کراچی کی ایک پریس کانفرنس میں یہ وعظ فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اپنے فروعی اختلافات کو بھول کر سات سال کے لئے تبلیغ اسلام میں مشغول ہو جائیں:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

مرزا ناصر یہ وعظ فرماتے وقت شاید بھول گئے کہ ان کا دادا مرزا غلام احمد قادیانی تمام مسلمانوں کو ذریۃ البغایا۔ کنجریوں کی اولاد۔ (خزائن ج ۵ ص ۵۴۷،۵۴۸) حرام زادے۔ (انوار اسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱) اور جنگل کے سور۔ (نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳) سے نوازتا تھا۔ ان کا چچا مرزا محمود "ہر شخص بڑے سے بڑا مرتبہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔" (اخبار الفضل قادیان نمبر ۵ ج ۱۰ ص ۵، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء) کے تحفے تقسیم کیا کرتا تھا۔ مرزائی امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی کے لقب سے ملقب کر رہی تھی۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۱، ۲۴) اور قائداعظم سمیت تمام مسلمانوں کو کافر تصور کرتے ہوئے ان کا جنازہ جائز نہیں سمجھتی تھی۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۱۲) وغیرہ ذلک! کیا یہ سب فروعی اختلاف تھے؟۔

مرزائی جو باتفاق امت مرتد کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کو فروعی اختلاف کے وعظ کی جرأت کیوں ہوئی؟۔ اس لئے کہ حکومت پاکستان میں ان مرتدوں کو مسلمانوں کی فہرست مردم شماری میں شامل رکھا گیا۔ (اگرچہ مرزائی امت ہمارے ان حکمرانوں کو آج تک کافر ہی سمجھتی رہی جس طرح ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم کو سمجھا) ان کے ساتھ ہر طرح کی مدارات بلکہ مداہنت برتی گئی۔ سول اور فوج کے اونچے اونچے مناصب پر ان کو مسلمانوں کے بجائے مسلط کیا گیا۔ انہیں ایک الگ تبلیغی فرقہ قرار دینے سے ہمیشہ کی کترائی گئی اور انہیں مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کھلی چھٹی دی گئی۔ پھر آج مرزا ناصر یہ وعظ نہ کرتے تو کیا کرتے:

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

تاہم مرزا ناصر کا وعظ اچھی چیز ہے۔ ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے تمام فروعی اختلافات ساٹھ سال کے لئے نہیں، بلکہ ہمیشہ کے لئے بھول کر تبلیغ اسلام اور رد مرزائیت میں مشغول ہو جائیں۔ کیا مرزا ناصر کے اس اعلان کے بعد بھی مسلمانوں کو عقل نہیں آئے گی؟ کیا اب بھی ہماری حکومت ان مرتدین کے عزائم اور سرگرمیوں کا نوٹس نہیں لے گی؟۔
اللہ تعالیٰ اسلام اور مسلمانوں پر رحم فرمائے۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ صفوۃ البریۃ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین! (شعبان ۱۳۹۷ھ)

برطانوی عہد حکومت اور مسلمان

امت اسلامیہ کا یہ آخری دور بہت ہی پرفتن ہے۔ قدم قدم پر فتنے ہی فتنے ہیں۔ برطانوی عہد حکومت میں سب سے زیادہ انتقام مسلمانوں سے لیا گیا۔ ہر ملک میں نہایت خطرناک فتنے کھڑے کئے گئے۔ متحدہ ہندوستان میں انگریزوں کے قدم جمے تو چونکہ یہ سرزمین اہل علم میں پختگی اور دینی بصیرت کے لئے ممتاز تھی۔ اس لئے یہاں کے مسلمانوں کو سب سے زیادہ انتقام کا نشانہ بنایا گیا اور دین اسلام سے مسلمانوں کا رشتہ منقطع کرنے کے لئے سب سے زیادہ فتنوں کی تخم ریزی کی گئی۔ مثلاً:

الف۔۔۔ علماء و صلحاء کو چن چن کر ٹھکانے لگانے کی کوشش کی گئی۔ مسلمانوں کے مذہبی اوقاف ضبط کر لئے گئے۔ ان کے معابد و مدارس اجاڑ دیئے گئے۔ دینی راہنماؤں کو عوام کی نظر میں ذلیل کرنے کے لئے طرح طرح کے القاب وضع کئے گئے۔ ملک میں مسیحی مشنریوں کا جال پھیلایا گیا اور لوگوں کو عیسائی بنانے کے لئے ترغیب و ترہیب کے تمام ذرائع اختیار کئے گئے۔

ب۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مغرب کا ملحدانہ نصاب تعلیم اور طریقہ تعلیم رائج کیا گیا اور اس کے ذریعہ اسلامی عقائد پر کاری ضرب لگانے کی کوشش کی گئی۔ نئی نسل کے دل و دماغ کو خالص لامذہبیت میں ڈھالنے کے سانچے تیار کئے گئے اور دین سے نفرت و بیزاری اور اسلام کی ہر بات میں تشکیک و تذبذب ہی تعلیم کا سب سے اونچا معیار سمجھا گیا۔

ج۔ پورے اسلامی معاشرہ پر مغربی تہذیب کی یلغار ہوئی اور وہ تمام گندگی جو تہذیب مغرب کا خاصہ ہے۔ غلامان ہند کا فیشن قرار پائی۔ گویا تعلیم جدید نے ذہن و قلب کو بدلا تھا اور مغرب کے تہذیبی تحفہ نے یہاں کے مسلمانوں کی صورت و سیرت، وضع قطع، اخلاق

www.besturdubooks.wordpress.com

ومعاشرت، تہذیب وثقافت کے تمام زاویے ہی بدل ڈالے اور تہذیب جدید کے متوالوں کے لئے یہود ونصاریٰ کی نقالی عزت وافتخار کا نشان بن گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

الغرض اس طرح کے بے شمار فتنے کھڑے کئے گئے جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر چاہیے۔ مگر ان تمام فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ اور امت اسلامیہ کے خلاف سب سے بڑی سازش جو برطانوی حکومت نے کی وہ فتنہ قادیانیت اور مرزائیت ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے ذریعہ ظہور میں آیا۔

حکومت برطانیہ اور فتنہ قادیانیت ومرزائیت

انگریزوں نے واضح طور پر محسوس کیا کہ ہزار کوششوں کے باوجود وہ اس بات میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ امت اسلامیہ کا رشتہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن نبوت سے بالکل ہی کاٹ ڈالیں۔ انہیں اس بات کا بھی خوب تجربہ ہو گیا کہ مسلمان خواہ ایمانی واخلاقی انحطاط کے آخری نقطہ تک پہنچ چکے ہوں۔ لیکن جب محمد رسول اللہ ﷺ کی عزت وحرمت کا سوال سامنے آتا ہے تو امت اسلامیہ کے دل میں ایمان کی بجھی چھپی چنگاری بھی ایک خوفناک آتش فشاں کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور وہ کسی نہ کسی غازی علم الدین شہید کو سامنے لا کھڑا کرتی ہے۔ اس لئے انہیں ایک ایسے دین اور مذہب کی ضرورت تھی جو دین کے نام پر بے دینی کا مرقع ہو۔ جس کے ظاہر میں دین کا مقدس نام ہو اور باطن میں سر بسر کفر پوشیدہ ہو۔ انہیں ایک ایسی تحریک درکار تھی جو محمد رسول اللہ ﷺ کے آستانہ سے ہٹا کر مسلمانوں کو ایک ایسی نئی نبوت سے وابستہ کر دے جس کی تمام وفاداریاں انگریزی طاغوت کے لئے وقف ہوں۔ جنہیں سرزمین ہند میں ایک ایسا نیا دار خود کاشتہ پودا نصب کرنے کی ضرورت تھی جس کے کانٹوں میں الجھ کر امت اسلامیہ کا دامن تار تار ہو جائے اور جس کے سائے میں انگریزی طاغوت کو استحکام نصیب ہو۔ انہیں مسیح موعود اور مہدی مسعود کا دعویٰ اسلامی تاریخ کا کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے بہت سے جاہل آزما دکان مجددیت چمکا کر دجل وفریب کا زور پار کر چکے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مسلمانوں میں ہر صدی میں ایک مجدد پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ عوام کا لانعام میں جاہلانہ اعتقاد جو کسی شیطان نے پھیلا دیا تھا کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے۔ اس کے بعد کوئی صدی نہیں۔ قیامت سے پہلے جن چیزوں کے وقوع کی خبر احادیث میں دی گئی ہے۔ مثلاً ظہور مہدی ...

www.besturdubooks.wordpress.com

۴-۱

امت مسلمہ میں تفریق و انتشار کے بیج بونا اور مسلمانوں کو انگریزوں کی وفاداری کی تلقین کرنا۔ ان کی دعوت یہ تھی کہ برطانوی حکومت ظل اللہ فی الارض ہے۔ اس کی حمایت و حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے اور اس کے خلاف جہاد حرام ہے۔ گویا اس دور میں قادیانی نبوت پر ایمان لانے کے معنی انگریزوں کی وفاداری پر ایمان لانے کے تھے۔ خود مرزا قادیانی کے لفظوں میں باعتبار مذہبی اصول کے گورنمنٹ کا ازلی وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے۔ جس کے اصول میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۷)

اور یہ کہ "میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

ایک طرف انگریز کو مسلمانوں میں انتشار پھیلانے، انہیں دین سے برگشتہ کرنے اور انگریز کا وفادار بنانے کے لئے اس خانہ ساز نبوت کی ضرورت تھی۔ تو دوسری طرف مرزا قادیانی اور اس کی امت کو بھی اس امر کا بجا طور پر احساس تھا کہ جعلی نبوت کا یہ سکہ انگریز کی اندھیر نگری ہی میں چل سکتا ہے اور اسی کے سایہ عاطفت میں جھوٹی نبوت کا یہ شجر خبیثہ پرورش پا سکتا ہے۔ کوئی گھٹیا سے گھٹیا اسلامی حکومت بھی اس کفر و ارتداد کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ قادیانیت اور انگریز بہادر کے مفادات باہم متحد ہیں۔ قادیانیت کی ترقی انگریزی حکومت کے استحکام کی ضامن ہے، اور انگریزی اقتدار کی توسیع قادیانیت کے پھلنے پھولنے کی کفیل ہے۔ ۱؎

۱؎ خلیفہ قادیان کا ایک ملفوظ جو ان کے اخبار الفضل میں ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء کو شائع ہوا۔ ان کے اس مشن کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ اس کا ایک جملہ درج ذیل ہے:

"سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے۔ ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔"

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۹ ص ۔ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء)

www.besturdubooks.wordpress.com

تاجِ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا

مرزا قادیانی اور ان کی امت نے جس طرح خود کو تاجِ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱) بتایا۔ ملکہ برطانیہ اور دیگر اعلیٰ و ادنیٰ حکام کے حضور میں جس طرح نیاز مندانہ خطوط لکھے۔ ان کے مراحم خسروانہ کے حصول کی خاطر تملق اور خوشامد کا جو بھونڈا اور گھٹیا انداز اختیار کیا اور گورنمنٹ برطانیہ کے حق میں مسلمانوں کی رائے کو ہموار کرنے کے لئے حرمت جہاد کی پچاس پچاس الماریوں کے جو حوالے دیئے۔ وہ آج بھی ان کی مطبوعہ کتابوں میں محفوظ ہیں۔ یہاں ان کے نقل کرنے کی گنجائش ہے نہ ضرورت ہے۔

قادیانی انگریزوں کے ایجنٹ

الغرض قادیانی جہاں جاتے اور جس ملک میں ہوتے وہ انگریز کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرتے۔ کیونکہ دونوں کے مفادات متحد تھے اور ان مفادات کا تحفظ جبھی ممکن تھا جبکہ ان کا الگ قومی تشخص ہو۔ اس لئے وہ انگریز کی دور میں بھی مسلمانوں سے الگ اپنے قومی تشخص پر زور دیتے تھے۔ چنانچہ تقسیم ملک کے وقت باؤنڈری کمیشن کے سامنے انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ چونکہ وہ مسلمانوں سے الگ ایک قوم ہیں۔ اس لئے انہیں ایک الگ خطہ دیا جائے۔ لیکن ان کے اس موقف کا فائدہ ہندوستان کو ملا۔ کیونکہ ملک کی تقسیم مسلم اور غیرمسلم کی بنیاد پر ہو رہی تھی اور جب مرزائیوں نے خود اپنے کو غیرمسلم ظاہر کر دیا تو جس خطے کا وہ مطالبہ کر رہے تھے۔ وہ ہندوستان کا حق قرار پایا اور یوں مسلمانوں کے جو علاقے پاکستان کے حصہ میں آ رہے تھے۔ ہندوستان کا استحقاق ان پر ثابت ہو گیا۔

قیام پاکستان کے بعد وہ اپنے روحانی مرکز کو چھوڑ کر پاکستان چلے آئے اور یہاں آ کر انہوں نے طے کیا کہ:

الف ..... پاکستان میں ایک عارضی مرکز[1] قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایک مستقل علاقہ پنجاب میں کوڑیوں کے مول لیا گیا اور وہاں "ربوہ" کے نام سے خالص مرزائی شہر آباد کیا گیا۔

۱؎ عارضی اس لئے کہ ان کے نزدیک ملک کی تقسیم عارضی تھی اور قادیانی نقطۂ نظر یہ تھا کہ بہت جلد دونوں حصوں کو پھر ایک کر دیا جائے۔ (الفضل قادیان ج۳۵ نمبر۱۰۳ ص۵، مورخہ ۵؍اپریل ۱۹۴۷ء)
شاید مشرقی پاکستان کا سقوط ان کے خیال میں خدا کی منشاء کی تکمیل تھا۔ مرتب

www.besturdubooks.wordpress.com

جہاں سے ربوہ سے لائن جاری کی گئی۔ دفاتر قائم کئے گئے۔ کالج اور سکول کھولے گئے۔ اخبارات جاری ہوئے" فرقان" کے نام سے ایک اسپیشل فوج تیار کی گئی۔ اب ربوہ پاکستان میں ایک مستقل ریاست کی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں عملاً حکومت خلیفہ قادیان کی ہے۔ پاکستان کے ہر خطہ میں مرزائی آباد ہو سکتے ہیں۔ لیکن کیا مجال کہ اس قادیانی ریاست میں کوئی مسلمان بس سکے؟ حکومت پاکستان نے تمام اسلامی و غیر اسلامی اوقاف پر قبضہ کیا۔ لیکن ان کے کروڑوں کے اوقاف کو نہیں چھیڑا۔

ب خلیفہ ربوہ کی ہدایت کے مطابق سول سروس، فوج اور بیرونی سفارت خانوں میں زیادہ سے زیادہ مرزائیوں کو کھپانے اور کلیدی آسامیوں پر انہیں مسلط کرنے کی اسکیم تیار کی گئی۔ بدقسمتی سے پاکستان کا سب سے پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی ہوا۔ اس نے اپنے اثر و رسوخ سے اندرون و بیرون ملک قادیانیت کی جڑیں خوب مضبوط کیں۔ یہاں تک کہ پاکستان کے ہر دور میں اس فتنہ کی آبیاری ہوتی رہی۔ آج اعداد و شمار ہی بتا سکتے ہیں کہ قادیانیوں کی کل تعداد کتنی ہے اور وہ تمام محکموں میں کتنے بڑے عہدوں پر قابض ہیں۔

ج مذہبی طور پر اگرچہ مرزائیوں نے اپنا الگ تشخص برقرار رکھنا ضروری سمجھا۔ مگر مسلمانوں کو کافر کہنے کی پالیسی میں لچک پیدا کر لی اور ۱۹۵۳ء میں منیر عدالت میں مرزا محمود قادیانی نے اعلان کر دیا کہ ہم غیر احمدی مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۱۲) مگر یہ سب دجل اور منافقت تھا۔ دراصل ہوا کا مخالف رخ دیکھ کر مرزائیوں نے محسوس کر لیا تھا کہ اب مسلمانوں کو کافر کہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا اور مسلمانوں میں شامل رہ کر جن کلیدی آسامیوں پر وہ قابض ہیں اس استحصال کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ یہ مرزائیوں کا ایسا دجل تھا جس نے گذشتہ دور کے سادہ لوح حکمرانوں کو تاریکی میں رکھا۔

د اندرون ملک مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوششیں تیز کر دی گئیں اور اپنی سیاسی طاقت پیدا کرنے کے لئے کم از کم بلوچستان کے صوبہ کو احمدی صوبہ بنانے کی خوفناک تحریک کی گئی۔ (الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء خلیفہ ربوہ کا خطبہ، رپورٹ تحقیقاتی عدالت ص ۲۱۳)

ہ انگریزوں کی ایجنٹی کا کام نہایت ہی منظم اور خفیہ طریقے سے جاری رکھا اور مغربی ممالک کے علاوہ اسلامی اور عربی ممالک میں سازشیں پھیلانے کے لئے وہاں مشن کھولے۔ چنانچہ اسرائیل کے ساتھ پاکستان سمیت اسلامی ممالک کے تعلقات نہیں ہیں۔ مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

قادیانیوں کے ان سے باقاعدہ روابط ہیں اور انگریزوں کو ان پر یہاں تک اعتماد ہے کہ ایک حکمران نے اس امر کا اظہار کیا کہ اگر فلاں قادیانی کو ہٹا دیا جائے تو ہماری بیرونی امداد بند ہو جائے گی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کو قیام پاکستان سے لے کر اب تک کلیدی عہدوں پر تفوق حاصل رہا ہے۔ ایوب خان نے تمام سابق سیاست دانوں کو ملک کا غدار کہا۔ مگر بقول ان کے غداروں کے دور میں جو قادیانی جن بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ ایوب خان نے انہیں ان سے الگ نہیں کیا۔ بلکہ انہیں مزید ترقی دی اور مزید قادیانی بھرتی کئے۔ موجودہ دور میں ایوب خان کو جلی کٹی سنائی جاتی ہیں۔ لیکن قادیانی ایوبی دور سے بھی اب بلند عہدوں پر فائز ہیں۔

الغرض ہر دور میں اس فتنہ کی آبیاری ہوتی رہی۔ انہیں تبلیغ اسلام کے نام پر غیر ملکوں میں مشن کھولنے کے لئے زرمبادلہ کی خطیر رقمیں مہیا کی گئیں۔ لیبیا انڈونیشیا وغیرہ اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے نام سے قادیانی ڈاکٹر انجینئر اور دیگر ماہرین بھیجے گئے اور اب تو پانی سر سے گزر گیا ہے اور تمام سابقہ ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں اور جب عربی اسلامی حکومتوں اور وہاں کے علماء ومشائخ کو اس مکروہ صورت حال کا علم ہوا تو وہ چیخ اٹھے۔ انہیں اس مہیب خطرے کا احساس ہوا تو انہوں نے علمائے ہند و پاک کی موافقت کی اور اس فرقہ کا فر ہونے کی تکفیر کی۔ اس کے عقائد ونظریات اور عزائم ومقاصد پر رسالے لکھے اور مضامین ومقالات شائع کئے اور پہلی مرتبہ بین الاقوامی سطح پر ان حقائق سے پردہ اٹھا اور عالمی اسلامی تنظیموں نے تمام اسلامی ممالک سے اپیل کی کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ کیونکہ وہ عالم اسلام میں اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ یہ سب کچھ اخبارات ورسائل میں چھپ چکا ہے۔ تو اب مرزائیوں کے حوصلے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ان کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر نے الفضل میں پاکستان کی موجودہ حکومت کو بھی دھمکی دے ڈالی۔ یہ ملک کی بدنصیبی ہے کہ پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر ۱۳،۱۲ مرزائی پہلی مرتبہ مرکزی اسمبلی کے لئے مسلمانوں کے ووٹوں سے منتخب ہوئے۔ انا للہ!

انسان ان دردناک حقائق کو کہاں تک شمار کرائے۔ بہرحال عالم اسلام میں بیداری کی کچھ لہر پیدا ہوئی تو امت مرزائیہ کو بھی اپنی فکر ہوئی اور مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے دعویٰ نبوت میں تاویلات کرنے لگے۔ مرزائیوں کے طرز عمل سے کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب وہ ظاہری سطح پر چل رہے ہیں اور مرزا قادیانی آنجہانی کو مجدد ماننے کی طرف آ رہے ہیں۔ جس طرح لاہوری پارٹی ان کو مجدد مانتی ہے۔ پہلے بھی اسلامی ممالک میں جہاں ان کو اپنا مشن آیا تو

www.besturdubooks.wordpress.com

اپنے سابق مسلک کے عقائد کو غلط کہنا اور باپ دادا کے مذہب کو خیرباد کہنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ آدمی اس میں بڑی خفت محسوس کرتا ہے۔ مگر حق بات کا ماننا اگرچہ مشکل اور بے حد مشکل ہے لیکن اس سے آدمی کی عزت و وقار کو ٹھیس نہیں لگتی۔ بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم مرزائیوں کو اطمینان دلاتے ہیں کہ مرزا قادیانی آنجہانی کی سیاہ نبوت سے چپکے رہنے کے بجائے محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن نبوت سے وابستہ ہو جائیں۔ تو ان سے کسی سابقہ قول و فعل پر کوئی مسلمان انہیں عار نہیں دلائے گا۔ بلکہ ہر مسلمان انہیں سر آنکھوں پر بٹھانے کے لئے تیار ہوں گے۔ نیز اگر وہ دین مرزائیت سے تائب ہونا چاہتے ہیں تو انہیں مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی تمام کتابوں سے دستکش ہو جانا چاہئے اور غلام احمد قادیانی کی احمدیت ترک کر دینی چاہئے اور اندرون و بیرون ملک مرزائیت کے تمام اڈوں کو ختم کر دینا چاہئے۔

مرزائی امت تقریباً سو سال سے تاویل در تاویل کے گرداب میں پھنسی ہوئی ہے۔ عبداللہ آتھم عیسائی کی موت اور محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کی پیشگوئی ہو یا مرزا قادیانی آنجہانی کے عجیب و غریب دعوے ہوں۔ مرزائیت کی تو کوئی کل بھی سیدھی نہیں۔ مرزائی امت کے مناد یہ سو سال سے دین کے تیشوں سے ان کی تراش خراش میں مصروف ہیں۔ مگر جسے خدا نے کج بنا پیدا کیا ہو اسے کون سیدھا کر سکتا ہے۔ "ولن یصلح العطار ما افسده الدهر" نتیجۃً مرزائی دو سو سال تک مرزا قادیانی آنجہانی کے ہذیانات کی الٹی سیدھی تاویلیں کرتے کرتے تھک چکے ہوں گے۔ خود ان کا ضمیر بھی انہیں ملامت کرتا ہوگا کہ وہ صریح غلط بیانیوں کو خواہ مخواہ تاویل کے رندوں سے تراش تراش کر صحیح ثابت کرنے کی عبث کوشش کیوں کر رہے ہیں؟۔ کاش! وہ جس جال میں پھنسے ہوئے ہیں ایک جھٹکا دے کر اسے توڑ ڈالتے اور جس ذہنی اور فکری کج کیفیت ان پر سو سال سے طاری ہے اس سے ان کی گلو خلاصی ہو جاتی۔

۴ بہرحال اگر مرزائی صاحبان دین مرزائیت سے تائب ہونا چاہیں تو اسلام کی آغوش ان کے لئے اب بھی کشادہ ہے اور مسلمان انہیں گلے لگانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر انہیں اپنے عقائد پر اصرار ہے اور وہ مرزا قادیانی آنجہانی کو بدستور مسیح موعود اور مہدی معہود یا مصلح اور مجدد مانتے ہیں اور صرف ہوا کا رخ دیکھ کر از راہ تقیہ اپنے نظریات کو تاویلات کے غلاف میں پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں تو انہیں یہ غلط فہمی ذہن سے نکال دینی چاہئے کہ وہ دجل و تلبیس کے راستے سے مسلمانوں کی صفوں میں ایک بار پھر گھس آئیں گے۔ من جرب المجرب حلت به الندامة!

www.besturdubooks.wordpress.com

ذرا بھی تعاقب کیا جائے تو فوراً امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، فرقہ واریت کا جن بوتل سے باہر نکل آتا ہے اور قانون اپنے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بڑی تیزی سے حرکت میں آ جاتا ہے، مسجدیں بند اور جلسے جلوس اور اجتماع پر پابندی۔

اور دوسری طرف مرزائی ہیں کہ کھلے بندوں گلی گلی اور گھر گھر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا پرچار کر رہے ہیں اور یہاں تک جرأت کہ مسلمانوں کی مسجدوں اور دینی اداروں میں جا کر بڑے مضبوط انداز سے مرزائے آنجہانی کی رسالت و نبوت کی تشریح کرتے ہیں۔ ہم صاف صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ یہ صورت حال مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ مرزا قادیانی آنجہانی کے خرافات و ہذیانات کے تیروں سے مسلمانوں کے سینے چھلنی ہو چکے ہیں۔ وہ اس ملک پاک میں محمد رسول اللہ ﷺ کے غداروں کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے تاج ختم نبوت پر ہاتھ ڈالنے اور اشتعال دلانے سے روکا جائے اور ان کی تحریک ارتداد پر پابندی عائد کی جائے اور اگر اصرار ہو کہ مرزائی بھی امت اسلامیہ کا ایک عنصر ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ جسم کو واقعتاً امت کا ایک ایسا گلا سڑا عنصر ہے جسے جسم امت سے الگ کرنا ہی اس کا صحیح علاج ہے، ورنہ اس ناسور کا زہر ملت اسلامیہ کے پورے جسم میں سرایت کر جائے گا اور اس کا نتیجہ موت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ اس مسئلہ کا حل کل بھی یہی تھا اور آج بھی یہی ہے۔ ایک معمولی اقلیت کی خوشنودی کے لئے ایک بڑی اکثریت کو ناراض کرنا آخر کون سی سیاست ہے؟۔ حق تعالیٰ صحیح فہم نصیب فرمائے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین!

(رجب شعبان ۱۳۹۳ھ ستمبر اکتوبر ۱۹۷۳ء)

پاکستان اور مرزائی امت

ماضی قریب میں اسلامی آئین بنایا گیا اور عالم اسلام میں اس کا چرچا کیا گیا۔ لیکن خدارا بتائیں کہ کاغذی کارروائی سے کیا اب تک ایک قدم بھی آگے بڑھ سکا؟۔ مرزائی امت جو اسلام کے نام سے اسلام کی بدترین دشمن ہے جو برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہے۔ یہ وہ غدار اسلام تحریک ہے جس کے ذریعہ تمام عالم اسلام کی فضا کو مسموم کیا جا رہا ہے۔ جو تحریک صیہونیت کی ترقی

www.besturdubooks.wordpress.com

باقی شکل ہے۔ جس نے پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر رکھا ہے۔ جو ریاست اندر ریاست ہے۔ جو اسلام میں نقب زنی کرتی ہے۔ جو مسلمانوں کی دنیا و آخرت برباد کرتی ہے۔ جو براہ راست سید الانبیاء حضرت خاتم النبیین ﷺ کی حریف ہے۔ جس کی بنیاد ہی اسلام سے غداری، بے وفائی اور مسلمانوں سے عداوت و دشمنی پر رکھی گئی ہے۔ جس کا مشن ہی اول سے آخر تک مسلمانوں کی جاسوسی رہا ہے۔ اگر یہاں کے حکمرانوں کو خدا کا، رسول کا، اسلام کا اور خود اپنے عہد و پیمان و قول اور وعدوں کا کچھ بھی پاس و لحاظ ہوتا تو کیا پاکستان میں جہاں ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کے نام پر حاصل کئے گئے پاکستان میں اس انگریزی تحریک اور اس مرزائی امت کا سکہ چل سکتا تھا؟ یہ حقیقت ہے۔ لیکن حکمرانوں کے نفاق کی وجہ سے ملک میں اب کفر و ناصر کا اسلام کے نام پر جعلی سکہ ربع صدی تک چلتا رہا۔ مسلمان قوم بے بسی کے عالم میں چیختی چلاتی رہی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ سیاست پر مرزائیوں کا تسلط رہا۔ اقتصادیات پر ان کا قبضہ رہا۔ دفاع کی پالیسی ان کے سپرد رہی۔ تعلقات خارجہ ان کے زیر اثر، اندرونی نظم و نسق پر حاوی رہے۔ اونچی اونچی ملازمتیں ان کے حصہ میں آئیں۔ قوم نے بار بار احتجاج کئے۔ التجائیں کیں۔ تحریکیں چلائیں۔ مطالبات کئے۔ مگر سب کچھ صدا بصحرا ثابت ہوا۔ آخر لاہور کے تاریخی اجتماع میں قوم کو اعلان کرنا پڑا کہ اگر وزیر اعظم قادیانی مسئلہ میں عوام کی رائے کو درخور اعتنا نہیں سمجھیں گے تو وہ پاکستان کے نہیں ربوہ کے وزیر اعظم ہوں گے۔ خدا خدا کر کے ۷ ستمبر (۱۹۷۴ء) کو پہلی بار کم از کم کاغذی سطح پر قوم کا یہ مطالبہ تسلیم کر لیا گیا کہ امت مرزائیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔ قادیانی اوقاف حکومت کی تحویل میں لے لئے جائیں۔ کلیدی مناصب سے ان کو نکالا جائے۔ تمام بری، بحری اور ہوائی فوج سے ان کو ہٹایا جائے۔ ان کے تشخص اور امتیاز کے لئے شناختی کارڈ جلد سے جلد جاری کئے جائیں اور غیر مسلم مردم شماری میں ان کا اندراج کیا جائے۔ ان کی عبادت گاہوں کے نام تبدیل کرائے جائیں۔ مرزائیوں کی عبادت گاہوں کو مسجد نہ کہا جائے۔ انہیں اسلامی اصطلاحات کے غلط استعمال سے روکا جائے۔ نبی، نبوت، صلوٰۃ، درود، صحابی، اہل بیت، مہدی، ام المومنین، خلیفہ، امیر المومنین وغیرہ وغیرہ۔ اسلام کے مقدس الفاظ ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے گرد و پیش کے لوگوں کے لئے ان کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں اس اعتراف میں ذرا بھی تامل نہیں کہ حکومت نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مسلمانوں کے مطالبات آئینی طور پر تسلیم کر لئے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

حکومتوں کی طرح مسلمانوں کے مطالبات ٹھکرا کر حکومت نے عاقبت نااندیشی کا ثبوت نہیں دیا مگر افسوس صد افسوس کہ آئینی فیصلہ کے بعد حکومت یہ سوچ کر بے فکر ہو گئی کہ مسلمانوں کو مطمئن کر دیا گیا اور ان کے مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ لیکن خدارا بتائیے کہ حکومت نے اس کاغذی فیصلہ کی تکمیل کے لئے کیا قدم اٹھایا اور ان مطالبات اور وعدوں کو کس طرح پورا کیا گیا؟ گذشتہ اشاعت میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ مرزائی آئین کے واضح فیصلہ کو صاف صاف ٹھکرا رہے ہیں۔ مگر حکومت نے ان کے اس باغیانہ اعلان کے خلاف کیا کارروائی کی۔ اس سے بڑھ کر قول و عمل کے تضاد کی کیا مثال ہوگی۔

مرزائی بدستور مسلمانوں کا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ اسلام کی مقدس اصطلاحات کو ناپاک کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے نام سے حج پر جاتے ہیں۔ اسلامی ممالک میں ملازمتیں کر رہے ہیں۔ اندرون ملک بڑی بڑی آسامیوں پر قابض ہو کر مسلمانوں سے مذہبی تعصب کا انتقام لے رہے ہیں۔ پاکستان کو زک پہنچانے کے لئے ہر ممکن تدبیر کو بروئے کار لا رہے ہیں۔ قوم کے مختلف طبقات میں طبقاتی خلفشار برپا کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے انسداد کے لئے ابھی تک کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ مرزائیوں کو اور ان کے آقایان مغرب کو مسلمانوں کی نفسیاتی کمزوری کا احساس ہونے لگا کہ موجودہ دور کے مسلمان صرف کہنا جانتے ہیں۔ کرنا نہیں جانتے۔ وہ قول کے ہیرو ہیں۔ مگر عمل کے پھسڈی ہیں۔ چنانچہ اب وہ بڑی شد و مد کے ساتھ اور بڑے امن وسکون سے اپنی قوتوں کو مجتمع کرنے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے نئے تانے بانے بننے میں مصروف ہیں اور ریاست ربوہ کا خلیفہ چند سالوں تک مرزائیت کے غلبہ و اقتدار کی پیش خبریاں سنا رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

بحمد للہ! ہم باطل کے حربوں سے مرعوب نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ملت اسلامیہ کے بدخواہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے غدار جو کنواں کھود رہے ہیں۔ وہ سب سے پہلے خود انہی کا مدفن ثابت ہوگا۔ لیکن ہمیں اپنے حکمرانوں سے شکایت ہے کہ وہ آئین کے واضح فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے سے کیوں کتراتے ہیں؟ کیا ان کی آنکھیں اس وقت کھلیں گی جب ایک نیا طوفان برپا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ امت اسلامیہ کی حفاظت فرمائے اور انہیں طاغوتی طاقتوں کی شر و فساد سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ صفوۃ البریۃ محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین!

([illegible] ۹۵ [illegible])

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف!

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان!

کتاب ''خاتم النبیین'' میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا تعارف شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرمایا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

''مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان مسلمانوں کی ایک خالص غیر سیاسی مذہبی دینی اور تبلیغی تنظیم ہے۔ جس کا مقصد وحید اسلامیان عالم کا اتفاق و اتحاد اور عقیدہ رسالت و ختم نبوت کی پاسبانی اور منکرین ختم نبوت کا رد و تعاقب رہا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد خطیب العصر امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تمام سیاسی جھمیلوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنے رفقاء سمیت دعوت اسلام تبلیغ دین اور رد قادیانیت کے لئے زندگی وقف کر دی اور اس پاکیزہ مقصد کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈالی۔ بحمد اللہ! ان کے اخلاص کی برکت سے مجلس کا فیضان دور دور تک پھیل چکا ہے۔ پاکستان اور دوسرے بہت سے اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔ ملک کے بڑے بڑے شہروں کے علاوہ بعض بیرونی ممالک میں بھی مجلس کے دفاتر اور فاضل مبلغ کام کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کے عالمی مرکز ربوہ میں ریلوے کی جامع مسجد محمدیہ تعمیر ہو چکی ہے۔ جس میں ختم نبوت کے مبلغ اور مدرس خطابت اور تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مجلس کے صرف شعبہ تبلیغ پر تقریباً پانچ لاکھ روپے سالانہ صرف ہو رہا ہے۔

نئے تقاضے اور نئے منصوبے

قادیانیوں کے بارہ میں پاکستان قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے نے قادیانیت کو موت وحیات کی کشمکش میں ڈال دیا ہے۔ ہزاروں سعادت مند افراد قادیانی ارتداد کے جال سے نکل کر حلقہ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ جس سے قادیانیوں کی کمر ٹوٹ گئی اور انہوں نے زمین اور

www.besturdubooks.wordpress.com

موت کی آخری جنگ لڑنے کے لئے اپنی پوری قوت سے انتہائی بھونک دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ ادھر اندرون ملک ان کی سازشوں کے جال وسیع تر ہو گئے ہیں۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے بہت سے مقدمے عدالتوں میں چل رہے ہیں اور وہ مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کئی نئی اسکیمیں شروع کر چکے ہیں ادھر بیرونی ممالک میں انہوں نے تحریک ارتداد کو تیز سے تیز تر کر دیا ہے اور کروڑوں روپیہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے۔ قادیانیوں کی یہ تمام کوششیں انشاء اللہ! رائیگاں جائیں گی اور سازشوں کے جو تانے بانے وہ مسلمانوں کے لئے بُن رہے ہیں انشاء اللہ! ان میں خود ہی گرفتار و برباد ہوں گے۔

تاہم اس میں شک نہیں کہ ان حالات میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام بجائے سمٹنے کے اور بھی پھیل گیا ہے اور اس کی ذمہ داریوں میں کمی ہونے کے بجائے کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ پہلے جہاں ہزاروں روپے اس کے اخراجات کے لئے کافی تھے۔ اب وہاں لاکھوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ قادیانیت کے خلاف مسلمانان عالم کی عام بیداری کی وجہ سے قریباً ان تمام ممالک سے جہاں قادیانی اپنی مرتدانہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ مسلمانوں کی جانب سے تقاضے آ رہے ہیں کہ وہاں ختم نبوت کے پاسبان بھیجے جائیں جو قادیانیوں کے دانت کھٹے کریں۔ مجلس بیرونی ممالک میں وفود بھیجنے کا اہتمام کرتی ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال ایک وفد افریقی ممالک گیا۔ ایک انڈونیشیا کی دعوت پر بھیجا گیا۔ ایک متحدہ عرب امارات کے مطالبے پر روانہ کیا گیا۔ لیکن اس سے بڑھ کر ضرورت اس بات کی ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے اس کام کو جو ساری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ مزید مستحکم اور وسیع بنیادوں پر منظم کیا جائے۔ جس کی تدابیر حسب ذیل ہیں:

۱ بیرونی ممالک کے نمائندوں کو پاکستان بلایا جائے۔ انہیں یہاں کچھ عرصہ رکھ کر انہیں قادیانیت کے تمام اسرار و رموز سے واقف کرایا جائے اور وہ اپنے علاقوں میں جا کر مستقل طور پر تحفظ ختم نبوت کے لائحہ عمل کے مطابق قادیانیوں کا تعاقب کریں۔ اس منصوبے پر لاگت کا ابتدائی تخمینہ ایک لاکھ روپے سالانہ ہے۔ بحمد اللہ رمضان المبارک کے بعد اس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

۲ ختم نبوت کی دعوت کے لئے نئے علمائے کرام تربیت کے لئے مخصوص کئے جائیں اور انہیں تربیت دے کر اندرون و بیرون ملک تبلیغی خدمات اور رد قادیانیت کے لئے تیار کیا جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس تربیتی کورس کے لئے فی الحال پندرہ افراد کا انتخاب تجویز کیا جارہا ہے۔ اس منصوبے پر جماعت کا ۷۵ ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔

۳..... مجلس کی ضروریات اور اس کا کام اتنا پھیل چکا ہے کہ اس کے لئے مرکزی دفتر کی موجودہ عمارت کافی نہیں۔ اس لئے ملتان ہی میں ایک اچھے موقع پر قطعہ اراضی اڑھائی لاکھ روپیہ کے مصارف سے خرید لیا گیا ہے۔ اس کی سہ منزلہ عمارت کا نقشہ منظور ہو چکا ہے اور تعمیر کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ یہ عالمی تبلیغی مرکز ایک عالی شان جامع مسجد، دارالاقامہ، دارالتصنیف، لائبریری اور دفاتر کی عمارت پر مشتمل ہوگا۔ اس عظیم ترین منصوبے کے مصارف کا ابتدائی تخمینہ چالیس لاکھ کے قریب ہے۔

۴..... قادیانیوں کے عالمی مرکز ربوہ میں جہاں ۱۹۷۴ء سے پہلے کسی مسلمان کا گزر بھی ممکن نہیں تھا۔ وہاں اب مسلمانوں کی آبادی کی صورت کی سکیم تیار کی جارہی ہے۔ وہاں مسلمانوں کیلئے سب سے اہم تر مسئلہ یہ ہے کہ ان کی معاش کے لئے صنعتی کاروبار کا انتظام کیا جائے اور وہاں مسلمانوں کے لئے مکانات کی تعمیر کا بندوبست کیا جائے۔

۵.. بحمد اللہ! مجلس تحفظ ختم نبوت کو ربوہ میں تقریباً نو کنال رقبہ حاصل ہو گیا ہے۔ اس میں جامع مسجد، مدرسہ، دارالاقامہ، پبلک لائبریری، دفاتر، عملہ کے لئے کوارٹرز کی تعمیرات کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ یہ علاقہ (مرزائیوں کے دل کی طرح) بالکل بنجر ہے۔ نہ پانی ہے۔ نہ بجلی۔ نہ سڑک۔ اس لئے اس بنجر زمین میں جو کفر کی نحوست سے بالکل شور ہے۔ ختم نبوت کا پودا لگانا بہت ہی جانکشی اور کثیر سرمایہ کا محتاج ہے۔

یہ مجلس کے کام کا مختصر سا خاکہ پیش کیا گیا۔ جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کسی خاص فرد یا جماعت کا ادارہ نہیں۔ بلکہ مسلمانان عالم کا ایک اجتماعی ملی ادارہ ہے اور ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت و پاسداری کا فریضہ تمام مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے۔

اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق کام کریں۔ (یہ تحریر خاتم النبیین اردو کے آخر میں ملحق ہے۔)

www.besturdubooks.wordpress.com

عقیدہ ختم نبوت

☆ کتاب خاتم النبیین فارسی کا مقدمہ

☆ تعارف ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین

☆ فیصلہ جیمس آباد کا تعارف

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف!

۱ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی آخری تصنیف ''خاتم النبیین'' فارسی کا اردو میں ترجمہ کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس وقت کے شعبہ نشر و اشاعت کے سربراہ حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو حکم فرمایا۔ آپ نے اس کے ترجمہ کی تکمیل فرمائی تو حضرت بنوریؒ نے اس پر مقدمہ تحریر فرمایا جو کتاب کے علاوہ بینات کراچی جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ میں بھی شائع ہوا۔

۲ اسی طرح مجلس نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ کی عربی میں کتاب ہدیۃ المہدیین فی تفسیر آیت خاتم النبیین شائع کی۔ اس کے لئے بھی بینات کی اسی اشاعت میں حضرت نے ایک نوٹ تحریر فرمایا جو بینات کی مذکورہ اشاعت میں شائع ہوئے۔

۳ علاوہ ازیں ۱۹۷۰ء میں جیمس آباد کے سول جج جناب محمد رفیق گوریجہ (جو بعد میں سیشن جج بنے۔ پھر ہائی کورٹ لاہور کے رجسٹرار بنے) نے قادیانیت کے خلاف تنسیخ نکاح کے ایک مقدمہ کا فیصلہ دیا۔ اس پر حضرت شیخ بنوریؒ نے جاندار تبصرہ شائع فرمایا جو بینات کی اشاعت شعبان ۱۳۹۰ھ/اکتوبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ ان تینوں تحریروں کو بصائر وعبر کے حصہ اوّل ۳۹۳ سے ۴۰۱ تک کے صفحات پر عنوان بالا سے شائع کیا گیا۔ احتساب کی اس جلد میں اشاعت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ (مرتب)

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ الطاہرین وصحبہ اجمعین ۔ امابعد!

دین اسلام کی اساسی خشت ختم نبوت کا عقیدہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اس کائنات کی ہدایت کے لئے رشد و ہدایت کا جو سلسلہ جاری فرمایا، وحی نبوت و رسالت کا سلسلہ ہے۔ اس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتی ہے اور اس عمارت کی تکمیل کی آخری خشت حضرت سید العالمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا وجود با جود اور ظہور پر نور ہے۔

اللہم صل علیہ صلاۃ تکرم بہا مثواہ وتشرف بہا عقباہ وتبلغ بہا یوم القیامۃ مناہ ورضاہ وبارک وسلم!

ختم نبوت کے اس عقیدہ پر خدا تعالیٰ کی سب سے آخری آسمانی کتاب قرآن کریم کی بے شمار تصریحات موجود ہیں اور جس طرح یہ ثبوت کے اعتبار سے قطعی ہے۔ اسی طرح دلالت کے لحاظ سے بھی قطعی اور ہر شک وشبہ سے پاک ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی مسئلہ میں قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ بھی اگر قطعی الدلالۃ ہو تو مضمون کی قطعیت کے لئے کافی ہے۔ چہ جائیکہ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اس قطعیت کی نظیر قرآن کریم میں بھی کم ملے گی۔ اسی طرح عقیدۂ ختم نبوت پر احادیث نبویہ بھی تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور تواتر بھی ایسا ہے کہ جس کی نظیر احادیث متواترہ کے ذخیرہ میں نہیں۔ دو صد احادیث سے یہ عقیدہ ثابت ہوا ہے۔ گویا قرآن واحادیث میں اس قطعیت کی نظیر کسی اور مسئلہ میں نہیں ملے گی۔ پھر امت محمدیہ کا اس پر اجماع بھی ہے اور نہ صرف امت محمدیہ کا اجماع۔ بلکہ تمام کتب سماویہ کا اس پر اجماع ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا اس پر اجماع ہے۔ عالم ارواح میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ عہد و پیمان ہے۔

پس جس طرح توحید الٰہی تمام ادیان کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اسی طرح ختم نبوت کا عقیدہ بھی تمام کتب الٰہیہ، تمام انبیاء کرام اور تمام ادیان سماویہ کا متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ آغاز انسانیت سے لے کر آج تک اس پر ہمیشہ اتفاق رہا ہے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ ہی ہوں گے اور سلسلہ نبوت ورسالت آپ ﷺ کی ذات گرامی پر ختم ہو جائے گا۔ اصولی اعتقادی مسائل میں انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ بلکہ وہ ہر دور میں متفق علیہ رہے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں جس طرح دیگر عقائد موجبہ تمام نبوتوں میں مشترک ہیں۔ ٹھیک اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی
مجتبیٰ ﷺ کا آخری نبی ہونا۔ آپ ﷺ ہی کی نبوت پر دین کا خاتمہ ہونا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام
کی شریعتوں اور آسمانی کتابوں کے مسلمات میں سے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب سماویہ میں اس
کی ان گنت پیش گوئیاں کی گئیں۔ آپ ﷺ کا نام، آپ ﷺ کے القاب، آپ ﷺ کا خاندان،
آپ ﷺ کا ملک، آپ ﷺ کی جائے ولادت، آپ ﷺ کے دار ہجرت وغیرہ کی خبریں دی
گئیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر اور تمام اقوام عالم پر اپنی حجت پوری کر دی۔

اور اسلام کی پوری تاریخ میں اس اجماعی عقیدے کا ظہور اس طرح ہوتا رہا کہ جب بھی
کوئی مدعی نبوت کھڑا ہوا اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ یہ اس عقیدے کا عملی ثبوت تھا جو اسلام کے ہر دور
میں ہوتا رہا ہے اور جس پر امت کا تعامل مسلسل جاری رہا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے دور میں اسلامی
جہاد کا آغاز ہی مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں جنگ یمامہ سے ہوا۔ جس میں سات سو صرف حفاظ
قرآن شہید ہوئے جو صحابہ کرامؓ میں اہل القرآن کے لقب سے مشہور تھے۔ گویا اس عقیدے کی
حفاظت کے لئے سب سے زیادہ صحابہ شہید ہوئے اور اسی بنیاد کو مضبوط کرنے کے لئے اصحاب
رسول اللہ ﷺ نے اپنے خون کی قربانیاں پیش کیں۔ معرکہ حق و باطل سب سے پہلے اسی عقیدہ کی
خاطر برپا ہوا اور صحابِ رسول ﷺ کے مقدس خون سے اس باغیچہ کو سیراب کیا گیا۔ یہ حق تعالیٰ کی
حکمت بالغہ تھی کہ خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دور میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے فتنہ کی
سرکوبی کر کے قیامت تک آنے والی امت کو سلوک اور طریقہ مجسم انداز میں بتا دیا گیا کہ خاتم
النبیین ﷺ کے بعد جو لوگ دعوائے نبوت کے ساتھ اٹھیں امت کو ان سے کیا سلوک کرنا ہوگا۔

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

الغرض یہ عقیدہ اتنا بنیادی اور اتنا اہم ہے کہ اسے عہد رسالت سے لے کر آج تک ہر
آسمانی دین میں مسلسل دہرایا جاتا رہا اور قولاً عملاً اعتقاداً اس کی مسلسل تاکید و تلقین کی جاتی رہی۔
بدقسمتی سے برطانوی اقتدار میں جھوٹی نبوت کا فتنہ کھڑا کیا گیا اور یہ سمجھ کر کہ ختم نبوت اسلام کا
بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کے متزلزل ہو جانے سے اسلام کی عمارت منہدم ہو جائے گی۔ اس پر کاری
ضرب لگانے کی کوشش کی گئی۔ اس کے لئے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ کا انتخاب کیا
گیا۔ متحدہ ہندوستان اسلامی حکومت کے سائے سے محروم تھا۔ ورنہ مرزا قادیانی کا حشر بھی اسود
عنسی اور مسیلمہ کذاب وغیرہ سے مختلف نہ ہوتا۔ اس لئے مسلمان سوائے دینی بحثوں اور مناظروں

www.besturdubooks.wordpress.com

سکے تو نہیں کر سکتے تھے۔ برطانوی حکومت اپنے تمام تر محدود وسائل سے اس فتنہ کی پرورش اور اپنے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی کی حفاظت کرتی رہی۔

قادیانیت کے خلاف علامہ کشمیریؒ کا جہاد

امت کے جن اکابر نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے کوششیں کی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ امتیازی شان حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری دیوبندیؒ کو حاصل تھی اور دارالعلوم دیوبند کا پورا علمی اور دینی مرکز انہی کے انفاس مبارکہ سے اس شجرۂ خبیثہ کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف رہا۔ قادیانیوں کے شیطانی وساوس اور زندیقانہ دسائس کا جس طرح حضرت امام العصرؒ نے تجزیہ کر کے ان پر تنقید کی۔ اس کی نظیر تمام عالم اسلام میں نہیں ملتی۔ حضرت مرحوم نے خود بھی گراں قدر علوم و حقائق سے لبریز تصنیف رقم فرمائیں اور اپنے تلامذہ و متوسلین دیوبند سے بھی کتابیں لکھوائیں دوران کی پوری نگرانی و اعانت فرماتے رہے۔ میں نے خود حضرت سے سنا کہ جب یہ فتنہ فرزاد ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے زوال کا باعث یہ فتنہ نہ بن جائے۔ فرمایا چھ ماہ کے بعد دل مطمئن ہو گیا کہ ان شاء اللہ دین باقی رہے گا اور یہ فتنہ مضمحل ہو جائے گا۔ میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اس فتنے پر اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت امام العصرؒ کو۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں ایک زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے کہ لعین ابن لعین لعین قادیان اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی۔ فرماتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے۔ فرمایا کہ ہم اگلی نسل کے واسطے اپنے اندرونی دردِ دل کا اظہار کیسے کریں؟۔ ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ و غضب کے اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔ ورنہ محض تردید و تنقید سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ تو علمی اختلافات ہیں جو پہلے سے چلے آتے ہیں۔ مرض موت میں جب تمام قویٰ جواب دے چکی تھیں اور چلنے پھرنے کے قابل نہیں تھے ایک دن (یہ جمعہ کا دن تھا) جامع مسجد (دیوبند) ڈولی میں لائے گئے اور اپنے شاگردوں اور علماء اور اہل دیوبند کو آخری وصیت فرمائی کہ دین اسلام کی حفاظت کی خاطر فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے پوری کوشش کریں اور فرمایا میرے تلامذہ کی تعداد جنہوں نے مجھ سے حدیث پڑھی ہے دو ہزار ہوگی۔ ان سب کو میں وصیت کرتا ہوں کہ اس فتنے کے خلاف پوری

ف

www.besturdubooks.wordpress.com

بدو جمد کریں۔ حضرت کی یہ وصیت دعوت حفظ ایمان کے نام سے ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوئی تھی۔

حضرت امام العصرؒ نے اپنی آخری زندگی میں مسلمانان کشمیر کو اس فتنے سے بچانے کیلئے آخری تصنیف فارسی زبان میں تالیف فرمائی۔ کشمیر میں فارسی زبان عام تھی اور وہاں کی علمی زبان فارسی ہی تھی۔ اس لئے آیت خاتم النبیین کی شرح فرمائی۔ حضرت مرحوم کا دل و دماغ جس طرح علوم و معارف سے بھرا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ قلم سے اسی تناظر کے علوم و حقائق نکلیں گے۔ زبان فارسی ہو یا اردو۔ علوم انوری کے جواہرات اپنی پوری تابانی کے ساتھ ظاہر ہوں گے۔ ہر شخص نہ اس کی تہوں تک پہنچ سکتا تھا اور نہ یہ علوم اس کے قبضہ میں آ سکتے تھے۔ اس کے لئے حسب ذیل امور کی ضرورت تھی:

۱. عام فہم شستہ اردو زبان میں ترجمہ کیا جائے۔

۲. مترجم ذکی و محقق عالم ہو کر علمی اشارات و لطائف کو بخوبی سمجھتا ہو۔

۳. حضرت امام العصرؒ کے طرز تحریر سے مناسبت رکھتا ہو اور اس کے سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو۔

۴. قادیانیت کے موضوع سے دلچسپی رکھتا ہو اور قادیانی مذہب کے لٹریچر سے پوری طرح باخبر ہو۔

۵. علمی دقائق کی تشریح پر ردو میں قادر ہو اور قلمی افادات سے عوام کو مستفید بنانے کی قابلیت رکھتا ہو۔

۶. تالیفی ذوق رکھتا ہو۔ تصنیفی ملکہ حاصل ہو۔ تاکہ مناسب عنوانات سے مضمون کو آسان کر سکے۔

۷. حضرت امام العصرؒ سے انتہائی عقیدت و محبت ہو کہ مشکلات حل کرنے میں گھبرانہ جائے اور غور و خوض سے کام لیا جائے۔

۸. محنت و عرق ریزی کا عادی ہو دل کا درد رکھتا ہو قادیانیت سے بغض ہو۔

۹. اپنے علمی کاموں میں محض رضائے حق کا طالب ہو۔ نسب جاہ و شہرت سے بالاتر ہو۔

۱۰. تمام علمی مہارت اور دینی ذوق کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ عربیت

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ لغت کے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور معانی و بلاغت کی نزاکتوں سے واقف ہو۔

یہ دس امور تھے جو ارتجالاً زبان قلم پر آ گئے۔ عشرہ کاملہ کے بعد اب مترجم صحیح ترجمہ پر قدرت پا سکتا ہے۔ مجھے کسی سے توقع نہ تھی کہ یہ خدمت صحیح طور پر انجام دے سکے گا۔ میری خود بھی ہمت نہ تھی کہ اس لق و دق صحرا میں قدم رکھوں۔ اگرچہ عرصہ دراز سے احساس تھا کہ اس کے ترجمہ و تشریح کی ضرورت ہے۔ جس وقت شباب تھا اور فرصت بھی تھی، دماغ میں تازگی تھی اور حضرت انور کی صحبتوں کی یاد تازہ تھی، اس وقت توجہ نہ کر سکا اور اس سعادت سے محروم رہا۔ حالانکہ نفحۃ العنبر میں ۳۰ برس پہلے لکھ چکا تھا کہ خدا کی قسم! انوری علوم کے باغ و بہار اور وہبی علوم کا نمونہ اگر دیکھنا ہو تو رسالہ ختم النبوت ملاحظہ کیا جائے۔ ؎

الحمد للہ کہ یہ سعادت میرے ہم نام اور میرے ہم کام میرے مخلص رفیق کار مولانا محمد یوسف لدھیانوی (شہید ختم نبوت) کے حصہ میں آئی۔ جو اس عشرہ کاملہ سے متصف تھے۔ بکمال تجربہ اور اللہ تعالیٰ کا شکر کہ وہ اس کے ترجمہ و تشریح کے فرض سے نہایت کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے اور اس علمی و دینی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ بارگاہ قدس میں قبول فرمائے اور مترجم کے لئے سعادت دارین کا وسیلہ بنائے اور حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی شفاعت محمودہ کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

؎ نفحۃ العنبر کا متعلقہ اقتباس حسب ذیل ہے کہ:

أودع الشيخ فيه نكات وأسرارا وهبية ما يرهف الألباب والبصائر ويروح القلوب والخواطر احتوت على حقائق سامية ربانية وودائع حكم الهية يبهت لها الخيال وتحار لها العقول. ستحس أوان مطالعتها أن المزنة السحاء يهطل بديمها، أو أن البحر الزاخر يسمع بعبابه. وايم الله إن محاسنها الجليلة تأخذ بالقلوب لا أدري بأي وصف أصفها. درر فاق بهاؤها وغرر شاع ضوؤها وسناؤها وزهر فاح أريجها ورائق زهاؤها بهاء لله من حكم يمانية سمح بها صدره ولله من معارف عالية نثرت من سن قلمه.

نفحة العنبر ص ۱۲۹ مطبوعه المكتبة البنورية كراچی!

"حضرت شیخؒ نے اس میں وہ وہبی اسرار و نکات درج کئے ہیں جن سے فہم و بصیرت کو جلا ملتی ہے اور روح و قلب کو وجد آ جاتا ہے۔" (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ے

ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین

حال ہی میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع بانی دارالعلوم کراچی کا عربی رسالہ ھدیۃ المھدیین فی آیۃ خاتم النبیین شائع کیا گیا جو موصوف نے حضرت الاستاذ امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری کے حکم سے اوائل عمر ہی میں مرتب فرمایا تھا۔ اس میں مسئلہ ختم نبوت پر ۳۲ آیات، ۱۹۵ احادیث، صحابہ و تابعین کے آثار، علمائے امت کے ارشادات اور کتب سابقہ کی شہادتوں کا بے نظیر ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ عربی میں اپنے موضوع پر جامع ترین کتاب ہے جس پر حضرت امام العصرؒ نے حضرت مؤلف کو بہت داد دی تھی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے اس کی اشاعت اس مقصد کے پیش نظر کی گئی ہے کہ نہ صرف اندرون ملک ہر عالم اور عربی داں اس سے مستفید ہو، بلکہ ایشیا، افریقہ اور یورپ کے ان تمام ممالک کے اہل علم تک یہ کتاب پہنچائی جائے، جہاں قادیانی فتنۂ ارتداد کے اثرات ہیں اور جہاں ملکی زبانوں میں مستند اور ٹھوس لٹریچر کا تقاضا شدت سے ہو رہا ہے۔ ارادہ ہے کہ سردست اس کتاب کا ایک ایک نسخہ بھجوانے کا بندوبست کیا جائے اور اس کی شکل یہ تجویز کی گئی ہے کہ وہ تمام مسلمان اہل خیر جنہیں دین اور اس کے علمی تقاضوں کا احساس ہے، انہیں اس صدقہ جاریہ کی طرف توجہ دلائی جائے کہ وہ حسب استطاعت اس کے سو سو یا ہزار ہزار نسخے خرید کر خود بھجوا دیں یا یہ کام مجلس تحفظ ختم نبوت کے سپرد کر دیں جو حضرات اس صدقہ جاریہ کی تحریک میں حصہ لیں گے انہیں کتاب بہ اصل لاگت پر پیش کی جا رہی ہے۔ یعنی فی سیکڑہ ۳۰۰/۰۰ تین سو روپے اور فی ہزار ۲۴۰۰/۰۰ چوبیس سو روپے۔ اس چھوٹی سی کتاب کے ایک لاکھ نسخے بھجوا دینا تو کوئی بڑی مشکل بات

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ۔ یہ رسالہ ان بلند پایہ حقائق ربانیہ اور حکمت الٰہیہ کے نوادر پر مشتمل ہے جن سے خیال مبہوت اور عقل مششدر رہ جاتی ہے۔ اس کے مطالعہ کے وقت ایسا محسوس ہوگا کہ گویا ایک دریا ہے جو موجیں مار رہا ہے۔ یا بحر محیط ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ خدا کی قسم اس کے مضامین دلوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کن الفاظ سے اس کی تعریف و توصیف کروں۔ یہ وہ موتی ہیں جن کی رونق سب پر فائق ہے۔ یہ وہ گوہر ہیں جن کی تابانی اور درخشانی شہرۂ آفاق ہے۔ یہ وہ کلیاں ہیں جن کی خوشبو مہک رہی ہے۔ سبحان اللہ! کیا معانی مخفی ہیں جو سینے کے نور سے نکلیں اور ماشاء اللہ! کیا ہی اچھے معارف ہیں جو آپ کی نوک قلم سے بکھرے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

"میری اُمت میں تیس دجال کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبوت کا
دعویٰ کرے گا اور یہ سب جھوٹے ہیں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میں آخری نبی ہوں۔"

جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں تصریح کی گئی ہے۔ بہر حال عقیدۂ ختم نبوت دین
اسلامی کا بنیادی عقیدہ ہے۔ قرآن کریم اس پر ناطق ہے، احادیث نبویہ کا اس پر تواتر ہے اور امت
محمدیہ کا اس پر اجماع ہے۔ اگر غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ امت محمدیہ کی تمام کوششیں اور علماء اسلام
کی تمام محنتیں اور یہ تمام اسلامی ادارے، دینی درس گاہیں، دار العلوم ہیں اور احادیث نبویہ کی
تدریس اور کتب حدیث کی تالیف و تصنیف و اشاعت، یہ سب کچھ اسی عقیدے کی حفاظت و صیانت
کی مختلف صورتیں ہیں اور تحفظ کے مظاہر ہیں۔ اگر یہ عقیدہ درمیان سے ختم ہو جائے تو یہ تمام دینی
جدوجہد بالکل بے معنی ہے۔ نہ قرآن کریم کی عظمت و اہمیت باقی رہتی ہے، نہ صحیح بخاری، صحیح مسلم
وغیرہ احادیث نبویہ کی حاجت باقی رہتی ہے۔ جب دوسرا نبی و رسول آ سکتا ہے اور وحی الٰہی کا
سلسلہ جاری ہے، نئی شریعت بھی آ سکتی ہے، جدید احکام بھی نازل ہو سکتے ہیں، جہاد بھی
منسوخ ہو سکتا ہے، حج و زکوٰۃ و تمام عبادات میں جو ترمیم چاہیں ہو سکتی ہے، تو قرآن و حدیث
کی عظمت و اہمیت کیا باقی رہ جاتی ہے؟ حفاظت اسلام کا قوی ترین مستحکم قلعہ یہی ختم نبوت ہے۔
اسی لئے شیاطین الانس و شیاطین الجن کا سب سے پہلا نشانہ اسی قلعے پر ہے، اس لئے کہ اسی مورچہ
کو ختم کر کے تمام مقاصد حسب خواہش حاصل ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا کسی بھی اسلامی حکومت کا سب
سے پہلا فریضہ یہ ہے کہ اس قلعے کی حفاظت کرے۔ اسلامی دستور، اسلامی آئین کی بنیاد یہی
عقیدہ ہے۔

اسلام کے خلاف برطانوی سازش

الغرض دین اسلام کا سب سے بڑا شعار عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ بدقسمتی سے متحدہ
ہندوستان پر جب فرنگی استعمار کا پنجہ مضبوط ہو گیا اور ۱۸۵۷ء میں روح فرسا مظالم کر کے لاکھوں
مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا گیا، لیکن اس کے باوجود انگریز اسلام کو ختم نہ کر سکا، تب اسلام کے
خلاف جس موثر تدبیر کو انگریز نے اختیار کیا ان میں سب سے موثر تدبیر یہ تھی کہ اسلام
کے اس عقیدے پر کاری ضرب لگائے۔ انگریزی مفادات کے زیر سایہ ملک میں مسیلمیت کا فتنہ جاری
کیا تو معمولی ذہن کے آدمی کو بھی اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ شیطنت کس حد تک ہے۔
اسلام میں اس کی امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ خود شیخ المشائخ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو

www.besturdubooks.wordpress.com

بغاوت فرو کر رہے تھے کہ یہاں کہیں اسلام کے خلاف سازش نظر آئے ۔ آخر انہوں نے نکالا کہ تو
معلوم ہوگا کہ اس کا سرچشمہ انگریز ہے ۔ اس لئے انگریزی حکمرانوں کی نگاہ نے ایک صوبے پنجاب
کے ضلع گورداسپور کے گاؤں قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا ۔
مسلمانوں میں مہدیت کے دعوے دار بہت سے مختلف ادوار میں پیدا ہو چکے تھے ۔ لہٰذا یہ دعویٰ
زیادہ انوکھا نہ تھا اس لئے اول مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ۔ تاکہ آسانی
سے تسلیم ہو سکے ۔ رفتہ رفتہ مثیل مسیح موعود کا دعویٰ کیا ۔ اس کو بھی چند لوگوں نے قبول کر لیا ۔ پھر مسیح
موعود ہونے کا دعویٰ کیا ۔ پھر نبی غیر تشریعی یعنی بلا شریعت پیغمبر ہونے کا مدعی ہوا ۔ آخر مستقل
نبوت کا دعویٰ کر ڈالا اور یہ بھی ساتھ دعویٰ کیا کہ ان کی شریعت میں امر و نہی بھی ہے ۔ جیسا کہ
بھی ہیں اور بالآخر جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا ۔ الغرض تدریج بہ تدریج کے ساتھ جو
پہلے مرحلے پر سوچ چکا تھا اسی مرحلے پر آخر کار پہنچ گیا ۔ تمام اطراف ہند میں شور و غوغا ہوا اور تحریر
یں مقرر میں آئے ۔ کتابیں لکھی گئیں ۔ لیکن برطانیہ نے بہت ہوشیاری اور تدبیر سے اس کی
ترویج و تقویت اور پشت پناہی میں پورا زور صرف کر دیا اور آج اسی کے نتیجہ میں دنیا کا کوئی گوشہ
باقی نہیں رہا کہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کے ثمرات وہاں نہ پہنچے ہوں ۔ لندن میں تو اس کا
مرکز ہی ہے ۔ امریکہ ، کینیڈا سے لے کر فلسطین تک بلکہ اسرائیل کی نام نہاد حکومت میں بھی اس کا
مرکز ہے ۔ اگر پاکستان کی موجودہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ اسلامی حکومت ہے اور دستور کے اندر
بھی یہ دفعہ آ گئی ہے کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ
رکھے تو پھر فوراً قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دینا چاہئے کہ یہ ایک اسلامی حکومت کا
اولین فرض ہے ۔ مقام مسرت ہے کہ مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کی دعوت پر تمام اسلامی
ممالک کی اسلامی جماعتوں کا اجتماع ہوا اور بالاتفاق یہ قرارداد پاس ہوئی کہ مرزائی قادیانی
جہاں بھی ہوں غیر مسلم اقلیت ہیں ۔ صرف پاکستان کے ایک نمائندے (افضل چیمہ وزیر
قانون) نے اتفاق نہیں کیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

جس حکومت کے نمائندہ کو سب سے پہلے سبقت لے جانی چاہئے تھی وہی مخالف رہا ۔
ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ حکومت پاکستان کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اسلامی عقیدہ کی حفاظت کرے اور ملک
کے جو شہری اس عقیدہ کے خلاف ہیں ۔ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے ساتھ بھی
غیر مسلم اقلیتوں کا معاملہ کرے ۔ ہم حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ حکمرانوں کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ان پر

www.besturdubooks.wordpress.com

چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ تاکہ قیامت کے روز سرخ روئی نصیب ہو اور دنیا میں بھی ہم مسلمان قوموں اور مسلمان حکومتوں کے سامنے رسوا نہ ہوں اور آنحضرت ﷺ کی ناموس کی حفاظت کر کے آپ کی شفاعت کبریٰ کے مستحق ہوں۔

تخلیق کائنات کا مقصد

قرآن مجید میں بہت سی جگہ عقیدہ آخرت کے اثبات کے لئے یہ دلیل بھی دی گئی ہے کہ اگر اس کائنات کی تخلیق کا منشا صرف یہی ہوتا کہ اس دنیا کا تختہ وجود میں آ جائے اور اس کا کوئی نتیجہ نہ ہو تو یہ محض ایک فعل عبث اور کھیل تماشا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات قدسی صفات کھیل تماشے سے بلند و بالا اور عبث و لایعنی سے پاک اور منزہ ہے۔

افحسبتم انما خلقناكم عبثا وانكم الينا لا ترجعون (سورۃ مومنون)

(ترجمہ) کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تمہیں عبث پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے۔

یہ کارخانہ عالم بے نتیجہ و بے مقصد نہیں۔ بلکہ ذریعہ و وسیلہ ہے ایک بڑے مقصد کا۔ یہ عبوری و عارضی اور امتحانی و ابتلائی زندگی خود مقصد نہیں۔ بلکہ یہ تمہید ہے آخرت کی۔ جہاں کی زندگی ابدالآباد کی زندگی ہوگی۔ سورہ فاتحہ سے سورہ الناس تک بے شمار مقامات پر محیر العقول معجزانہ اسلوب اور عجیب موثر انداز میں یہ حقیقت بار بار ذہن نشین کرائی گئی ہے۔ سورہ فاتحہ میں جسے ایک مسلمان کم از کم ۳۲ مرتبہ روزانہ پڑھتا یا سنتا ہے۔ حق تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمت عامہ کے ذکر کے بعد یوم الدین کی عظمت اور بادشاہی کا اعلان کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر لحظہ یہ عقیدہ پیش نظر رہے کہ دنیا خود مقصود نہیں۔ اصل منزل مقصود آخرت اور صرف آخرت ہے۔

پاکستان کا مقصد

ٹھیک اسی طرح یہ سمجھنا چاہئے کہ مملکت خداداد پاکستان جسے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک کی طویل اور صبر آزما جنگ آزادی کے بعد حاصل کیا گیا جس کے لئے جان و مال اور عزت و آبرو کی بے مثال قربانیاں دی گئیں۔ جس کی خاطر لاکھوں خانوادوں کو ترک وطن کی وہ صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں جن کی تصویر کشی کرنے سے تاریخ شرمندہ ہے اور جس کو خدا و رسول کے مقدس نام پر اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ لگا کر حاصل کیا گیا اگر اس کا مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ آزادی مل جائے۔ کافروں کی جگہ بڑے بڑے مسلمان سربراہ و دولتمند آ جائیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بڑے بڑے کارخانے ہوں۔ فلک بوس عمارتیں اور خوشنما بلڈنگیں ہوں۔ فراخ سڑکیں اور عمدہ کاریں ہوں۔ سینما تھیٹر ہوں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہوں۔ شاندار ہوٹل اور کلب گھر ہوں۔ رقص وسرود کی محفلیں، مخلوط دعوتیں اور حیا سوز مناظر ہوں۔ سود اور رشوت کا بازار گرم ہو۔ ظلم اور ناانصافی کا دور دورہ ہو۔ لاقانونیت کی فضا ہو۔ نہ خدا کا خوف ہو نہ قانون کا ڈر۔ نہ حاکم کو احساس فرض ہو نہ محکوم کو۔ نہ کسی کی جان محفوظ ہو نہ مال۔ نہ پولیس اپنے منصب کی پرواہ کرے۔ نہ عدالت سے داد خواہی غریب آدمی کے لئے ممکن ہو۔ ایک طرف کارخانوں پر کارخانے کھلتے چلے جائیں اور دوسری طرف ملک کا نادار طبقہ نان جویں کا محتاج ہو۔ الحاد و دہریت کی کھلی چھٹی ہو۔ کوئی کسی کے ایمان پر ڈاکہ ڈالے۔ ایمانی عقائد پر حملہ کرے۔ اخلاق کو تباہ کرے۔ معاشرہ کو متعفن کرے۔ مگر قانون اسے روکنے میں کامیاب نہ ہو۔

الغرض یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اگر یہ ملک اسی کے لیے بنا تھا۔ آزادی اسی کے لئے حاصل کی گئی تھی۔ خدا اور رسول کے مقدس نام کا استعمال انہی مقاصد کے لئے ہوا تھا۔ پاکستان کی تفسیر کلمہ طیبہ سے اسی لئے کی گئی تھی۔ تو ہم نے خود اپنے اوپر کتنا بڑا ظلم کیا اور پوری دنیا کو کتنا بڑا دھوکا دیا۔ یہ سارے کا سارا امریکہ و یورپ اور بے دین ممالک میں بھی بڑے عمدہ پیمانے پر انجام پا رہے تھے۔

الغرض حق تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اگر تخلیق دنیا کا منشا تربیت نہ ہو۔ روز جزا میں میزان عدل قائم نہ ہو۔ جزا و سزا کا ظہور نہ ہو۔ مجرمین کو سزا اور صالحین کو جنت نہ ملے تو عالم کا یہ نقشہ بے کار ہے۔ محض کھیل اور تماشا ہے۔ اسی طرح اگر پاکستان کا مقصد اسلامی حکومت اسلامی دستور اور اسلامی قانون نہ ہو تو یہ تمام نقشہ بے کار اور کھیل تماشے سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

۳۔ تحریک پاکستان کا اصل مقصد

پاکستان کی تحریک کا اصل مقصد یہ تھا کہ اس ملک میں اسلام کا قانون نافذ ہو۔ ایک صالح معاشرے کی تشکیل ہو۔ فواحش و منکرات کا قلع قمع کیا جائے۔ بے حیائی و عریانی کا سدباب

---

۱ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ! تحریک پاکستان کے دوران بچے بچے کی زبان پر تھا۔ ان بچوں کو جو اب جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہے ہیں یہ نعرہ اب بھی یاد ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

خود فراموش لوگوں سے آزاد بیچاؤں سے محفوظ رہ جائے۔ ظلم و عدوان کو مٹایا جائے۔ اسلام کے عدل و انصاف کے سائے میں ہر شخص اطمینان و سکون کی زندگی بسر کر سکے۔ قوم کے نادار افراد کی دستگیری کی جائے۔ کس قدر حیرت و افسوس کا مقام ہے کہ تیس سال کے طویل عرصے کے بعد بھی ہم اسلامی قانون کے سایہ رحمت سے محروم ہیں۔ ملک اسلام اور مسلمانوں کا ہے۔ حکومت مسلمانوں کی ہے۔ حکومت کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ مگر نہ اسلامی دستور ہے نہ اسلامی قانون۔ قوم دور مارشل لاء کے سائے میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اس سے بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس اسلامی ملک میں کوئی اسلامی حکومت آج تک مسلم اور غیر مسلم کے درمیان سرکاری طور پر کوئی حد فاصل قائم نہیں کر سکی۔ گزشتہ دور حکومت میں یہ سستا اصول بنایا گیا تھا کہ جو شخص بھی اسلام کا دعویٰ کرے وہ مسلمان ہے۔ ایک شخص حکومت کے سرکاری مذہب سے بغاوت کرے۔ حضرت خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرے۔ ارشادات نبوت کو جھٹلانے والی دو تحریف کرے۔ اسلامی دین کی جڑوں کو کھوکھلا کرے مرزائی بنے پرویزی بنے ملحد بنے نماز روزہ کا مذاق اڑائے۔ صحابہ کرام ائمہ اسلام کی توہین کرے۔ مگر یہاں اس کے اسلام پر کوئی آنچ نہیں آتی اور وہ بدستور مسلمان رہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر ستم ظریفی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مسلمان ملک میں اسلام کے حقوق محفوظ نہ ہوں۔

قادیانیوں کے بارے میں عدالت کے فیصلے

تاہم اس پر آشوب اور تاریک فضا میں بھی روشنی کی کرن کبھی کبھار پھوٹ نکلتی ہے۔ مرزائی امت کی شرعی اور قانونی حیثیت کیا ہے؟۔ اس نکتہ پر سابق ریاست بہاول پور کے جج جناب محمد اکبر صاحب کا تاریخی فیصلہ[1] ایک مسلمان جج کے ایمان کا شاہکار تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جناب شیخ محمد اکبر ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی نے ان کے کفر کا فیصلہ دیا[2] اور اب تیسرا

---

[1] مقدمہ مسماۃ غلام عائشہ بنت مولوی الٰہی بخش بنام عبدالرزاق ولد مولوی جان محمد یہ مقدمہ کئی سال تک زیر سماعت رہا اور ڈسٹرکٹ جج نے ۷ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ کو فیصلہ سنایا۔ فیصلہ مقدمہ بہاول پور کے نام سے چھپ چکا ہے اور نہایت قیمتی دستاویز ہے۔

[2] مقدمہ امۃ الکریم بنت کرم الٰہی بنام لیفٹیننٹ نذیر الدین پسر حافظ محمد دین یہ فیصلہ جون ۱۹۵۵ء میں ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان سے شائع ہو چکا ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

فیصلہ ہے جو جیمس آباد کے سول جج جناب محمد رفیق گوریجہ پی سی ایس نے جنہیں فیملی کورٹ جج کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ ایک قادیانی مرد کے ساتھ مسلمان لڑکی کے نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہوئے صادر فرمایا ہے۔[۱] یہ فیصلہ بے حد لائق تحسین اور قابل مبارکباد ہے۔ جہاں ہم محترم جج کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ وہاں موجودہ مارشل لاء حکومت کے دور میں عدلیہ کی آزادی بھی قابل صد تبریک ہے۔ جس کی وجہ سے ایک سول جج اس جرأت ایمانی کا مظاہرہ کر سکتا ہے کہ وہ شرعی اور اسلامی قانون کے مطابق مدلل اور مفصل فیصلہ کر سکے چونکہ قادیانی مسلمان نہیں۔ اس لیے کسی مسلمان عورت اور قادیانی مرد کے درمیان عقد نکاح منعقد نہیں ہوتا۔

فیصلے کا پورا متن ملک کے بہت سے اخبارات و جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔ یہاں ہم اس فیصلے کے چند اہم نکات کا مطالعہ کرانا چاہتے ہیں۔

فیصلہ جیمس آباد کے اہم نکات

نکتہ اول: مسلمان کسے کہتے ہیں

سب سے پہلا نکتہ یہ ہے کہ اسلام کی تعریف کیا ہے؟ اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل کیا ہے؟ اور وہ کون سی چیز ہے جو ایک مسلمان کو غیر مسلم سے ممیز کرتی ہے؟۔ اس نکتہ پر بحث کرتے ہوئے فاضل جج امیر علی کی کتاب محمڈن لاء کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"کوئی شخص جو اسلام لانے کا اعلان کرتا یا دوسرے لفظوں میں خدا کی وحدانیت اور محمد ﷺ کے پیغمبر ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ وہ مسلمان اور مسلم لاء کے تابع ہے۔"

(فیصلہ جیمس آباد اردو ص ۲۵)

ایک اور جگہ وہ لکھتے ہیں کہ: "ہر وہ شخص جو خدا کی وحدانیت اور رسول عربی کی پیغمبری پر ایمان رکھتا ہے۔ دائرہ اسلام میں آ جاتا ہے۔" (ایضاً ص ۲۶)

نیز سر عبدالرحیم کی کتاب محمڈن جیورس پروڈنس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: "اسلامی عقیدہ خدائے واحد کی حاکمیت اور محمد عربی ﷺ کے نبی کی حیثیت سے مشن کی صداقت پر مشتمل ہے۔" (ایضاً)

---

۱ بمقدمہ: مسماۃ امۃ الہادی بنت سردار خاں بنام حکیم نذیر احمد برق قادیانی یہ فیصلہ ۱۳ جولائی ۱۹۸۱ء کو پڑھ کر سنایا گیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دوم: اس عہد کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ تمام دینی حقائق کو من وعن تسلیم کیا جائے اور ان کے معنی ومفہوم وہی لئے جائیں جو خدا اور رسول کی مراد ہیں۔ اور جو صحابہؓ کے دور سے آج تک صحیح تسلسل کے ساتھ نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں۔ اگر ایک شخص الفاظ کی حد تک تو دین کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن وہ دین کے بنیادی حقائق کی من مانی تاویل کر کے ان کی اصل روح کو مسخ کر دیتا ہے اور انہیں ایسے من گھڑت اور عجیب وغریب معنی پہناتا ہے جو نہ خدا اور رسول کی مراد ہیں نہ صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانہ میں ان کا کبھی تصور کیا گیا۔ نہ اسلام کے بعد کی صدیوں کے علماء ان سے آشنا ہوئے۔ تو یہ شریعت کی اصطلاح میں تحریف الحاد اور زندقہ ہوگا اور یہ کفر کی خبیث ترین قسم ہے۔ یہ شخص دین کو مانتا نہیں بلکہ دین سے کھیلتا ہے۔ اسی قماش کے لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

"ان الذین یلحدون فی آیتنا لا یخفون علینا، افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی آمنا یوم القیامہ، اعملوا ماشئتم، انہ بما تعملون بصیر۔ حم السجدہ: ۴۰" (یقیناً جو لوگ ہمارے احکام میں کج روی اختیار کرتے ہیں۔ وہ ہم سے چھپے نہیں رہ سکتے۔ پس کیا وہ شخص جسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن کی حالت میں آئے گا۔ تم جو چاہو کر لو۔ وہ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے کرتوتوں کو یقیناً دیکھ رہا ہے۔)

سوم: اس عہد کا تیسرا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس عہد وپیمان کے بعد اس سے کوئی ایسا قول وفعل سرزد نہ ہو جو اس عہد کی نفی کرتا ہو۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اسلام کو عہد باندھنے کے بعد دوسرے تمام مذاہب باطل کے معتقدات، افکار اور نظریۂ حیات سے کنارہ کشی کرے۔ اگر ایک شخص اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر عملاً بت کو سجدہ کرتا ہے۔ ہندوؤں کے مذہبی مراسم بجا لاتا ہے۔ عیسائیوں کی صلیب لٹکاتا ہے یا معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں گستاخی کرتا ہے۔ کسی نبی کی تنقیص کرتا ہے۔ قرآن مجید سے تضحیک آمیز سلوک کرتا ہے۔ شعائر دین کی بے ادبی کرتا ہے۔ کسی حکم شرعی کا مذاق اڑاتا ہے۔ ایسا شخص اپنے دعوائے ایمان میں مخلص نہیں۔ بلکہ منافق ہے اور محض اسلام اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اسلام کا ادعا کرتا ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم

www.besturdubooks.wordpress.com

الآخر وما هم بمؤمنين ، يخادعون الله والذين آمنوا ، بقره ۹ "اور بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔ حالانکہ وہ قطعاً مومن نہیں۔ وہ اللہ کو اور مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔"

الغرض اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ:

۱..... دین کے وہ تمام حقائق جن کا علم ہمیں یقینی ذرائع سے پہنچا ہے۔ ان سب کو تسلیم کرے۔

۲..... ان کو بغیر کسی تاویل و تحریف کے من وعن قبول کرے۔

۳..... اور اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جس سے اس کے دعوائے ایمان کی نفی ہوتی ہو۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ! اس معاہدہ ایمان کا مختصر متن ہے جو دین کی تمام تفصیلات کو شامل ہے۔ یہ ہے اسلام کی میزان عدل جس سے کسی کے اسلام اور کفر کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

نکتہ دوم... مسلمان اور غیر مسلم کے الگ الگ دائرہ عمل

فاضل جج نے اس نکتہ پر بھی بحث کی ہے کہ آیا عدالت یہ تعین کر سکتی ہے کہ قادیانی (مرزائی) مسلمان ہیں یا نہیں؟۔ انہوں نے عدالت عالیہ کے فاضل ججوں کے مشاہدات کا حوالہ دیتے ہوئے یہ قرار دیا ہے کہ بعض صورتوں میں عدالت کے لئے یہ تصفیہ ناگزیر ہے۔ مثلاً وراثت جائداد، منصب کسی خانقاہ کی سجادہ نشینی، کسی مذہبی ادارے کی سربراہی یا پاکستان کے صدارتی انتخابات کی امیدواری کا سوال ہو وغیرہ۔ تو عدالت کو یہ تعین کرنا ہوگا کہ قادیانی (مرزائی) مسلمان ہیں یا نہیں؟۔

جہاں تک ہماری عدالتوں کے دائرہ اختیار کا تعلق ہے۔ اس کی تشریح تو عدالت عالیہ ہی بہتر کر سکتی ہے لیکن جہاں تک شریعت اسلامیہ کے فیصلے کا سوال ہے۔ اس کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام اور کفر کی لائنیں اپنے نقطہ آغاز ہی سے جدا ہو جاتی ہیں۔ ہماری شریعت میں ایک لمحے کے لئے نہ کسی مسلمان سے غیر مسلم کا سا سلوک کیا جا سکتا ہے۔ نہ کسی غیر مسلم کو مسلمان کے حقوق دیئے جا سکتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

کوئی غیر مسلم[1] اسلام دوست ہو وہ مسلمانوں کی دوستی اور موالات کا مستحق نہیں۔ وہ مر جائے تو اسلامی طریقہ کے مطابق اس کا کفن دفن اور جنازہ جائز نہیں۔ وہ کسی عزت اکرام کا مستحق نہیں۔ وہ کسی مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ نہ مسلمان اس کا وارث ہو سکتا ہے۔ وہ اسلامی عدالت کا جج نہیں بن سکتا۔ نہ اسلامی آئین کی تدوین میں اسے شریک کیا جا سکتا ہے۔ نہ اسے کسی کلیدی آسامی پر مسلط کیا جا سکتا ہے۔ نہ وہ مسلمانوں کے کسی مذہبی ادارے کا متولی بن سکتا ہے۔ نہ کسی مسلمان عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔ نہ کسی مسلمان لڑکی کا ولی بن کر اس کا نکاح کرا سکتا ہے۔ نہ کسی مسلمان یتیم بچے کا متولی ہو سکتا ہے۔ وغیر ذالک

ظاہر ہے کہ یہ وہ احکام ہیں جن کی قدم قدم پر ضرورت واقع ہوگی۔ وہ ایک مسلمان کو خدا اور رسول کے حکم کے مطابق ان احکام کا ہر جگہ خیال رکھنا ہوگا۔ اس لئے ایک مسلمان کے لئے یہ تعین ہر وقت ضروری ہے کہ فلاں شخص اپنے نظریات وعقائد کے ساتھ مسلمان ہے یا نہیں؟۔

اور یہ تو تھا عام غیر مسلموں کا حکم ہے۔ مرتد کی نوعیت اس سے زیادہ سنگین ہے۔ اسلام لانے کے بعد اس سے پھر جانا یا اسلام کے کسی قطعی حکم کا انکار کر دینا یا ضروریات دین کو توڑ موڑ کر من گھڑت معنی پہنانا شروع کر دینا، شریعت کے کسی حکم کو بطور تمسخر کا نشانہ بنانا ارتداد کہلاتا ہے۔ ارتداد اسلام کی نظر میں کفر اور شرک سے بھی بڑھ کر انتہائی درجے کا سنگین جرم ہے۔ اسلام نے جرائم کی جو فہرست مرتب کی ہے ان میں صرف تین جرائم ایسے ہیں جن کے لئے سزائے موت تجویز کی ہے۔

معاشرتی جرائم میں قتل عمد سب سے بڑا جرم ہے اور سزائے موت کا موجب ہے۔ اخلاقی جرائم میں زنا سب سے گھناؤنی چیز ہے اور اس کے لئے رجم (سنگساری) کی سزا ہے اور نظریاتی جرائم میں ارتداد کفر و طغیان کی آخری حد ہے اور اس کے لئے سزائے موت کا حکم ہے۔

---

[1] غیر مسلم سے مراد یہاں وہ تمام لوگ ہیں۔ جنہوں نے تعلیمات نبوی کی تصدیق کے مطابق اسلام قبول نہیں کیا۔ ایسے لوگ خواہ اپنے آپ کو ہزار بار مسلمان کہیں لیکن جب تک وہ اپنے غلط نظریات سے توبہ کر کے سیدھے طریقے سے اسلام کو قبول نہیں کر لیتے شریعت کی نظر میں وہ مسلمان نہیں۔ نہ ان سے مسلمانوں کا معاملہ جائز ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "من بدل دینه فاقتلوه" "جو شخص بھی اپنے دین کو بدل کر مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔" (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲۳ باب لا یعذب بعذاب اللہ)

یہی وجہ ہے کہ اسلام صلح و جزیہ کے قرار داد پر کفر و شرک سے تو مصالحت کر سکتا ہے۔ لیکن ارتداد سے مصالحت کرنے کے لئے کسی قیمت پر آمادہ نہیں۔ مرتد کے بارے میں اس کا فیصلہ یہ ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جائے۔ اس کے شبہات کے ازالے کی کوشش کی جائے، اگر وہ اسلام کی طرف پلٹ آئے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی۔ ورنہ اس پر ارتداد کی سزا جاری کر دی جائے گی۔[۱] مرتد کو مہلت کے ان تین دنوں میں بھی آزاد نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ نظر بند رکھا جائے گا اور اس سے مکمل معاشرتی مقاطعہ (بائیکاٹ) ضروری ہوگا اور اسے آزادانہ تصرفات کی اجازت نہیں ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ جس شخص کا کفر یا ارتداد معروف ہو شریعت اسلامیہ کے منشاء اس کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے بھی مسلمانوں کا رابطہ نہیں رہ سکتا۔ اسے مسلمانوں کی جماعت میں گھسنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے۔ بلکہ اسے اسلامی برادری کے حقوق سے قطع تعلق کر کے الگ کر دیا جا سکتا ہے۔

نکتہ سوم: قادیانی کافر و مرتد ہیں اس کے وجوہ و اسباب

فاضل جج نے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اجماع امت سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروؤں کے عقائد و نظریات ان کی کتابوں سے پیش کئے ہیں اور جن وجوہ سے عدالت نے مرزائیوں کے ارتداد کا فیصلہ کیا ہے ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱ مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کے اسلامی عقیدے سے انحراف کیا ہے۔

۲ انہوں نے بہت سے مقامات پر نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

۱۔ امام شافعی اور دوسرے آئمہ کے نزدیک مرتد مرد یا عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ صرف مرد کا حکم ہے۔ عورت کے لئے حبس دوام کا حکم ہے۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے۔

۳ مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سی ایسی باتیں کہی ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کا ذکر ہے جو اپنی ذات پر چسپاں کر کے توہین کی ہے۔

۴ مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

۵ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب پر حملہ کیا ہے اور ان کی دادیوں اور نانیوں کے خلاف نہایت گستاخانہ زبان استعمال کی ہے۔

۶ مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت ﷺ اور ان کے صحابہ کے بارے میں توہین آمیز کلمات کہے ہیں۔

۷ انہوں نے اپنے لئے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

۸ انہوں نے قرآن مجید کی آیت جہاد کو منسوخ کیا ہے۔

۹ مرزا غلام احمد قادیانی نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اسلامی عقیدہ کا انکار کیا ہے اور اس کی من مانی تاویلیں کی ہیں۔

۱۰ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان تمام مسلمانوں کو جو ان پر ایمان نہیں لائے کافر قرار دیا ہے۔

۱۱ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پیروؤں کو مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔

۱۲ انہوں نے مرزائیوں کو مسلمانوں کے نماز جنازہ پڑھنے سے منع کیا ہے۔

۱۳ مرزا غلام احمد قادیانی نے مرزائیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے نکاح میں اپنی بیٹیاں نہ دیں۔ کیونکہ وہ کافر ہیں۔

۱۴ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ایک خواب کے حوالے سے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور آسمانوں کی تخلیق کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

۱۵ مرزا محمود نے الفضل (۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء) میں دعویٰ کیا ہے کہ ہر شخص بڑے سے بڑا مرتبہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

۱۶ مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کا وہی مرتبہ ہے جو صحابہ رسول ﷺ کا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۷۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت پر ظلی و بروزی کا پردہ ڈالا ہے اور یہ بقول علامہ اقبال مجوسیوں کا عقیدہ ہے۔

۱۸۔ انہوں نے تنسیخ جہاد کا دعویٰ کیا ہے۔ (فیصلہ جیمس آباد، ص ۲۶،۲۷)

فاضل جج نے مرزائی لٹریچر کے ان اقتباسات سے جو مشتے نمونہ از خروارے کا مصداق ہیں۔ یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروؤں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ فاضل جج نے اس فیصلے میں جو ریمارکس دیئے ہیں۔ ان کے چند اقتباس ملاحظہ ہوں۔

موصوف لکھتے ہیں کہ ''قرآن پاک اور رسول اکرم ﷺ کے متعدد واضح ارشادات کے بعد یہ جان کر حیرت ہوتی ہے کہ مدعا علیہ (مرزائی) نے خود کو نعوذ باللہ پیغمبروں کی صف میں کھڑا کیا ہے اور اس کے مرشد مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنے پیغمبر اور نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔'' (ایضاً ص ۳۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ''مدعا علیہ اور مرزا غلام احمد قادیانی دونوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک بالکل مختلف تصور پیش کیا ہے۔ جو مسلمانوں کے مسلمہ عقیدہ سے متصادم ہے اور قرآن پاک کی تعلیمات سے متصادم ہے۔'' (ایضاً ص ۳۲)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ''لیکن عدالت پورے احترام کے ساتھ میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہے کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں نہ صرف یہ کہ بنیادی اور نظریاتی اختلاف موجود ہے۔ بلکہ ان میں عقیدے اور اعلان نبوت کے بارے میں بھی اختلافات موجود ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا نزول، قرآن پاک کی آیات کو منسوخ کرنا میری رائے میں کسی شخص کو بھی مرتد قرار دینے کے لئے کافی ہیں۔'' (ایضاً ص ۳۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ''رسول پاک ﷺ کی اس سے زیادہ اور کوئی توہین نہیں ہوسکتی کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسا شخص یا مدعا علیہ یا کوئی اور خود کو پیغمبران کرام علیہم السلام کی صف میں کھڑا کرنے کی جسارت کرے۔ کوئی مسلمان کسی شخص کی طرف سے ایسا دعویٰ برداشت نہیں کرسکتا۔ نہ قرآن و حدیث سے اس طرح کے دعوے کی تائید لائی جاسکتی ہے۔'' (ایضاً ص ۳۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی نے واضح طور پر قرآن پاک کی

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ بلکہ کسی کو دوسرے کا فر اور مرتد قرار دینا نکلتا ہے۔ (ایضاً ص ۳۰۰)

قادیانی مسئلہ میں فاضل عدالت کا فیصلہ اتنا واضح ہے کہ اس پر کسی اضافی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ فیصلہ جو قرآن مجید احادیث نبویہ اور اجماع امت کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ پوری ملت اسلامیہ کے احساسات و اعتقادات کی ٹھیک ٹھیک ترجمانی ہے۔ اس فیصلہ کا اطلاق جس طرح قادیانی مرزائیوں پر ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح لاہوری مرزائیوں کے موقف کو بھی واضح کر دیتا ہے۔

بعض ناواقف اور جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کی قادیانی پارٹی تو بلاشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتی ہے۔ لیکن لاہوری پارٹی مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتی۔ اس لئے انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا مشکل ہے۔ یہ موقف شریعت اسلامیہ اور لاہوری پارٹی دونوں کی حقیقت سے بیک وقت جہالت اور ناواقفی کی دلیل ہے۔

اولاً: لاہوری پارٹی جس کی قیادت مسٹر محمد علی (مرید مرزا غلام احمد قادیانی) کے ہاتھ میں تھی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کے زمانہ تک ٹھیک ان عقائد و نظریات کی حامل تھی جو دوسرے قادیانیوں کے ہیں۔ مسٹر محمد علی اور ان کے ساتھیوں کی اس وقت کی تحریریں شاہد ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے تھے اور اس کا برملا اعلان کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین سے ذاتی اور سیاسی اختلافات کی بناء پر انہوں نے اپنی الگ پارٹی بنائی اور یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں تھے۔ بلکہ مجدد اعظم تھے۔ پھر مجدد بھی مان کر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے ان کو افضل مانتے ہیں۔ اب جب تک یہ پارٹی اپنے سابق موقف سے برأت کا اظہار کرتے ہوئے تجدید اسلام کا اعلان نہیں کرتی اسے مسلمان تصور نہیں کیا جا سکتا۔ فقہاء نے امت کی تصریح کے مطابق کسی مرتد کا اسلام اسی وقت معتبر ہوگا جب کہ وہ اپنے سابق نظریات سے مکمل برأت کا اعلان کرے۔

ثانیاً: لاہوری پارٹی اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بظاہر نبی نہیں مانتی۔ لیکن انہیں مسیح موعود اور مہدی موعود کے خطاب سے مشرف کرتی ہے۔ مسیح موعود کا خطاب نبوت ہی کی ایک تعبیر ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی جیسے لوگوں کو مسیح موعود کہنا یقیناً کفر ہے۔

ثالثاً: جیسا کہ فاضل عدالت نے لکھا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹا دعوائے نبوت

www.besturdubooks.wordpress.com

احمدیوں کو بھی صرف اسی لئے اسلام کا ایک فرقہ تسلیم کر لیں کہ انہوں نے اپنے اوپر احمدی مسلم کا لیبل لگا رکھا ہے۔ (فیصلہ شمس آباد اردو ص ۲۰۰ طبع مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

فاضل جج کا یہ ریمارک اور علامہ اقبال کا اس وقت کی برٹش گورنمنٹ کو مشورہ دینا کہ وہ مرزائی امت کو مسلمانوں سے ایک الگ اور جداگانہ اقلیت قرار دے، دراصل ان عقائد و نظریات اور طرز عمل کا فطری اور منطقی نتیجہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت نے اختیار کیا۔ جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ انہوں نے اسلام کے قطعی اور مسلمہ عقیدہ ختم نبوت پر تاویل و تحریف کی ضرب لگا کر اپنے دعوئے نبوت کے لئے راستہ پیدا کیا۔ پھر قرآن مجید کی بے شمار آیات کی تحریف کر کے منصب نبوت پر سرفراز ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نئی نبوت کے نتیجہ میں ان تمام مسلمانوں کو جو اس نئی نبوت پر ایمان نہیں لائے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور ان سے تمام مذہبی و معاشرتی تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کیا اور پھر یہ خلیج وسیع ہی ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ اس وقت سے آج تک مرزائی امت عملی طور پر بھی مذہب و معاشرت میں مسلمانوں سے کٹی ہوئی ہے۔

جب کہ مرزائی امت کے بقول: ”ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔“ (الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء بحوالہ مرزائیوں کی ... ص ۲۰۹)

”یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے ہمیں اختلاف ہے۔“

(الفضل قادیان ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء ج ۱۹ نمبر ۱۳، تقریر مرزا محمود)

ان کا اور مسلمانوں کا جب ہر چیز میں اختلاف ہے، مذہب ان کا الگ، نبی ان کا الگ، نماز روزہ ان کا الگ، عقائد ان کے الگ، معاشرت ان کی الگ، تو آخر یہ وجہ ہے کہ سیاسی طور پر ان کی مردم شماری مسلمانوں سے الگ نہ کی جائے اور ان کو مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت قرار نہ دیا جائے۔

علامہ اقبال نے برٹش گورنمنٹ کو یہ حقیقت پسندانہ مشورہ دیا تھا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت قرار دے۔ مگر برٹش گورنمنٹ کا منشا اس کے برعکس قادیانیوں کو

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں میں منتقل نہ کر سکیں۔ دسیسہ کاریوں کا موقع دیا جائے۔ کیونکہ بقول فاضل جج

''مرزا غلام احمد قادیانی نے محض اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں میں تشتت و افتراق پھیلانے کا گھناؤنا منصب حاصل کرلیا تھا۔'' (ایضاً ص ۳۲)

اس لئے انگریز کسی قیمت پر بھی اپنے اس بنے بنائے کھیل کو بگاڑنے پر آمادہ نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اب جبکہ انگریز کو رخصت ہوئے ربع صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔ پاکستان کی مسلمان حکومت سے کیوں توقع نہ رکھی جائے کہ وہ مرزائی امت کو مسلمانوں سے ایک الگ ملت قرار دے۔ ہماری مسلمان حکومت کو مسلمانوں اور مرزائیوں میں کون سی چیز قدر مشترک نظر آتی ہے؟ اور ملک و ملت کی وہ کون سی مصلحت ہے جس کی بنا پر مرزائیوں کے مسلمان ہونے پر اصرار کیا جائے؟ اور ملت اسلامیہ کا یہ معقول مطالبہ تسلیم نہ کیا جائے؟ خدا اور رسول کا وہ کون سا حکم ہے جو ہمیں مجبور کر رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے باغیوں کو ہم اپنی سر آنکھوں پر بٹھائیں؟ حقائق مفروضات کے تابع نہیں ہوتے۔ کوئی مانے نہ مانے مگر وہ اپنا وجود منوا کر چھوڑتے ہیں۔ مرزائی مسلمانوں سے ایک الگ امت ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ آفتاب نصف النہار کا انکار کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کا انکار ممکن نہیں۔ ملت اسلامیہ کے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی امت ﷺ کے مقابل ایک اور نبی کا کھڑا کیا جائے اور پھر اس پر اصرار کیا جائے کہ ہم انہیں مسلمان بھی کہیں۔

نکتہ پنجم... قادیانیوں کے غیر مسلم قرار پانے کے نتائج

فاضل عدالت نے قادیانی مدعا علیہ کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے جو آخری نتیجہ قلمبند کیا ہے وہ یہ ہے کہ: ''اندریں حالات میں قرار دیتا ہوں کہ اس مقدمے کے فریقین کے درمیان شادی اسلامی شادی نہیں۔ بلکہ یہ سترہ سال کی ایک مسلمان لڑکی کی ساٹھ سال کے ایک غیر مسلم کے ساتھ شادی ہے۔ لہٰذا یہ شادی غیر قانونی اور غیر موثر ہے۔'' (ایضاً ص ۳۳)

مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدعیہ جو ایک مسلمان عورت ہے اس کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ جس نے شادی کے وقت خود بنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے اور اس طرح جو غیر مسلم قرار پایا ہے۔ غیر موثر ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں۔'' (ایضاً ص ۳۳)

عدالت کے زیرغور چونکہ صرف تنسیخ نکاح کا مقدمہ تھا اس لئے فاضل عدالت نے

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک قادیانی کو غیر مسلم (مرتد) قرار دیتے ہوئے اس کے ساتھ مسلمان لڑکی کے نکاح کو غیر منعقد قرار دیا۔ مگر اسی فیصلہ کی روشنی میں مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ:

الف۔ قادیانی چونکہ غیر مسلم (مرتد) ہیں۔ اس لئے انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

ب۔ انہیں کلیدی آسامیوں پر فائز کر کے مسلمانوں کے سر پر مسلط نہ کیا جائے۔

ج۔ انہیں ایک مسلمان کی حیثیت سے سیاسی حقوق سے متمتع ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔

د۔ انہیں تبلیغ اسلام کے ڈھونگ سے غیر ممالک میں مرزائیت پھیلانے کے لئے زر مبادلہ نہ دیا جائے۔

ہ۔ انہیں آئندہ مسلمانوں کو گمراہ اور مرتد کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

و۔ انہیں اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ وہ مسلمانوں کے بھیس میں حج کو جائیں اور مکہ، مدینہ اور مقامات مقدسہ کو اپنے قدموں سے ملوث کریں۔

آخر میں ایک بات ہم مسلمانوں سے بھی کہنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے عقائد و نظریات سے تمام مسلمان باخبر ہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ پنجاب کے بعض وکیل اور سیاست دان مرزائیوں کی پیروی اور حمایت کر رہے ہیں۔ تمام مسلمانوں کی دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ کسی ایسے سیاسی لیڈر اور بیرسٹر کو منہ نہ لگائیں جو مرزائیوں کی حمایت کے لئے کھڑا ہو اور نہ اس قسم کے شخص کو ووٹ دیں۔ رضا بالکفر کفر ہے۔ جو دل سے اس کفر کی تائید کرے اور دنیوی منافع کے لئے اس کو مسلمان ثابت کرے ایسا شخص خود اسلام کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں مسلمان حق بجانب ہوں گے کہ یہ اعلان کریں کہ اس قسم کے وکلاء کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ صفوۃ البریۃ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین!

(شعبان ۱۳۹۰ھ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

www.besturdubooks.wordpress.com

مجلس تحفظ ختم نبوت کے تین امراء کی وفیات پر تعزیتی شذرات

☆ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

☆ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

☆ حضرت مولانا لال حسینؒ اختر

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت مولانا محمد علی جالندھری

۲۲ صفر ۱۳۹۱ھ ۱۹/ اپریل ۱۹۷۱ء بروز بدھ علمی و دینی دنیا کو ایک عظیم سانحہ پیش آیا۔ اس دن ظہر کے بعد چار بجے فون پر اطلاع ملی کہ حضرت مولانا محمد علی جالندھری ۲ بج کر تیس منٹ پر ملتان میں واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا جالندھری مرحوم دور حاضر کے علماء دین میں بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ عالم، عاقل، مدبر، نڈر، مجاہد، جفاکش، متواضع، باوقار اور انتھک جدوجہد کرنے والے انسان تھے۔ ان تمام علمی و دینی کمالات کے ساتھ نہایت منکسر المزاج اور خوش طبع۔ لیکن بے مثل مقرر اور پرجوش خطیب تھے۔ جب کسی جلسہ گاہ کے اسٹیج پر تقریر شروع کرتے تو علوم بہتے کہ خاموش سمندر میں موجوں میں یکا یک ابال کا عالم شروع ہو گیا۔ تقریر نہایت مدلل و موثر ہوتی۔ موضوع سے باہر کبھی نہ جاتے۔ مخاطبین و سامعین کو سمجھانے کی فوق العادہ قوت حق تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ ٹھوس علمی مسائل کی تشریح اور مثالوں سے ذہن نشین کرانے میں اپنے عصر میں بے نظیر تھے۔ اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے جانثار، رد قادیانیت کے امام، اور رفض و تشیع اور بدعت و الحاد کی تردید میں یکتا تھے۔ چار چار گھنٹے بے تکان بولتے تھے اور عوام و خواص میں یکساں مقبول تھے۔

مرحوم نے نصف صدی سے زیادہ بیش بہا دینی علمی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔ عرصہ دراز تک امام الخطباء حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق کار رہے اور اس سے پہلے عرصہ تک حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے خیر المدارس میں مسند مدرست رہے۔ ملتان میں مرکزی دفتر ختم نبوت کی ایک لاکھ کی شاندار عمارت یادگار چھوڑی جو دعوت و ارشاد کا مرکز اور مبلغین ختم نبوت کی تربیت گاہ ہے۔ اس کے علاوہ مغربی پاکستان میں ختم نبوت کے مراکز قائم کئے ادارات میں بہترین ٹیلیفون اور مبلغین کا انتظام کیا۔

مولانا مرحوم دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فارغ التحصیل امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے اور حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ یاد پڑتا ہے کہ تیس سال قبل لاہور کی ایک کانفرنس میں جو جناب محمود خان لغاری کی کوشش سے ہوئی تھی مولانا مرحوم کی تقریر پہلی بار سنی اور وہیں حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی کی تقریر سنی تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تحریک ختم نبوت اور

اس کے بعد قادیانی فتنہ کی صورت حال

☆ مسئلہ ختم نبوت اور پاکستان

☆ حادثہ ربوہ

☆ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ

☆ قادیانیت کے خلاف اہل پاکستان کا شدید ردعمل

☆ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا طریق کار

☆ کامیابی پر سپاس تشکر

☆ دورہ انگلستان

☆ قادیانیوں کا غیر مسلم لکھوانے سے انکار

☆ قادیانیوں کی پاکستان کے خلاف سازشیں

☆ قادیانیت اور عالم اسلام

☆ انٹرویو

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری

www.besturdubooks.wordpress.com

عقیدۂ ختم نبوت کو تسلیم کئے بغیر پاکستان قائم نہیں رہ سکتا

کی نمائندگی بھی دیں چھوڑ کر انہیں اپنی جگہ سے ہٹا دیا، اور یہ توقع رکھنا کہ بھارت جیسی حکومت قائم رہے گی ایک بچگانہ حرکت ہے۔ ملت اسلامیہ کا شیرازہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی سے قائم ہے اور یہی وجود پاکستان کا سنگ بنیاد ہے۔ جو شخص اس سے انحراف کرتا ہے اسے منہدم کرتا ہے۔ وہ اسلام، ملت اسلامیہ اور پاکستان تینوں سے غداری کا مرتکب ہے۔ ایک ایسے شخص سے جو ملک و ملت کی جڑوں پر تیشہ چلا رہا ہو، کسی مفید تعمیری خدمت کی توقع رکھنا خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے۔ جو شخص رحمت عالم ﷺ کا وفادار نہ ہو وہ ملک و ملت کا وفادار نہیں ہو سکتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ملت اسلامیہ کا اجتماعی ضمیر کبھی یہ برداشت نہیں کر سکا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور شخص کو محمد رسول اللہ ﷺ اور رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے کھڑا کیا جائے اور اس کے لئے وہ تمام حقوق، مناصب اور آداب و القاب تجویز کئے جائیں، جو مسلمانوں نے مرکز عقیدت ﷺ کے ساتھ مختص ہیں۔ یہ بھی اصرار کیا جائے کہ وہ مسلمان ہے، ملک و ملت کا وفادار ہے اور مسلمانوں کو اس پر اعتماد کرنا چاہئے۔

ایک ہنگامی حادثہ اور اس کے اثرات

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کا سانحہ قوم کے لئے ایک ہنگامی حادثہ تھا جس نے قوم کو ملی خواب غفلت سے اچانک چونکا دیا۔ جذبات کے سوتے ابل پڑے اور ملک بھر میں اس کا شدید ردعمل رونما ہوا۔ قومی جذبات کو نظم و ضبط کا پابند رکھنے اور انہیں احتجاج کے دائرے میں لانے کے لئے ایک ایکشن کمیٹی کی تشکیل ناگزیر ہوئی جو ملک بھر کی دینی و سیاسی جماعتوں کی نمائندہ ہے۔ یہ بات بڑی خوش آئند و لائق تحسین ہے کہ موجودہ حکومت نے بھی قوم کے دینی جذبات کا احترام کرتے ہوئے ان کے مطالبہ پر ہمدردانہ غور کا وعدہ کیا ہے اور اس کے لئے قومی اسمبلی کی ایک خصوصی کمیٹی تجویز کر دی گئی۔ توقع ہے کہ ان سطور کی اشاعت تک کمیٹی کے غور و فکر کا کوئی واضح نتیجہ سامنے آ چکا ہو گا۔ کمیٹی کی کارروائی کے پیش نظر ملک میں قومی سطح کے بڑے جلسے جلوس پر پابندی عائد ہے۔ اس لئے ہم بھی اس مسئلہ کے اعتقادی، مذہبی، سماجی، معاشرتی، سیاسی و اقتصادی پہلوؤں سے تعرض نہیں کرتے۔ البتہ تمام اہل وطن سے اپیل کرتے ہیں کہ یہ بہت نازک وقت ہے۔ پوری قوم کے امتحان کا موقع ہے۔ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ نظم و ضبط کو برقرار رکھیں اور ملک میں امن و امان کا مسئلہ ہرگز پیدا نہ ہونے دیں۔ بلکہ جائز حدود کے اندر رہتے

www.besturdubooks.wordpress.com

ہوئے اپنی آواز متعلقہ افراد تک مسلسل پہنچاتے رہیں۔ تاآنکہ مسئلہ کے اطمینان بخش حل کی صورت نکل آئے۔

ملک و ملت کے بدخواہ قادیانی اس موقع پر نہ صرف خفیہ ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ بلکہ اس کوشش میں بھی ہیں کہ اشتعال انگیزی کے ذریعے حالات مخدوش کر دیئے جائیں۔ مختلف ذرائع سے مطبوعہ لٹریچر مسلمانوں کے گھروں تک پہنچایا جا رہا ہے۔ گذشتہ دنوں لاکھوں روپے کے بڑے بڑے اشتہار تقریباً تمام اخبارات میں مسلسل کئی دن تک شائع ہوتے رہے۔ جن کا مقصد اشتعال دلانے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ کس دماغ کی اختراع تھے۔ ان کے لئے سرمایہ کس نے مہیا کیا اور جس انجمن کا فرضی نام غلط طور پر استعمال کیا گیا۔ ہم اس کے ارکان سے بھی متعارف ہیں۔ بہرحال ہماری اپیل یہی ہے کہ مسلمانوں کو پرامن رہنا چاہئے۔

غیر مسلموں سے مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ)

ان دنوں یہ شرعی مسئلہ خاص طور سے زیر بحث ہے اور اس سلسلہ میں بار بار سوال کیا جاتا ہے کہ کیا کسی غیر مسلم سے مقاطعہ جائز ہے؟۔ یہاں اس پر مفصل بحث کی گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ کسی کافر سے موالات اور دوستی کا برتاؤ تو کسی حال میں بھی جائز نہیں۔ نہ انہیں اپنے مشوروں میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ نہ ملک کی پالیسیوں میں انہیں دخیل بنایا جا سکتا ہے۔ نہ کسی کافر کو کسی کلیدی اسامی پر فائز کیا جا سکتا ہے۔ رہا لین دین اور میل جول کا سوال؟ تو کافر اگر حربی و باغی ہو۔ مسلمانوں کے مقابلے میں برسر پیکار ہو اور اس سے لین دین کا معاملہ مسلمانوں کے حق میں مضر ہو تو اس سے ہر قسم کے تعلقات ختم کر لینا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ آنحضرت ﷺ کا قریش کی ناکہ بندی کرنا سیرت نبوی کا معروف واقعہ ہے۔ اسی طرح حضرت ثمامہؓ بن اثال کا واقعہ بھی مشہور ہے کہ انہوں نے کافروں کی رسد روک کر ان کا ناطقہ بند کر دیا تھا اور جب تک کافروں نے بارگاہ اقدس ﷺ میں حاضر ہو کر معذرت اور منت و سماجت نہیں کی ان کی رسد بحال نہیں ہوئی۔ قرآن کریم میں اجمالاً اور بخاری شریف میں تفصیلاً حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے رفقاء کے مقاطعہ کا عبرت آموز قصہ بھی موجود ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ بعض موقعوں پر تادیب اور سرزنش کے لئے بعض اوقات ایک مسلمان سے بھی مقاطعہ صحیح ہے۔ یہ تو کفار ہیں اور بعض اوقات مسلمانوں سے مقاطعہ کا مسئلہ تھا اور جو شخص دین اسلام سے العیاذ باللہ منحرف ہو کر مرتد ہو گیا ہو اس کے ساتھ تو کسی نوع کا بھی تعلق قطعاً جائز نہیں۔ یوں بھی اسلامی غیرت اس کو برداشت نہیں کر سکتی کہ باغیان اسلام کے ساتھ کسی قسم کا رابطہ رکھا جائے۔ ایسے موقعوں پر عموماً انسانی ہمدردی اور

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ وہ خنجر تھا جو انگریز نے مسلمانوں کے سینے میں ایسا گھونپا کہ اس کا نکالنا مشکل ہو گیا۔

ربوہ ایک نیا قادیان

پاکستان میں ایک نیا قادیان بسانے کے لئے ایک مخصوص خطہ ربوہ کے نام سے پاکستان میں حاصل کیا گیا اور اس کے لئے اس وقت کے انگریز گورنر پنجاب نے خاص کارنامہ انجام دیا کہ پاکستان کے قلب میں ایک وسیع خطہ قادیانی ریاست کے لئے مخصوص کر دیا اور ربوہ کے قادیانیوں کو ایسی آزادی دی گئی کہ گویا پاکستان کی حکومت وہاں نہیں تھی۔ گویا پنجاب میں اس کو ایک آزاد ریاست کی حیثیت حاصل تھی۔ جسے ریاست در ریاست کہنا صحیح ہوگا۔ تبلیغ اسلام کے نام پر ہر سال لاکھوں روپے بطور چندہ وصول کرتے رہے جس کے ذریعہ مشرقی افریقی ممالک میں وسیع پیمانے پر مرزائیوں نے اپنے تبلیغی مشن بھیجے اور ارتداد کا جال پھیلایا۔ یہاں تک کہ اسرائیل کی یہودی حکومت سے حکومت پاکستان کا کوئی تعلق اور رابطہ نہیں تھا۔ مگر مرزائیوں نے ان کے مرکز تل ابیب اور حیفہ میں مراکز قائم کئے اور اس طرح برطانیہ کا خود کاشتہ پودا نہ صرف پاکستان میں بلکہ تمام اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں بھی ایک تن آور درخت بن گیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ سکندر مرزا اور ایوب کی غفلتوں یا غداری کی وجہ سے پاکستان کے کلیدی مناصب پر مرزائی چھا گئے۔ اس طرح مٹھی بھر مرزائی پاکستان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ حکومت نے محکمہ اوقاف کے ذریعے سے مسلمانوں کے تمام اوقاف وقف ایکٹ کے ماتحت قبضہ میں لے لئے۔ لیکن قادیانی مرزائیوں کے اوقاف کو ہاتھ نہیں لگایا گیا جس کے ذریعہ صرف ان کی مالی حیثیت اور قوی ہوگئی۔ بلکہ ان میں خود مختار ریاست کا تصور شدت سے ابھرا۔ علاوہ اس کے بین الاقوامی سطح پر دشمنان اسلام اسرائیل و برطانیہ وغیرہ کی جانب سے ان کی جو خفیہ اعانت ہوتی رہی اور سر ظفر اللہ نے تین سالہ زندگی میں اقوام متحدہ کی نمائندگی کے دوران باہر کی دنیا میں مرزائیت کی جڑوں کو جو مضبوط کیا وہ اس پر مستزاد ہے۔ جس سے مرزائیوں کو اپنی بین الاقوامی پوزیشن کے مضبوط ہونے کا گھمنڈ ہونے لگا۔ الغرض ان متعدد عوامل کے تحت یہ فتنہ روز بروز قوی تر ہوتا گیا۔ جس کی تفصیلات حیرت ناک بھی ہیں اور دردناک بھی۔

تحریک ختم نبوت

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی۔ لیکن افسوس اور صد افسوس کہ خواجہ ناظم الدین جیسے دیندار اور عالی نمازی کے زمانے میں مسلمانوں کی یہ مقدس تحریک سیاست کی بھینٹ چڑھ گئی۔ سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں کی خونریزی ہوئی۔ ان کی لاشوں کو نذر آتش کیا گیا۔ دریائے راوی

www.besturdubooks.wordpress.com

کافروں کے سپرد کر دیا گیا۔ مسلمانوں پر وہ مظالم ڈھائے گئے جو رنجیت سنگھ کے زمانے میں بھی نہیں ہوئے تھے اور اس طرح مسلمان حکمرانوں کے ذریعے مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور تحریک کو کچل کر رکھ دیا گیا۔ لیکن ان شہدائے ختم نبوت کی روحیں تڑپتی ہوئی بارگاہ الٰہی میں پہنچیں اور وہاں سے رحمت الٰہی کے دروازے کھٹکھٹائے۔ آخر ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور انجام وہی ہوا جس کی ضرورت تھی اور اگر روز اول سے یہ صورت اختیار کی جاتی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کا قصہ پاک کر دیا جاتا تو یہ خونچکاں صورت حال پیدا نہ ہوتی۔

حادثہ ربوہ اور اس کے نتائج

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور حالات نے نازک صورت اختیار کی۔ مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھے اور حکومت نے بروقت کچھ قدم نہیں اٹھائے۔ ۳ جون ۱۹۷۴ء کو چنیوٹ میں علماء کرام اور مختلف فرقوں کا نمائندہ اجتماع ہوا۔ اس کو بھی ناکام بنانے کے لئے تین مندوبین مولانا مفتی زین العابدین، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف اور مولانا تاج محمود لائل پوری کو ریلوے اسٹیشن پر روک کر ٹرین سے اتار لیا گیا۔ ۳ جون کے اجتماع کو ناکافی سمجھ کر ۹ جون کو راقم الحروف کی طرف سے لاہور میں اجتماع رکھا گیا اور تمام اسلامی فرقوں اور جماعتوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور جماعتیں دیوبندی، بریلوی، اہل سنت، شیعہ، اہلحدیث، مسلم لیگ، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جماعت اسلامی، احرار وغیرہ وغیرہ شریک ہوئیں۔ تیس (۳۰) جماعتوں کا نمائندہ اجتماع ہوا اور راقم الحروف نے مختصر سی تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔ یہ اجتماع ختم نبوت کے مسئلہ پر ہے۔ اس کا دائرہ اور تحریک محض دینی رہے گی۔ سیاسی آمیزش سے اس کا دامن پاک رہنا چاہئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دینی ہی ہوگا اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔

تحریک ختم نبوت کا طریق کار

ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پر امن ہوگا اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اگر کوئی مزاحمت ہوئی، تکلیف پیش آئی تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا اور صبر کرنا ہوگا۔ مظلوم بن کر رہنا ہوگا اور ہمارے مد مقابل صرف مرزائی امت ہوگی۔ حکومت نہ ہوگی۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے۔ اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

کے بعد مولانا مفتی محمود نے تائیدی تقریر فرمائی۔ پھر جناب نوابزادہ نصر اللہ خان اور دیگر مختلف نمائندوں نے تقریریں کیں۔ تحریک کو نظم وضبط کے تحت رکھنے کے لئے ایک مجلس عمل وجود میں آئی اور راقم الحروف کو عارضی طور پر اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ میری آرزو اور خواہش یہی تھی کہ آئندہ اجتماع میں مجھے اس بوجھ سے سبکدوش کر دیا جائے گا۔ پریس کانفرنس کی گئی اور ۱۴ جون ۱۹۷۴ء کو ملک میں مکمل ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ امت مرزائیہ سے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس دوران وزیر اعظم بالقصد مذاکرات لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ مجلس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر وزیر اعظم کی جانب سے ملاقات اور مذاکرات کی دعوت دی گئی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اسے قبول کر لینا چاہئے کہ شاید افہام وتفہیم سے کوئی راستہ نکل آئے۔

۱۸ جون ۱۹۷۴ء کو وزیر اعظم بھٹو نے مجھے ملاقات کے لئے بلایا اور بعد میں مجلس عمل کے دیگر افراد کو یکے بعد دیگرے فرداً فرداً بلایا۔ راقم الحروف نے بہت صفائی اور سادگی کے ساتھ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں جو کچھ کہا اس کا حاصل یہ تھا کہ:

’’قادیانی مسئلہ بلاشبہ پاکستان کے روز اول سے موجود ہے۔ پہلی غلطی اس وقت ہوئی جب ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ شہید ملت (خان لیاقت علی خان مرحوم) کو اس خطرناک غلطی کا احساس ہوا اور انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا عزم کر لیا تھا۔ لیکن افسوس کہ وہ شہید کر دیئے گئے اور ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ عزم ہی ان کی شہادت کا سبب ہوا ہو۔ اس وقت جو جرأت مرزائیوں کو ہوئی ہے اگر اس وقت اس کا تدارک نہ کیا گیا اور وہ غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیئے گئے۔ تو مسلمانوں کے جذبات بھڑکیں گے اور ان کی جان ومال کی حفاظت حکومت کے لئے مشکل ہوگی۔ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان کی حیثیت ذمی کی ہوگی اور ان کی جان ومال کی حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی۔ اس طرح ملک میں امن قائم ہو جائے گا۔ میں مانتا ہوں کہ آپ پر خارجی غیر اسلامی حکومتوں کا دباؤ ہوگا۔ لیکن اس کے بالمقابل ان اسلامی ممالک کا تقاضا بھی ہے کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ جن ممالک سے ہمارے اسلامی تعلقات بھی ہیں اور ہر قسم کے مفادات بھی وابستہ ہیں۔ خارجی دنیا میں غیر اسلامی حکومتوں کے بجائے اسلامی ملکوں کو خوش کرنا زیادہ ضروری ہے۔ نیز ایک معمولی سی اقلیت کو خوش کرنے کے لئے اتنی بڑی اکثریت کو غیر مطمئن کرنا دانشمندی نہیں۔ اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل واعتماد کر کے محض اس کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ فرمائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں

www.besturdubooks.wordpress.com

میری خواہش تھی کہ اس نازک ذمہ داری کے لئے کسی اور موزوں شخصیت کو صدارت کے لئے منتخب کر لیا جائے مگر:

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اب کہ مجلس عمل کا مستقل صدر پھر راقم الحروف کو باتفاق حاضرین منتخب کیا گیا۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ پر امن طریقے پر تحریک کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے پوری جدوجہد کی جائے اور قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے۔ اور تحریک کو سول نافرمانی سے ہر قیمت بچایا جائے۔ ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم سے ہر صورت گریز کیا جائے۔ ادھر حکومت نے ملک کے چپے چپے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ پریس پر پابندیاں عائد کر دیں۔ انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کیا چنانچہ سینکڑوں اہل علم اور طلبہ کو گرفتار کیا گیا انہیں ناروا ایذائیں دی گئیں۔ گوجرانوالہ، اوکاڑہ، سرگودھا، فیصل آباد، کھاریاں ضلع گجرات وغیرہ میں دردناک واقعات رونما ہوئے۔ جن کو مظلومانہ صبر کے ساتھ برداشت کیا گیا۔ صرف ایک شہر اوکاڑہ میں ان مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر بارہ دن مکمل اور مسلسل ہڑتال ہوئی۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ ملک بھر میں مجموعی طور پر کتنا ظلم اور اس کے خلاف احتجاج ہوا؟ جگہ جگہ لاٹھی چارج کیا گیا۔ اشک آور گیس کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا گیا۔ مجلس عمل کی تلقین تمام مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں۔ قریباً پورے سو دن تک ان حالات کا مقابلہ کیا گیا۔ اور تمام سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔ جن کی تفصیل کی ان اوراق میں گنجائش نہیں۔

جناب وزیر اعظم بھٹو صاحب مشرقی پاکستان (حال بنگلہ دیش) کے دورے سے جب واپس آئے تو پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس کے سامنے دو قراردادیں پیش کی گئیں۔ کہ اسمبلی بحیثیت خصوصی کمیٹی کے ان پر غور و فکر کرے۔

۱۔ کہ آئین میں مسلمان کی تعریف کی جائے پھر اس کے نتیجے کے طور پر یہ فیصلہ کرنا سپریم کورٹ یا مشاورتی کونسل کا کام ہوگا کہ مرزائی غیر مسلم ہیں یا نہیں۔

۲۔ کہ مرزائیوں کو دستوری حیثیت سے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں ان کا نام درج کیا جائے پہلی قرارداد حزب اقتدار کی جانب سے جناب وزیر قانون نے پیش کی اور دوسری حزب اختلاف کے ارکان نے۔ یہ بھی طے کر دیا گیا کہ کمیٹی کے لئے چالیس اشخاص کا کورم ہوگا۔ ان میں سے ۳۰ ممبر حزب اقتدار کے اور ۱۰ حزب اختلاف کے۔ ۱۰ ز

ملت اسلامیہ نے جس بے مثال اتحاد کا مظاہرہ کیا اور تمام مسلمانوں نے جس عزم واستقلال کے ساتھ تحفظ ناموس رسالت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی خاطر ہر قسم کی گروہ بندیوں سے بالاتر ہو کر ایثار و قربانی کا نمونہ پیش کیا، اس کی تحسین کے لئے الفاظ کا دامن تنگ ہے۔ جن جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ اس میں حصہ لیا وہ اپنا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں پائیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے مستحق ہوں گے۔ حق یہ ہے کہ اس موقع پر ملت اسلامیہ کا ایک ایک فرد مبارکباد کا مستحق ہے۔ اس حادثہ ربوہ کا آغاز عزیز طلبہ پر ظلم و ستم سے ہوا اور انہوں نے ایک طرف تحریک کے لئے قربانیاں پیش کرنے کا عزم کیا اور دوسری طرف اپنے جوش و خروش کو مجلس عمل کی ہدایات کے مطابق بے جا استعمال کرنے سے حتی الوسع پرہیز کیا۔ ورنہ نوجوان طبقہ صبر و تحمل کی تلقین کو مشکل ہی سے سننے کا عادی ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے عزیز طلبہ دوگونہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ اگر ان نوجوانوں کی ہمت و ارادے کے دھارے صحیح رخ پر بہنے لگیں اور ان کی ایسی تربیت ہو کہ وہ بس پاکستان کی پاک سرزمین میں ہر قسم کی گروہ بندیوں اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر محنت کرنے والے بن جائیں، تو اس ملک کا نقشہ ہی بدل جائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

اس موقع پر حزب اختلاف کی جماعتوں کے کردار کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی۔ سیاسی جماعتوں کا مزاج ہی کچھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی مناسب موقع سے سیاسی فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتیں۔ ہماری تحریک بحمد اللہ خالص دینی تھی۔ صرف آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کی ختم نبوت کی آئینی حفاظت اس کا مشن تھا۔ اس لئے جو جماعتیں بھی مجلس عمل میں شامل ہوئیں انہوں نے پوری شدت کے ساتھ اس مقدس تحریک کو سیاسی آلائشوں سے پاک رکھنے کا عزم کیا اور عملی طور پر اس کا پورا پورا مظاہرہ بھی کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

قومی پریس پر سخت پابندیاں عائد تھیں۔ تحریک کی خبروں کی اشاعت یکسر ممنوع تھی۔ اس کے باوجود قومی پریس نے مسلمانوں کی اس تحریک سے حتی الامکان ہمدردی اور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ خصوصیت کے ساتھ نوائے وقت لاہور نے بڑے بصیرت افروز اداریے اور مقالے شائع کئے۔ انصاف یہ ہے کہ دیگر دینی جرائد کے ساتھ نوائے وقت کا اس مقدس تحریک میں بہت بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذمہ دار اصحاب کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس موقع پر عالم اسلام کی ان مایۂ ناز اور برگزیدہ شخصیتوں کا ذکر نہ

www.besturdubooks.wordpress.com

کرنے جنہوں نے اس نازک موقع پر پاکستان کے مسلمانوں سے ہمدردی فرمائی اور ارباب حل وعقد کو اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کیا۔ میں ان کی خدمت میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اس مسرت وشادمانی کے موقع پر ہمیں اپنے ان بزرگوں کی یاد آتی ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اس کے لئے سینہ سپر ہو کر گزار دی۔ حضرت الاستاذ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا لال حسین اختر اور دوسرے بہت سے اکابر نے اپنے وقت میں مرزائی فتنہ کے استیصال کے لئے اپنی ہمتیں صرف فرمائیں، حق تعالیٰ ان کو بہترین اجر عطا فرمائے کہ انہی کی کوششوں نے بشکل آج مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہاں خصوصیت سے علامہ اقبال مرحوم کا تذکرہ ضروری ہے کہ سب سے اول انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ اٹھایا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں اور تحریک کے موجودہ مرحلے میں جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اپنی جان نثار کی اور جام شہادت نوش فرمایا ہم ان کی ارواح طیبہ پر بھی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں رنگ لائیں، اور جس مقصد کے لئے انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تھا بالآخر اللہ تعالیٰ نے وہ مقصد عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بلند درجے عطا فرمائے اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔

آئینِ پاکستان

قوموں کی زندگی میں اس قسم کے تاریخی مواقع بہت کم آتے ہیں۔ اسی لئے جی چاہتا تھا کہ پاکستان کی تاریخ کے اس زرین واقعہ کے آئینی پہلو پر مفصل گفتگو کی جائے، مگر افسوس کہ اس کی فرصت نہیں، مختصراً یہ کہ ۱۹۷۱ء میں سقوط مشرقی پاکستان نے پاکستان کے مسلمانوں کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس سے نہ صرف مسلمانوں کا وقار مجروح ہوا، بلکہ دنیائے اسلام کے بارے میں بھی جو ایک ملک کا تشخص بھی مجروح تھا، طاغوتی طاقتوں نے طرح طرح کے پروپیگنڈے شروع کر رکھے تھے۔ لہٰذا قومی اسمبلی کے اتفاقی فیصلہ سے اس کی بڑی حد تک تلافی ہو گئی۔ عالم اسلام میں پاکستان کا وقار بلند ہوا، جس کا اندازہ ان تہنیتی پیغامات سے ہو سکتا ہے جو وزیر اعظم اور دیگر قائدین کو موصول ہو رہے ہیں۔ چونکہ مرزائی ملک کو کسی بھی احساس ہو گیا کہ اسلام زندہ ہے،

www.besturdubooks.wordpress.com

طاقت ہے اور مسلمانوں میں ابھی ہمت و ارادہ موجود ہے۔ اور وہ اپنے دین کی سربلندی کے لئے جرأت مندانہ اقدام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسلام نے صرف ایک مسئلہ اور بنیادی مسئلہ کو بچانے کی یہ برکت ہے۔ اگر ہمارے حکمران کمال اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے پورے کا پورا دین انفرادی اور ملکی دونوں سطحوں پر اپنالیں تو آخرت میں تو جو اجر ملے گا سو ملے گا انشاءاللہ دنیا کی سرخروئی بھی مسلمانوں کو نصیب ہوسکتی ہے۔

پاکستان اور مسلمانوں کی بقاء اسلام سے وابستہ ہے

ہمارے ملک میں کچھ عرصے سے لادینی کمیونسٹ نظام کو لانے کے لئے سوشلزم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کے نعروں سے فریب دیا جارہا ہے۔ اور ذرائع ابلاغ سے ایسے مضامین شائع اور نشر کئے جارہے ہیں۔ قومی اسمبلی کا حالیہ تاریخی فیصلہ اس امر کی علامت ہے کہ جو شخص یہاں کے عوام کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے کھیل کھیلتا ہے وہ چند دنوں کے لئے فریب دے سکتا ہے۔ لیکن بالآخر اسے منہ کی کھانی ہوگی۔ پاکستان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور کلمہ طیبہ کے نام پر اور اسلام کی خاطر بنا ہے۔ جو لوگ یہاں کے مسلمانوں کے دل سے اسلام کی وقعت نکالنا چاہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے پاک طریقوں سے مسلمانوں کو ہٹاتے ہیں وہ دراصل پاکستان کے نقشے کو مٹانے کے درپے ہیں۔ غرض ایک بار یہ حقیقت پھر ابھر کر سامنے آگئی کہ پاکستان اور پاکستان کے مسلمانوں کی بقاء اسلام اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔

اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد مرزائیوں کی حیثیت

مرزائیوں کی حیثیت پہلے زندیق کافر محاربین کی تھی۔ اور قومی اسمبلی کے فیصلے کے بعد اس کی حیثیت پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کی ہے جن کو ذمی کہا جاتا ہے۔ (بشرطیکہ وہ بھی پاکستان میں بحیثیت غیر مسلم کے رہنا قبول کرلیں۔ اس لئے کہ عقد ذمہ دو طرفہ معاہدہ ہے) اور کسی ذمی کے جان و مال پر ہاتھ ڈالنا اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں ایسے شخص کے خلاف نالش کریں گے۔ اس بناء پر تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی جان و مال کی حفاظت کریں۔ مجلس عمل نے مرزائیوں سے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا جو مسلمانوں کے وقتی اختیاری چیز تھی۔ لیکن جن مرزائیوں نے قومی اسمبلی کا فیصلہ تسلیم کرکے اپنے غیر مسلم شہری ہونے کا اقرار کرلیا ہو اب ان سے سوشل بائیکاٹ نہیں ہوگا۔ اور جو مرزائی اس فیصلے کو قبول نہ کررہے ہوں وہ اس کے مستحق ہیں کہ وہ مسلمانوں سے ترک محاربت پر آمادہ نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائیوں کو آئینی حیثیت سے غیر مسلم تسلیم کرنے کے بعد کچھ انتظامی اقدامات ہیں جو حکومت پاکستان سے متعلق ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ حکومت اس باب میں تغافل سے کام نہیں لے گی۔ اس سلسلہ میں زیادہ اہم یہ امر ہے کہ خفیہ ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اور کسی نئی سازش برپا کرنے کے امکانات کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

مرزائیوں سے متعلق مسلمانوں اور حکومت کے کرنے کا اصل کام

حکومت اور عام مسلمانوں دونوں سے متعلق جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمارا مشن پورا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ یہ تو اس کا نقطہ آغاز ہے۔ اصل کام جو ہمارے کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ کسی مادی غرض یا کسی غلط فہمی کی بناء پر اس مرزائیت سے وابستہ ہوئے انہیں آنحضرت ﷺ کے دامن ختم نبوت میں لانے کے لئے محنت کی جائے۔ ان کے کچھ شبہات ہوں تو ان کو زائل کیا جائے۔ ان کی کچھ مجبوریاں ہوں تو ان کو رفع کیا جائے۔ مرزائیوں نے عام طور پر مسلمانوں ہی کو شکار کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو پوری ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ جہنم سے نکالنے کی فکر کی جائے۔ پاکستان کے اندر اور باہر جس قدر لوگ مرتد ہوئے ہیں انہیں پھر سے اسلام کی دعوت دی جائے۔ غرض مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دینا اصل مقصد نہیں تھا۔ بلکہ انہیں داخل در اسلام کرنا اصل مقصد ہے۔ اس سلسلہ میں انشاء اللہ ایک وسیع ادارہ ہے جو صالحین اس کے لئے قربانیاں دینے کو تیار ہوں گے۔ ان کے لئے انشاء اللہ بڑی ہی بشارتیں ہیں۔ راقم الحروف کے ایک نہایت مخلص دوست جناب شیخ محمود حافظ مدنی نے جو ان دنوں دمشق میں ہیں۔ ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں:

فانی ابشرکم انی رأیتکم فی المنام لیلة ۲ رشعبان ۱۳۹۴ھ رؤیاً طیبة جداً اهنئکم بها، واختصرها لکم، رأیتکم مع جماعة علیهم سیما الصلاح والتقوی متقدمین فی السن، وکلهم یعملون فی جمع صفحات القرآن الذی کتبتموه بخطکم وقلمکم الجمیل بمداد لونه زعفرانی وقصدکم طباعته هذا القرآن ونشره بین الناس لتعمیم الفائدة هکذا سمعت منکم وانتم تشیرون الی فی غایة من الفرح والسرور والابتهاج، وعند ما تیقظت لصلاة الفجر قمت متفائلاً والفرحة تملأ قلبی وایقنت بان الله تعالی کل اعمالکم بالفوز والنجاح، والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات، انتهی باختصار!

www.besturdubooks.wordpress.com

ئی تھی۔ اور خود مجھے بھی تردد ضرور تھا۔ لیکن استخارہ و کر کے اللہ کا نام لے کر میں جدہ سے ۲۲ نومبر ۱۹۸۳ء کو روانہ ہوگیا۔ ہڈرس فیلڈ میں جاتے ہی ایک جدید حادثہ سے دو چار ہوا۔ ڈاکٹروں نے تین روز سکونت اور ایک ہفتہ آرام کا مشورہ دیا۔ لیکن بیانات کا نظم بن چکا تھا۔ اور اس کا اعلان ہو گیا تھا۔ اس لئے باول نخواستہ ڈاکٹروں کے مشورے کے خلاف کرنا پڑا۔ الحمد للہ کہ تقریباً تمام پروگرام حق تعالیٰ شانہ نے پورا کر دیا۔ متعدد مقامات پر جانا ہوا اور جن دینی اہم مسائل کی ضرورت تھی ان پر بیانات ہوئے۔ ہڈرس فیلڈ، بولٹن، ڈیوزبری، بلیک برن، پریسٹن، بریڈفورڈ، گلاسگو، والسال، برمنگھم، ولورہیمپٹن، کونٹری، لسٹر، نوٹنگھم اور خود لندن کے مختلف مقامات میں پروگرام بن چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے باوجود صحت کی خرابی طبیعت کی ناسازی کے محض اپنے فضل و کرم سے توفیق نصیب فرمائی۔ متعدد دینی موضوعات پر بیان ہوا۔ مثلاً:

۱۔ دین اسلام حق تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔
۲۔ اسلام اور بقیہ مذاہب کا موازنہ۔
۳۔ دنیا اور آخرت کی نعمتوں کا موازنہ۔
۴۔ دنیا کی زندگی کی حقیقت۔
۵۔ طمانیت قلب دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور اس کا ذریعہ حقیقی صلوٰۃ ہے۔
۶۔ ذکر اللہ جس طرح حیات قلوب کا ذریعہ ہے۔ ٹھیک اسی طرح بقاء عالم کا ذریعہ بھی ہے۔
۷۔ لندن، انگلستان میں مسلمانوں کی زندگی کا نقشہ۔
۸۔ دنیا کی زندگی میں انہماک اور آخرت سے دوری کی غفلت۔
۹۔ انگلستان میں مسلمانوں نے اگر دینی انقلاب اختیار نہ کیا تو ان کا مستقبل نہایت تاریک ہے۔
۱۰۔ انگلستان کی پر از شہوات زندگی میں اصلاح نفوس کی تدبیر۔
۱۱۔ مخلوط تعلیم کے دردناک نتائج اور اس سے بچنے کے لئے لائحہ عمل۔
۱۲۔ محبت رسول کی روشنی میں سنت و بدعت کا مقام۔
۱۳۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت اور صحابہ کرام کا مقام۔

www.besturdubooks.wordpress.com

١٤ انگلستان میں عالم دین کی زندگی کیسی ہو؟۔

١٥ رؤیت ہلال وغیرہ بعض مسائل میں علماء کا اختلاف اور شہادت سننے والی گئی۔

١٦ قادیانی مسئلہ اور اس کا اتفاقی حل۔

الغرض اس قسم کے بیانات ہوئے، مجالس اور سوالات کے جوابات میں دارالحرب، دارالاسلام اور ان کے احکام کے اختلافات، غلاموں اور لونڈیوں کی اسلام میں اجازت اور اس کے مصالح، قصر وغیرہ وغیرہ بے شمار مسائل زیر بحث آئے اور اپنی مقدور کے مطابق ان مشکلات کے حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

انگلستان کے اس سفر میں جہاں یہ خوشی ہوئی کہ دینی فضا مسلمانوں میں ترقی پا رہی ہے، اور ہر شہر میں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہے۔ جماعت خانے اور مسجدیں بھی کثرت سے بنتی چلی جا رہی ہیں، مکتب اور اسکول قائم کئے جا رہے ہیں، تبلیغی جماعت کی نقل و حرکت سے بھی الحمد للہ نوجوانوں میں دینی رجحانات بڑھتے جا رہے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ احساس شدت سے پیدا ہو رہا ہے کہ ہم مسلمان خصوصاً اہل علم فریضہ دعوت و تبلیغ میں انتہائی مقصر ہیں۔ مسلمانوں کو بے انتہا اصلاح کی ضرورت ہے اور اگر سلیقہ و نظم کے ساتھ مؤثر انداز سے ارباب کفر کو بھی دعوت پیش کی جائے تو قبول کرنے کی بڑی توقع ہے۔ کافروں کا خصوصاً نوجوان طبقہ دور حاضر کی تہذیب و معاشرت کی وجہ سے سکون قلب کی نعمت سے محروم ہے۔ اور طرح طرح کی تدبیریں سکون دل اور آرام جان کے لئے اختیار کر رہے ہیں۔ اگر ان کو اسلام کا نسخۂ شفا معلوم ہو جائے کہ اطمینان قلب اور سکون روح کے لئے اس سے زیادہ مؤثر کوئی نسخہ نہیں ہے۔ تو بدل و جان اس کے ماننے کے لئے تیار ہے۔ من حیث القوم ان کا طبقہ تو اسلام سے قدیم عداوت کی وجہ سے شاید آمادہ نہ ہو، لیکن جدید نسل کو تو سکون قلب کی ضرورت ہے۔ معقول پسند ہو چکی ہیں۔ قدیم تاریخ عداوت ان کے پیش نظر نہیں ہے، اس کو وقعت دیتے ہیں۔ اگر ان کو پاکیزہ زندگی کی لذت معلوم ہو جائے تو اپنی گندی اور ملوث زندگی سے تائب ہونے کے لئے فوراً تیار ہو جائیں۔

یورپ کے ملکوں میں اگر مسلمانوں کی زندگی صحیح اسلامی زندگی ہوتی۔ سر سے پیر تک مجسمۂ اسلام ہوتے۔ اور اخلاق و عادات تمام مسلمانوں کے سے ہوتے۔ ان کی صورت ان کی سیرت صحابہ کرام جیسی ہوتی۔ تو ان کے وجود سے خاموش تبلیغ ہوتی۔ بغیر زبان ہلائے ارباب کفر کو تبلیغ ہوتی۔ اسلامی اخلاق اور اسلامی صورت و سیرت میں غضب کی جاذبیت ہے۔ بلا تبلیغ کی وجہ سے بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

کو بعض شبہات عقلی پیدا ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات مسیحی پادری اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اسلام کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ عیسائی اسلام سے نفرت کریں۔ اس وقت صحیح انداز اور موثر طریقے پر افہام و تفہیم کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر اسلامی علوم کے ساتھ صورت و اسلامی سیرت مل جائے تو ہر ایک شخص سراپا دعوت بن جائے۔ بہر حال موثر ترین چیز کردار و عمل ہے۔ اگر علم بہت بھی ہے۔ لیکن زندگی غیر اسلامی ہے تو فطرۃً اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ دعوت و تبلیغ کی تاثیر کے لئے ضروری ہے کہ عمل و کردار قول و بیان کی تکذیب نہ کرے۔ اس لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

''اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب۔ افلا تعقلون۔ بقرہ ۴۴ '' غضب کیا غضب ہے کہ اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے؟۔ حالانکہ تم تلاوت کرتے ہو کتاب کی۔ تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔''

لیکن افسوس کہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمان اور کافر کے درمیان نہ صورت میں کوئی فرق نہ سیرت میں۔ نہ تہذیب میں، نہ معاشرت میں، نہ اعمال میں، نہ اخلاق میں تو کافر کس چیز سے متاثر ہو!؟۔ بلاشبہ مسلمان کے دل میں عقیدہ اسلامی ہے۔ لیکن اگر یہ عقیدہ دل میں راسخ ہے تو سیرت کی تشکیل میں اس کو موثر ہونا چاہئے۔ مگر اس کے برعکس ہو رہا ہے کہ مسلمان معاملات میں کافروں سے زیادہ گئے گذرے ہیں۔ جھوٹ، دھوکہ، وعدہ خلافی، خیانت، بدعہدی اور ظلم و عدوان انہی بلادوں میں اسی طرح جابجا نظر آتے ہیں کہ الامان والحفیظ!

کتنے شرم کی بات ہے کہ مسلمان اسلام کو عملی اور اخلاقی و تہذیبی نمونہ پیش کرنے کے بجائے ایسے کردار کے حامل ہوں کہ جنہیں دیکھ کر شرما ئیں یہود و کافروں کے تمام ظاہری اخلاق و اعمال کی بنیاد محض خود ساختہ عقلی ضوابط پر ہے یا دنیوی مصالح ان کے پیش نظر ہیں۔ لیکن نیت اور باطن کو کون دیکھتا ہے۔ دنیا ظاہر کو دیکھتی ہے۔ دنیا دیکھتی ہے کہ مسلمان وعدہ خلافی، خیانت اور دھوکہ دہی کا ارتکاب کرتا ہے۔ جبکہ کافر بھی ان گھناؤنے امور سے پرہیز کرتے ہیں۔ الغرض اسلام کی تبلیغ میں سب سے زبردست رکاوٹ خود مسلمانوں کی عملی زبوں حالی ہے اور جن لوگوں کو اسلام اور مسلمانوں کا درد ہے۔ ان کے لئے یہ بات بے چین و بے تاب کر دینے والی ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر مبشرات

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا بہت ہی عظیم برکات کا کارنامہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے منکروں نے مسلمانوں سے غداری نہ صرف مسلمانوں کے حق میں

www.besturdubooks.wordpress.com

ایک کا سورتھا۔ بلکہ اس سے آنحضرت ﷺ کی روح مبارک بھی بے تاب تھی۔ فادیانی مسئلہ کے حل پر جہاں تمام ممالک کی جانب سے تہنیت و مبارک باد کے پیغامات آئے، وہاں متعدد مبشرات کے ذریعہ عالم ارواح میں اکابر امت اور خود آنحضرت ﷺ کی مسرت و بہجت بھی محسوس ہوئی۔ آنحضرت ﷺ سے متعلق مبشرات ذکر کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ تاہم اہل ایمان کی خوشخبری کے لئے اپنے دو بزرگوں سے متعلق بشارات حسب ایماء بعض مخلصین کے اصرار پر ذکر کرتا ہوں۔

جمعہ ۳ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ صبح کی نماز کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ گویا سفر سے تشریف لائے ہیں۔ اور خیر مقدم کے طور پر لوگوں کا بہت ہجوم ہے۔ لوگ مصافحے کر رہے ہیں۔ جب ہجوم ختم ہو گیا اور تنہا شیخ رہ گئے۔ تو دیکھتا ہوں کہ بہت وسیع ڈیوڑھی ہے۔ جیسے اسٹیج بنا ہوا ہو۔ اس پر فرش ہے اور اوپر جیسے شامیانہ ہو۔ بالکل درمیان میں شیخ تنہا تشریف فرما ہیں۔ دو تین سیڑھیوں پر چڑھ کر ملاقات کے لئے پہنچا۔ حضرت شیخ اٹھے اور گلے لگا لیا۔ میں ان کی ریش مبارک اور چہرہ مبارک کو بوسے دے رہا ہوں۔ حضرت شیخ میری داڑھی اور چہرے کو بوسے دے رہے ہیں۔ دیر تک یہ ہوتا رہا۔ چہرہ و بدن کی تندرستی زندگی کے آخری ایام سے بہت زیادہ ہے۔ بے حد خوش اور مسرور ہیں۔ بعد ازاں میں دو زانوں ہو کر فاصلے سے با ادب بیٹھ گیا اور آپ سے باتیں کر رہا ہوں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض کیا کہ معمول تھا کہ "معارف السنن" حاضر کرتا۔ فرمایا کہ میں نے بہت خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا ہے۔ اب چھٹی جلد کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس تو علم نہیں جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ بس اس کی تشریح و توضیح و خدمت کی ہے۔ بہت مسرت کے لہجے میں فرمایا کہ بہت عمدہ ہے۔

شوال المکرم ۱۳۹۴ھ میں لندن کے قیام کے دوران خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع مکان ہے۔ گویا ختم نبوت کا دفتر ہے۔ بہت سے لوگوں کا مجمع ہے۔ میں ایک طرف جا کر سفید چادر بس طرح کہ احرام کی چادر ہو باندھ رہا ہوں۔ بدن کا اوپر کا حصہ برہنہ ہے کوئی چادر یا کپڑا نہیں۔ اتنے میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اسی ہیئت میں کہ احرام والی سفید چادر کی لنگی باندھی ہوئی ہے اور اوپر کا بدن مبارک بغیر کپڑے کے ہے۔ میرے داہنے کندھے کی جانب سے تشریف لائے اور آتے ہی مجھ سے چمٹ گئے۔ پہلا جملہ یہ ارشاد فرمایا کہ واہ میرے پھول! پھر دیر تک معانقہ فرمایا۔ میں خواب ہی کی حالت میں خیال کرتا ہوں کہ مبارک باد کے لئے تشریف

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی حکومت وجود میں آ جائے گی۔ اور اس کے ذریعہ تمام عالم اسلام کے اتحاد کا روح پرور منظر وجود میں آ جائے گا۔

اسلام ہی وہ عالمگیر مذہب ہے جس نے جاہلیت قدیمہ و جاہلیت جدیدہ کی لعنت کو ختم کیا تھا۔ اور مشرق و مغرب کے مسلمانوں میں روحانی حبل اللہ المتین کا وہ رشتہ قائم کیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ یہ وہ طاقت تھی کہ دشمنان اسلام اس سے لرزہ براندام تھے۔ اور اس رشتہ کی برکت سے ایک ہزار برس تک اسلام کا علم لہراتا رہا۔ دشمنان اسلام نے صدیوں تک کوششیں کر کے اور کروڑوں روپیہ خرچ کر کے اس کو تباہ کرنے کی ریشہ دوانیاں کیں۔ یہاں تک کہ خلافت عثمانیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دم لیا۔ اور عرب دنیا کو ترکی کی حکومت سے دور کر کے اتحاد اسلامی کو پارہ پارہ کر دیا۔ پھر عرب اتحاد کے خوف سے ان کے سینوں پر ملعون یہودی حکومت قائم کر دی۔ تاکہ وہ قیامت تک متحد نہ ہو سکیں۔ اور آج جو کچھ نقشہ آپ کے سامنے ہے یہ صدیوں کی سوچی سمجھی اسکیم تھی جس کا ظہور ہو گیا۔

اعدائے اسلام کی امید کے خلاف مسلمانوں کی ایک بہت بڑی قوت پاکستان کی صورت میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہو گئی۔ تو سر ظفر اللہ مرزائی قادیانی کو اس کا وزیر خارجہ بنا کر پاکستان اور عالم عرب کو پارہ پارہ کرنے کا بیج ڈال دیا گیا۔ سب سے پہلے افغان حکومت کو ناراض کر کے دشمن بنا دیا گیا۔ اور پھر ایسے مہرے آگے آتے رہے کہ ملک کی توقعات سب کی سب ختم ہو گئیں۔ نہ اسلامی قانون و آئین جاری کرایا۔ نہ اسلامی اخوت کا پرچار کیا۔ نہ اسلامی اتحاد کی قدر کی۔

اعدائے اسلام کو بنگلہ دیش بنانے کا موقع مل گیا۔ روس امریکہ اور ہندوستان تینوں نے مل کر وحدت اسلامی پر یلغار کر کے پاکستان کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اب وہ اس پر بھی قناعت نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ ان کی خواہش ہے کہ سندھو دیش بھی قائم ہو۔ بلوچستان بھی الگ کیا جائے اور سرحد کو بھی کاٹ دیا جائے۔ پنجاب میں مرزائیوں کے بل بوتے پر ربوہ کی حکومت ان کی قائم کی جائے جس کے ذریعہ عرب دنیا کو ڈائنامیٹ لگایا جا سکے۔

سندھ صدیوں کے آئینہ میں

ان نازک ترین حالات میں سندھ صدیوں کے آئینہ میں سیمینار قائم کیا جاتا ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ امریکن فاؤنڈیشن کی اعانت سے قائم کیا گیا تھا۔ تو آغاز ہی سے اس کے انجام کا پتہ چل جاتا ہے۔ اس مبارک سیمینار کا اختتام یوں ہوا کہ جمعہ مبارک کی شام کو آرٹس کونسل کراچی

www.besturdubooks.wordpress.com

کر رہا ہے۔ بیرونی ممالک میں قادیانیوں پر حکومت پاکستان کے مظالم کی فرضی داستانیں تراش تراش کر پوری دنیا میں پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ قادیانی افسانہ تراشوں کی ان حرکات کا نوٹس لینا اور ان کے مکروہ پروپیگنڈا کا جواب دینا حکومت کا فرض تھا۔ اور پاکستانی سفارت خانوں کو اس کا تدارک کرنا چاہئے تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس طرف توجہ نہیں کی گئی اور اس فیصلہ کے مضمرات کی کما حقہ تشہیر و اشاعت سے غفلت روا رکھی گئی۔ اس لئے مجبوراً یہ خدمت بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کو انجام دینا پڑی۔ الحمد للہ! اسلامی ممالک کے علاوہ افریقی ممالک میں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم کی جارہی ہیں اور مجلس کے مبلغین اپنے محدود وسائل کی حد تک قادیانیوں کے گمراہ کن اثرات کو زائل کرنے میں مصروف عمل ہیں۔ بہرحال پاکستان کی حکومت اور پبلک کے لئے قادیانی مسئلہ کا یہ پہلو بھی خاص طور سے توجہ طلب ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تقاضے

ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلے کے تقاضے ابھی تشنہ ہیں اور مسلمان ان کی تکمیل و تعمیل کے لئے مضطرب ہیں۔ اسی سلسلہ میں روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ جنوری ۱۹۷۶ء کا اداریہ مسلمانوں کے جذبات کا صحیح ترجمان ہے۔ ہم اسے ذیل میں نقل کر کے ملک کے ارباب حل و عقد کو اس اہم ترین فریضہ پر توجہ کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

قادیانی... آئینی ترمیم پر عملدرآمد

"مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک تقریب میں جو کراچی میں اس تنظیم کے سربراہ مولانا محمد یوسف بنوری کے اعزاز میں منعقد ہوئی۔ یہ بتایا گیا کہ مجلس کا ایک وفد بہت جلد وزیر اعظم مسٹر بھٹو سے ملاقات کرے گا اور وہ اس بات پر زور دے گا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین میں اتفاق رائے سے جو ترمیم کی گئی تھی۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری اقدامات میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔

آئین میں یہ ترمیم برصغیر کے مسلمانوں کی جس طویل اور ایمان افروز جدوجہد کے بعد کی گئی تھی۔ وہ بلاشبہ وضاحت نہیں اور اس کی منظوری کے موقعہ پر وزیر اعظم مسٹر بھٹو کا یہ اظہار فخر بالکل بجا تھا کہ ان کی حکومت کو ایک بہت بڑا اور نازک مسئلہ حل کرنے کی منفرد سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے قومی اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران میں ان دوسرے متعلقہ اہم معاملات کی طرف بھی جلد ہی مناسب توجہ کرنے کا واضح یقین دلایا تھا۔ جو مسلمانوں کے اس

www.besturdubooks.wordpress.com

بنیادی مطالبے کے لازمی مضمرات کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان میں فوری نوعیت کا معاملہ یہ تھا کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں ملک بھر میں جن علمائے کرام، سیاسی کارکنوں اور دوسرے احباب کے خلاف مقدمات درج کیے گئے تھے وہ واپس لئے جائیں۔ یہ فوری معاملہ بھی تدریجا اور قسطوں میں حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ابھی تک پوری طرح حل نہیں ہوا۔ کیونکہ گاہے گاہے مختلف مقامات سے ان مقدمات کا سلسلہ ختم کرنے کے مطالبات منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ لیکن بیشتر دوسرے اور نسبتاً اہم تر مضمرات ابھی تک تشنۂ تکمیل چلے آ رہے ہیں۔ ہماری مراد قادیانیوں کی کلیدی مناصب سے علیحدہ کرنے، ملازمتوں کے سلسلہ میں ان کی آبادی کے تناسب کو ملحوظ رکھنے کے ساتھ اس صورت حال کو بھی مستقلاً ختم کرنے سے ہے۔ جو قادیانیوں کی طرف سے اپنے آپ کو مسلمان بلکہ بطور مسلمان مسلمانوں سے بھی بہتر مسلمان ظاہر کرنے پر اصرار سے پیدا ہو جاتی ہے۔

پچھلے سال کے شروع میں آئینی ترمیم کی روشنی میں ضابطہ تعزیرات میں مناسب تبدیلی کے لئے ایک مسودہ قانون قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک اسے منظور نہیں کرایا گیا۔ اور یہی بات اضطراب و تعجب کا باعث بنی ہوئی ہے۔ یہ درست ہے کہ اس دوران میں شناختی کارڈوں، پیشہ ورانہ تعلیم کے بعض اعلیٰ اداروں میں داخلہ، حج اور عمرہ کے لئے درخواستوں وغیرہ کے سلسلہ میں عقیدہ ختم نبوت پر کامل ایمان کے اظہار کے لئے حلف نامے ضروری قرار دیئے جا چکے ہیں۔ لیکن ضابطہ تعزیرات میں تبدیلی کا مسودہ قانون منظور کرنے میں جو تاخیر ہو رہی ہے۔ اس کی وجہ سے جہاں قادیانی حسب سابق اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں انہوں نے طنز و تضحیک کے انداز میں اصل مسلمانوں کو محض آئینی قانونی مسلمان قرار دینے کا بھی اشتعال آفریں سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اور ان کے بعض اخباروں اور ترجمان جرائد نے تو اسی حرکت کو معمول بنا لیا ہے۔

ضابطہ تعزیرات میں آئینی ترمیم کے مطابق تبدیلی کرنے میں تاخیر سے یہ عجیب صورت بھی پیدا ہو گئی ہے کہ جو لوگ آئینی طور پر غیر مسلم قرار پا چکے ہیں وہ نہ صرف اسلام کے مبلغ ہونے کے دعویدار بنے ہیں بلکہ ان اسلامی اصطلاحات کو بھی بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ جو عقیدہ و ایمان اور تاریخ و روایت کے اعتبار سے صرف اسلام کا حصہ اور مسلمانوں کا ورثہ اور سرمایہ ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے یہ گمراہ کن اور اشتعال آفریں سلسلہ اب اسی طرح ختم ہو سکتا ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ضابطہ تعزیرات میں بھی تبدیلی کرنے میں مزید تاخیر نہ کی جائے۔ تاکہ آئین میں تاریخی ترمیم کے اصل مقاصد پورے کرنے کی راہ کا حق ہموار ہو سکے۔

ہمیں امید ہے کہ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وزیراعظم سے اپنے ایک وفد کی ملاقات کا جو پروگرام بنایا ہے اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کی مثبت کوشش ثابت ہوگا۔ اور اسلامیان پاکستان کو ۱۹۷۴ء میں اپنے بنیادی عقیدہ اور عشق رسول ﷺ کے تحفظ و اظہار کے لئے باقاعدہ آئینی اہتمام کرنے کی جو سعادت حاصل ہوئی تھی۔ وہ ہر لحاظ سے پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گی۔ قادیانی حلقے آئینی ترمیم کی طرح ضابطہ تعزیرات میں تبدیلی پر بھی یقیناً بڑے برہم ہوں گے۔ لیکن جب وہ دائرہ اسلام سے باہر قرار دیئے جا چکے ہیں۔ تو پھر انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے غیر اسلامی عقائد کے باوجود مختلف مفادات کے حصول و تحفظ کے لئے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے پر اصرار کرتے رہیں۔"

(محرم ۱۳۹۶ھ فروری ۱۹۷۶ء بشکریہ روزنامہ نوائے وقت، بدھ ۱۲ فروری ۱۹۷۶ء)

قادیانیت اور عالم اسلام...... ایک سفر نامہ کا اقتباس[۱]

حج سے پہلے رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد صالح قزاز صاحب سے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری مدظلہ کی ملاقات ہوئی۔ مولانا نے ان کو اپنے سفر کے تاثرات سنائے جس پر انہوں نے خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔ اور دعائیں دیں۔ حضرت مولانا نے ان کو بھی یہ تجویز پیش کی کہ رابطہ کی طرف سے کتاب "موقف الامۃ الاسلامیۃ من القادیانیۃ" کی طباعت کا انتظام ہو اور اسے بلاد اسلامیہ میں تقسیم کیا جائے۔ جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ اور کتاب کو متعلقہ کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا۔

موسم حج میں ہر سال رابطہ کی طرف سے بین الاسلامی مجلس مذاکرہ منعقد ہوتی ہے۔ اس مجلس کے اجلاس جاری تھے۔ شیخ محمد صالح قزاز صاحب نے حضرت مولانا کو اس میں شرکت کی دعوت پیش کی اور اصرار کیا کہ کم از کم اس کے اختتامی اجلاس میں آپ ضرور شرکت فرمائیں جسے آپ نے قبول فرما لیا۔ اس بین الاسلامی مجلس مذاکرہ میں جن موضوعات پر مقالے پیش کئے گئے وہ یہ ہیں:

۱..... قادیانیت

---

[۱] یہ سفر نامہ محترم جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب زید مجدھم نے تحریر فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۲۔ غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیت

۳۔ اسلام میں عورت کا مقام

مجلس کا آخری اجلاس ۵ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۷۵ء کو عشاء کے بعد رابطہ کے ہال میں شروع ہوا۔ حضرت مولانا نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔ رابطہ کے حضرات نے آپ کا استقبال کیا اور شیخ محمد صالح قزاز اپنی جگہ چھوڑ کر آئے اور مولانا کو خصوصی مہمانوں کی جگہ بٹھایا۔ اس اجلاس میں مسلم اور غیر مسلم ممالک کے سینکڑوں علماء نے شرکت کی۔

اس اجلاس میں مندرجہ بالا موضوعات سے متعلق مجلس مذاکرہ کی خصوصی کمیٹی نے اپنی سفارشات پیش کی تھیں۔ قادیانیت سے متعلق جو سفارشات پیش کی گئیں وہ یہ ہیں۔

"دینی الاسلامی مجلس مذاکرہ کی طرف سے قادیانیت سے متعلق مقررہ کمیٹی نے بڑے غور و خوض سے قادیانی جماعت کے اغراض و مقاصد کا مطالعہ کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ یہ جماعت نظام اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی جڑیں کاٹ کر مسلمانوں میں اپنے خبیث نظریات پھیلاتی ہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے عقائد کے خلاف مندرجہ ذیل امور کی مرتکب ہے۔

الف۔ اس جماعت کے لیڈر مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

ب۔ اپنے گھٹیا اغراض کے لئے قرآن کریم کی آیات کی تحریف کی۔

ج۔ اپنے آقا استعمار اور صیہونیوں کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کیا۔ نیز کمیٹی نے ان عقائدی، سیاسی، اور اجتماعی خطرات کا بھی مطالعہ کیا۔ جن کا اس جماعت کی وجہ سے عالم اسلام کو خطرہ لاحق ہے۔ اور بعض فضلاء کی زبانی یہ سن کر افسوس ہوا کہ یہ جماعت افریقہ، ایشیا، یورپ اور امریکہ کے بعض ممالک میں اپنا کام کر رہی ہے۔ اس لئے یہ کمیٹی مندرجہ ذیل قرارداد پیش کرتی ہے۔

۱۔ دینی الاسلامی مجلس مذاکرہ ان اسلامی حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہے۔ جنہوں نے قادیانیت کے بارے میں اپنا واضح موقف اختیار کرتے ہوئے اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اور یہ مجلس تمام اسلامی حکومتوں اور دینی تنظیمات سے پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بھی یہ اعلان کریں کہ قادیانیت غیر مسلم جماعت ہے۔ اور اسلام کی واضح تعلیمات کے خلاف ہے۔

۲۔ حسن اتفاق سے اس وقت نائیجیریا کے سربراہ مملکت یہاں موجود ہیں۔ اور جیسا کہ معلوم ہے کہ نائیجیریا میں قادیانی سرگرمیاں بہت تیز ہو رہی ہیں۔ لہٰذا اب

www.besturdubooks.wordpress.com

مجلس اور اسے حقیقی طور پر بار بار رد کر چکے ہیں۔

ارباب حکومت تشدد سے عوام کے جذبات کو دبانا چاہتے ہیں جو یقیناً بہت مذموم ہے۔ خود مسجدوں میں لاٹھی چارج کرنا، اشک آور گیس استعمال کرنا، نمازیوں و علماء کو زدوکوب کرنا اور بے گناہ مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنانا سراسر عقل وانصاف کے خلاف ہے۔ اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ حکومت تشدد کر کے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ برطانیہ جیسی حکومت بھی تشدد کر کے اقتدار سے محروم ہو گئی۔ حکومت کو ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ان حالات میں قوم کے مطالبات کو تسلیم کرلے۔ مولانا محمد یوسف بنوری نے آخر میں قوم سے اپیل کی ہے کہ وہ تحریک کو پرامن رکھیں اور مظلوم بنے رہیں۔ اس لئے کہ مظلوم ہی اللہ تعالیٰ کی نصرت وکامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اسلامی تاریخ عہد نبوت سے لے کر آج تک یہی بتلاتی ہے۔

(جنگ کراچی ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ مطابق ۷ اپریل ۱۹۷۷ء)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا سید محمد یوسف بنوری کا بیان

ملک عزیز جس ہولناک بحران کی لپیٹ میں ہے اس پر دل کانپ رہا ہے۔ شعائر خدا کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے۔ علماء، وکلاء اور ملک کے دیگر معززین کی سرعام تذلیل کی جا رہی ہے۔ نہتے شہریوں کو خاک وخون میں تڑپایا جا رہا ہے۔ اور ان کا بے دریغ شکار کیا جا رہا ہے۔ معصوم بچوں اور خواتین پر تشدد کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ جو کسی قوم کی پیشانی پر سب سے بدنما داغ ہے۔ معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ اقتصادیات بیٹھ چکی ہیں۔ کارخانے اور بازار بند اور کاروبار ٹھپ ہے۔ عالمی برادری میں ملک کا وقار خاک میں مل چکا ہے۔ دشمن خوش ہو رہے ہیں اور دوست رو رہے ہیں۔ یہ ظلم وستم یہ جور وتعدی یہ انتشار وخلفشار یہ بدامنی و خونریزی ملک کے مستقبل کے لئے نہایت خطرناک ہے۔

میں نہایت دل سوزی سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ خدا کے لئے اس ملک کی حالت پر رحم کریں۔ اقتدار سے الگ ہو کر قوم کو آزادانہ انتخابات اور بے لاگ فیصلہ کا موقع دیں۔ اگر قوم بخوشی انہیں دوبارہ منتخب کر لیتی ہے تو اطمینان سے حکمرانی کریں اور اگر قوم انہیں مسترد کر دیتی ہے تو زبردستی لوگوں کی گردنوں پر مسلط رہنے کی کوشش نہ کریں۔ ملک کے طول وعرض میں جو خونی ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے ملک اب اس کا مزید متحمل نہیں۔

(جنگ کراچی ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ مطابق ۹ اپریل ۱۹۷۷ء)

www.besturdubooks.wordpress.com

یہاں تک لکھا گیا تھا کہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی پریس کانفرنس نشر ہوئی جو بہت غور سے سنی گئی۔ اور اس کے پس منظر و پیش منظر پر غور کیا تو حیرت و افسوس کی انتہا باقی نہ رہی۔ اسی وقت رات کو ایک اخباری بیان جاری کیا گیا۔ جو ۱۸ اپریل کے صبح کے اخبارات میں شائع ہوا۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

"کراچی ۱۷ اپریل (پ ر) حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے آج رات ایک بیان میں کہا ہے کہ قوم کو توقع تھی کہ جناب بھٹو اپنی پریس کانفرنس میں پاکستان کے موجودہ بحران کا جس نے پاکستان کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ حل کرنے کے لئے قوم کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اس کے مطالبات کو منظور کرنے کا اعلان کریں گے۔ مگر افسوس کہ جناب بھٹو نے صورت حال کا صحیح اندازہ لگانے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے پریس کانفرنس میں جن اقدامات کا اعلان کیا ہے۔ انہیں قوم سے مذاق ہی تصور کیا جا سکتا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس حالت میں قوم کو خاک و خون میں تڑپایا جا رہا ہو اور عوام کے مجمعوں پر آتش باری کی جا رہی ہو۔ ان اقدامات کی کیا قیمت ہو سکتی ہے۔ بہر حال جناب بھٹو صاحب کو اطمینان رکھنا چاہئے کہ قوم اب ان کے میٹھے باتوں سے فریب نہیں کھائے گی۔ انہوں نے قوم سے اتنی وعدہ خلافیاں کی ہیں کہ اب قوم کے کسی سنجیدہ فرد کو ان کے کسی وعدہ پر اعتبار نہیں رہا۔ مثلاً قادیانیوں کے بارے میں قانون سازی کا قومی اسمبلی میں وعدہ کیا تھا۔ مگر تین سال گزرنے پر بھی وعدہ پورا نہ کیا گیا۔ ان کے لئے بار بار یاد دہانی کرائی گئی۔ تار دیئے گئے۔ تقاضوں پر تقاضے کئے گئے۔ مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ ان کے لئے دانشمندانہ راستہ اب یہی ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں آزادانہ انتخاب کا راستہ صاف کریں اور موجودہ اسمبلیوں کو جو دھاندلیوں کی پیداوار ہیں۔ اور جن کی کوئی قانونی حیثیت نہیں توڑ کر قوم کے مطالبات تسلیم کریں۔ اللہ تعالیٰ صحیح فہم کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور ملک پر رحم فرمائے۔ آمین!"

حکام کے وعدے اور اسلام سے ان کا تعلق

بڑا صدمہ ہے کہ یہاں روز ازل سے جو حکمران آتے رہے کتاب و سنت کا نام لیتے کے باوجود کتاب و سنت کی جڑیں کاٹتے چلے گئے۔ اسلامی قانون بنانے کے بہانے سے تعلیمی بورڈ قائم کیا گیا۔ لاکھوں روپیہ اس پر خرچ کیا گیا۔ پھر مشاورتی کونسل قائم کی گئی جو آج تک موجود ہے۔ اس وقت شاید کروڑوں روپیہ خزانہ عامرہ کا خرچ ہو چکا ہوگا۔ لیکن جو روز ازل سے،

www.besturdubooks.wordpress.com

گرم کی گئیں۔ قانون اسلام کا مضحکہ اڑایا گیا۔ زکوٰۃ و عشر کے اسلامی نظام کو فرسودہ اور باعث لعنت قرار دیا گیا۔ بلکہ تمام اسلامی نظام کو پارینہ، دقیانوسی اور فرسودہ نظام سے یاد کیا گیا۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے کیا مخصوص حضرات کے وعدے پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟۔ پیپلز پارٹی اقتدار کو سہارا دینے کے لئے شراب نوشی کی پابندی کے اعلان سے عوام کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ جبکہ چور راستوں سے غیر ملکی لوگوں اور غیر مسلموں کے لئے کھلی اجازت دے دی گئی۔ عبرت کی بات ہے کہ ہندوستانی حکومت نے مدت سے شراب کو اس سختی سے ممنوع قرار دے رکھا ہے۔ جس کی نظیر اسلامی حکومت میں نہیں ملے گی۔ حالانکہ وہ کافر سیکولر حکومت ہے۔ چند ناموں کا اعلان کر کے اسلامی قانون سازی کے لئے سفارشات پیش کرنے کا اعلان کیا گیا۔ تاکہ ہوا کے رخ کو موڑا جا سکے۔ سابقہ تجربوں کو سامنے رکھ کر کیا کوئی سادہ لوح بھی ان اعلانوں اور ان وعدوں پر اعتماد کر سکتا ہے؟۔ یہ حال یہ آخری سیاسی حربہ تھا اور ترکش کا آخری تیر تھا۔

اس وقت ہم نے صرف ایک دینی پہلو کے پیش نظر چند اشارات کئے ہیں سیاسی اعتبار سے مملکت کی تباہی، اقتصادی بدحالی، بد امنی، بے رحمی، ظلم و عدوان کی فراوانی، بیرونی قرضہ جات سے معیشت کی تباہی کی داستانیں اتنی طویل اور اتنی دردناک ہیں کہ نہ قلب میں طاقت نہ قلم میں یارائی کی قوت ہے۔

(جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ مئی ۱۹۷۷ء۔)

حضرت بنوری کا سعودی عرب کے مشہور روزنامے الندوۃ کو انٹرویو

☆ ... باہمی اتحاد و اعتماد دین اسلام کی روح ہے۔

☆ ... رابطہ اسلامی اور دعوت الی اللہ کے میدان میں اس کا کردار۔

☆ ... قادیانیت مسلمانوں کے خلاف ایک محاذ جنگ ہے۔

☆ ... اسلامی اتحاد سے زیادہ اعلیٰ و ارفع دنیا کا کوئی اتحاد نہیں ہو سکتا۔

☆ ... باہمی اتحاد و اعتماد دین اسلام کا جوہر اصلی ہے۔

☆ ... اس اسلامی اتحاد کی طرف دعوت کے بارے میں کتاب و سنت کی بے شمار نصوص (تصریحات) موجود ہیں۔

مکہ مکرمہ روزنامہ الندوۃ کے نمائندہ صالح جمال آفندی انٹرویو سے پہلے مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت مولانا موصوف کا تعارف کراتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس سال بھی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نے فریضہ حج ادا کیا۔ موصوف پاکستان کے اکابر علماء میں سے ہیں۔ آپ اپنے قلم و علم و فنون کے ذریعہ تحریک اسلام سے دفاع اور دینی تعلیم اور عربی زبان کی خدمت میں مصروف ہیں۔

جس مدرسہ کے آپ مہتمم ہیں وہ پاکستان کی ان قدیم ترین دینی درسگاہوں میں سرفہرست شمار ہوتا ہے۔ جنہوں نے اسلام کی نشر و اشاعت اور اسلامی تعلیمات کی ترویج و توسیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ اور فقہ، قضاء اور علم کتاب و سنت کے موضوعات پر کام کرنے والے پیدا کئے ہیں۔

ان تعارفی کلمات کے بعد نامہ نگار موصوف لکھتے ہیں:

میں نے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری سے ملاقات کے بعد پہلا سوال پاکستان میں قادیانی تحریک کے بارے میں کیا۔

قادیانیت سامراج کا آلہ کار

سوال: پاکستان میں قادیانیت اپنی سیاسی اغراض کے بدلے اصلی مسلمانوں کے اتحاد، ارتباط اور اجتماعی جدوجہد کے تکڑے ٹکڑے کر کے وہاں کے تحت اتحاد اسلامی کے خلاف پے در پے حملے کر رہی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں کوئی معتد بہ اثر اتحاد اسلامی کی مساعی کو نقصان دینے کی صورت میں مرتب ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ خدشہ: "قادیانیت" اتنا قوی ہے کہ وہ اسلامی اتحاد اور مسلم ممالک کے باہمی ارتباط کی تحریک کے فروغ اور نشوونما پر کسی بھی پہلو سے اثر انداز ہو سکے گا؟

قادیانیت استعمار کا ایک حربہ ہے
قادیانی تحریک سامراج کا آلہ کار ہے

حضرت بنوری نے جواب دیا کہ "قادیانیت کی تمام تر کوشش صرف برطانوی سامراج کے ہاتھ مضبوط کرنے اور برطانیہ کے استعماری منصوبوں کے لئے اسلامی ملکوں میں زمین ہموار کرنے اور ان کو کامیاب بنانے کی غرض سے جعلی اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے باہمی ارتباط و اتحاد کو درہم برہم کرنے کے لئے وقف رہی ہیں۔ چنانچہ قادیانیت کا عقیدہ ہے کہ برطانوی سامراج روئے زمین پر اللہ کا سایہ ہے جیسا کہ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس کی تصریح کی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

لہذا یہ فرقہ خالص استعمار کی پیداوار ہے۔ برطانوی سامراج نے اسے تشکیل دیا ہے،
اسی لیے مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں گے ان کے خلاف ہر قسم کی سازش کو یہ فرقہ دینی جہاد قرار دیتا
ہے اور اپنے خالق و مربی استعمار کا حق نمک ادا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں ان قادیانیوں کا وجود ہر
اسلامی ملک اور اس کے مسلمانوں کے لئے زبردست خطرہ ہے۔ اور جب یہ واضح ہو گیا کہ
قادیانیت اسلامی ممالک میں کام کرنے کے لئے برطانوی استعمار کا ایک خودکار (آٹو میٹک) حربہ
ہے۔ تو ان قادیانیوں کی طاقت و قوت کے اصل سرچشمہ کا اور ان کی ذات سے ظہور میں آنے
والے خطرناک نتائج اور عواقب کا معلوم کر لینا بہت آسان ہے۔

اسلامی اتحاد و باہمی تعاون کی منزل تک پہنچنے کا راستہ

سوال ... دنیا کی مسلمان قومیں مجموعی طور پر عرب یا غیر عرب، اگر کسی ایک خطہ زمین
پر جمع ہو یا باہمی اتحاد و تعاون پر متفق و متحد ہو جائیں تو یہ دنیا کی اتنی بڑی زبردست طاقت بن
سکتے ہیں۔ جس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کے خیال میں وہ کون سا راستہ یا طریقہ کار
ہے جس کو اختیار کر کے باہمی اتحاد و تعاون کلی یا جزئی طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے۔

جواب شیخ حوری نے فرمایا؛ اسلامی اتحاد و تعاون باہمی کے بڑے فوائد اور عظیم
ثمرات ہیں جن سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا۔ باقی اس مقدس آرزو کو پورا کرنے کے لئے
میرے خیال میں چند طریقے ہیں:

۱۔ دین اسلام اور اس کی (امن و سلامتی کی ضامن) تعلیمات کی اشاعت
پوری قوت کے ساتھ دنیا کے چپہ چپہ پر کی جائے۔ خصوصاً جن ممالک کے لوگ اسلامی تعلیمات
کے لئے تشنہ اور بے چین ہیں اور صرف تعلیمات کی اشاعت پر اکتفا نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کے
ساتھ ساتھ اسلامی اخلاقی تربیت اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل نیز دینی شعور کو بیدار کرنا اور اسلامی
احساسات و رجحانات پیدا کرنا بھی از بس ضروری ہے۔

۲۔ تمام اسلامی ممالک میں یکساں نظام تعلیم رائج کیا جائے اور تعلیمی
پروگراموں میں بھی یکسانیت پیدا کی جائے۔

۳۔ پھر یہ اسلامی ممالک وسیع تر مفادات کو سامنے رکھ کر آپس میں تجارتی
اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی معاہدے کریں۔

ان تدابیر سے بڑھ کر یہ ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

"تمام اسلامی حکومتوں کے دستور اور ملکی قوانین یکساں ہوں اور وہ اسلامی شریعت اور اسلامی قوانین کی روشنی میں بنائے جائیں۔"

باہمی اتحاد و تعاون ہی اسلام کی روح ہے

سوال اس باہمی اتحاد و تعاون کی طرف مقدس دعوت کے نتیجہ میں امت مسلمہ کے لئے جس عمومی خیر و صلاح کی امید کی جاسکتی ہے۔ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟۔

جواب باہمی اتحاد و تعاون تو اسلام کی روح اور جوہر اصلی ہے۔ لہذا اسلام تو نام ہی ہے باہمی اتحاد و یکجہتی اور امن و سلامتی کی ضمانت کا۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات واحادیث میں اس اتحاد و تعاون کی دعوت صراحۃً موجود ہے۔ اور اسلامی اخوت تو بے شمار آیات و احادیث میں منصوص و معروف ہے۔ لہذا اس باہمی تعاون و یکجہتی سے اعلی وارفع اور کون سا اتحاد و تعاون ہو سکتا ہے۔ جس کی دعوت ہمارا دین حنیف دیتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ ہر مسلمان اس اعلی وارفع شرعی و دینی دعوت پر لبیک کہے گا۔ اور جب اس دعوت کی روح اخلاص ہو اور اس کی اساس اسلامی تعلیمات پر قائم ہو تو اس میں کامیابی یقینی اور اس کے مقدس ثمرات کا حصول قطعی ہے۔

مجمع البحوث قاہرہ کی کانفرنس اور اس کی تجاویز

سوال آپ نے مجمع البحوث قاہرہ کی تیسری کانفرنس میں شرکت فرمائی ہے۔ مؤتمر مختلف اسلامی موضوعات پر نہایت اہم اور محکم تجاویز پاس کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ کیا ان میں سے کوئی قرارداد وقوع میں آئی ہے۔ اور اس پر عمل ہوا ہے؟۔ اور کیا مؤتمر میں سید قطب اور ان کے رفقاء کی شہادت کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا؟۔

جواب ہم اس کانفرنس میں شریک ضرور ہوئے ہیں۔ مقالات پر بحث و تنقید میں حصہ بھی لیا ہے۔ اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے۔ لیکن قراردادیں اکثر و بیشتر ہمارے واپس چلے آنے کے بعد ایک خاص اساسی کمیٹی میں پاس ہوئی ہیں۔ جو مجمع البحوث کانفرنس کی روشنی میں قراردادیں پاس کرنے کے لئے مقرر ہے۔ اس کا ابھی تک علم نہیں ہو سکا اس کمیٹی میں کیا قراردادیں پاس ہوئیں۔ اور ان میں سے کون کون سی نافذ ہوئیں۔ جو قرارداد ہماری موجودگی میں باتفاق آرا پاس ہوئی، وہ اسرائیل کے خلاف قرارداد ہے۔ باقی سید قطب کی شہادت کا مسئلہ وہاں اٹھانا ممکن نہ تھا۔ کیونکہ ان کے سیاسی مصالح کے خلاف تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

دین کے خلاف محاذ جنگ

سوال: کسی نے شیخ جوری سے سوال کیا پاکستان میں ادارہ تحقیقات اسلامی کیا کام کر رہا ہے، اور اس ادارے کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

جواب: ادارہ تحقیقات اسلامی جس کے سربراہ ڈاکٹر فضل الرحمن ہیں۔ اس کی تمام کارگزاریاں اور اغراض و مقاصد کتاب و سنت کی بالکل ضد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ادارہ کا مقصد اسلام کے نام سے ایک نیا اسلام پیش کرنا ہے۔

مسلمانوں کو اس ادارے کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کرنے کے لئے ہم ادارہ کے سربراہ (ڈاکٹر فضل الرحمن) کے چند افکار و نظریات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کا وہ بارہا اور برملا اظہار اپنی تصانیف، مقالات اور ماہنامہ فکر و نظر میں کر چکے ہیں۔ یہ تمام افکار و نظریات اسلامی معتقدات کی بالکل ضد ہیں اور ان سے ٹکراتے ہیں۔ ان افکار و نظریات نے ایک (فضل الرحمن قسم کا) فکری تشتت پیدا کر دیا ہے۔ اور نہایت افسوسناک بات یہ ہے کہ اس ادارے کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ اور وہ وزارت قانون کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ اور اسلامی حکومت کے خزانے سے گرانقدر رقمیں اس پر صرف کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ یہ ادارہ دین اسلام میں برابر رخنہ اندازی میں مصروف ہے۔

ڈاکٹر فضل الرحمن کہتے ہیں کہ:

۱۔ قرآن کے منصوص احکام ابدی نہیں بلکہ احکام کی علتیں و غایات ابدی ہیں۔ وہ اس تعلیل (علت آفرینی) کی دو مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ شرعی زکوٰۃ کی وہ مقدار جو شریعت نے مقرر کی ہے۔ آج کے زمانے میں حکومت کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ چونکہ زکوٰۃ مالی ٹیکس ہے۔ اس لئے حکومت کو حق حاصل ہے کہ اپنی ضروریات کے مطابق جس حد تک چاہے زکوٰۃ کی مقدار میں اضافہ کر سکتی ہے۔

۲۔ (قرآن حکیم کا) عورت کی شہادت کو مرد کی شہادت کا نصف قرار دینا اس زمانے کی بات ہے۔ (کیونکہ اس وقت عورتیں ان پڑھ ہوا کرتی تھیں) لیکن آج کے پڑھے لکھے دور میں ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کی شہادت بھی کافی ہے۔ ایک مرد کی جگہ دو عورتوں کی ضرورت نہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ

کا سفر مشرقی افریقہ کی روئیداد

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نے ۱۹۷۵ء میں مشرقی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ وفد کے رکن رکین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم نے اس سفر کی یہ روئیداد لکھی جو ماہنامہ بینات کے حضرت بنوری نمبر میں شائع ہوئی۔ اس جلد میں ہم اسے شامل اشاعت کرنے پر رب کریم کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ فالحمدللہ! (مرتب)

مشرقی افریقہ کا سفر!

پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی یہ خواہش تھی کہ علمائے کرام کا ایک وفد ان افریقی ممالک کا دورہ کرے۔ جہاں قادیانی مراکز قائم ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو اس فتنے کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے اور وہ ان کے فریب میں نہ آئیں۔

اس سلسلہ میں پہلا عملی قدم آپ نے یہ اٹھایا کہ وہ دستاویزات جو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں پیش کی گئی تھیں۔ وہ اردو زبان میں تھیں۔ ان کا عربی ترجمہ کرنے کے لئے اس خادم کو حکم فرمایا۔ الحمدللہ کہ ترجمہ مکمل ہو گیا اور حضرت شیخ کی خواہش پر بہت جلد اس کی طباعت بھی مکمل ہوگئی۔ مقصد یہ تھا کہ اس سفر میں جہاں بھی جانا ہوگا۔ وہاں کے اہل علم حضرات کو یہ کتاب ”موقف الامۃ الاسلامیہ من القادیانیہ“ پیش کی جائے۔ تاکہ ان کے پاس اس کے بارے میں ایک مستند دستاویز رہے جس سے وہ صحیح معلومات حاصل کر سکیں۔

چنانچہ یہ طے پایا کہ یہ سفر شوال المکرم ۱۳۹۵ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۵ء میں ہو جس

www.besturdubooks.wordpress.com

شریفین سے شروع کیا جائے۔ حضرت شیخ محمد یوسف بنوری رمضان المبارک میں حسب معمول عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور عمرہ سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ پہنچے اور مسجد نبوی میں اعتکاف فرمایا۔ اسی دوران آئندہ شروع ہونے والے سفر کے بارے میں استخارہ فرمایا۔ فرماتے تھے کہ اس سفر کے لئے چھ سات استخارے کئے ہیں اور خواہش تھی کہ کوئی چیز مانع درپیش ہو جائے اور میں رہ جاؤں اور سفر نہ کروں۔ لیکن اگر قدرت کو میرا جانا ہی منظور ہے تو مجھے کوئی عذر نہیں۔ میں تو ایک دین کا سپاہی ہوں اور سپاہی کا کام ہے حکم بجالانا۔

مدینہ منورہ میں مرکزی وفد کی تشکیل عمل میں آئی۔ حضرت شیخ، مولانا تقی عثمانی اور خادم (راقم الحروف) مدینہ منورہ سے جدہ پہنچے۔ یہاں بعض ممالک کے ویزے حاصل کئے اور ۵ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء یہ وفد حضرت شیخ کی قیادت میں جدہ سے بذریعہ پی آئی اے روانہ ہوا اور صبح ساڑھے چھ بجے کینیا کے دارالحکومت نیروبی پہنچ گئے۔ ائیر پورٹ پر مولانا مطیع الرسول صاحب مبعوث دارالافتاء ریاض اور شہر کے دوسرے سرکردہ حضرات نے استقبال کیا۔

نیروبی شہر میں چار روز تک قیام رہا۔ اس دوران شہر کی مختلف مساجد میں عشاء کی نماز کے بعد حضرت بنوری کا خطاب ہوتا رہا۔ جہاں اردو جاننے والے مسلمان تھے وہاں اردو میں اور جہاں افریقی مسلمان تھے وہاں عربی میں اور ساتھ ساتھ مقامی سواحلی زبان میں اس کا ترجمہ ہوتا رہا۔ ان خطابات میں جن موضوعات پر بیان ہوا ان میں اہم موضوعات یہ ہیں۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت واطاعت، عجائب قدرت، صفات رسالت، اخلاص، محبت، اتحاد، عقیدہ ختم نبوت اور اس کی حفاظت، قادیانیت اور اس کا پس منظر وغیرہ۔

نیروبی میں قادیانیوں کا ایک معبد ہے۔ وہی ان کا مرکز ہے۔ کینیا کے بعض دوسرے شہروں میں بھی ان کے مراکز ہیں۔ جہاں سے یہ لوگ افریقی عوام میں کام کرتے ہیں اور مقامی زبانوں میں اپنا لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ بعض دوستوں نے بتایا کہ قادیانیوں کی طرف سے ایک کتابچہ شائع ہوا۔ اس کے سرورق پر انہوں نے مرزا قادیانی کی تصویر بھی چھاپ دی۔ ایک قادیانی نے جب مرزا قادیانی کی تصویر دیکھی تو متنفر ہوکر کہنے لگا کہ یہ پیغمبر کی شکل نہیں ہوسکتی اور قادیانیت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ممباسا میں بھی قادیانی مرکز قائم ہے اور مسلمانوں کی انجمنیں بھی قائم ہیں۔ مساجد بکثرت موجود ہیں۔ یہاں بھی حضرت مولانا کا بیان مختلف مساجد میں ہوا اور اردو اور عربی دونوں زبانوں میں، یہاں بھی مختلف علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں، وہ انہیں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کام کرنے پر آمادہ کیا گیا اور مذکورہ کتاب کے نسخے پیش کئے گئے۔ یہاں کے قاضی القضاۃ شیخ عبداللہ صالح، ممباسا کے قاضی شیخ الحسن البعمری اور ممباسا کے مشہور خطیب شیخ سعید احمد سے خصوصی ملاقاتیں ہوئیں اور ان کے ذریعہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈال دی گئی۔ الحمدللہ یہ سفر کافی کامیاب رہا۔

۱۸ اکتوبر کو ممباسا سے تنزانیہ کے دارالحکومت دارالسلام پہنچے۔ ائیرپورٹ پر مولانا قاسم کاظم مبعوث دارالافتاء ریاض (سعودی عرب) اور مقامی مسلمانوں کی ایک جماعت موجود تھی۔

دارالسلام اور تنزانیہ کے بعض دوسرے شہروں میں قادیانی مراکز قائم ہیں۔ یہاں مسلمانوں کی صرف ایک تنظیم قائم ہے۔ جس کے عہدیدار یہاں کی حکومت منتخب کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور انجمن وغیرہ بنانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اس تنظیم کے عہدیداروں کے علاوہ مقامی علماء اور چیدہ مسلمانوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ انفرادی طور پر اس فتنہ کے خلاف کام کریں اور مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کریں۔ یہاں کی مساجد میں بھی حضرت شیخ قدس سرہ کا خطاب ہوا۔ جس کا ترجمہ خادم نے پیش کیا۔

دارالسلام میں مصری حکومت کی طرف سے المرکز الاسلامی کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے۔ جو مسجد مدرسہ اور دواخانہ پر مشتمل ہے۔ یہاں بھی حضرت شیخ بنوری تشریف لے گئے اور مرکز کے مدیر اور اساتذہ کرام سے ملاقات ہوئی اور عربی زبان میں ان سے تبادلہ خیالات فرمایا اور ان کو بھی اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس فتنہ کے خلاف کام کریں اور مذکورہ کتاب کے نسخے بھی پیش کئے۔ ان حضرات نے اس تجویز کو بخوشی قبول کیا اور نہایت محبت و اخلاص سے رخصت کیا۔

۲۰ اکتوبر کو دارالسلام سے زمبیا کے دارالحکومت لوساکا کے لئے روانہ ہوئے۔ دو گھنٹہ کی پرواز کے بعد لوساکا پہنچے۔ ائیرپورٹ پر مولانا عبداللہ منصور، بھائی یوسف اور دوسرے مقامی حضرات انتظار میں تھے۔ یہاں بھی شہر میں ایک قادیانی مرکز ہے۔ لیکن الحمدللہ یہاں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمان اس فتنہ سے باخبر ہیں اور وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو اس کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

لوساکا میں ایک بڑی جامع مسجد ہے اور دیگر چھوٹی مسجدیں ہیں۔ مسجدیں نہایت صاف ستھری، قالین بچھے ہوئے، طہارت کا بہت اچھا انتظام ہے۔ خصوصاً گرم پانی موجود رہتا ہے اور تولیے لٹکے ہوئے ہیں۔ ہر مسجد کے ساتھ مدرسہ قائم ہے۔ جس میں مسلمان بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم اور دینی ابتدائی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ بچے صبح اسکول جاتے ہیں اور شام کو ان مدارس میں پڑھتے ہیں۔ ان مدارس میں تعلیم دلانے کے لئے مدرسین اور قاری حضرات ہندوستان سے بلائے گئے ہیں۔ جو اچھا کام کر رہے ہیں۔ مسجدیں پانچوں وقت آباد رہتی ہیں اور مسلمان دور دور سے موٹروں میں نماز ادا کرنے وہاں آتے ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں کا تعلق زیادہ تر ضلع گجرات اور سورت سے ہے۔ جن کے آباء واجداد کافی عرصہ پہلے یہاں آکر آباد ہوگئے تھے اور ان حضرات کا زیادہ تر پیشہ تجارت ہے۔

حضرت شیخ بنوریؒ مسجدوں کی آبادی اور دینی مدارس سے بہت خوش ہوئے اور آپ جہاں بھی دینی کام ہوتا دیکھتے آپ کو روحانی مسرت ہوتی تھی۔ نیز مسجد اور مدرسہ کا نظام ان مسلمانوں کے لئے ایک اچھا نمونہ ہے۔ جو غیر مسلم ممالک میں آباد ہیں اور اپنی نئی نسل کو جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلام سے روشناس کرانے اور اسلام پر قائم رکھنے کے خواہش مند ہیں۔

لوساکا میں بھی الحمدللہ صبح و شام علمائے کرام اور عام مسلمانوں سے ملاقاتیں اور حضرت شیخ بنوریؒ کا خطاب ہوتا رہا۔ جس میں زیادہ تر تمسک بالدین اور دین کے لئے کام کرنے پر زور دیا گیا۔ نیز اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت ان کی صفات، عجائب قدرت، ختم نبوت اور اسلام کے بنیادی اصولوں پر بیان ہوتا رہا۔ لوساکا میں مولانا عبداللہ منصوری کی امارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد ڈال دی گئی۔ جس کا مرکز لوساکا میں ہوگا اور وہ ملک کے دوسرے شہروں میں بھی اپنی شاخیں قائم کرے گی۔

لوساکا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع جمعہ کے روز وہاں کی بڑی جامع مسجد میں ہوتا ہے۔ جس میں مقامی مسلمانوں کے علاوہ اسلامی ممالک کے سفارتی نمائندے بھی نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ یہاں دو جمعے پڑھنے کا موقع ملا۔ حضرت شیخ بنوریؒ نے خطبہ جمعہ سے پہلے اردو میں خطاب فرمایا۔ جس میں اسلام کی عظمت، عقیدہ ختم نبوت، فتنہ قادیانیت اور اس کا پس منظر اور اس کی تاریخ بیان فرمائی اور یہاں کے مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل پیش فرمایا۔ اس مضمون کو خود

www.besturdubooks.wordpress.com

نے خطبہ جمعہ میں عربی میں تقریر کی۔ جس میں عربی جاننے والے حضرات مستفید ہوئے اور حضرات نے دعائیں دیں۔

اوساکا کے علاوہ جاپان کے چند دوسرے شہروں میں بھی جانا ہوا۔ جن میں اکثر اور ناگویا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جاپان جو اوساکا سے ۳۰۰ میل دور ہے اور سمندر کی مغربی سرحد کے قریب واقع ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے وہ خالص مسلمانوں کا شہر ہو۔ تجارت تمام مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔ شہر کے وسط میں خوبصورت جامع مسجد ہے۔ جس میں پانچ اوقات بکثرت نمازی آتے ہیں۔ ان کے چہروں پر عبادت اور صلاح کے آثار نمایاں ہیں۔ بوڑھوں میں ۹۰ فیصد اور جوانوں میں نوے فیصد داڑھی والے ہیں۔ ان میں ایسے افراد بھی دیکھے جو کہ "رجل قلبه معلق بالمساجد" کے مصداق ہیں۔

مسجد کے متصل ایک دینی مدرسہ ہے جس میں مسلمان بچے اور بچیاں اسکول کے اوقات کے علاوہ قرآن کریم اور دینیات کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ ان حضرات کی یہ حالت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور روحانی مسرت کا اظہار فرمایا۔ یہاں مسجد میں خطاب عام کے علاوہ قرآن کریم کا درس بھی دیتے رہے۔ جس میں وہی موضوعات زیر بیان ہوا جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ نیز وہاں کے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ مقامی باشندوں سے ایسا سلوک اختیار کریں جو ایک مسلمان کے شایان شان ہوتا ہے۔ یہاں کے حضرات نے دریافت کرنے پر بتایا کہ یہ جو آپ دینی فضاء دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب تبلیغی جماعت کی محنت و برکات کا اثر ہے۔

الحمدللہ کہ جاپان کا سفر نہایت کامیاب رہا۔ اوساکا میں قیام کے دوران وہاں کے نوجوان حضرت شیخ علیہ الرحمہ پر فریفتہ ہوگئے اور آپ کی ہر مجلس اور ہر خطاب میں حاضر ہوتے۔ جہاں ہمارا قیام تھا۔ تقریباً روزانہ رات کو آجاتے اور حضرت شیخ قدس سرہ کے ساتھ تہجد کی نماز میں شریک ہوتے اور جس روز آپ وہاں سے روانہ ہو رہے تھے ان سب نے اوساکا ائیرپورٹ پر آپ کو حزن و بکا کے ساتھ رخصت کیا۔ ان ہی نوجوانوں میں ایک صاحب ابراہیم عزت حضرت شیخ بنوری کی وفات سے چند روز پہلے کراچی آئے اور ملاقات کی۔ آپ نے بہت شفقت فرمائی۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو میں انہیں رخصت کرنے دروازے تک گیا۔ دوران میں مجھے نہایت لجاجت کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے حضرت کو اس بات پر آمادہ کریں کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارے ہاں دوبارہ تشریف لائیں اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ آپ کو وعظ کرنے کی بھی تکلیف نہیں دیں گے۔

۲۵ شوال المکرم ۱۳۹۵ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۷۵ء موساکا سے نیروبی کے لئے روانہ ہوئے تقریباً دو گھنٹے کی پرواز کے بعد نیروبی پہنچے۔ ایئرپورٹ پر آسانی سے ویزا مل گیا۔ کسٹم میں ایک مسلمان آفیسر نے ہمیں دیکھا اور فوراً ہمارے پاس آ گیا اور ہمیں فارغ کر دیا۔ اگرچہ ہمارے پاس سوائے استعمال کے کپڑوں اور کتابوں کے کچھ نہ تھا۔ لیکن کسٹم کا عملہ صندوق کھول کر وقت بہت ضائع کرتا ہے۔ ہماری انتظار میں ایک صاحب گاڑی لا کر باہر کھڑے انتظار کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ سید سلمان کے گھر پہنچے۔

نیروبی میں واپسی پر پھر چند روز ٹھہرنا پڑا۔ کیونکہ اب ہمارا پروگرام یوگنڈا جانے کا تھا اور نیروبی میں یوگنڈا کا ویزا لینے میں دیر لگتی ہے۔ کیونکہ یہاں یوگنڈا کا سفارت خانہ نہیں ہے اسلئے ویزا حاصل کرنے والے نیروبی کے پاسپورٹ آفس کو درخواست دیتے ہیں۔ یہ آفس ان کاغذات کو کمپالا بھیجتا ہے۔ وہاں یوگنڈا حکومت کی طرف سے جواب آنے پر ویزا ملتا ہے اور اس کاروائی میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے نیروبی سے اپنے ایک دوست مولانا عبدالخالق طارق کو فون کیا۔ جو یوگنڈا کے شہر جنجا میں رہتے ہیں اور سعودی حکومت کی طرف سے وہاں کے المعہد الاسلامی کے مدیر ہیں اور تعلیمی فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ ان کو کہا کہ وہ ہمارے لئے ویزا حاصل کر کے ہمیں اطلاع دیں اور ایئرپورٹ پر آ جائیں۔ چنانچہ وہ جنجا سے کمپالا آئے اور یوگنڈا کے مفتی شیخ یوسف سلیمان کے ذریعہ ویزا لیا اور ہمیں فون سے اطلاع دی کہ ویزا مل گیا ہے آپ جب چاہیں آ سکتے ہیں۔

نیروبی میں اس بار بھی قیام کے دوران علماء اور دوسرے حضرات سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک روز صومالیوں کی جامع مسجد میں حضرت شیخ بنوریؒ کا عربی میں بیان ہوا۔ جس میں آپ نے اسلام اور اخوت اسلامیہ پر بیان فرمایا اور ساتھ ہی صومالی زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔ صومالی حضرات کی عادت ہے کہ عموماً مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت مسجد میں گزارتے ہیں اور اس میں درس وغیرہ کا سلسلہ رہتا ہے۔ حضرت بنوریؒ کے بیان کے بعد دوستوں نے مجھ سے تقاضا کیا کہ میں قادیانیت پر کچھ روشنی ڈالوں۔ چنانچہ عشاء کی اذان تک بیان ہوا اور صومالی زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔ نیروبی میں قیام کے دوران حضرت شیخؒ نے ایک خط لکھا تھا جس کا متن حسب ذیل ہے:

www.besturdubooks.wordpress.com

۲ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۶ر نومبر ۱۹۷۵ء صبح آٹھ بجے نیروبی سے روانہ ہوکر نو بجے یوگنڈا کے ایئرپورٹ ''انٹے بے'' پہنچے۔ ایئرپورٹ مولانا عبدالخالق طارق اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ انتظار میں تھے، وہ ویزا کی منظوری کا فارم ساتھ لائے تھے۔ الحمدللہ کہ آسانی سے ویزا مل گیا اور کسٹم سے فارغ ہوگئے۔ ایئرپورٹ کمپالا سے ۲۵ میل دور ہے۔ یہاں سے روانہ ہوکر کمپالا پہنچے۔

کمپالا میں یوگنڈا کے مفتی شیخ یوسف سلیمان صاحب کے اصرار پر حضرت مولانا نے ان کی مہمانی قبول فرمائی اور انہوں نے کمپالا کے بڑے ہوٹل کمپالا انٹرنیشنل میں ہمارے قیام کا انتظام کیا۔

مفتی شیخ یوسف سلیمان صاحب یوگنڈا کے مفتی اور وہاں کی مسلم سپریم کونسل کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں۔ کونسل کا مرکزی آفس کمپالا میں ہے۔ ان کے دفتر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مولانا نے ان کو اور ان کی حکومت کو نجی اور پاکستان کے مسلمانوں کی طرف سے مبارک باد پیش کی کہ انہوں نے اپنے ملک میں قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کی تبلیغ پر پابندی لگادی ہے۔ بعض دوستوں نے بیان کیا کہ اس موقع پر جب قادیانیوں کو یوگنڈا میں غیر مسلم قرار دیا گیا۔ ملک کے صدر جناب عدی امین صاحب نے کہا کہ ''ہمارا دین وہ ہے جس کا مرکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے۔ ہمیں وہ دین نہیں چاہیے جس کا مرکز اسرائیل اور لندن ہے۔''

جمعہ کے روز مسلم سپریم کونسل کی جامع مسجد میں مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع تھا اور اس سال یوگنڈا سے جانے والے حجاج کرام سارے یہاں جمع تھے۔ جو سفر کی تیاری کے سلسلے میں سارے ملک سے آئے ہوئے تھے۔ مفتی صاحب نے حضرت مولانا علیہ الرحمۃ سے خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ پڑھانے کی درخواست کی۔ حضرت مولانا چونکہ گھٹنوں کے درد کی وجہ سے منبر پر کھڑے ہونے سے معذور تھے اس لئے طے پایا کہ آپ نماز جمعہ سے پہلے بیٹھ کر حجاج کرام کو نصیحت فرمائیں اور اس کے بعد خادم خطبہ جمعہ اور نماز پڑھائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ سارا پروگرام کمپالا ریڈیو سے نشر ہوتا رہا۔

کمپالا میں سعودی عربیہ کے سفیر جناب عبداللہ الحبابی سے بھی ملاقات ہوئی۔ وہ پاکستان میں رہ چکے ہیں اور مولانا مرحوم کو اچھی طرح سے جانتے تھے۔ اپنے گھر پر ہوائیے پہاڑی

www.besturdubooks.wordpress.com

پر واقع ہے اور وہاں سے کمپالا شہر کا منظر سامنے نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا کے اعزاز میں پرتکلف دعوت دی جس میں یوگنڈا کے مفتی صاحب کے علاوہ دوسری شخصیات کو بھی مدعو کیا۔ دینی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ سفیر موصوف نہایت با اخلاق اور شریف الطبع شخصیت کے مالک ہیں۔ سفیر صاحب نے حج کے ویزے کے علاوہ سعودی حکومت کے نام حضرت مولانا اور خدام کے لئے خصوصی مکتوب بھی دے دیا۔

کمپالا میں ایک یونیورسٹی ہے جو مکریرے یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہے اور افریقہ کی قدیم ترین یونیورسٹی شمار ہوتی ہے۔ اس یونیورسٹی میں پاکستان کے بھی ڈاکٹر حضرات، پروفیسر اور لیکچرار ہیں۔ جو مختلف شعبوں میں تعلیم دے رہے ہیں۔ بعض حضرات مولانا سے ملنے ہوٹل تشریف لائے۔ ان کے دینی مزاج کو دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوتے اور دعائیں دیں۔ خصوصاً ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب اور ڈاکٹر محمد افضل چوہدری۔

کمپالا کے بعد یوگنڈا کے دوسرے شہر جنجا بھی جانا ہوا۔ یہ شہر کمپالا سے مشرق میں پچاس میل کے فاصلہ پر وکٹوریہ جھیل کے کنارے واقع ہے اور اسی مقام سے دریائے نیل کی ابتداء ہوتی ہے اور دریائے نیل پر یہاں ایک بند باندھا ہوا ہے۔ جس سے بجلی پیدا ہوتی ہے اور پورے ملک کو سپلائی ہوتی ہے۔ کمپالا سے جنجا تک پچاس میل کا فاصلہ سرسبز درختوں، چائے اور گنے کے کھیتوں سے آراستہ ہے۔ بارش کی کثرت سے درختوں کے پتوں کی سبزی غایت طراوت کی بناء پر سیاہ معلوم ہوتی ہے۔ اس منظر کو دیکھتے ہی حضرت مولانا قدس سرہ نے فرمایا کہ "مدھامتان" کے یہی معنی ہیں سای سوداوان من الری!

آپ کو قدرتی مناظر بہت پسند تھے۔ لیکن ذہن فوراً عجائبات قدرت کی طرف منتقل ہو جاتا اور زبان پر حمد وثناء کے الفاظ جاری ہو جاتے تھے۔ نیز سفر وحضر میں موقع ومحل کے اعتبار سے علمی نکتوں سے مستفید فرماتے رہتے تھے۔

جنجا میں مولانا عبدالخالق طارق کے علاوہ مولانا خالد نعمانی، مولانا عبدالسلام بھی موجود تھے۔ جو سعودی حکومت کی جانب سے المعہد الاسلامی میں تدریس وغیرہ کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی چند پاکستانی حضرات جو مختلف شعبوں میں کام کرتے ہیں اور دینی مزاج کے حامل ہیں، عصر کے بعد جمع ہو جاتے اور حضرت مولانا ان کو وعظ ونصیحت فرماتے اور ان کے

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ ایک نہایت عمدہ پروگرام پیش فرمایا تاکہ وہ اپنے کام کے ساتھ دین کا کام بھی عمدگی سے انجام دے سکیں۔

جنجا میں محترم آفاق احمد صاحب جن کے یہاں قیام تھا۔ آفاق احمد صاحب پاکستانی ہیں اور یوگنڈا حکومت کے ملازم ہیں اور اچھے مسلمان ہیں۔ گورنمنٹ نے ان کو خدمت کے لئے دو نوجوان خادم دیئے ہوئے ہیں۔ دونوں عیسائی تھے لیکن دونوں موصوف کے اسلامی اخلاق اور حسن سلوک سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ چنانچہ جب نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ ان میں سے ایک اذان کہتا ہے اور پھر تینوں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ایک اچھے مسلمان کا وجود ہر جگہ باعث رحمت ہے۔

جنجا کے بعد مشرق کی جانب ۵۰ میل دور ایک شہر بوسیہ ہے جہاں اس علاقے کے مسلمانوں کا سیرت کے عنوان سے بہت بڑا اجتماع تھا۔ اس اجتماع میں یوگنڈا کے مفتی اور دوسرے علماء بھی شریک ہوئے۔ حضرت مولانا نے بھی اس اجتماع سے عربی خطاب فرمایا۔ جس کا ترجمہ مقامی زبان میں ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ اس خطاب میں آپ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنی زندگی میں اسلامی طریقوں کو اپنائیں اور سنت کے مطابق عمل کریں اور غیر شرعی رسم و رواج اور بدعات سے بچیں اور اخوت اسلامی کے دائرے میں رہ کر زندگی گزاریں اور نسلی، قومیت اور قبائلی تعصبات سے دور رہیں۔ اس اجتماع کے بعد اسی روز شام کو واپس جنجا آ گئے

یہاں جنجا میں نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں آپ کا بیان ہوا۔ جس کا موضوع ایمان و عمل صالح تھا اور ساتھ ساتھ دو زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوتا رہا۔ کیونکہ یہاں سواحلی زبان کے علاوہ مقامی زبان بھی بولی جاتی ہے۔

مقام عبرت

ایک روز جنجا والے دوست حضرت مولانا قدس سرہ کو جنجا شہر سے باہر چند میل کے فاصلے پر ایک سیرگاہ میں لے گئے۔ یہاں پر چند اونچے اونچے ٹیلے ہیں۔ جن پر شاہانہ ٹھاٹھ کے تین محل تعمیر ہیں اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر واقع ہیں۔ ان کی عمارات کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مغلیہ دور کے کسی بادشاہ نے اپنے ذوق و شوق کو پورا کیا ہو۔ خوبصورتی کے علاوہ ہر قسم کی راحت اور

www.besturdubooks.wordpress.com

ساتھ روانہ ہوئے اور حضرت مولانا کے روکنے کے باوجود انھوں نے ساتھ چلنے پر اصرار کیا۔ مغرب کے وقت کیمپ پہنچے۔ پاکستان کے ایک جج صاحب کے ہاں رکے اور مغرب کی نماز ادا کی۔ ان کے دینی مزاج سے مولانا مرحوم کو بہت مسرت ہوئی۔ اس کے بعد ہمارا قافلہ سعودی سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری استاذ محمود کے ہاں پہنچا۔ یہ نہایت دیندار اور با اخلاق شخص ہیں۔ ان کے ہاں عشاء کی نماز ادا کی اور رات کے ساڑھے نو بجے پورا قافلہ ائیر پورٹ کی طرف روانہ ہوا۔ ائیر پورٹ پر کسٹم وغیرہ میں سفر کے سارے مراحل سے فارغ ہو کر ان حضرات کو حضرت مولانا نے شکریہ اور دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

رات کے ایک بجے جہاز روانہ ہوا اور ساڑھے چار گھنٹے کی پرواز کے بعد قاہرہ ائیر پورٹ پر پہنچے۔ حضرت مولانا کے استقبال کے لئے "المجلس الاعلی للشئون الاسلامیة" کا نمائندہ ائیر پورٹ پر موجود تھا۔ جس نے آپ کا استقبال کیا اور جلدی کسٹم سے فارغ ہو کر شہر پہنچے اور ہوٹل میں قیام کیا۔ جس کا ایک کمرہ پہلے سے مجلس اعلی کی طرف سے ریزرو کرایا ہوا تھا۔

قاہرہ میں چودہ روز قیام رہا۔ اس قیام کے دوران جن شخصیات سے ملاقاتیں ہوئیں اور جو کام ہوا اس کی تفصیل یہ ہے۔

شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود سے ان کے دفتر میں طویل ملاقات ہوئی۔ نہایت محبت و اکرام سے مولانا کا استقبال کیا اور اپنی جگہ چھوڑ کر مولانا کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ آپ ہماری مہمانی قبول فرمائیے ہماری طرف سے ایک مرافق اور گاڑی ہر وقت آپ کے ساتھ رہے گی۔ حضرت مولانا نے شکریہ ادا کیا اور معذرت فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہم المجلس الاعلی کی دعوت قبول کر چکے ہیں وہ بھی آپ ہی کا ادارہ ہے۔

شیخ الازہر کے سامنے اپنے سفر افریقہ کی مختصر روئیداد بیان فرمائی اور ان کو "موقف الامة الاسلامیة من القادیانیة" کتاب کا نسخہ پیش کیا۔ شیخ الازہر بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اس کو چھاپ کر تقسیم کریں۔ مولانا نے فرمایا بڑی خوشی سے۔ اسی مجلس میں مولانا کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی کا ذکر بھی آیا تو مولانا نے اس کے اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

ہمارا مقصد اس علمی ادارے کے قائم کرنے سے ایسے علماء پیدا کرنا ہے جو ایک طرف راسخ فی العلم ہوں اور دین کے عصری تقاضوں کو سمجھتے ہوں اور دوسری طرف وہ دین کے لئے مخلص سپاہی ہوں۔ جن کے سامنے مادی منافع اور دنیاوی مناصب قطعاً نہ ہوں۔ بلکہ ہر حال میں ان کا نصب العین دین کی خدمت ہو۔

شیخ الازہر نے مولانا کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت دی۔ جس میں جامعہ الازہر کی علمی شخصیات کے علاوہ قاری شیخ محمود خلیل الحصری، مصر میں پاکستان کے سفیر محترم احمد سعید کرمانی، پاکستان میں مصر کے سابق سفیر جناب علی ذاہب، وزارت اوقاف کے نائب وزیر وغیرہ کو بھی مدعو کیا اور بعض دینی اداروں اور علمی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی جسے سب حاضرین نے دلچسپی سے سنا۔

پاکستان کے سفیر محترم احمد سعید کرمانی سے بھی ملاقات ہوئی۔ نہایت عزت و احترام سے پیش آئے قیام گاہ پر حضرت مولانا کو دعوت دی خود ہوٹل سے لے گئے اور پھر واپس لائے اور قاہرہ سے روانگی کے وقت خود ائیرپورٹ پر رخصت کرنے تشریف لائے۔

"المجلس الاعلی للشئون الاسلامیة" کے جنرل سیکرٹری سید محمد توفیق عویضہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ بے حد خوشی کا اظہار کیا اور بار بار یہ جملہ کہہ رہے تھے۔ "نحن سعداء موجود کم" ان کو بھی مولانا قدس سرہ نے کتاب "موقف الامة الاسلامیة من القادیانیه" پیش کی اور فرمایا کہ آپ اس کتاب کو انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمہ کر کے شائع کریں اور ان بلاد میں تقسیم کریں۔ جہاں یہ ذہنیں بوئی جاتی ہیں۔ انہوں نے اس کا وعدہ کیا اور خوشی کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ بعض دوسرے موضوعات پر بھی گفتگو ہوئی۔

مولانا اسماعیل عبدالرزاق ساؤتھ افریقہ کے نوجوان عالم ہیں۔ جامعہ الازہر کے کلیۃ اللغۃ میں انگریزی کے استاذ اور افریقی زبانوں کے شعبہ کے صدر ہیں اور حضرت مولانا قدس سرہ کے شاگرد بھی ہیں۔ صبح و شام اپنی گاڑی لے کر آتے رہے۔ ایک روز تفریح کرانے قاہرہ شہر سے باہر لے گئے۔ مولانا مرحوم کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت دی۔ جس میں مقامی شخصیات کے علاوہ قاری عبدالباسط صاحب، پاکستان کے سفیر محترم جناب احمد سعید کرمانی صاحب اور جاپان کے ایک مسلم پروفیسر صاحب کو بھی مدعو کیا۔ ان کے علاوہ دو مقامی ممبر کے

www.besturdubooks.wordpress.com

کرتی ہے کہ وہ بھی یہ اعلان کریں کہ قادیانیت غیر مسلم اقلیت جماعت ہے اور اسلام کی ابدی تعلیم کے خلاف ہے۔

۲۔ حسن اتفاق سے اس وقت نائیجیریا کے سربراہ مملکت یہاں مکہ میں موجود ہیں اور جیسا کہ معلوم ہے کہ نائیجیریا میں قادیانی سرگرمیاں بہت زوروں سے جاری ہیں۔ بلکہ اب یہ قادیانی جماعت وہاں کی یوربا زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ رابطہ اسلامی کا ایک وفد تشکیل دیا جائے جو نائیجیریا کے صدر مملکت سے ملاقات کرے اور ان کے سامنے اس غیر مسلم اور باغی جماعت سے متعلق امت اسلامیہ کے موقف کی وضاحت کرے اور ان سے اپیل کرے کہ وہ ان کے اس خطرناک منصوبے سے واقف ہو سکیں۔

۳۔ مسلمانوں کو مختلف وسائل کے ذریعہ قادیانی لٹریچر پڑھنے سے روکا جائے اور اس لٹریچر کو مسلمانوں میں پھیلنے کا سد باب کیا جائے خصوصاً قرآن کریم کے تحریف شدہ ترجمے۔

۴۔ کمیٹی یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ اس غیر مسلم گمراہ کن جماعت کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت ایک خاص شعبہ قائم کیا جائے جس کا کام یہ ہو کہ وہ اس قادیانی جماعت کی سرگرمیوں اور نقل و حرکت پر کڑی نگاہ رکھے اور اس کی مقاومت کے لئے مناسب اقدام کرے۔

۵۔ جن ممالک میں یہ فتنہ پھیل چکا ہے وہاں کثرت سے ایسے مخلص مبلغین بھیجے جائیں جو قادیانی مذہب اس کے مقاصد اور طریق کار سے بخوبی واقف ہوں۔

۶۔ جن ممالک میں قادیانی سرگرمیاں موجود ہیں وہاں قادیانیوں سے مقابلہ کے بالمقابل دینی مدارس، ہسپتال اور یتیم خانے قائم کئے جائیں تاکہ مسلمان بچے ان کے مدارس اور ہسپتالوں میں جانے پر مجبور نہ ہوں۔

۷۔ یہ کمیٹی رابطہ عالم اسلامی سے یہ بھی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں ایسی کتابیں بکثرت شائع کرے جو اس فرقے کے خطرات سے آگاہ کرتی ہوں تاکہ مسلمان اس جماعت کے عقائد، مقاصد اور ناپاک اغراض سے مطلع ہو سکیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۸ یہ کمیٹی اسلامی حکومتوں سے یہ بھی اپیل کرتی ہے کہ وہ اپنے ہاں شائع ہونے والی کتابوں کی نگرانی کے لئے ایسے حضرات کا تقرر کریں جو صحیح اسلامی فکر کے مالک ہوں۔

۹ جو لوگ محض جہالت یا دھوکے میں قادیانیت کے جال میں پھنس چکے ہیں ان کو تبلیغ نرمی اور حکمت عملی سے اسلام کی دعوت دی جائے اور اس سلسلہ میں مناسب تدابیر اور وسائل کو کام میں لایا جائے۔ وباللہ التوفیق!

حرمین شریفین میں مقامی علمائے کرام اور دینی شخصیات کے علاوہ دوسرے ممالک سے آئی ہوئی علمی شخصیات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور ان سے اس موضوع پر تبادلہ خیالات ہوا اور ان کو مذکورہ کتاب پیش کی گئی۔ ان حضرات کا تعلق جن ممالک سے تھا ان میں بعض کے نام یہ ہیں۔ جاپان، انڈونیشیا، ملایا، فلپائن، شام، ہندوستان، عراق، اردن، نائیجیریا، سیرالیون، یوگنڈا، آئیوری کوسٹ، بنگال، جنوبی افریقہ، ترکی۔

اس مبارک سفر کی ابتدا بھی حرمین شریفین سے ہوئی اور انتہا بھی حرمین شریفین پر ہوئی اور سفر کے اختتام پر حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی جانب سے روئیداد کے آخر میں جو خلاصہ کلام شائع ہوا وہ یہ ہے۔

خلاصۂ کلام!

۱ ...	عیسائیت۔	۲	مرزائیت۔
۳ ...	جہالت۔	۴	علماء اور صالحین کی قلت۔
۵	مدارس دینیہ کا فقدان۔		

وفد نے مندرجہ ذیل امور سرانجام دیئے

۱ مسلمانوں کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت، عظمت، اطاعت اور آپس میں اتحاد و اتفاق کی دعوت دی۔

۲ عقیدہ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی وضاحت کی۔

۳ ... اس موضوع پر لکھی ہوئی کتاب "موقف الامۃ الاسلامیہ" اور ایک انگریزی پمفلٹ تقسیم کیا۔

۴ ... جہاں فتنۂ قادیانیت کے مراکز ہیں۔ وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت نے قیام کی تدابیر کی گئیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۵ جہاں تنظیم بنانے کی اجازت نہیں، وہاں مقامی علماء اور دینی شخصیات کو کام کرنے کے لئے آمادہ کیا گیا۔

۶ جہاں قادیانیوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے وہاں کے ذمہ دار حضرات کو مبارکباد دی اور دین کے لئے کام کرنے کا لائحہ عمل پیش کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ وہ اس فتنے پر کڑی نگاہ رکھیں۔

۷ انہیں مسلمانوں کو افریقی مسلمانوں سے دینی رابطہ قائم رکھنے اور تبلیغی جماعتوں میں کام کرنے کی ترغیب دی گئی۔

۸ ان ممالک میں دارالعلوم دیوبند کے حضرات جو وہاں کام کر رہے ہیں۔ ان کو کام کرنے کے مفید مشورے دیئے گئے۔

۹ مقامی حضرات کو ترغیب دی گئی کہ وہ افریقی بچوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پاکستان بھیجیں اور ان کے اخراجات کا انتظام کریں۔

۱۰ کتاب "موقف الامۃ الاسلامیۃ من القادیانیۃ" کی دوبارہ طباعت اور انگریزی، فرانسیسی ترجمہ اور اس کی طباعت کا انتظام کیا گیا۔

تجاویز: مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں وفد نے یہ تجاویز پیش کیں۔

۱ جن ممالک کا وفد نے دورہ کیا ہے وہاں قائم کردہ شعبہ جات تحفظ ختم نبوت، مقامی دینی انجمنوں، علماء اور دینی شخصیات سے دائمی رابطہ قائم رکھا جائے اور خط و کتابت کے ذریعے معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رہے۔

۲ ان حضرات کو دینی فتنوں کے خلاف اردو، عربی اور انگریزی میں لٹریچر بھیجا جائے۔

۳ افریقی طلبہ کو دینی مدارس میں وظائف دیئے جائیں اور ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی جائے۔

۴ تبلیغی جماعت کے ذمہ دار حضرات کو توجہ دلائی جائے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جماعتیں ان ممالک کی طرف روانہ کریں۔ خصوصاً یوگنڈا میں۔

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!
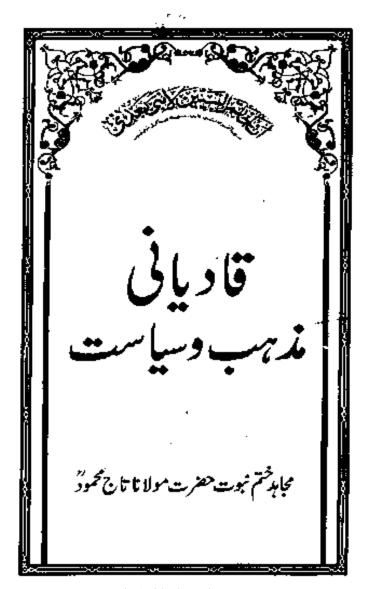
تعارف!

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پاکستان پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی۔ جنرل یحییٰ خان کی بداعمالیوں اور غیر مآل اندیشانہ فوجی پالیسیوں کے باعث ملک دولخت ہوا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم پاکستان کے بلاشرکت غیرے حکمران بنے۔ قادیانی شاطر قیادت نے ملک میں کھیل کھیلنا چاہا۔ ان کے تیور دیکھ کر مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر نے اپنی جماعتی ذمہ داری کو پورا کیا۔

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسینؒ اختر، مناظر ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا تاج محمودؒ، مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سرجوڑ کر بیٹھے اور ممبران اسمبلی میں تقسیم کے لئے ''قادیانی مذہب و سیاست'' کے نام سے کتابچہ مرتب کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں تحریک کے زمانہ میں پھر شائع کیا گیا۔

بعدہ ہمارے مخدوم مجاہد ملت حضرت مولانا تاج محمودؒ کے وقیع دیباچہ سمیت دوبارہ ''قادیانی مقاصد و عزائم'' کے نام سے اسے شائع کیا گیا۔

چوتھی بار تنظیم طلبہ تحفظ ختم نبوت میڈیکل کالج فیصل آباد نے اسے شائع کیا۔

اب اسے اس جلد میں محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ تنظیم طلبہ کے بانی ہمارے دوست محترم بھائی جناب قادری ڈاکٹر محمد صولت نواز صاحب تھے۔ اس وقت وہ کمر کے عارضہ سے دوچار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نیک عمل کے صدقہ میں ان کو صحت کاملہ سے سرفراز فرمائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز! (مرتب)

۱۳؍ اپریل ۲۰۰۵ء

www.besturdubooks.wordpress.com

ظفر اللہ خان بظاہر پاکستان کے وزیر خارجہ اور ایک ڈپلومیٹ تھا۔ لیکن درحقیقت وہ مرزائی جماعت کا ایک کٹر متعصب مبلغ اور نمائندہ تھا۔ اس نے بیرون ملک مرزائیوں کو اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے کلیدی اسامیوں پر متعین کروایا اور کئی ممالک میں مرزائی مراکز کھلوائے اور بیرون ملک مرزائیوں کی تبلیغ کا کام منظم طور سے مستحکم کر دیا۔

قائد اعظم، لیاقت علی خان اور سردار عبدالرب نشتر جیسے مخلص قائدین کی وفات کے بعد حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی زمام اقتدار زیادہ تر انگریزوں کی تیار کی گئی کالے انگریزوں کے ہاتھوں میں رہی۔ ہر دور میں مرزائیوں نے بیرونی آقاؤں کی مدد سے باقاعدہ مراعات سے مزید مراعات حاصل کیں۔ کیونکہ مغرب زدہ طبقہ اور حکمران اسلام کے قانون سے خائف تھے۔ ان سب میں یکجہتی ہوگئی۔ مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا باعث بنتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ اسے اس راہ سے ہٹا دیا گیا۔ ملک کا مستقبل تاریک ہوا اور خطرات کی فضا میں وہ زندگی گزار رہا ہے۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں یہاں اسلامی نظام نافذ ہو جس کے لئے یہ ملک معرض وجود میں آیا ہے۔ تو ان کے لئے یہاں کوئی جگہ نہ ہوگی۔ اس لئے انہوں نے شروع سے دوسری اسلام دشمن طاقتوں سے مل کر اسباب مہیا کئے اور اسے روکے رکھنے میں کامیاب رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۵۳ء میں عام مسلمانوں کا اس وقت کی حکومت سے تصادم ہو گیا۔

خواجہ ناظم الدین ملک کے وزیر اعظم تھے۔ نیک شریف اور مذہبی رجحان رکھنے کے باوجود ان کا عقیدہ ذہن یہ تھا کہ اگر ظفر اللہ خان کو وزارت سے نکالا گیا یا مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا گیا۔ تو امریکہ بہادر پاکستان کو تباہ کر دے گا۔ خواجہ صاحب موصوف نے خود منیر انکوائری کمیشن میں بیان کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر میں قوم کے مطالبہ کو مان کر چوہدری ظفر اللہ خان کو واپس لے لیتا تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم بھی نہ دیتا۔ خواجہ صاحب پر یہ خوف مسلط تھا کہ اگر امریکہ نے گندم نہ دی۔ تو یہاں لوگ بھوک سے مرنے لگیں گے۔ ۱۹۵۰ء میں انہوں نے دستور کے بنیادی اصول طے کر دیئے اور انہیں شائع کر دیا۔ یہ رپورٹ جب ہمیں موصول ہوئی تو اس میں مخلوط انتخاب کی بجائے جداگانہ انتخاب کا فیصلہ طے کیا گیا تھا۔ لیکن اقلیتوں کا جو چارٹ اس میں دیا گیا تھا۔ اس میں مرزائیوں کو درج نہ کیا گیا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ حکومت نے مرزائیوں کو مسلمانوں میں شامل کر کے مسلمان قرار دے دیا ہے۔

بی پی سی رپورٹ یعنی دستور کے لئے بنیادی اصولوں کو طے کرنے والی کمیٹی کی رپورٹ

www.besturdubooks.wordpress.com

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کا باعث بن گئی۔ حکومت کے اس غلط فیصلے پر احتجاج شروع ہوا۔ حکومت نے اس ہمہ گیر احتجاج اور عوامی غیظ و غضب کی لہر کو دبانا چاہا۔ ۱۳ جنوری ۱۹۵۲ء کو برکت علی محمڈن ہال لاہور میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے دستخطوں سے جاری شدہ دعوت نامے پر آل پارٹیز مسلم کنونشن ہوا۔ جو اس ملک کی تاریخ کا ایک یادگار اجتماع تھا۔ ملک بھر سے تمام مکاتیب فکر کے علماء و نمائندگان نے متفقہ طور پر ایک دفعہ پھر مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی۔ مطالبات منوانے کے لئے تمام مکاتیب فکر کے علماء و نمائندگان پر مشتمل ایک مجلس عمل منتخب کی گئی اور مندرجہ ذیل مطالبات کئے گئے۔

۱۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۲۔ چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے علیحدہ کیا جائے۔

۳۔ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

۴۔ تمام کلیدی آسامیوں سے مرزائیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔

حکومت سے مذاکرات ہوئے۔ لیکن بے سود۔ بالآخر مسلم لیگ میں پنجابی اور بنگالی دھڑوں کی باہمی چپقلش اور برسر اقتدار لوگوں کی نااہلی اور حماقت کی وجہ سے عوام اور حکومت میں تصادم ہو گیا۔ سینکڑوں نوجوانوں کے سینوں میں گولیاں ماری گئیں۔ ہزاروں علماء کرام جیلوں میں نظر بند کر دیئے گئے۔ بے شمار لوگوں کو کوڑوں اور قید و بند کی سزائیں دی گئیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ رضاکار جیلوں میں بند کر دیئے گئے۔ جسٹس منیر اور جسٹس کیانی پر مشتمل انکوائری کمیشن قائم کیا گیا۔ جس نے ۱۱۷ ماہ تک اجلاس منعقد کئے اور حالات و واقعات کی چھان بین کر کے حکومت کو ایک رپورٹ پیش کی۔

اگرچہ یہ تحریک بظاہر ناکام ہو گئی اور حکومت نے مطالبات تسلیم نہیں کئے۔ لیکن ۸ کروڑ مسلمانوں کے دلوں میں مرزائیوں کے خلاف اور مرزائیوں کا تحفظ کرنے والی حکومت کے خلاف نفرت بیٹھ گئی۔ مرزائی عملاً غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے اور لیگی حکومت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اقتدار سے محروم ہو گئی۔

۱۹۷۴ء میں دوبارہ تحریک ختم نبوت چلی اور وہ کامیاب ہو گئی۔ مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کی اصل وجہ اور بنیاد ۱۹۵۳ء کی تحریک ہی تھی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں حکومت کے خلاف تصادم سے گریز کیا گیا اور مرزائیوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

اقتصادی بائیکاٹ پر زور دیا گیا۔ علماء کرام کا ایک مضبوط گروہ جس میں مولانا مفتی محمود صاحب، مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر عبدالغفور احمد صاحب وغیرہ جیسی کے قریب اوپر شامل تھے۔ ان کے پرخلوص تعاون اور بھرپور سرپرستی سے تحریک کو کامیاب بنایا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی ناکامی سے مرزائی خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس عرصہ میں اپنے آپ کو مضبوط کیا۔ امریکہ، برطانیہ، اسرائیل کے علاوہ روس سے تعلقات کے ذریعے بھٹو صاحب کو برسر اقتدار لانے میں بھرپور حصہ لیا۔ اسرائیل سے آیا ہوا بہت سا روپیہ خرچ کیا گیا۔ بھٹو صاحب نے بھی انہیں بڑی اہمیت دے دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ آپے سے باہر ہو گئے۔ مرزائیوں کے دسمبر کے سالانہ جلسے کے موقع پر مرزا ناصر احمد کو ان کی تقریر سے پہلے پاکستان ایئر فورس کے جہازوں نے سلامی دی۔ یہ مرزائی پائلٹ تھے۔ جنہوں نے ایئر فورس کے مرزائی کمانڈر انچیف ظفر چوہدری کے حکم سے ایسا کیا۔ بھٹو سے بھی ٹکر لینے کی جرأت کی اور فوج میں سازش کر کے حکومت کا تختہ الٹنے کا فیصلہ کیا۔ سادہ لوح مسلمان نوجوانوں کو بھی اسی سازش میں ملوث کر لیا۔ سازش پکڑی گئی۔ میجر جنرل آدم خان جو ایک قادیانی جنرل تھا اس کے بیٹے میجر فاروق اور میجر افتخار اور ایئر مارشل اصغر خان کے بھائی کے سالے بھی قید ہو گئے۔ اور دوسرے لوگ بھی سزا پا گئے۔

انہی دنوں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے ان لڑکوں کو جو شمالی پہاڑی علاقوں کی سیر و سیاحت سے فارغ ہو کر ملتان واپس آ رہے تھے۔ معمولی بات کا بہانہ بنا کر مرزائیوں نے لوہے کی سلاخوں سے بنائے ہوئے کوڑوں سے زدوکوب کیا اور انہیں شدید زخمی کر دیا۔ یہ بچے انتہائی کربناک حالت میں فیصل آباد پہنچے تو راقم الحروف (تاج محمود) کو ایک آدمی کے ذریعے پہلے سے اطلاع ہو گئی۔ راقم ریلوے اسٹیشن پر بروقت پہنچ گیا۔ میرے ساتھ میرے ہمسایہ دوستوں کے سینکڑوں کارکن کام چھوڑ کر وہاں پہنچ گئے۔ میں نے فون کے ذریعے ڈپٹی کمشنر شیخ فرید الدین صاحب کو اسٹیشن پر بلایا اور حالات دکھائے۔ پولیس کے نمائندوں کو بلایا۔ انہوں نے زخمی لڑکوں کے انٹرویو لئے۔ تصویریں اتاریں۔ اسٹیشن پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن بھی پہنچ گئے۔ ہزاروں کا ہجوم تھا۔ ہیجان اور نعرہ بازی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تقریروں کی مہم چل گئی۔ تو میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے مطالبہ کیا کہ:

۱ اس حادثے کی ہائی کورٹ کے جج سے انکوائری کرائی جائے۔

۲ شہر فیصل آباد اور ربوہ ریلوے اسٹیشن کے مرزائی عملہ کو معطل کر کے گرفتار

www.besturdubooks.wordpress.com

کرائے جائیں۔ جو اس سازش میں شریک تھے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کی اور مجھے مطالبات کے پورا کرنے کی یقین دہانی کرا دی۔

میں نے ربوہ کے ریلوے پلیٹ فارم پر ایک دیوار کے اوپر کھڑے ہو کر تقریر کی کہ اے زخمی نوجوانو! تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق ایمرجنسی بوگیوں میں شفٹ کر کے ملتان بھیجا جارہا ہے۔ لیکن میں رب تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب جب تک تمہارے جسموں سے بہے ہوئے خون کے ایک ایک قطرے کا مرزائیوں سے حساب نہیں لے لیں گے چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

میں نے اسی وقت دو گھنٹے بعد اقبال ہوٹل فیصل آباد میں پریس کانفرنس کرنے کا اعلان کر دیا۔ دو گھنٹے بعد اقبال ہوٹل میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس ہوئی جس میں شہر کے مختلف مکاتیب فکر کے ایک سو کے قریب علمائے کرام اور معززین نے شرکت کی اور ہم نے دوسرے روز شہر میں ہڑتال کرنے اور مرزائیوں کا اقتصادی بائیکاٹ شروع کر دینے کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد لاہور میں آغا شورش کاشمیری مرحوم اور دیگر لیڈروں کی حضرت مولانا غلام اللہ خان مرحوم نے میٹنگ طلب کی اور پھر فیصل آباد میں بہت اہم اجلاس ہوا جس میں ملک بھر کے علماء تشریف لائے اور مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت میں آل پاکستان مجلس عمل تحریک تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔

مجلس عمل نے تمام ملک میں بڑی شدت کے ساتھ تحریک چلائی۔ مرزائیوں کا اقتصادی بائیکاٹ ہو گیا۔ جس سے ان کی کمر ٹوٹ گئی اور حکومت پر شدید دباؤ قائم رکھا گیا۔ اگرچہ ۲۳ عاشقان رسول کو شہید کیا گیا۔ کئی جگہ اندھی چاند ماری ہوئی۔ بے شمار لوگ گرفتار کیے گئے۔ شمع ختم نبوت کے پروانوں پر جگہ جگہ ظلم و تشدد ہوا تاہم ۱۹۵۳ء کی طرح کوئی بڑا حادثہ رونما ہونے نہ دیا گیا اور آخر کار ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مطالبات پورے ہوئے۔ قومی اسمبلی نے آئین میں ترمیم کر کے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

جس زمانہ میں یہ تحریک زوروں پر تھی اور معاملہ ممبران قومی اسمبلی کے سپرد ہو گیا تھا کہ وہ اس مسئلہ کی چھان بین کر کے فیصلہ کریں۔ اس زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے پیش نظر کتابچہ ایک عرضداشت کی صورت میں چھپوایا تھا۔ جو قبل ازیں (راقم الحروف) مولانا تاج محمود، مولانا لال حسین اختر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا محمد شریف جالندھری پر مشتمل بورڈ نے مرتب کیا تھا۔ یہ عرضداشت کتابچہ کی صورت میں چھاپ کر قومی اسمبلی کے ممبران میں بالخصوص اور حلقات اسلامیہ میں بالعموم تقسیم کیا گیا۔ طویل اور مفصل کتابوں کے مطالعہ کی بجائے اس مختصر کتابچہ نے مفید نتائج

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

از رشحات قلم بطل حریت مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیری

ایڈیٹر ہفت روزہ چٹان لاہور

یہ عرضداشت جو آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ ایک ایسے مسئلے کے بارے میں ہے۔ جو بوجوہ آپ کے مطالعے سے محروم رہا یا آپ نے اس مسئلہ کا اس طرح نوٹس نہیں لیا۔ جس طرح کہ اس کے مضمرات ہم سب کی توجہ کے مستحق اور متقاضی ہیں۔

یہ مسئلہ کسی مذہبیت یا گروہی سیاست کا مسئلہ نہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر نہ صرف اس ملک کے مستقبل اور اس کی بقا کا انحصار ہے۔ بلکہ ہم جس دین کے تابع زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس کی وحدت اور دعوت کو باقی رکھنے کا مسئلہ بھی ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں علماء اور مشائخ نے ہمیشہ دین کے لحاظ سے آواز اٹھائی اور اس کی عمومی مضرتوں کو محسوس کیا ہے۔ لیکن جب مسئلہ اپنے سیاسی عزائم کے ساتھ بے نقاب ہونے لگا۔ بہت حد تک بے نقاب ہو گیا تو علامہ اقبال نے اس مسئلہ پر شرح و بسط سے قلم اٹھایا ہے اور بکمال وضاحت اس کے خدوخال پیش کئے ہیں۔

پنجاب ہائی کورٹ کے ایک فاضل جج مرزا سر ظفر علی نے بھی اس کا فوری نوٹس لیا اور اس تجزیاتی بصیرت کے ساتھ اس کا تار و پود بکھیرا کہ آج تک ان کے رشحات قلم حرف آخر کا درجہ رکھتے ہیں۔

پاکستان بن جانے کے بعد ہمارے عظیم رہنماؤں میں سید حسین شہید سہروردی پہلے سیاستدان تھے۔ جنہوں نے اس مسئلہ کو بروقت بھانپ لیا اور اس کا جائزہ لے کر اس کی نزاکتوں پر خواجہ ناظم الدین کو جو اس وقت وزیر اعظم تھے ایک طویل خط لکھا جس کی تشہیر ملک کے ضمیروں کو اس مسئلہ کی خصوصیت سے آگاہ کیا۔

یہ مسئلہ کیا ہے؟ یہ مسئلہ ہے مسلمانوں میں قادیانی امت کا وجود جو بقول اقبال حضور

www.besturdubooks.wordpress.com

محمد عربی ﷺ کی امت میں نقب لگا کر مرزا غلام احمد کی امت پیدا کررہی ہے۔ اور ایک چوتھائی ملین (One Fourth) (اڑھائی لاکھ) سے بھی کم ہونے کے باوجود پاکستان میں کلیدی آسامیوں اور بعض بنیادی صنعتوں پر قابض ہو کر سامراجی مقاصد کی سب سے بڑی آلۂ کار اور اس مملکت میں ایک یہودی اسرائیل قائم کرنے کی متمنی ہے۔

اس کے دو نمونے خصوصاً قابل بیان ہیں۔

جن دنوں بنگال میں جہاد کا مسئلہ انگریزی سامراج کے لئے آخری حد تک پریشان کن تھا اور وہ زمانہ انگریزی حکومت کے ہندوستان میں ظہور کا ابتدائی زمانہ تھا۔ تو حضرت سید احمد بریلوی، شاہ اسمٰعیل شہید، مولانا فضل حق خیر آبادی کی تحریک اور علمائے حق کے مختلف مقدمات میں پھانسی پا جانے کے بعد سرحد کے مجاہدین کا قلع قمع کرنے کے لئے جہاں کا سر لیس خاندانوں نے تلوار اور سپاہ سے انگریزی استعمار کی مدافعت کی۔ وہاں سر ولیم میور گورنر صوبہ جات متحدہ کے اس نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں میں نظریہ جہاد موجود ہے۔ انگریزی حکومت کے دوران جہاد کی قرآنی سپرٹ کو معطل و ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کی خدمات سے فائدہ اٹھایا گیا۔ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت سے پہلے سیالکوٹ سے ڈسٹرکٹ کورٹس میں معمولی کلرک تھے انہوں نے ایکا ایکی پہلے مسیح موعود و مہدی معہود اور پھر ظلی بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اس دعوے کے تحت جہاد کو منسوخ کر دینے کی الہامی سند جاری کی۔ حتیٰ کہ انگریزوں کی وفاداری کو مسلمانوں میں اس طرح راسخ کرنا چاہا کہ برطانوی عمل داری کو دونوں عظیم جنگوں میں بہترین سپاہی اور بدترین جاسوس مہیا کیے۔ یہ کوئی شاعرانہ چیز نہیں حکومت کے ریکارڈ میں اس کے شواہد و نظائر موجود ہیں۔ فی الجملہ مرزائی امت نے۔

۱۔ ہندوستانی مسلمانوں کے ذوق جہاد کو انگریزی حکومت کی خوشنودی کے لئے کالعدم کرنے کی آخری وقت تک سرتوڑ کوشش کی۔ اور اس سے اپنے دائرہ میں معتدبہ منافع پیدا کئے۔ بقول علامہ اقبالؒ برطانوی شہنشاہیت کی سب سے بڑی خدمت ہے جو اس نے سرانجام دی۔

۲۔ مسلمان ملکوں میں اس فرقے کے افراد نے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر انگریزی سلطنت کے لئے کرنل لارنس سے کہیں خطرناک فریضہ انجام دیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۳۔۔ ہندوستانی مسلمانوں کے پالیٹکس کو برطانوی مقاصد کے سانچے میں ڈھالتے رہے۔

۴ پاکستان بنتے وقت انہوں نے قادیان کو "مولد نبوت" قرار دے کر ریڈکلف کمیشن کو ایک علیحدہ عرضداشت پیش کی۔

۵۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور جنرل گریسی سے مفاد باہمی (Reciprocal) کی اساس پر پخت وپز کرتے رہے۔

۶۔۔۔ ان کی ہمیشہ خواہش رہی کہ اپنے پیروؤں کی ایک جماعت پیدا کر کے سکھوں کی طرح پنجاب میں حکومت سازی کی ڈور اپنے ہاتھ میں رکھیں

۷۔ پاکستان بن جانے کے بعد انہوں نے کشمیر کے مسئلے کو خراب کیا کہ ان کے نزدیک کشمیر مسیح ناصری کا مدفن ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشگوئی کے باعث ان کی امت کے ہاتھوں فتح ہوگا۔

۸۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں بھی ان کا رول منفی رہا ہے۔ ان کی حمایت اور مخالفت دونوں صرف اس غرض کے تابع تھے کہ اپنے سامراجی آقاؤں کے لئے وہ کس طرح راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔

۹۔۔ ان کے بین الاقوامی نمائندے چوہدری ظفر اللہ خان، مسٹر عبدالسلام (سائنٹسٹ) اور مسٹر ایم ایم احمد ہیں۔ جو مرزائیت کو اندرونی تحفظ دلانے کے لئے بین الاقوامی پشت پناہی فراہم کرتے ہیں۔

۱۰۔۔۔ اس فرقہ ضالہ کا واحد مقصد مغربی پاکستان کو مشرقی پاکستان سے جدا کر کے اور اس کے لئے ان کے دانشور بہ لطائف الحیل سرگرم ہیں۔ یہاں بھی اسرائیل قائم کرنا ہے۔

۱۱۔۔۔ ہمارے فضلاء، دانشور اور حکام وامراء کی وہ کھیپ جو مطالعہ بغیر انہیں مسلمانوں کا حصہ سمجھتی ہے اور اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ مرزائی مسلمانوں کا کوئی فرقہ ہیں۔ حالانکہ پاکستان میں ان کی حیثیت وہی ہے جو عربوں میں دروزی تحریک، ایران میں بہائی فرقہ، ترکی میں دونمہ کی ہے۔ بلکہ یہ ان سے کہیں زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ وہ غیر ملکی شاطروں کے ہاتھ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں اقلیت ہوتے ہوئے اور یہ پاکستان کے مسلمانوں کو ان کو معاشرے میں رواداری کا سبق دیتے
کرتے ہیں تاکہ اپنی ریاست قائم کر سکیں۔ ان کا اپنا عقیدہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے سواد اعظم کا
حصہ نہیں۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے مسلمان ان کے نزدیک زیادہ سے زیادہ اہل کتاب ہیں۔
اصل مسلمان مرزا غلام احمد کے متبعین ہیں۔

۱۲ مسلمانوں کے معاشرے میں رہنے کے لئے وہ صرف اس لئے مصر ہیں
کہ ان کی حقیر سے حقیر اقلیت اپنے طور پر پاکستان میں کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتی ہے۔

۱۳ بکمال ہوشیاری انہوں نے اپنے مسئلے کو ملک کا مذہبی مسئلہ بنایا ہے۔
حالانکہ ان کا مسئلہ ملک کے مقابلے میں کوئی مسئلہ نہیں۔ وہاں ان کا چراغ گل ہو چکا ہے۔ اب ان
کا مسئلہ سیاسی مسئلہ ہے کہ وہ پوری مذہب سے بیگانگی سے فائدہ اٹھا کر اپنے اقتدار کی راہیں نکال
رہے ہیں۔

۱۴ بقول علامہ اقبال مسلمانوں کے دوسرے فرقے کوئی الگ بنیادی فرق نہیں
کرتے۔ وہ بنیادی مسئلوں میں متفق ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ بازی کے باوجود
اساسات پر یک رائے ہیں۔ لیکن قادیانی امت کی بنیاد اور نظام دونوں مسلمانوں سے متصادم
متضاد ہیں۔ بقول اقبال ان کا ضمیر یہودیت کی طرف راجع اور اسی سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔

۱۵ ان کا مسلمانوں کے کسی مسلم فرقے سے یہ کہنا کہ آج جیسے الگ کیے
جانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کل تمہارے بارے میں بھی یہی مطالبہ ہوگا۔ یہ ایک ایسا کذب ہے
کہ جس کی مثال نہیں۔ یہ ایک پردہ ہے جس میں قادیانی امت چھپ کر اپنے تئیں مسلمانوں کی
عملی اداریاں کے اقتدار میں بھی اسرائیل قائم کرنے کی تیاریوں کو وقتی طور پر احتساب سے محفوظ
رکھنا چاہتی ہے۔

اس تعارف کے بعد ان مستند حوالوں سے جن کی تردید کا قادیانی بھی حوصلہ نہیں
کر سکتے۔ آپ فی نفسہ اندازہ کر لیں کہ فرقہ ضالہ کے عزائم کیا ہیں؟۔ اور اس نے کن احوال
بطن و ظرف کی آب و ہوا میں پرورش پائی ہے۔

(آغا شورش کاشمیری)

www.besturdubooks.wordpress.com

امت محمدیہ کی بنیاد

امت محمدیہ کا ایمان اس اساس اور بنیاد پر قائم ہے کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے آخری نبی اور رسول ﷺ ہیں۔ اور ان پر سلسلہ وحی و نبوت ختم ہو چکا ہے۔ اور قرآن مجید اللہ کی آخری وحی اور اس کا آخری کلام ہے۔ دین اسلام جس کی تعلیم پہلے انبیاء کرام کی وساطت سے وقتاً فوقتاً مختلف گروہوں کو جزواً جزواً ملتی رہی۔ حضرت محمد ﷺ پر آ کر کامل و مکمل صورت اختیار کر لی۔ اس کے بعد قیامت تک کے لئے کسی نئے نبی کے آنے اور کسی انسان پر وحی کے نازل ہونے کی ضرورت باقی نہ رہی اور یہ کہ محمد عربی ﷺ کے بعد جو شخص نبوت و رسالت کا مدعی ہو یا سلسلہ وحی کے اجراء کا عقیدہ رکھتا ہو وہ کاذب اور دجال ہے۔ اور تعزیرات اسلامی کی رو سے سزاوار قتل ہے۔ اس کے استناد و استدلال میں کتاب اور احادیث رسول ﷺ میں سے حسب ذیل حوالے پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (احزاب: ۴۰) "محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی اس سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔"

اس آیت میں یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت ﷺ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں۔ جیسے کفار بطور طنز کے کہا کرتے تھے۔ لیکن آپ رسول ﷺ ہونے کی حیثیت سے اپنی امت کے روحانی باپ ہیں۔ اور روحانی باپ کی شفقت نسبی باپ کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ وہ روحانی باپ ہیں۔ بلکہ وہ ایسی شان کے روحانی باپ ہیں کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ وہ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی رسول مبعوث ہونے والا نہیں۔ ان کا سلسلہ نبوت تا قیامت تک چلنے والا ہے۔ اور تا قیامت تک جتنے لاتعداد مسلمان پیدا ہونے والے ہیں۔ وہ سب آپ کی اولاد ہیں۔ اس لحاظ سے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ آپ اپنی امت کی ہمدردی اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔ کیونکہ وہ انبیاء جن کے بعد دوسرے انبیاء و رسل آنے کی توقع ہو۔ ان سے کوئی چیز اگر رہ جائے تو بعد میں آنے والے انبیاء اس کی تکمیل کر سکتے ہیں۔ لیکن جو تمام انبیاء و رسل کا خاتم ہو اس پر ضروری ہے کہ اس کا دامن کبیر ہو کہ مخلوق کیلئے راستہ ایسا صاف کر دیا جائے کہ ان کو کسی وقت گمراہی کا خطرہ نہ ہو۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ۔" (رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔ نزیر آیت ولکن رسول الله وخاتم النبیین ﴾ (ترمذی ج ۲ ص ۵۳ باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات۔ مسند احمد ص ۲۶۷ ج ۳ کنز العمال تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۱)

۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبيين" ﴿میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اور اسے خوب سجایا، مگر اس کے کناروں میں سے ایک کنارے میں سے ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا اور میں خاتم النبیین ہوں۔﴾ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۱ باب خاتم النبیین)

۷۔ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انه سيكون في امتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي" ﴿یقیناً میری امت میں سے تیس کذاب ظاہر ہوں گے ہر ایک کا گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب ماجاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون)

بغرض اختصار صرف سات احادیث مقدسہ درج کی گئی ہیں۔ ورنہ دو سو کے قریب احادیث ہیں جن میں ختم نبوت کی تفسیر اور تصریح موجود ہے۔

اجماع امت

قرآن مجید کی آیات رسول اکرم ﷺ کے ارشادات، صحابہ کرام کی تصریحات اور آئمہ دین کی عبارات کی بنا پر امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ محمد عربی ﷺ پر سلسلہ نبوت ہر لحاظ سے ختم ہو چکا ہے۔ اور وحی کا آنا مسدود ہو چکا ہے۔ آپ کے بعد جو دعویٰ نبوت کرے۔ وہ کاذب اور مفتری علی اللہ ہے۔ چودہ سو سال میں جب بھی کسی شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ جمہور علماء نے اس کے ارتداد کا فتویٰ دیا اور مسلمین ارباب اقتدار نے ہمیشہ ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے قتل کا فیصلہ کیا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

چنانچہ صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل پر ہوا۔ اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دعوی نبوت کیا تھا۔ اور بنی حنیفہ کی ایک جماعت اس کی پیرو ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب سے پہلا جہاد جو حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے عہد خلافت میں کیا تھا۔ تمام صحابہ و تابعین نے مسیلمہ کذاب کو محض دعوی نبوت کی بنا پر اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی وجہ سے کافر سمجھا اور بلا نزاع صحابہ و تابعین نے ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مستند کتب تواریخ اسلام سے ثابت ہے کہ مسیلمہ کذاب نماز پڑھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل تھا۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ تاریخ ابن جریر طبری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اذان میں کرتا تھا۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ کہا کرتا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود مدعی نبوت تھا۔ اس لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے صحابہ کرامؓ مہاجرین و انصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن الولیدؓ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کے لئے یمامہ کی طرف بھیجا۔ تاریخ طبری میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک فرمان حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام سے درج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صحابہ و تابعین اس جہاد میں شہید ہوئے ان کی تعداد ۱۲۰۰ ہے۔ نیز اسی تاریخ میں ہے کہ مسیلمہ کی جماعت جو اس وقت مسلمانوں کے مقابلے پر نکلی تھی۔ اس کی تعداد ۴۰۰۰۰ ہزار مسلح جوانوں کی تھی۔ جن میں سے ۲۱۰۰۰ ہزار مارے گئے اور خود مسیلمہ کذاب بھی اس معرکہ میں ہلاک ہوا۔ باقی ماندہ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

صحابہ کرامؓ نے نہ وقت کی نزاکت کا خیال کیا اور نہ مسلمانوں کے ضعف و بے سروسامانی کا اور نہ مسیلمہ اور اس کی جماعت کی نماز و اذان کا اور نہ اقرار نبوت محمدیہ کا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی شخص کا دعوی نبوت کرنا خواہ وہ کسی تاویل اور کسی پیرایہ سے ہو موجب کفر و ارتداد سمجھا۔ نیز واضح ہوا کہ کسی شخص کے اتباع اور پیرووں کی کثرت اس کی حقانیت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ورنہ مسیلمہ کذاب کے متبعین کی کثرت اور شوکت و قوت ہر جماعت سے اولی اس کی حقانیت کی دلیل ہوتی۔

ختم نبوت اور وحدت اسلامی

یہودی ملت کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی۔ عیسائی قوم کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر تھی اور امت محمدیہ کی بنیاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے۔ قیامت تک اس امت کی وحدت کا راز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں پنہاں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

www.besturdubooks.wordpress.com

دعویٰ نبوت کرنے والا دراصل وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کا مدعی اور متمنی ہے۔

اس سلسلہ میں ہم یہاں مفکر اسلام علامہ محمد اقبالؒ جو جدید اور قدیم علوم کے بہت بڑے فاضل مانے جاتے ہیں کا ایک حوالہ من وعن درج کر رہے ہیں۔ جس سے عقیدہ ختم نبوت کی سیاسی اور معاشرتی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

"ہندوستان کی سرزمین پر بے شمار مذاہب بستے ہیں۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت زیادہ گہرا ہے۔ کیونکہ ان مذاہب کی بنا کچھ حد تک مذہبی ہے اور ایک حد تک نسلی۔ اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے۔ اور اپنی بنیاد محض مذہبی تخیل پر رکھتا ہے۔ چونکہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے۔ اس لئے وہ سراپا روحانیت ہے اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف بھی ہے۔ اس لئے مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو اس وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنا نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا۔ اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔ انسانیت کی تمدنی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ مغربی اور وسط ایشیاء کے موبدانہ تمدن کے تاریخ کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ موبدانہ تمدن میں زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ ان تمام مذاہب میں نبوت کے اجراء کا تخیل نہایت لازم تھا۔ چنانچہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔ غالباً یہ حالت انتظار نفسیاتی حظ کا باعث تھی۔ عہد جدید کا انسان روحانی طور پر موبد سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔ موبدانہ رویہ کا نتیجہ یہ تھا کہ پرانی جماعتیں ختم ہوتیں اور ان جگہ مذہبی عیاری نئی جماعتیں لا کھڑی کرتے۔ اسلام کی جدید دنیا میں جاہل اور جو شیلے ملا نے پریس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قبل اسلامی نظریات کو بیسویں صدی میں رائج کرنا چاہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا۔ جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ ہو اور مستقبل میں اسلامی سوسائٹی کے لئے مزید افتراق کا باعث بنے۔"

(حرف اقبال مجموعہ بیانات و خطبات علامہ اقبال ص نمبر ۱۲۱ تا ۱۲۳ حصہ دوم)

مرزا غلام احمد قادیانی اور جماعت احمدیہ

برطانوی حکومت میں آج سے تقریباً ایک صدی قبل متحدہ ہندوستان میں اپنی استعماری مصلحتوں کے تحت جہاد کو حرام قرار دلانے، مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی تخم ریزی کرنے اور

www.besturdubooks.wordpress.com

برطانوی حکومت نے لئے سازگار حالات پیدا کرنے کے لئے اسلام کے بنیادی اور مرکزی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ایک سازش کی اور اس سازش کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور تحریک احمدیت کی بنیاد رکھی۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک کو اس دعویٰ پر چلایا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے اور وہ ایسی ہی پاک وحی ہے جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی۔ اور یہ وحی قرآن مجید کی طرح خدا کا کلام اور غلطیوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اور جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید پر یقین تھا اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور جو شخص اس وحی کو جھٹلاتا ہے وہ جہنمی لعنتی ہے۔ (نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

اور یہ الہام شائع کیا کہ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ اعلان بھی کیا کہ "اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔" (اربعین نمبر ۴ حاشیہ ص ۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ "ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

مرزا قادیانی نے صرف دعویٰ نبوت پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ یہ دعویٰ بھی کیا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ قرآن مجید کی آیات کو حسب عادت اپنے لیے وحی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے نیز "وہ وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ رسول، مرسل اور نبی کے موجود ہیں چنانچہ میری نسبت وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، ۴ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶، ۲۰۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں سے شادی بیاہ کی ممانعت

ان تمام فتاویٰ کفر کے بعد مسلمانوں اور مرزائیوں کے اختلافات کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کے شادی بیاہ کے سلسلے میں مسلمانوں کے متعلق جو فیصلے ہیں وہ بھی سامنے آ جائیں۔ اس سے صورت حال اور واضح ہو جائے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو مسلمانوں سے لڑکیاں لینا جائز سمجھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو لڑکیاں دینا ناجائز خیال کرتے ہیں۔ گویا مسلمانوں کے مقابلے میں اپنے لئے وہی پوزیشن رکھتے ہیں جو اسلام نے اہل کتاب کو دی ہے۔ شواہد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ "حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔" (انوار خلافت ص ۹۳ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

۲۔ "حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر احمدی کا فرض ہے۔" (برکات خلافت مجموعہ تقاریر ص ۷۵)

۳۔ "پانچویں بات جو کہ اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے وہ غیر احمدی کو رشتہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶ مصنفہ میاں)

۴۔ "ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ ... دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادات کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا

www.besturdubooks.wordpress.com

الگ دین الگ امت

مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ حسب ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

۱ "حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض یہ کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔"

(خطبہ محمود احمد الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳ ص ۵ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

۲ "کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا۔ کیا وہ انبیاء جن کے سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے۔ اور جن کے ساتھ جماعتیں بھی تھیں، انہوں نے اپنی جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کیا۔ ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ بے شک کیا ہے۔ پس اگر مرزا صاحب نے بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے علیحدہ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کون سی ہے۔"

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۶۹ ص ۸ کالم ۳ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۱۸ء)

۳ "مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہو گئی۔ شناخت اور امتیاز کے لئے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو، ورنہ تو تمہاری گوت، تمہاری ذات احمدی ہی ہے۔ پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶، ۴۷ مصنفہ مرزا محمود)

۴ "میں نے اپنے نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں، جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں۔ اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کر دو۔ اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔"

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۶۲ ص ۵ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

www.besturdubooks.wordpress.com

انتہائی اشتعال انگیز اور دل آزار تحریریں

صرف یہی نہیں کہ احمدیت کی تحریک نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کو چیلنج کر کے ارتداد اور افسوسناک مذہبی کشمکش کے دروازے کھول دیئے۔ بلکہ بانی تحریک اور ان کے پیروؤں نے اپنی تحریروں میں انبیائے کرام و بزرگان دین کی دل آزار اہانت تحقیر کی اور بدزبانی سے کام لیتے ہوئے ایسی دل آزار اور اشتعال انگیز تحریروں کا سلسلہ آج تک جاری ہے جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ذیل میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں کی اشتعال انگیز اور دل آزار تحریروں کے چند نمونے پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ "خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۲۔ "منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد که مجتبیٰ باشد" میں مسیح ہوں اور موسیٰ کلیم خدا ہوں احمد مجتبیٰ ہوں۔

(تریاق القلوب ص ۳ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

۳۔ "آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

"میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۶ مندرجہ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

۴۔ "آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۲۲ ص ۹ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

۵۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے ان کے ایک مرید قاضی اکمل نے ایک قصیدہ پیش کیا جس کے جواب میں مرزا قادیانی نے فرمایا کہ "جزاک اللہ" اور یہ کہہ کر اس خوشخط قطعہ کو اپنے ساتھ اندر لے گئے۔" (الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۹۴ ص ۵ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

ہے۔ چنانچہ خدا بخش کا ڈول شراب خوری کا ایک نتیجہ ہے۔"

(ست بچن حاشیہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۶)

حضرت علیؓ کی توہین

۱ "پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے، اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی (حضرت علیؓ) کی تلاش کرتے ہو۔"

(ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۲)

حضرت فاطمہؓ کی توہین

۱ حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۹ حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

حضرت حسینؓ کی توہین

۱

کربلائیست سیر ہر آنم — صد حسین است در گریبانم

میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۲ "اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

۳ "تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

اس عبارت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت حسینؓ کے ذکر کو گوہ کے ڈھیر سے تشبیہ دی ہے۔ (معاذ اللہ)

مکہ اور مدینہ کی توہین

۱ "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے کہ جو بار بار یہاں آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا

www.besturdubooks.wordpress.com

جائے گا۔ تم ذرہ رکو تم میں سے کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"

(حقیقۃ الرؤیا ص ۳۶ از مرزا محمود قادیانی مسیح ثانی)

مسلمانوں کی توہین

۱۔ "میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔"

(نجم الہدیٰ ص ۱۰، روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

۲۔ "جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔"

(انوار الاسلام ص ۳۰، روحانی خزائن ج ۹ ص ۳۱)

اسلام کی مقدس اصطلاحات کا ناجائز استعمال

علاوہ ازیں احمدیت کے پیرو دین اسلام کی اور مسلمانوں کی مقدس اصطلاحوں کو ان کے مقررہ موقع اور محل کے سوا جو قرآن پاک، احادیث نبوی ﷺ اور امت کے تواتر عمل سے طے ہو چکا ہے۔ دوسرے مواقع اور مقامات پر استعمال کر کے مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کے مرتکب بنتے رہتے ہیں۔

۱۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ جو مسلمانوں کے ہاں محض انبیائے کرام کے لئے مختص ہے۔

۲۔ صحابہ کرامؓ کی اصطلاح مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ اصطلاح حضرت رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کے لئے مختص ہو چکی ہے۔

۳۔ ام المومنینؓ کی اصطلاح کا استعمال مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے کیا جاتا ہے۔ یہ اصطلاح حضرت نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے مخصوص ہے۔

۴۔ سیدۃ النساء کی اصطلاح بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ حالانکہ حدیث پاک کی رو سے یہ اصطلاح صرف خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے لئے مختص ہے۔

قادیانیوں کی خطرناک سیاسی سرگرمیاں

نہایت ہی خطرناک قسم کی مذہبی دل آزاریوں کے علاوہ جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہیں۔ قادیانیت کی تحریک کا ایک اور خطرناک پہلو قادیانیوں کی سیاسی سرگرمیاں ہیں جو

www.besturdubooks.wordpress.com

مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کی قومی اور ملی زندگی کو طرح طرح کے خطرات میں ڈالنے کا موجب بن رہی ہے۔ قادیانی جماعت درحقیقت مذہبی لباس میں ایک قسم کی سیاسی تنظیم ہے۔ جس کا مقصد مسلمانوں کو سیاسی اور اقتصادی حیثیت سے نقصان پہنچانا ہے اور ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔ قادیانی جماعت کی بنیاد اس وقت کے غیر ملکی حکمرانوں یعنی انگریزوں کی بیجا خوشامد اور چاپلوسی پر رکھی گئی اور اس جماعت کے بانی نے گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور اطاعت شعاری کو اپنی جماعت کے لئے شرط ایمان قرار دے دیا۔ قادیانی جماعت کے جانے کے بعد اس سیاسی تنظیم نے پاکستان کے اندر قادیانیوں کا جداگانہ حکومتی نظام قائم کر کے اس امر کی کوششیں شروع کر دیں کہ پاکستان پر ان کا حکومتی اقتدار قائم کر لیا جائے۔ قادیانیوں کی سیاسی سرگرمیوں کو سمجھنے کے لئے مرزا غلام احمد کی مندرجہ ذیل تحریریں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ چنانچہ مرزا قادیانی سرکار برطانیہ کے متعلق لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ایک چٹھی میں لکھتے ہیں کہ: "سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے ... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداریوں اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

۲۔ "اب اس قدر تحریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں۔ اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہی وہ اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے۔"

(کتاب البریہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰)

۳۔ "میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔ ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔" (درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

۴۔ "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے۔ اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں۔ اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

ہم یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ قادیانی جماعت دراصل ایک ایسی جماعت ہے جو مذہب کے نام میں سیاسی اور دنیوی فوائد حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی۔ صرف چند گزشتہ شواہد ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ انگریزی حکومت نے قادیانی جماعت کی خوب سرپرستی کی اور اس کے افراد کو ہر طریق سے نوازا اور اسے تقویت پہنچائی۔ پاکستان بنتے پر قادیانی بھی مسلمانوں کی طرح مشرقی پنجاب سے نکال دیے گئے۔ حالانکہ وہ ہندوستان کو متحد رکھنے کے خواہاں تھے۔ پاکستان میں آنے کے بعد اس سیاسی جماعت نے پاکستان کے اندر اپنا حکومتی نظام قائم کر کے اس ملک کا سیاسی اقتدار حاصل کرنے اور پاکستان کا حکمران بننے کی سازشیں شروع کر دیں۔ شواہد حسب ذیل ہیں:

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی حفاظت اور ان کی کامیابی کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کیوں دعائیں کی ہیں۔ (مرزا بشیر الدین محمود) بھی ان کی کامیابی کی دعا کیا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لئے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ حالانکہ انگریز مسلمان نہیں۔ اس کے جواب میں (مرزا بشیر الدین محمود) نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

فرمایا اس سوال کا جواب قرآن حکیم میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے ہیں۔ ان میں ایک یہ تھا کہ ایک گرتی ہوئی دیوار بنا دی گئی۔ جس کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا۔ جس کے مالک چھوٹے بچے تھے۔ دیوار اس لئے بنا دی گئی کہ ان بچوں کے بڑے ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ نہ لگے اور ان کے لئے محفوظ رہے۔ دراصل یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے متعلق پیشین گوئی ہے۔ جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے

www.besturdubooks.wordpress.com

قادیانیوں کا علیحدہ نشست کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا۔ البتہ باؤنڈری کمیشن نے قادیانیوں کے میمورنڈم سے یہ فائدہ حاصل کر لیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم ترین علاقے بھارت کے حوالے کر دیئے اور اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا۔ بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ مل گئی اور کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اپنی یادداشتوں "مارشل لاء سے مارشل لاء تک" میں اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں۔

"لیکن اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروز پور سے متعلق جس میں ۱۹ اگست اور ۱۷ اگست کے درمیانی عرصہ میں رد و بدل کیا گیا اور ریڈ کلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔ کیا ضلع گورداسپور کی تقسیم اس ایوارڈ میں شامل تھی۔ جس پر ریڈکلف نے ۸ اگست کو دستخط کئے تھے۔ یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے ہی ترمیم کرائی۔ افواہ بھی ہے اور ضلع فیروز پور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اگر ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طریق پر رد و بدل ہو سکتی تھی تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ جناب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر ریڈکلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد بھی تھا کہ گورداسپور جو بہر حال مسلم اکثریت کا ضلع تھا۔ قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آ رہا ہے۔ لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں۔ اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوا تحصیل شکر گڑھ) پاکستان کا حصہ بنا۔ کمیشن کے سامنے دلائل کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھانکوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں۔ غالباً نہیں آیا تھا۔ کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نگاہ سے قطعاً غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈکلف کو اس خطے کا کوئی علم ہی نہ ہو۔ لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پٹھانکوٹ کو ادھر ادھر کرنے سے کن امکانات کے راستے کھل سکتے ہیں۔ وہ جس طرح کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اترا ہوا تھا اس کے پیش نظر یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ ریڈکلف کو آپ اور نتائج کو پوری طرح سمجھا دیئے ہوں اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردار ادا کرنے کا مسودہ ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو۔ ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے متعلق چوہدری ظفر اللہ خان جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے۔ خود بھی ایک افسوسناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے قادیانی جماعت کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی

www.besturdubooks.wordpress.com

محولا بالا اقتباسات اتنے واضح ہیں کہ مرزائیت کے سیاسی وتحریکی وجود کے متعلق کوئی غلط فہمی باقی نہیں رہتی۔ یہ حوالے اپنی جگہ مکمل اور اس کے عزائم ومقاصد کی صحیح تصویر پیش کرتے ہے۔ یہی وہ وجوہ ہیں جن کی بناء پر مسلمانوں کے تمام فرقوں نے متفقہ طور پر مرزائیت کو اسلام کا باغی اور ان کے پیروؤں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ یہی کہ ۱۹۵۳ء میں ملک بھر کے علماء نے جو مختلف مسالک ومشارب سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا واضح مطالبہ کیا۔ اس تحریک کے احوال ونتائج اور آثار ومظاہر تمام مسلمانوں کے علم میں ہیں۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نیا نہیں۔ علامہ اقبال نے پاکستان بننے سے کہیں پہلے انگریزی حکومت کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

”ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ ابھی قادیانی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکیں۔“ (اسٹیٹسمین کے نام خط ۱۰ جون ۱۹۳۵ء)

علامہ اقبال نے حکومت کے طرز عمل کا تجزیہ کرتے ہوئے مزید فرمایا کہ:

”اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے تو وہ اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ لیکن اس ملت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔“

جب تک مطالبات کی یہ شکل قائم ہے تو کیا مرزائی استعماری طاقتوں کی بدولت ملک وقوم کے لئے مستقل خطرہ بنے رہیں گے۔ یہی کہ ایک ایسے سانحے کا رونما ہونا یقینی نظر آرہا ہے۔ یہ سانحہ کہ آج ملت عربیہ کی ہیئت اجتماعی کے لئے اسرائیلی سرطان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

قادیانی مذہب وسیاست کا تحقیقی مقالہ یہاں پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے آگے دوسرے ایڈیشن میں مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ نے اضافہ فرمایا۔ وہ یہ ہے۔ (مرتب)

www.besturdubooks.wordpress.com

آئین میں مزید ترمیم کی جائے لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔ مختصر عنوان اور آغاز نفاذ: یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد ازیں آئین کہا جائے گا۔ دفعہ ۱۰۶ کی شق نمبر ۳ میں لفظ اشخاص کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم

آئین کی دفعہ نمبر ۲۶۰ میں شق نمبر ۲ کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی۔
نمبر ۳ جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تصور کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لحاظ سے مسلمان نہیں ہیں۔ (قومی اسمبلی کا فیصلہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء)

جمہوری آئین میں مرزائیوں کے متعلق ترمیم

مارچ ۱۹۸۵ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے ۱۹۷۳ء کے دستور کو علی حالہ قائم رکھتے ہوئے بعض انتخابی امور کی راہ سے ناروا رکاوٹیں دور کرنے کے لئے ایک عبوری آئین نافذ کیا۔ اس عبوری آئین میں جہاں ۲۶۰ دفعہ قائم رکھی گئی۔ وہاں صوبائی انتخابات کے سلسلہ میں غیر مسلم اقلیتوں کی نشستوں والا شیڈول حذف کر دیا گیا۔

اسی غیر مسلم اقلیتوں کے شیڈول میں مرزائیوں کو بطور غیر مسلم درج کیا ہوا تھا جس کے حذف ہو جانے سے یہ امکان پیدا ہو گیا کہ دفعہ ۲۶۰ مرزائیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے میں پوری طرح موثر نہیں رہے گی۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ دفعہ ۲۶۰ کی یہ تشریح تو تھی جو شخص حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کا دعویٰ نبوت کرے وہ مسلمان نہیں۔ مرزائی اس میں یہ تاویل کرتے تھے کہ حضور پاک ﷺ کے بعد کسی شخص نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ بلکہ (معاذ اللہ) (نقل کفر کفر نباشد) وہ یہ کہتے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ تھے۔ محمد دوبارہ دنیا میں آئے بلکہ ان کی پہلی بعثت پہلی رات کے چاند کے مطابق اور دوسری بعثت جو قادیان میں ہوئی وہ چودھویں رات کے چاند کے مطابق تھی۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس صورت میں کسی نے شخص نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بات نہایت کھلا تضاد اور آئین سے انحراف تھی۔ تاہم اس تاویل کا راستہ بند کرنے کے لئے قومی اسمبلی نے پہلی ترمیم ۲۶۰ والی شق کی تعریفات کے علاوہ غیر مسلموں کے شیڈول میں بھی ان کا نام درج کر دیا تھا۔ اب عبوری آئین میں ان غیر مسلم اقلیتوں کے شیڈول کے حذف ہونے سے مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا ہونے اور پورے ملک کے طول و عرض میں حیرت اور ناراضگی کا اظہار ہونے لگا۔ ۱۳ جون ۱۹۸۱ء کو علماء کے ایک وفد نے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم سے تین گھنٹے تک ملاقات کی۔ اس وفد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں میں سے مولانا تاج محمود، مولانا محمد عبداللہ اسلام آباد، مولانا قاری محمد امین راولپنڈی، مولانا محمد اشرف ہمدانی فیصل آباد، مولانا عبدالرحمن یزدانی گوجرانوالہ بھی شریک تھے۔

ختم نبوت کے مسئلہ پر مولانا تاج محمود نے آدھ گھنٹہ تک تقریر کی اور عبوری آئین سے اقلیتوں کے شیڈول کے حذف کرنے سے جو پیچیدگیاں اور غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی تھیں وہ بیان کیں۔

چنانچہ صدر مملکت نے وفد کی معروضات کو شرف قبولیت بخشا جہاں وفد کے دوسرے مطالبات تسلیم کئے گئے وہاں عبوری آئین میں ایک نئی ترمیم شامل کرا دی جس میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کر کے مرزائیوں کو واضح طور پر غیر مسلموں میں شامل کر دیا گیا۔

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے جاری کردہ اس ترمیم حسب ذیل ہے۔ صدارتی حکم میں کہا گیا ہے کہ اس ترمیمی آرڈر کو عبوری آئین ترمیمی آرڈر ۱۹۸۱ء کہا جائے گا۔ اور یہ ۲۴ مارچ ۱۹۸۱ء سے نافذ العمل سمجھا جائے گا۔ حکم کے ذریعے عبوری آئین میں اس نئی شق کا اضافہ کیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ مسلم سے مراد وہ شخص ہے جو خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کے نبی آخر الزمان ہونے پر کامل یقین رکھتا ہے۔ اور ان کے بعد کسی نبی یا مصلح کو جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا کرتا ہو تسلیم نہ کرے۔ غیر مسلم سے مراد وہ شخص ہے جو مسلمان نہیں ہے وہ عیسائی ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ یا اس کا تعلق قادیانی گروپ سے یا لاہوری گروپ سے ہے جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں یا وہ بہائی فرقے سے ہے اور یا وہ ہریجن ہے۔

چند قابل توجہ نکات

بعض لوگ جن میں پڑھے لکھے صاحبان بھی شامل ہوتے ہیں۔ مرزائیوں کے

www.besturdubooks.wordpress.com

بہ وجہ جذبے سے متاثر ہو کر یہ کہتے ہیں کہ مرزائی کلمہ پڑھتے ہیں۔ قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ بڑے اعلیٰ اخلاق کے ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر ایمان رکھنے کے مدعی ہیں وغیرہ وغیرہ پھر انہیں دائرہ اسلام سے خارج کیوں قرار دیا جاتا ہے۔

اس سوال پر غور کرنے اور اس کے جواب کے لئے مندرجہ ذیل نکتے پر غور کرنا ضروری ہے۔

۱۔ ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتا ہے۔ ایسا شخص یہودی ہے۔ کیونکہ یہودی موسیٰ علیہ السلام کی امت کہلاتے ہیں۔ یہی شخص موسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے کے ساتھ ساتھ اگر عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لے آتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا سچا نبی ماننے لگ جاتا ہے تو اب یہ شخص یہودی نہیں بلکہ عیسائی امت کا فرد بن گیا اور اسے عیسائی کہا جائے گا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے والے عیسائی کہلاتے ہیں۔ پھر یہی شخص موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا سچا نبی ماننے کے باوجود حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آتا ہے۔ تو اب ایسا شخص نہ یہودی ہے نہ عیسائی رہ گیا ہے۔ بلکہ اب یہ مسلمان کہلائے گا اور عیسائیوں سے خارج ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر یہی شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان لیتا ہے تو اب نہ یہ یہودی ہے نہ عیسائی ہے نہ مسلمان ہے بلکہ اب یہ مسلمانوں سے خارج ہو کر مرزائی ہو گیا ہے۔ نماز روزہ یا کوئی نیک عمل نبی بدل لینے کے بعد اسے پہلی امت میں شامل نہیں رکھ سکتا۔ امت کا دارومدار اعمال پر نہیں بلکہ نبوت پر ہے۔ جو شخص یہودیوں سے نکل کر عیسائی ہوا اس نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا۔ جو شخص عیسائی سے مسلمان ہوا۔ اس نے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے سچے نبی مانتا ہے۔ مگر حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے اب وہ مسلمان ہے۔ جو شخص مرزا غلام احمد کی نبوت پر ایمان لے آتا ہے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

یہ اصول جو اوپر ہم نے بیان کیا خود مرزائی رہنماؤں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد قادیانی اپنی ایک مشہور تصنیف میں لکھتے ہیں کہ "ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

حضرت محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے۔" (کلمۃ الفصل، ریویو آف ریلیجنز نمبر ۳ ج ۱۴ ص ۱۱۰)

۲۔ اگر ہمارے بعض دوستوں کو یہ خیال آتا ہے کہ جب مرزائی کلمہ، نماز، روزہ وغیرہ کے پابند ہیں اور ہمارا ذبیحہ بھی کھاتے ہیں ان کا قبلہ بھی وہی ہے۔ تو انہیں کافر کیوں قرار دیا جاتا ہے؟۔ یہی سوال الٹا ہم مرزائیوں کے رہنماؤں پر کرتے ہیں کہ دنیا بھر کے ایک ارب مسلمان کلمہ، درود، نماز پڑھتے ہیں۔ قبلہ رو ہو کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ پورے قرآن مجید پر اور حضور سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات پر ایمان رکھتے اور حتی المقدور عمل کرتے ہیں۔ پھر مرزائی انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کیوں قرار دیتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ یہ الزام دوسری طرف سے عائد نہیں کرتے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

"جو لوگ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ باب اول مرزا محمود قادیانی)

۳۔ حضور اکرم ﷺ پر یمامہ کے ایک مسیلمہ کذاب نامی شخص نے ایمان لانے کے بعد جھوٹا دعویٰ نبوت کر دیا۔ اس کے واقعات مفصل احادیث اور تاریخ اسلام میں موجود ہیں وہ قرآن مجید پر ایمان رکھتا تھا۔ اذان بھی پڑھواتا تھا اور اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ نمازیں، روزے، کلمہ بھی تھا۔ صرف یہ کہتا تھا کہ میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ ایک نبی ہوں۔ حضور ﷺ نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ اس کے بھیجے ہوئے سفیر کو مسترد کر دیا اور حضور ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کے دور میں صحابہ نے اس کے خلاف چڑھائی کی اور جہاد کیا۔ مسیلمہ کذاب اور اس کے ہزاروں ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ نمازیں، اذانیں اور تمام اسلامی اعمال کے باوجود صحابہ کرامؓ نے اسے کافر مرتد قرار دیا۔ اور اس کے خلاف جہاد کیا۔ نہ صرف اسے بلکہ اس کے اکثر ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

امید ہے ان تین نکات پر ہمارے سادہ لوح مرزائی دوست بھی اور دینی تعلیمات سے نابلد مرزائیوں کے ہمدرد بھائی بھی غور کریں گے اور صحیح نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا خواہ اسے کتنے پردوں میں لپیٹ کر اور تاویلوں کے اینچ پینچ میں چھپایا کر کیا جائے کتنا بڑا سنگین جرم ہے کفر ہے۔ اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے اور یہی حال اس کی جھوٹے مدعی

www.besturdubooks.wordpress.com

نبوت پر ایمان لانا ہے خواہ داعی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام لے یا بڑے سے بڑا مجدد یا مہدی کا مدعی ہو۔ ایسے پر ایمان لانا کفر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جانے کا باعث ہے۔

نکتہ دوم... بات مذاق اور تمسخر کی نہیں بلکہ سچے اور جھوٹے کی پہچان کی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود تحریر کیا ہے کہ: "ہمارا صادق یا کاذب جانچنے کو ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی (کسوٹی) امتحان نہیں۔" (آئینہ کمالات ص ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑے زور و شور سے پیشگوئی کی کہ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی۔ جب انکار ہو گیا اور لوگ اس پیشگوئی کا مذاق اڑانے لگے تو کہا کہ:

ترجمہ عربی الہام مرزا قادیانی: "انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ یہ خیال لوگوں پر واضح ہو کہ ہمارے صدق یا کذب جانچنے کو ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان کی کسوٹی نہیں ہے۔"

(ملخص آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی اتنی واضح اور صاف ہے کہ اس میں کسی بحث کسی تاویل اور کسی چکر کی گنجائش نہیں۔ محمدی بیگم مرزا قادیانی کی وفات تک ان کے نکاح میں نہ آئی اور صحیح سلامت زندہ رہی۔ اور اب پاکستان بن جانے کے بعد اس خاتون کی لاہور میں وفات ہوئی۔

مرزائی دوستوں سے درخواست ہے کہ اگر ان کے دلوں میں ذرہ بھر خوف خدا موجود ہے۔ اور وہ مرنے کے بعد رب کے حضور پیش ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو مرزا قادیانی کی بعد کی تاویلوں اور مرزائی مصنفوں کی لاطائل باتوں کے چکر کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی اصل بات سے سمجھ لیں کہ اگر کوئی پیشگوئی ہی ان کے سچے ہونے کا معیار تھی۔ تو محمدی بیگم کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور وہ اپنے فرمان کے مطابق سچے نہ تھے بلکہ جھوٹے تھے۔

اس سلسلہ میں بعض لوگ محمدی بیگم مرحومہ کا تذکرہ براہ مذاق اور تمسخر کرتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کرتے تھے محمدی بیگم حضور اکرم ﷺ کے باقی ماندہ معجزات میں سے ایک معجزہ تھی۔ باوجود عورت ہونے کے مرزا

www.besturdubooks.wordpress.com

آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد پر
مرزائیوں کے
گمراہ کن پروپیگنڈا کا مسکت جواب

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف!

۲۸ اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانی گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔ اس وقت قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر احمد قادیانی تھے۔ اس نے قرارداد پر تحریری تبصرہ کے ذریعہ شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی پالیسی ساز شخصیت، ہمارے مخدوم ومطاع حضرت مولانا تاج محمود نے یہ جواب تحریر فرمایا۔ اس تناظر میں اسے ملاحظہ فرمایا جائے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

حضور اکرم ﷺ کی ولادت پاک کے مبارک عید ربیع الاول کی ۲۴ تاریخ مطابق ۲۸ اپریل ۱۹۷۳ء کو میرپور آزاد کشمیر کے مقام پر آزاد کشمیر اسمبلی نے ایک زندہ جاوید اور تاریخی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرتے ہوئے حکومت آزاد کشمیر سے سفارش کی ہے کہ وہ آزاد کشمیر میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

قرارداد کے الفاظ

اسمبلی کے فرض منصب رکن جناب میجر محمد ایوب نے درج ذیل قرارداد پیش کی کہ:

”قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ ریاست میں جو قادیانی رہائش پذیر ہیں ان کی باقاعدہ رجسٹریشن کی جائے اور انہیں اقلیت قرار دینے کے بعد ان کی تعداد کے مطابق مختلف شعبوں میں ان کی نمائندگی کا تعین کر دیا جائے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ریاست میں قادیانیت کی تبلیغ ممنوع ہو۔“

جناب میجر محمد ایوب نے اسمبلی میں قرارداد پیش کرتے ہوئے دوسرے دلائل کے علاوہ آئین پاکستان کے صفحہ نمبر ۱۳۸ پر درج شدہ صدر مملکت اور وزیر اعظم کے مجوزہ حلف ناموں سے بھی رجوع کرتے ہوئے کہا کہ آئین میں ان دونوں سربراہوں کے لئے مسلمان ہونا لازم قرار دیا گیا ہے۔ اور ان حلف ناموں کے ضمن میں مسلمان کی جامع مانع تعریف بھی شامل کر دی گئی ہے۔ جس میں یہ بات واضح طور پر شامل ہے کہ حلف اٹھانے والا یہ اقرار کرتا ہے کہ اس کا ایمان ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اور ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

میجر صاحب نے مزید کہا کہ آئین پاکستان کی اس دستاویز کی رو سے قادیانی خود بخود غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ وہ حضور سرورکائنات ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے۔ بلکہ حضور ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ میجر صاحب نے مزید کہا کہ اس سے قبل آزاد کشمیر اسمبلی یہ قرارداد منظور کر چکی ہے کہ ریاست میں اسلامی قوانین نافذ کئے جائیں گے۔ اس لئے لازم ہے کہ اس معاملہ میں بھی شریعت کے مطابق واضح احکامات جاری کئے جائیں۔

قرارداد پر اظہار مسرت

۳۰ راپریل ۱۹۷۳ء کے تمام قومی اخبارات میں اس خبر کے شائع ہونے پر پورے ملک میں مسرت اور خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ تمام شہروں اور قصبوں سے صدر آزاد کشمیر مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان، اسپیکر اور جملہ اراکین آزاد کشمیر اسمبلی خصوصاً قرارداد کے محرک میجر محمد ایوب خان صاحب کے نام مبارک بادی تاروں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ مختلف اسلامی تنظیموں اور جماعتوں کے سربراہوں کی طرف سے خیر مقدم اور مبارک باد کے بیان جاری کئے گئے۔ اور صدر مملکت پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ آزاد کشمیر کی طرح وہ بھی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دینی و ملی عوامی مطالبہ کو پورا کریں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اور بعض دوسری جماعتوں کے نمائندہ وفود نے مجاہد اول سردار محمد عبدالقیوم خان سے ملاقات کر کے انہیں مبارک باد پیش کی اور درخواست کی کہ وہ اس قرارداد کو عملی شکل دے کر اس کو قانونی شکل دے دیں۔

آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد سے متاثر ہو کر کونسل مسلم لیگ کے میاں خورشید انور ایم پی اے نے پنجاب اسمبلی میں اور جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالحکیم ایم این اے نے قومی اسمبلی میں اس مضمون کی قراردادیں پیش کرنے کے نوٹس دے دیئے ہیں۔

مرزائیوں کی بوکھلاہٹ

آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد پر مرزائی حلقوں میں بڑی بوکھلاہٹ کا اظہار کیا گیا ہے۔ درحقیقت پاکستان کے مستقل آئین میں مسلمان کی جامع مانع تعریف اور آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد نے مرزائیوں کے ان سنہرے خوابوں کو پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔ جو وہ اس ملک پر قبضہ کرنے کے سلسلہ میں دیکھ رہے تھے۔

اب تک مرزائیوں کی طرف سے دو چیزیں سامنے آئی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۔ ”ایک پمفلٹ بعنوان احمدیوں کے بارے میں آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کا تجزیہ اور حقیقت حال۔“

۲۔ خلیفہ ربوہ مرزا ناصر احمد کا خطبہ جمعہ مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ ۳ اگست ۱۹۷۳ء ”خطبہ جمعہ میں مرزا ناصر احمد نے جو کچھ کہا ہے اس کا مفہوم اور مقاصد یہ ہیں کہ انگریزی ملکی سے نسبت اور اتحاد کا مرکز کے لئے خطرہ پیدا کرتے۔ قربانی اور خیالی قبروات کی آڑ میں جدوجہد اور خون خرابے کی دھمکی دیتا ہے۔ اس خطبہ کے مندرجات کے توضیح یعنی کی اور اس کی ذمہ داری صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو ہے۔ کیونکہ اگر مرزائیوں نے کوئی بغاوت کر دی اور خون خرابہ کیا تو وہ مرکزی حکومت کے خلاف بغاوت ورلڈ بنک ہوگی۔

ہم سردست مرزائیوں کے پمفلٹ بعنوان ”احمدیوں کے بارے میں آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کا تجزیہ اور حقیقت حال“ کا جائزہ لیتے ہوئے اس میں کئے گئے اعتراضات کا ترتیب وار جواب دینا چاہتے ہیں۔

یہ پمفلٹ اگرچہ آزاد کشمیر کے رہنے والے احمدیوں کی طرف سے شائع ہوا ہے لیکن دراصل یہ ربوہ میں بیٹھ کر روایتی جعلسازی اور تلبیس کاری سے تیار کر کے لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر تقسیم کیا گیا ہے۔

مرزائیوں کے شکوک، اعتراضات اور واویلا کا جواب

۱۔ پمفلٹ میں کہا گیا ہے کہ اس ریزولیشن کی منظوری کے وقت اسمبلی کے چوبیس ممبروں میں سے اپوزیشن کے ۱۱ ممبران موجود نہیں تھے۔ اپوزیشن کے ممبران نے اسمبلی سے واک آؤٹ مرزائیوں کی قرارداد کی حمایت میں نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے دوسرے مسائل میں رسہ کشی کے باعث تھا۔ اگر وہ ممبران اسمبلی میں موجود ہوتے تو بھی یہ قرارداد متفقہ طور پر ہی منظور ہوتی اور اگر مرزائیوں کو حزب اختلاف کے ان ممبران کی حمایت حاصل ہونے کی غلط فہمی ہے۔ تو اب بھی وہ ان سے اس قرارداد کی مذمت میں بیان دلوا کر دکھائیں۔ متحدہ اسمبلی کے اجلاس میں اس قرارداد کے خلاف قرارداد کا نوٹس دلوا کر دیکھیں۔ انشاء اللہ! مرزائیوں کو اس میں ناکامی ہوگی۔ آزاد کشمیر کے مسلمان ممبر حزب اقتدار میں ہوں یا حزب اختلاف میں انہیں مرزائیوں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

پمفلٹ میں کہا گیا ہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی نے مرزائیوں کو کس طرح غیر مسلم اقلیت قرار

www.besturdubooks.wordpress.com

دینے کی سفارش کردی حالانکہ کشمیر کے سلسلہ میں قادیانیوں کی بڑی خدمات ہیں۔ ان خدمات میں سے چند ایک کا ذکر کیا ہے جن کا مفہوم یہ ہے۔

"۱۹۳۱ء میں تحریک آزادی کشمیر شروع ہوئی تو کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور اس کمیٹی میں علامہ اقبال، خواجہ حسن نظامی، مرزا ذوالفقار علی، مولانا سید میرک شاہ، سید محسن شاہ، مولانا اسماعیل غزنوی، مولانا سید حبیب، مولانا غلام رسول مہر اور مولانا عبدالمجید سالک شامل تھے۔ اور اس کمیٹی کے صدر مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان تھے۔ اگر احمدی مسلمان نہ تھے تو اس کمیٹی کا صدر مرزا محمود کو کیوں چن لیا گیا؟" (ص ۲۵ء)

اب انصاف کیا جائے کہ اس دلیل کا مسئلہ ختم نبوت سے کیا تعلق ہے۔ وہ کمیٹی جس پس منظر میں بنی تھی بن گئی۔ لیکن پھر ہوا کیا؟۔ مرزائی اس کا ذکر کیوں نہیں کرتے کیا یہ امر واقع نہیں کہ علامہ اقبال مرحوم نے اس کمیٹی سے استعفیٰ دیا؟۔ علامہ اقبال مرحوم کے حقیقت حال کو سمجھ جانے اور کمیٹی سے استعفیٰ دینے کے بعد پھر وہ کمیٹی قادیان کے رجسٹروں میں ہی رہ گئی۔ باہر اس کا وجود کہیں نہ رہا بلکہ تحریک آزادی کشمیر کی باگ ڈور مجلس احرار اسلام نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور تحریک آزادی کشمیر کے لئے ایجی ٹیشن کی، پچاس ہزار کے قریب رضا کار قید ہوئے۔ محترم احرار رضا کار ڈوگروں کی سنگینوں اور بندوقوں سے شہید ہوئے اور اس طرح انہی دنوں میں پورے ہندوستان کے مسلمانوں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ کشمیر کمیٹی مرزائیوں کا ایک ڈھونگ تھا۔ جو بظاہر تحریک آزادی کشمیر کے لئے بنوائی گئی تھی۔ لیکن درحقیقت اس کے پیچھے اور ہی مقاصد تھے۔ علامہ اقبال مرحوم اور دوسرے مسلمان رہنماؤں کو جب حقیقت حال معلوم ہوئی۔ تو وہ سب دل برداشتہ ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ (مزید تفصیلات کے لئے پنجاب کی سیاسی تحریکیں" مرتبہ عبداللہ ملک" کا مطالعہ کریں۔)

اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے مرد حق آگاہ علامہ اقبال مرحوم نے بعد میں مرزائیوں کے متعلق کلمہ حق بلند کیا۔ آپ نے نہ صرف کشمیر کمیٹی سے استعفیٰ دے کر اس کا بھانڈا پھوڑا ہے بلکہ انجمن حمایت اسلام سے مرزائیوں کو یہ کہہ کر باہر نکالا کہ ان کا اسلام اور انجمن حمایت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے اسی پر معاملہ ختم نہیں کیا بلکہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

گویا کہ برصغیر میں اصولی طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرنے

www.besturdubooks.wordpress.com

قادیانیوں کا مرکز ہے۔ اس میں تم نے اپنی الگ نبوت الگ امت اور الگ تعداد و شمار پیش کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باؤنڈری کمیشن کے صدر ریڈکلف نے اسی وقت تمہیں تمہارے منحوس عزائم کی روشنی میں غیر مسلموں میں شمار کر کے گورداسپور کے ضلع کو بھارت میں شامل کر کے پاکستان کے لئے بے شمار مصائب اور مشکلات کی بنیاد رکھ دی تمہاری اس وقت کی غداری اور پاکستان دشمنی کی وجہ سے مسلم لیگ کے موقف کو نقصان پہنچا صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ گورداسپور کی معرفت کشمیر بھی بھارت کے قبضہ میں چلا گیا اور آج تک یہی حال ہے۔ بعد "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے مصداق تم انہیں ڈراتے ہو کہ اگر قادیانیوں کو آزاد کشمیر میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ تو یہ ایسا ہی پاکستان کے موقف سے غداری ہوگی۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

پاکستان بننے کے بعد تحریک آزادی کشمیر میں قادیانی جماعت کی خدمات کے عنوان سے زیر تبصرہ پمفلٹ میں انتہائی جھوٹ سے کام لیا گیا ہے۔ پمفلٹ میں درج ہے کہ:

۱: "تحریک آزادی کشمیر کے آغاز کا سہرا جماعت احمدیہ کے سر ہے۔"

(ص ۱۰)

۲: "امام جماعت احمدیہ کی راہنمائی میں آزاد کشمیر کے قیام کے لئے باقاعدہ جدوجہد شروع ہوئی۔"

(ص ۱۰)

۳: "اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آزاد کشمیر کا پہلا صدر جو انور کے نام سے دنیا سے روشناس ہوا ایک مشہور احمدی کشمیری رہنما ہے جن کا نام غلام نبی گلکار ہے۔ (ص ۱۰ اور نمبر ۳ بالا کے حوالہ کے طور پر کلیم اختر کی کتاب شیر کشمیر اور پنڈت پریم ناتھ بزاز کی تحریر کا ذکر ہے۔"

(ص ۱۰)

آئیے اس سفید جھوٹ کو حقائق اور واقعات کی روشنی میں دیکھیں۔

۱۔ تحریک آزادی کشمیر کا آغاز آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے ابھرا۔ ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کی اس عظیم جماعت نے کشمیر کو پاکستان کے الحاق کی قرارداد پاس کی۔ اس کے بعد پوری ریاست میں اس جماعت کے لوگوں نے گرفتاریاں دیں اور جیلیں بھر گئیں۔ اس جماعت میں مرزائی نہیں بلکہ مسلمان تھے اور اکثریت اب بھی زندہ ہے جو کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

ہیں۔ جہاں تک بزاز کی تحریر کا تعلق ہے۔ وہ مرزئی گھر میں تھا۔ اور اس نے محض گمان ظاہر کیا کہ یہ شخص غلام نبی گلکار ہو سکتا ہے۔ اور ایک دشمن ملک کی بات کو بطور ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں مسٹر کلیم اختر کا جو حوالہ ہے یاد رہے کہ کلیم اختر خود مرزائی ہے۔ اور لاہور میں مقیم ہے۔

اب تک کشمیر کی آزادی کے سلسلے میں جو تحریریں پیش ہیں اور ہمارے سامنے آئی ہیں ان کے مطابق مرزائیوں کے مندرجہ بالا بیانات قطعاً جھوٹ ہیں اور حقائق کے منہ پر طمانچہ ہیں۔ اور تعجب ہوتا ہے کہ جس طرح انہوں نے جھوٹا نبی بنایا اسی طرح یہ جھوٹا صدر آزاد کشمیر بنانے کی سعی ناکام کس ڈھٹائی سے کر رہے ہیں؟۔

زیر تبصرہ پمفلٹ میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ: "آزاد کشمیر کی اس قرارداد کے باعث پاکستان کا استحکام خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ چنانچہ اس پمفلٹ میں تحریر ہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی سفارش پاکستان کے استحکام کے خلاف ایک خطرناک سازش ہے۔ بس اگر یہ باور کیا جائے کہ یہ سازش پاکستان کے کسی دشمن ملک کے ایما پر پاکستان کی کسی دشمن جماعت کی طرف سے کی گئی ہے تو ہرگز تعجب انگیز نہیں۔ ہم معین اور قطعی طور پر کسی ایسی جماعت کی نشان دہی نہیں کر سکتے۔ البتہ یہ امر زبان زد عام ہے کہ آزاد کشمیر کی موجودہ حکومت جماعت اسلامی کی لے پالک ہے اور مودودی صاحب اور ان کے حواریوں کی طرف سے مبارک باد کے تاروں اور پیغاموں کا تانتا سلسلہ بھی اس خیال کو تقویت پہنچاتا ہے۔" (ص ۱۳)

مرزائیوں کی یہ بات پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کے لئے چیلنج کا درجہ رکھتی ہے کہ اگر پاکستان کے سات کروڑ مسلمان قرآن و سنت اور آئین پاکستان کی روشنی میں مرزائیت کے عقائد کو اسلام کے خلاف یقین کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم قرار دے دیں۔ تو مرزائی ایسی صورت میں اس بات پر آمادہ ہیں کہ ملک کے استحکام کو بھی خطرے میں ڈال دیا جائے۔ جس کا ہمیں نہ صرف شبہ ہے بلکہ یقین ہے۔

آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد نہ صرف دستور پاکستان کی روشنی میں مرتب ہوئی ہے۔ بلکہ وہ مسلمانوں کے چودہ سو سالہ عقیدہ اور پوری امت محمدیہ کی آرزوؤں کے عین مطابق ہے۔ لیکن مرزائی کمال ہوشیاری سے اسے سازش کا نام دے رہے ہیں۔ اور صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو کی طرف داری حاصل کرنے اور انہیں دھوکہ دینے کے لئے اس سازش کا الزام جماعت اسلامی کے سر منڈھ رہے ہیں۔

ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے پیچھے

www.besturdubooks.wordpress.com

تحریک علامہ اقبال مرحوم جماعت اسلامی میں شامل تھے؟۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی جماعت اسلامی کے رکن تھے؟۔ سید سلیمان ندوی جماعت اسلامی کے ممبر تھے؟۔ مولانا احمد علی لاہوری، مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا سید محمد داؤد غزنوی، علامہ حافظ کفایت حسین مجتہد، مولانا مفتی محمد حسن، پیر صاحب سرسینہ شریف، پیر صاحب گولڑہ شریف، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا مفتی محمود، مولانا احمد شاہ نورانی، مولانا غلام غوث ہزاروی اور ان کے علاوہ ہر مکتبہ فکر کے ہزاروں علماء اور لیڈروں کا تعلق جماعت اسلامی سے ہے؟ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تمام جماعتوں اور افراد کا مشترکہ مطالبہ ہے۔

آزاد کشمیر اسمبلی کے معزز ممبران اور مجاہد اول، پاسبان ناموس رسول ﷺ سردار محمد عبدالقیوم محافظ ختم نبوت کو مبارک بادی تاریں اور پیغامات صرف جماعت اسلامی نے ہی نہیں دیں۔ بلکہ دوسری تمام جماعتوں کے لوگوں نے بھی ان کو یہ تحریک پیش کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں اور اکابرین نے فوراً ہی مجاہد اول کو مبارک باد کی تاریں دیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرائی چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک پر مسلمانان پاکستان نے ہزاروں کی تعداد میں تاریں اور خطوط لکھے۔

مرزائی کذب بیانی کے سلسلہ میں بڑے ماہر ہیں کیونکہ وہ جس کو نبی و رسول مانتے ہیں اس کا کام ہی کذب بیانی اور جھوٹا پروپیگنڈہ تھا۔ آزاد کشمیر کی قرارداد کے سلسلہ میں بھی محض جماعت اسلامی کا نام لے کر انہوں نے اپنے روایتی دجل و فریب کا مظاہرہ کیا ہے۔

جہاں تک ملکی سالمیت کا تعلق ہے پاکستان میں بسنے والے تمام مسلمان اس ملک کی بقاء کے خواہاں ہیں حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف کوئی بھی اس ملک کو ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ البتہ مرزائیوں کے نبی اور ان کے خلیفہ کے خوابوں اور الہامات کو دیکھا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قادیانی عقیدۂ پاکستان کے وجود کے قائل نہیں ان کے خلیفہ بشیر الدین محمود قادیانی کے خطبات کی روشنی میں یہ تقسیم عارضی ہے نہ کہ مستقل اپنے مذہبی پیشواؤں کی خوابوں اور الہامات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مرزائیوں کی انتہائی کوشش ہے کہ یہ ملک ختم ہو جائے تاکہ ہمارے کذاب خلیفہ کی خواہشیں پوری ہو سکیں۔ مگر ہمیں یقین ہے جس طرح ان کے جھوٹے نبی اور خلیفہ

ل: ملاحظہ فرمائیں روزنامہ الفضل قادیان ۵ اپریل ۱۹۴۷ء ص ۳ کالم ۳ بیان مرزا محمود الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء

www.besturdubooks.wordpress.com

کے الہامات اور خواہیں جھوٹی ہوئی ہیں اسی طرح پاکستان کے معاملہ میں بھی ان کے ارادے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچیں گے۔ زیر نظر مقالات کے آخر میں جو بات درج کی گئی ہے وہ دلچسپ اور قابل غور ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''میں نے اپنے بیان میں مذہبی نقطۂ نگاہ سے بحث نہیں کی کیونکہ اصولاً میں کسی دنیاوی اسمبلی کے اس حق کو تسلیم نہیں کرتا کہ وہ کسی کو کافر قرار دینے کی سند رکھتی ہے۔ میں مذہبی حیثیت سے میرے نزدیک اس فیصلہ کی کوڑی کے برابر بھی حقیقت نہیں اور میں اس پر کسی جرح کی ضرورت نہیں سمجھتا۔''

پھر لکھا ہے کہ ''مسلمان ہوں۔ قرآن کریم کو خاتم الکتب اور رسول ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتا ہوں۔ اور اسلام کو ایک زندہ اور حقیقی نجات کا ذریعہ قرار دیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر پر، قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہوں۔ اسی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ اسی طرح نماز پڑھتا ہوں۔ رمضان کے پورے روزے رکھتا ہوں۔ اگر میرا یہ عقیدہ کفر ہے تو میں اس کفر پر راضی ہوں اور مجھے دنیا کے کسی فتویٰ کی پرواہ نہیں۔'' (ص ۳ تا ۱۲)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ مرزائی اپنے آپ کو کسی ضابطے اور اصول کا تابع نہیں سمجھتے۔ نہ تو وہ دینی اعتبار سے دنیائے اسلام کے سربرآوردہ علماء کرام کے اس فتویٰ کا احترام کرنے کو تیار ہیں کہ حضور ختم الانبیاء ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والا قرآن و حدیث کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور نہ ہی وہ دنیاوی طور پر جمہوری نظام کے اعتبار سے اکثریت کے فیصلہ کو خاطر میں لانے کے لئے تیار ہیں۔ ہم مرزائیوں سے ایک بات پوچھنا چاہتے ہیں کہ تم یہ کہہ کر کہ ہم خدا، قرآن، خاتم الانبیاء، نماز، روزہ، قبلہ سب مانتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں کافر کہا جا رہا ہے۔ یہ بڑا ظلم اور غلط اقدام ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دنیا بھر کے تمام مسلمان بھی خدا کی وحدانیت حضور ﷺ کی نبوت اور ختم نبوت، قرآن مجید اور جملہ کتب سماویہ، قیامت اور تقدیر الٰہی کے قائل ہیں۔ کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ خدا کی طرف سے حلال کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیزوں کو حرام مانتے ہیں۔ اس کے باوجود مرزا غلام احمد، مرزا محمود، مرزا بشیر اور مرزا ناصر احمد کو یہ کس نے حق دیا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کی نبوت کے نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیں؟ مرزا غلام احمد اور اس کے حواریوں کی کتابوں کو اگر پڑھا جائے تو جابجا مرزا غلام احمد کی نبوت کے منکروں کے لئے اسلام سے اخراج کا فتویٰ تحریر ہے۔ ثبوت کے طور پر ہم صرف تین حوالے نقل کرتے ہیں۔

۱۔ ''کفر دو قسم پر ہے۔ ایک کفر یہ ہے کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا۔ کیا وہ انبیاء جن کے سوانح کا علم ہم تک نہیں پہنچا اور ہمیں انکے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔ انہوں نے اپنی جماعتوں سے غیروں کو الگ نہیں کیا؟ ہر شخص کو ماننا پڑے گا کہ بے شک کیا ہے پس اگر مرزا صاحب نے بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں۔ اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے علیحدہ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کون سی ہے۔"

(الفضل قادیان ج۵ ش ۶۹ و ۷۰ ص ۳ مورخہ ۲۶ فروری و ۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

آخری گزارش!

پاکستان مسلمانوں کی عظیم قربانیوں کا ثمرہ ہے۔ مسلمانوں کو اس کی سالمیت اور اس کا استحکام جان سے زیادہ عزیز ہے۔

۱۔ مرزائیوں سے ہم اتنا کہیں گے کہ آزاد کشمیر اسمبلی کی قرار داد سے متاثر ہو کر ہمیں آپے سے باہر ہونے کی ضرورت نہیں۔ مسلمان خلیفہ ربوہ اور اس کے حواریوں کی گیدڑ بھبکیوں سے بھی مرعوب نہیں ہوں گے۔ خلیفہ ربوہ کے خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ربوہ ۱۳ مئی ۱۹۷۳ء کو ہم محض ایک ذہنی تصور کرتے ہیں اور اگر مرزائیوں میں ہمت ہے تو وہ اپنا عمل شروع کریں اور پھر دیکھیں کہ مسلمان ناموس رسول اور استحکام پاکستان کے لئے کس طرح میدان میں آتے ہیں۔

۲۔ اگر مرزائی واقعی مرزا غلام احمد کو نبی اور اس کے بیٹے مرزا محمود کو اس کا جانشین مانتے ہیں۔ تو پھر ان کو باپ اور بیٹے کے خطبات کی روشنی میں از خود مسلمانوں سے جدا ایک اقلیت تصور کر لینا چاہیے۔

۳۔ مرزائیوں کو اس بات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کہ اقلیت قرار دینے کی صورت میں ہمارا جان و مال محفوظ نہیں رہے گا۔ اقلیت کی صورت میں تمہارے جان و مال کی اسی طرح حفاظت کی جائے گی۔ جس طرح پاکستان میں ہندوؤں، عیسائیوں اور دوسری غیر قوموں کی حفاظت کی جاتی ہے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی

☆ ''محمد رسول اللہ والذین معہ! اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

☆ "ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔"
(اربعین ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

☆ "خدا وہ خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو (مرزا غلام احمد قادیانی) ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴، خزائن ج ۱۷ ص ۶۴)

☆ "خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں۔ تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔"
(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

☆ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔"
(اخبار بدر ج ۷ نمبر ۹ ص ۲ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

ان دعاوی کو نہ ماننے والوں کے متعلق

☆ "اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔"
(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

☆ "ان العدی صاروا خنازیر الفلا۔ ونساءھم من دونھن الاکلب! دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"
(نجم الہدیٰ ص ۱۰، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

☆ "یہ میری کتابیں ہیں۔ ان کو ہر مسلمان محبت اور دوستی کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور میری کتابوں کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے۔ وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"
(آئینہ کمالات ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

☆ "ہمیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔"
(اربعین نمبر ۳ ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

www.besturdubooks.wordpress.com

متن پریس کانفرنس

۲۷/مئی ۱۹۷۳ء

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف!

اپریل ۱۹۷۳ء آزاد کشمیر اسمبلی نے قرارداد منظور کی۔ قادیانی امت تو سے پر رقص کرنے لگی۔ ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لئے ہمارے مخدوم حضرت مولانا تاج محمود صاحب نے بحیثیت صدر مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء کو فیصل آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔

پریس کانفرنس کا متن پمفلٹ کے طور پر چھاپ کر بھی تقسیم کیا گیا۔ ملاحظہ فرمایا جائے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آزاد کشمیر اسمبلی نے گذشتہ ماہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔ یہ قرارداد پاکستان کے مستقل دستور اور پاکستان کے سات کروڑ جمہور مسلمانوں کی آرزوؤں اور مطالبے کے عین مطابق تھی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے مفکر اسلام اور مؤسس پاکستان علامہ اقبال نے کیا تھا۔ اور اب اس مطالبے کو پوری دنیائے اسلام کی تائید حاصل ہے۔

آزاد کشمیر اسمبلی میں اس قرارداد کے نوٹس کے ساتھ ہی قادیانیوں نے اشتعال انگیزیاں شروع کر دیں۔ چنانچہ میرپور میں جب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا تو انہوں نے صدر آزاد کشمیر کے دوسرے سیاسی مخالفوں سے مل کر بلاوجہ یہاں فساد کرایا۔ تاکہ امن و امان کے تہ و بالا ہو جانے اور زبردست خون خرابے کے بہانے صدر آزاد کشمیر کی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے۔ لیکن انہیں اس میں کامیابی نہ ہوسکی۔ قرارداد کی منظوری کے بعد کوٹلی آزاد کشمیر میں مرزائیوں نے دس ہزار روپے خرچ کر کے ایک اور ہنگامہ کرایا۔ مرزائی غنڈے عین ہنگامہ بپا کرتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے۔ خود اس ہنگامے سے بھی ان کا اصل مقصد پورا نہ ہو سکا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

انتہائی دکھ کی بات ہے کہ مسلم کانفرنس کے رہنماؤں کے بیانات کے مطابق آزاد کشمیر کے ان ہنگاموں کے پس پردہ نائب مرکزی وزیر خورشید حسن میر جو قادیانیوں کی حسب منشاء مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے اور خود آزاد کشمیر کا گورنر بننا چاہتے تھے۔ ان کا بھی ہاتھ تھا۔

اس سے بھی زیادہ افسوسناک یہ بات ہے کہ اب خان عبدالقیوم خان وزیر داخلہ نے بھی قادیانیوں کی خواہش کے مطابق آزاد کشمیر کے منتخب صدر سے غیر جمہوری اور غیر آئینی طور پر استعفیٰ طلب کر لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت قادیانی، صدر آزاد کشمیر سے سخت ناراض اور برہم ہیں اور وزیر داخلہ نے انہی کی خواہش اور رضا جوئی کے پیش نظر ان سے استعفیٰ طلب کیا ہے۔ اور استعفیٰ نہ دینے کی صورت میں دوسرے طریقے استعمال کرنے کی دھمکی دی ہے۔ وزیر داخلہ کے اس اقدام سے پاکستان کے جمہور مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔ عوام وزیر داخلہ کے اس فعل کو جمہوریت کے قتل کے علاوہ مرزائیت نوازی اور اسلام دشمنی کی ناپاک کوشش تصور کرتے ہوئے ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ حکومت، سرحد اور بلوچستان کے بعد اب آزاد کشمیر میں بھی آمرانہ اور غیر جمہوری اقدامات روا رکھ کر آہستہ آہستہ پورے پاکستان میں جمہوریت کا گلا گھونٹ دینا چاہتی ہے۔

دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ خان عبدالقیوم خان، خورشید حسن میر اور صدر کے اطلاعات کے مشیر یوسف بچ یہ مرزائیت نوازی اور جمہوریت کشی کا خطرناک ڈرامہ اس وقت کھیل رہے ہیں جب اپوزیشن کے بعض انتہائی ذمہ دار لوگ حکومت پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ وہ ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی پالیسی پر گامزن ہے۔ ہم صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو کو بروقت اس امر کی نشاندہی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ خان قیوم خان، خورشید حسن میر اور یوسف بچ کی گروہی سیاست نے آزاد کشمیر میں جمہوریت کشی اور مرزائیت نوازی کے جس ڈرامے کا آغاز کیا ہے اس کا آخری سین سردار عبدالقیوم خان کا زوال نہیں بلکہ خود ذوالفقار علی بھٹو کا

www.besturdubooks.wordpress.com

اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان کا موجود ہونے کے باوجود قائداعظم کے جنازہ میں شرکت نہ کرنا اس کا عملی ثبوت ہے۔ اگر آزاد کشمیر اسمبلی یا کسی دوسرے شخص کو قادیانیوں کے عقیدہ ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے انہیں کافر کہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ تو خود قادیانیوں کو دنیا بھر کے کلمہ گو مسلمانوں کو نامعروف کافر بلکہ پکا کافر قرار دینے کا حق کہاں سے حاصل ہو گیا ہے؟۔ تکفیر مسلمین کے علاوہ قادیانیوں کا لٹریچر مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کے مواد سے بھرا پڑا ہے۔ اس کے علاوہ قادیانی ایک منظم سیاسی جماعت کی حیثیت سے ملک کی سالمیت اور بقاء کے لئے ایک عظیم خطرہ بن چکے ہیں وہ ایسی سرگرمیوں میں معروف ہیں جو ملک کے مفاد کے منافی ہیں۔ اسرائیل سے ان کے براہ راست تعلقات ہیں۔ جسے آج تک پاکستان نے تسلیم ہی نہیں کیا اور جس نے بقول صدر مملکت مشرقی پاکستان کو توڑنے کی سازش کی ہے۔ ابھی حال ہی میں ہماری حکومت نے ایک فوجی بغاوت اور سازش پکڑی ہے۔ اس بغاوت میں اعلیٰ فوجی قادیانی گھرانوں کے نوجوان افسر بھی گرفتار کیے گئے ہیں۔ میں کسی اور گرفتار شدہ فوجی کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن جہاں تک قادیانی نوجوان کی تربیت کا تعلق ہے۔ اس کے پیش نظر یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ ان قادیانی فوجی افسروں نے امام جماعت احمدیہ کے ایماء کے بغیر اس بغاوت اور سازش میں حصہ لیا ہو۔

ہمارے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ قادیانی اس مذہبی عقیدہ کے پابند ہیں کہ موجودہ پاکستان کو توڑ دیا جائے۔ اکھنڈ بھارت بنایا جائے۔ اور ربوہ میں اپنی دفن شدہ لاشیں قادیان کے بہشتی مقبرہ میں پہنچائی جائیں۔ وہ غیر معمولی طور پر مسلح ہو رہے ہیں۔ اور ربوہ میں انہوں نے اس غرض کے لئے ایک نالی بندوق کی مرمت کی آڑ میں ایک اسلحہ ساز فیکٹری قائم کر رکھی ہے۔ جہاں جو کچھ بنتا ہے اور جہاں جاتا ہے۔ اس کا سراغ لگانا مشکل ہے۔ کیونکہ ربوہ میں صرف ایک ہی عقیدہ کے لوگوں کی آبادی ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

اس ملک کی گزشتہ پچیس سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی یہاں کوئی برا وقت آیا یہاں کے تمام باشندے بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب، زبان ملک کی سالمیت اور تحفظ کے لئے ایک جان ہو کر بنیان مرصوص بن گئے۔ لیکن قادیانیوں نے ہر نازک موقعہ پر کوشش کی کہ ملک ٹوٹ جائے۔ اور اس کے کسی نہ کسی حصہ پر ان کی حکومت قائم ہو جائے۔ ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔

خان قیوم خان، خورشید حسن میر، اور یوسف بچ کا ایسے خطرناک اور مشکوک گروہ کی حمایت کرنا جمہوریت کشی اور اسلام دشمنی کا ثبوت پہنچانا بھی یقیناً کسی سیاسی پس منظر کا حامل ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ہم جناب صدر مملکت سے اپیل کرتے ہیں کہ:

۱۔ آزاد کشمیر کے پورے سیکنڈل کی خود تحقیقات کریں اور صدر آزاد کشمیر کو مرزائیوں کی کسی سازش کا شکار نہ ہونے دیں۔ ہمارے نزدیک جمہوریت کے احیاء، ملی استحکام اور ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کی بقاء اسی امر کی متقاضی ہے۔

۲۔ خان قیوم خان، خورشید حسن میر اور یوسف بچ نے مرزائیوں کی حمایت جس انداز میں کردی ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ ان کی وفاداریاں صدر مملکت اور پیپلز پارٹی کی بجائے قادیانیوں سے وابستہ ہیں۔ اس لئے ان تینوں کو اپنے عہدوں سے فوراً برطرف کیا جائے۔

۳۔ حکومت پاکستان بھی اپنے دستور کی روشنی اور جمہور مسلمانوں کے مطالبے کے پیش نظر قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

۴۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مرزائیوں کے دل آزار اور اشتعال انگیز لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے اور ان کی ارتدادی تبلیغ ممنوع قرار دی جائے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف!

۱۹۸۰ء میں قادیانی جماعت کا ثالث پادری مرزا ناصر قادیانی، امریکہ و یورپ کے دورہ پر گیا۔ اس پر قادیانی جماعت نے پروپیگنڈہ کرنے میں شیطان کو بھی مات دے دی۔ اس دورہ سے واپسی پر مرزا ناصر نے ان قادیانیوں کے اخبار سے قادیانی جماعت کو دھوکہ دینے کی حد کر دی۔ تب ہمارے مخدوم حضرت مولانا تاج محمودؒ نے یہ مقالہ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد میں سپرد قلم کیا۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر لاکھوں کی تعداد میں مجلس نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کر کے تقسیم کیا۔ ملاحظہ فرمائیے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا ناصر احمد کو گرفتار کیا جائے، ان پر ملک دشمنی کے جرم میں مقدمہ چلایا جائے

مرزا ناصر احمد قادیانی ہیڈ آف دی جماعت احمدیہ ربوہ کئی ماہ تک یورپ امریکہ اور خصوصاً لندن شریف کا دورہ کر کے واپس ربوہ آ گئے۔ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد یہ ان کا دوسرا غیر ملکی دورہ تھا۔ اس دفعہ انہوں نے یہ دورہ ایک منصوبہ بندی کے تحت مکمل تیاری کر کے اور بڑی دھج دھج سے کیا ہے۔ ان کے ہمراہ ان کی نوعیتی جماعت کے بڑے بڑے پادریوں اور چیلوں چانٹوں کی ایک ٹیم بھی گئی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کی اس ٹیم کا دورہ کسی اپنے منصوبہ اور پروگرام کے مطابق ہوا ہے۔ جو کسی بیرونی طاقت کے کسی خاص شعبہ نے سوچ سمجھ کر بنایا ہوا تھا۔ مرزا ناصر قادیانی کے ہمراہ جو ٹیم گئی ہوئی تھی۔ اس میں مرزائی اخبار روزنامہ الفضل ربوہ کے ایڈیٹر مسعود دہلوی بھی شامل تھے۔ اس دورے میں مرزا ناصر قادیانی کا یہ ازلی غلام مستقل جنبلی پر ایڈیٹر سے وقائع نگار خصوصی بن کر ساتھ گیا ہوا تھا۔ مسعود دہلوی نے خاص طور پر قلم صرف کر کے مرزا ناصر قادیانی کے سفر کی رپورٹ مرتب کی ہے۔ جو روزنامہ الفضل میں چھپ رہی ہے۔ اس رپورٹ سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ دورہ کی تفصیلات ربوہ میں تیار نہیں کی گئیں بلکہ تل ابیب، لندن اور واشنگٹن کی تیار کردہ دستاویز رہی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

ابھی تک مرزا ناصر قادیانی کے سفر کی پوری تفصیلات ہمارے سامنے نہیں آئی ہیں۔ بہر حال جو کچھ مرزائی اخبارات میں چھپ چکا ہے۔ یا ہمیں اپنے ذرائع سے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا ناصر قادیانی کے اس دورہ کے تین رخ تھے۔

۱۔ انہوں نے اپنی جماعت کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ وہ امریکہ اور یورپ کے سامنے اسلام کی تبلیغ کے لئے نکلے ہیں۔ اور ان کی تبلیغ کے ذریعے امریکہ اور یورپ اسلام (احمدیت) قبول کرنے والے ہیں لہذا تم وقتی چیزوں سے مایوس اور بددل نہ ہو جاؤ۔ جماعت کے کھونٹے سے بندھے رہو اور جماعت کے سارے چندے باقاعدگی سے دیتے رہو۔ بالآخر جماعت کو غلبہ حاصل ہو کر رہے گا۔

کرو صبر آتا ہے اچھا زمانہ

۲۔ انہوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی کا یورپ اور امریکہ میں مذاق اڑایا۔ اس کے فیصلہ کی دھجیاں بکھیریں اور پاکستان کی تخفیف اور مذمت کی اس کی رسوائی اور بدنامی کی مہم جوئی میں مصروف رہے اور ان لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ ہمارے متعلق پاکستان کا فیصلہ ایک آئینی سیاسی وحشیانہ جاہلانہ اور غلط فیصلہ ہے۔ ہم اس فیصلہ کے باوجود حقیقی مسلمان ہیں۔ جب کہ دوسرے مسلمان سرکاری مسلمان ہیں۔

۳۔ ایک شاطر اور عیار سیاست دان کی طرح مرزا ناصر احمد نے اس دورہ میں اپنے آپ کو ان سرگرمیوں سے کھلم کھلا الگ رکھنے کی کوشش کی جن سرگرمیوں پر بظاہر حکومت پاکستان کو کوئی اعتراض نہ ہو سکے۔ مثلاً وہ یہاں گئے۔ انہوں نے اپنی جماعت کے تنظیمی طرز کے اجتماعات رکھے اور وہاں کے ہمارے امریکہ اور ہمارے یورپ کو قادیانی بنتے اور قادیانیت کا ساری دنیا میں بہت جلد غلبہ آ جانے کی بے سروپا باتیں کرتے رہے۔ اسی طرح وہ یہاں کے پہاڑوں جھیلوں دریاؤں روشنیوں اور معروف سیرگاہوں سے لطف اندوز ہو کر اپنے مغل شہزادہ ہونے کی حس کی تسکین کا سامان کرتے رہے۔ لیکن ہماری اطلاعات کے مطابق وہ ان غیر سیاسی، مذہبی تفریحی سرگرمیوں کی آڑ اور پردہ میں اپنے آقایان ولی نعمت اور ایسے خاص لوگوں سے خفیہ ملاقاتیں بھی کرتے رہے جو اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ یہاں تک کہ آف دی ریکارڈ وہ

www.besturdubooks.wordpress.com

آخر میں ہم حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ مرزا ناصر احمد نے اپنے اس بیرونی دورہ میں ملک کی بدنامی اور رسوائی کا ارتکاب قومی اسمبلی کے فیصلہ کی تضحیک اور حکومت کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے ملک دشمنی کی مخالفت کا کھلا ثبوت دیا ہے۔ اس لئے انہیں گرفتار کیا جائے اور ان پر ملک دشمنی اور دستور کی مخالفت کے سلسلہ میں مقدمہ چلایا جائے۔

یہ میٹنگیں کس مقصد کے لئے!؟

کچھ دنوں سے مرزائی ریٹائرڈ اور ان سروس فوجی افسران پراسرار میٹنگیں کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے پاکیزہ ہوٹل نتھیا گلی میں ایک خفیہ میٹنگ کی۔ جس میں ہماری اطلاع کے مطابق تیس یا چالیس کے لگ بھگ لوگ شامل ہوئے۔ یہ میٹنگ صدر افغانستان سردار محمد داؤد خان کے پاکستان آنے سے دو تین روز پہلے ہوئی تھی۔ حال ہی میں ربوہ میں کئی ایسی میٹنگیں ہوئی ہیں۔ ایک میٹنگ میں ہمارے نمائندہ کی اطلاع کے مطابق جنرل حمید ریٹائرڈ، جنرل عبدالعلی ریٹائرڈ حال امیر جماعت احمدیہ اسلام آباد، بریگیڈیئر وسیم احمد، مرزا منصور احمد قائم مقام امیر جماعت احمدیہ، مرزا فرید احمد خلف مرزا ناصر احمد، ظہور باجوہ اور بعض ان سروس فوجی افسران شریک ہوئے۔ کارروائی بند کمرے میں ہوئی۔

اس میٹنگ کے چند روز بعد ربوہ میں بھی اسی طرح کی ایک اور میٹنگ ہوئی۔ جس میں ہماری اطلاع کے مطابق ظفر چوہدری ریٹائرڈ سی این سی پاکستان ایئرفورس ان کے داماد [illegible] اور اسی طرح کچھ دیگر ریٹائرڈ اور ان سروس فوجی افسران۔ مرزا منصور احمد، مرزا فرید احمد اور ظہور احمد باجوہ سے بند کمرے میں میٹنگ کرتے رہے۔ یہ ریٹائرڈ جنرل اور ان سروس فوجی اور کچھ دوسرے سویلین مرزائی لیڈروں سے ربوہ میں ایسے موقع پر ملنے آئے اور یہ مشاورتیں ان دنوں ہوئیں جن دنوں مرزا ناصر احمد بیرونی ممالک کے دورے پر گئے ہوئے تھے۔ جبکہ ربوہ میں ان دنوں کوئی تقریب یا تہوار بھی نہیں تھا۔ ان لوگوں کا ربوہ آنا خالی از علت نہیں ہے۔ اور اس سے پہلے لاہور اور نتھیا گلی کی مشاورتیں بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتیں۔ لاہور میں ہوٹل انٹرکانٹی نینٹل ان لوگوں کی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔ جبکہ اس کا منیجر ایک ریٹائرڈ مرزائی فوجی کرنل ہے۔ ربوہ کی یہ روایت ہے کہ وہاں اگر کوئی معمولی درجے کا آدمی آنے جائے تو وہ اسی کو مرزائیت کا ستون بنا کر اس کے استقبال اور الوداع کی رپورٹیں شائع کرتے ہیں۔ لیکن یہاں جنرل حمید ریٹائرڈ، جنرل عبدالعلی ریٹائرڈ اور ایئر مارشل ظفر چوہدری ریٹائرڈ! جیسے لوگ تن تنہا آتے اور تن تنہا چلے جاتے ہیں۔ ان

www.besturdubooks.wordpress.com

کو لینے کے لئے اور ان کو الوداع کرنے کے لئے کوئی نکلتا ہے۔ صرف ان کی آمد کی اطلاع روزنامہ الفضل میں شائع کی جاتی ہے۔ آخر یہ خبر کیا ہے۔ مرزا ناصر احمد امریکہ اور یورپ کا دورہ کئی دنوں سے ختم کر چکے تھے۔ پھر وہ لندن میں جا کر ٹھہر گئے۔ اور پاکستان نہیں آ رہے تھے۔ ربوہ میں یہ بھی ایک دفعہ مشہور کیا گیا کہ وہ اب واپس آئیں گے ہی نہیں۔ پھر معلوم ہوا کہ نہیں آ رہے ہیں۔ آنے کی تاریخیں مقرر ہوتی تھیں اور منسوخ ہو جاتی تھیں۔ ان منسوخیوں کے بعد وہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اچانک کراچی پہنچ گئے۔ اور پھر ربوہ تشریف لے آئے اور یہاں آ کر بہت زمین آسمان کے قلابے ملانے کی باتیں کر رہے ہیں۔

مرزا ناصر احمد کے یورپ اور امریکہ جانے سے پہلے ربوہ میں ایک میٹنگ ہوئی تھی جس کے بعد جماعت کے با اعتبار لوگوں کو کانوں کان خبر پہنچائی گئی تھی کہ خلیفہ صاحب اب واپس نہیں آ سکتے۔ یہ سب پراسرار اور معنی خیز چیزیں ہیں۔ ان تمام چیزوں سے ربوہ والوں کا مقصد کیا ہے؟ ادنیٰ عقل رکھنے والا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزائیت انگریزوں کی سرپرستی اور پاکستان بن جانے کے بعد ہمارے مسلمان حکمرانوں کی کوتاہ اندیشی اور غفلت سے ایک اژدہا بن گئی تھی۔ سنہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں اسلامیان پاکستان کی متفقہ جدوجہد، مرزائیوں کے اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ اور بالآخر قومی اسمبلی کے فیصلہ نے اس اژدہا کو سخت زخمی کر دیا ہے۔ اب یہ زخمی اژدہا لوٹ پوٹ ہو کر سراپا انتقام بن چکا ہے۔ یہ انتقام لینا چاہتا ہے اسلام سے، پاکستان کی قومی اسمبلی سے، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اور اس میں شریک جماعتوں اور ان کے رہنماؤں سے، شاہ فیصل مرحوم کے خاندان اور تمام عرب ممالک سے اور ذوالفقار علی بھٹو سے۔ اس انتقام کے لئے وہ برطانیہ، مغربی جرمنی، امریکہ، اسرائیل اور بھارت کا ایجنٹ بن چکا ہے۔ اس بات کا تقاضا ہے کہ پاکستان کی حکومت اس کی پوری طرح سرکوبی کرے۔ جس طرح شاہ ایران کی حکومت نے بہائیت کے فتنہ کی ایران سے بیخ کنی کر دی تھی۔ اسی طرح حکومت پاکستان بھی اس فتنہ کی مکمل بیخ کنی کرے تاکہ اس کی یہ بے چینی اور بے کلی ختم ہو جائے۔

یہ روپیہ کہاں سے آیا؟

مرزا ناصر احمد پچھلے دنوں یورپ امریکہ اور لندن کے طویل دورے سے واپس آئے تو انہوں نے واپسی پر جمعہ کے روز اپنی بڑی عبادت گاہ کے اجتماع میں جو تقریر کی اس میں ہمارے نمائندہ کی اطلاع کے مطابق یہ بھی کہا کہ فلاں فلاں ملک میں ہم نے جو عبادت گاہ بنوائی ہے۔ اس پر

www.besturdubooks.wordpress.com

ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ آیا ہے اس رقم میں سے ۵۳ لاکھ روپیہ جماعت نے جمع کر کے خرچ کیا ہے اور باقی کا بھی کہیں سے انتظام ہو گیا ہے۔ ہم مرزا ناصر قادیانی سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ ۵۳ لاکھ روپیہ کا حصول تو ہے کہ آپ کی جماعت نے انتظام کیا۔ یہ باقی تقریباً ایک کروڑ روپیہ کا کہاں سے انتظام ہوا ہے۔ کیا سونا بنانے کا کوئی نسخہ ہاتھ آ گیا ہے یا جعلی نوٹ چھاپنے کا خدانخواستہ کوئی انتظام ہے یا یہ روپیہ اسرائیل یا سی آئی اے کا عطیہ ہے؟۔

ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ یہ ۵۳ لاکھ روپیہ والا بھی آپ نے تکلف فرمایا ہے، یہ بات درست نہیں کہ کوئی ۵۳ لاکھ آپ نے یا آپ کی جماعت نے کہیں سے بھیجا بلکہ یہ بھی تمام وہیں سے روپیہ آ رہا ہے۔ جس سے آپ اسلام دشمن طاقتوں کی منشاء کے مطابق اسلام کو بگاڑنے اور اس کی اصلی روح کو قتل کرنے کے لئے مختلف ملکوں میں دوڑے پھر رہے ہیں۔ بجٹ اور منافع کما کے لاتے ہیں۔ پھر ایک اطلاع کے مطابق آپ نے یہ بھی اپنے خطاب میں فرمایا کہ ایک یہودی صرف میری زیارت کرنے اور میری آواز سن کر ایمان لے آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آپ کے چہرے اور آپ کے اندر نور دیکھ لیا ہے۔ اور اس نے آپ کو ایک لاکھ ڈالر کا چیک پیش کیا۔ اگر یہ روایت صحیح درست تسلیم ہے تو آپ اطمینان کر لیں کہ اس یہودی نے واقعی آپ کے اندر اور آپ کے چہرے پر کوئی نور دیکھا اور ایمان لایا یا ایسے ہی آپ کے سامنے جھوٹ بول کر آپ کو اسرائیل کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر کا عطیہ تھما گیا ہے۔ تاکہ آپ اس روپیہ سے مسلمانوں میں ارتداد اور کفریہ عقائد کی تعلیم و تبلیغ کر کے امت محمدیہ میں انتشار پیدا کریں اور اس روپیہ کو پاکستان کی بربادی پر خرچ کریں۔

سعودی عرب جانے والے مرزائی

ربوہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مرزا ناصر احمد کے حالیہ دورہ امریکہ کے موقعہ پر جب مرزا ناصر احمد کی مبینہ طور پر صدر فورڈ سے ملاقات ہوئی۔ تو اس میں مرزا ناصر احمد سے امریکہ نے اپنی جماعت کو بچانے اور مصیبت میں کام آنے کی امداد دی گئی۔ چنانچہ مرزا ناصر احمد کو کہا گیا کہ آپ زیادہ سے زیادہ مرزائیوں کو سعودی عرب بھجوا دیں۔ وہاں امریکن کمپنیاں اور فرمیں کام کر رہی ہیں۔ ان میں انہیں ملازمتیں دی جائیں گی۔ مرزا ناصر احمد نے مبینہ طور پر یہ پیغام ربوہ بھجوا دیا۔ چنانچہ ان کے قائمقام مرزا منصور احمد نے بیرونی جماعتوں کو خفیہ ہدایات بھجوا دی ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ سعودی عرب کے لئے بھرتی ہوں اس مقصد کے لئے سات سو مرزائی بھرتی کئے گئے

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائی اسرائیلی فوج میں

(مسلمانان پاکستان اور حکومت توجہ کرے)

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف!

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں جناب مولانا ظفر احمد انصاری کراچی سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قادیانی فتنہ سے متعلق انہوں نے قومی اخبارات کو ایک انٹرویو دیا۔ ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نے اس انٹرویو کی چند سطریں نوٹ کرکے رسالہ کی شکل میں شائع کیا۔ یہ توفیق خدمت ہے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اس لئے اس نے اور اس کی جماعت نے اندرون و بیرون ملک ہمیشہ امریکی اور برطانوی سامراج کے مفاد میں کام کیا۔ چنانچہ آج مرزائیوں کے تعلقات اہل اسلام کے روحانی و ملی مراکز مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، بغداد اور قاہرہ کی بجائے واشنگٹن، لندن، تل ابیب سے ہیں۔ اور بین الاقوامی طور پر اسلام کی بجائے یہود و نصاریٰ سے گانٹھتے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

جو اتحاد اسلامی کے علمبردار اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لئے سرگرم عمل ہے کی کوششوں سے تمام عالم اسلام مرزائی تحریک سے خبردار ہوکر اسے دائرہ اسلام سے خارج کر چکا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری امیر مجلس تحفظ ختم نبوت اور ان کے زیر سایہ مبلغین تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی جذبہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت، مسیحیت، مہدویت کا لباس اتار کر اسے بحیثیت برطانوی امریکی سامراج کے کاشتہ کے ایشیاء، یورپ، افریقہ، عرب ممالک میں کھڑا کر دیا ہے۔ ذیل میں ایک اہم خطرناک اقتباس کا مطالعہ فرمائیے۔

مولانا ظفر احمد انصاری ایم این اے کا اہم انکشاف

سوال: اسرائیلی فوج میں احمدیوں کی موجودگی ایک خوفناک انکشاف ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جداگانہ انتخابات اور قادیانی

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف!

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے ملک میں جداگانہ طرز انتخاب کی طرح ڈالی۔ قادیانیوں کے لئے مشکل یہ تھی کہ غیر مسلموں میں وہ نام نہ لکھوانا چاہتے تھے۔ مسلمانوں میں نام لکھواتے تو حلف نامہ پر کرنا پڑتا۔ جس میں ختم نبوت کا اقرار اور مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کا انکار شامل تھا۔ چنانچہ انہوں نے چیف الیکشن کمشنر جسٹس (ریٹائرڈ) مشتاق احمد سے مل کر حلف نامہ کی عبارت تبدیل کرا دی۔ اس پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کوشش کی۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، نوابزادہ نصر اللہ خان اور دوسرے قومی رہنماؤں نے نعرہ مستانہ بلند کیا۔ قادیانی سازش ناکام ہوئی۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے یہ رسالہ ترتیب دے کر لاکھوں کی تعداد میں شائع کرایا۔ پیش خدمت ہے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وطن عزیز (پاکستان) کی بنیاد دو قومی نظریہ، اسلامی اقدار کی ترویج اور اہل اسلام کے علیحدہ تشخص پر قائم ہے۔ اس بنیاد کا لازمی نتیجہ جداگانہ انتخاب ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، صدر مملکت و چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل محمد ضیاء الحق کی خدمت میں جداگانہ طریق انتخاب اختیار کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہے۔

جداگانہ طریق انتخاب کے پیش نظر ہی جناب چیف الیکشن کمشنر نے ہر خاندان کے سربراہ سے اقرار نامہ پر کرنے کے لئے پانچ قسم کے کیفیت نامے طبع کرائے ہیں۔

نمبر ۱	کیفیت نامہ	(مسلمانوں کے لئے)
نمبر ۲	کیفیت نامہ	(ہندوؤں کے لئے)
نمبر ۳	کیفیت نامہ	(عیسائیوں کے لئے)

www.besturdubooks.wordpress.com

تعارف!

ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نوراللہ مرقدہ نے ۱۹۷۵ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعارف پر مشتمل یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ آج سے پچیس سال قبل کے حالات کو سامنے رکھ کر اسے مطالعہ فرمائیں۔

ورنہ اس وقت تک تو مجلس تحفظ ختم نبوت بہت ترقی کر چکی ہے۔ وہ بہت ہی ایمان افروز اور جانفزا ہے۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ
وعلی اصحابہ الذین اوفوا عہدہ!

ماکان محمد ابااحد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما۔ الاحزاب: ۴۰!

عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ مشکوٰۃ ص ۴۶۵!

دعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع۔ شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲!

امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں کے خلاف جہاد اور ان کے قتل پر ہوا۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے حکم پر مجاہدین اسلام نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب اور اس کے اٹھائیس ہزار چیلوں کو واصل جہنم رسید کیا۔ ازاں بعد آج تک روئے ارض کے کسی کونے میں امت مسلمہ نے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا۔

ہندوستان

ہندوستان میں اسلام کی روشنی زمانہ رسالت مآب ﷺ میں پہنچ چکی تھی۔ سب سے پہلی فوجی کارروائی اموی دور میں محمد بن قاسم کی قیادت میں ہوئی۔ بعد ازاں مبلغین اسلام کی کوششوں سے علم اسلام ہندوستان میں بلند ہوا اور قریب نو سو سال تک مسلمان ہندوستان پر قابض رہے۔ انیسویں صدی میں اس ملک پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس قبضہ کے ساتھ ہی تمام عالم

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلام انگریزی سازش کا شکار ہو کر رہ گیا۔ انحطاط ہوا۔ تمام عالم اسلام اور بالخصوص ہندوستان میں نصرانی حکومت انگریزی کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ تمام عالم اسلام اور بالخصوص ہندوستان میں مجاہدین اسلام نے انگریز کے ناک میں دم کر دیا۔ جہاد فی سبیل اللہ اور شوق شہادت، آخرت کی بہتری مسلمانوں کا بنیادی نقطۂ نظر تھا۔ انگریز نے اس اسلامی جذبہ کو ختم کرنے کے لئے اپنا علم واقتدار سے کام لیا۔ لیکن باطل کی طرف سے جس قدر ظلم وتشدد میں سختی پیدا ہوئی۔ اسی قدر ان میں اس سے کئی گنا زیادہ ایثار وقربانی کا جذبہ پیدا ہوا۔

انگریز سیاستدانوں، جرنیلوں، پادریوں نے مشترکہ میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی قدر مشترک خدا رسول اور ان کی عظمت کے لئے مر مٹنے کا جذبہ (جہاد) ہے۔ جب تک اس عقیدہ میں کمزوری پیدا نہ ہو تب تک مسلمانوں کو مطیع کرنا ناممکن ہے۔

(دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا)

چنانچہ مرزا قادیانی کو تیار کیا گیا۔ جس نے انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں اعلان کیا کہ وہ نبی ہے۔ اور جس مسیح ابن مریم کے نزول کی احادیث میں خبر دی گئی ہے۔ وہ میں ہی ہوں اور یہ کہ میری آمد پر جہاد حرام قرار دیا گیا ہے۔ مسیح ناصری کی آمد کے متعلق جو یقتل الخنزیر ویضع الحرب کا اعلان ہے۔ وہ میری آمد پر پورا ہو گیا ہے اور جو لوگ میرے دعاوی کی تصدیق نہیں کرتے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اسی طرح مرزائی عقائد میں تمام دنیائے اسلام کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ تمام دنیا میں یہ مسلمانوں کے ساتھ اسلامی ارکان کی ادائیگی میں شریک نہیں ہوتے۔ غلام احمد کے دعاوی کی تصدیق وتائید انگریز نے کی۔ اہل ہنود اور ہندوستان کی دوسری مشرک اقوام نے مرزا قادیانی کی تحریک کو پروان چڑھانے میں مدد دی کہ اس طرح جو امت مرزائیہ پیدا ہوگی۔ اس کی عقیدت کا مرکز عرب (زادھم اللہ شرفاً وتعظیماً) سے ہٹ کر ہندوستان ہی ہو جائے گا۔ انگریز نے ان کی ان نوازشات سے جو کہ اس فرقہ ضالہ پر تھیں۔ اس نے ہندوستان کے اندر اور تمام عالم اسلام میں انگریزوں کی سیاسی برتری کے لئے کام لیا اور تمام عالم اسلام کی مخبری کی۔ جنگ عظیم اول کے بعد جب انگریز تمام عالم اسلام کے حصے بخرے کرنے میں کامیاب ہوا۔ تو مرزائی جماعت نے مسلمانوں کی اس تباہی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شاہ سعود اور شریف مکی آویزش کے دور میں مرزائی میر محمد سعید حیدرآبادی کو بحیثیت مخبر بھیج کر راز معلوم کئے اور انگریز ان کو پہنچاتا تھا۔ مصطفیٰ کمال کو شہید کرنے کے لئے مصطفیٰ صغیر کو تیار کیا گیا۔ جس کے متعلق روایت ہے کہ وہ قادیانی تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ قادیانی اسی تنظیم کے رکن تھے۔ یہ راز فاش ہو گیا اور ان سب کو ترکی میں سزائے موت دی گئی۔ جنگ عظیم اول کے بعد جب انگریزوں نے بغداد فتح کیا تو عراق کا پہلا گورنر میجر حبیب اللہ شاہ کو بنایا گیا۔ جو مرزا قادیانی کی بہو اور خلیفہ بشیر الدین محمود کی بیوی کا بھائی تھا۔ اور اس میجر کا بھائی ولی اللہ زین العابدین عراق میں قادیانی مشن کا انچارج تھا۔ جسے بعد میں فیصل والئی عراق نے باوجود انگریز دباؤ کے عراق سے نکال دیا تھا۔ اسی طرح اسی دور میں افغانستان میں کئی مرزائی جاسوسی کے الزام میں گرفتار ہوئے اور ان کے قبضے سے خفیہ دستاویزات برآمد ہوئیں۔ جس بنا پر وہ قتل ہوئے۔ چنانچہ آج بھی اسرائیل میں مرزائیوں کا مشن موجود ہے۔ جب کہ پاکستان سمیت تمام عالم اسلام کے سفارتی تعلقات اسرائیل کے ساتھ منقطع ہیں اور اس طرح مرزائی یہودی گٹھ جوڑ تمام عالم اسلام میں برطانوی امریکی سامراج کے لئے کام کر رہا ہے۔ اور باوجود پاک عرب احتجاج کے مرزائیوں نے اسرائیل کے ساتھ اپنا تعلق منقطع نہیں کیا کہ اس فرقہ ضالہ کا مقصد ہی عالم اسلام کی تخریب اور اپنے آقایان ولی نعمت کی اعانت ہے۔

مرزائیوں اور عیسائیوں کا تعلق فریقین کے لئے اس طرح بار آور ہوا کہ عیسائیوں کو اہل اسلام سے صلیبی جنگوں کا انتقام لینے کے لئے اسلامی ممالک میں جاسوسی کے لئے ایک منظم پارٹی مل گئی۔ اور مرزائی انگریزی نوازشات سے فوری طور پر بڑے بڑے عہدوں تک ترقی کر گئے۔ انگریزی عہد اقتدار میں سرکاری مناصب پر مرزائیوں نے ترقی کی۔ حتیٰ کہ ان کے خلیفہ نے اعلان کیا کہ جب انگریز ہندوستان سے جائیں گے تو حکومت پر ان کے یہ پروردہ قابض ہو جائیں گے۔ یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ اب آپ اہل اسلام کی طرف سے تحریک تحفظ ختم نبوت کی ابتداء مرزا قادیانی کا تعاقب۔ اس کی گمراہ امت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں مناظرہ جات کی روداد اختصار کے ساتھ مطالعہ فرمائیں:

ہندوستان میں انگریز کے سیاسی غلبہ کے بعد اولین مجاہدانہ اقدام اہل اسلام نے کیا جس کی قیادت علماء اسلام نے کی۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے۔ اور یہاں انگریز کے خلاف جہاد فرض ہے۔ سارا انیسویں صدی اور نصف بیسویں صدی اس جہاد میں گزری۔ ہزاروں علماء نے انگریز کے خلاف جہاد میں جام شہادت اس طرح نوش کیا کہ میدان جنگ میں شہید ہوئے۔ توپوں کے دہانوں کے آگے کھڑے کر کے اڑا دیئے گئے۔ سور کی کھالوں میں زندہ علماء حق کو سی کر آگ میں جلا دیا گیا۔ پھانسی گھر کم ہونے کے باعث ہزاروں علماء کو درختوں کے ساتھ لٹکا کر شہید کیا گیا۔ ہزاروں جلاوطن ہوئے۔ ان کے مزارات انڈیمان اپنے اندر

www.besturdubooks.wordpress.com

دراز جزائر میں بھیجے۔ انہی علماء میں قطب الاقطاب حاجی امداد اللہ صاحب تھے کہ ضلع مظفر نگر یوپی (بھارت) میں مسلح جہاد کیا۔ اسلامی فوج کی قیادت کی۔ جنگ میں میمنہ میسرہ پر مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی تھے۔ شکست کی صورت میں حاجی صاحب نے عرب کی طرف ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں قیام فرمایا۔ عرب کے اس قیام کے دوران اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی بارادۂ ہجرت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو حاجی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ پیر صاحب آپ ہجرت کا ارادہ نہ کریں۔ بلکہ واپس ہندوستان تشریف لے جائیں کہ وہاں ایک فتنہ پیدا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے وہاں کام لیں گے۔ پیر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جہاد حرام قرار دے دیا۔ میرے ساتھ علمی مناظرہ کے بعد عدالتی مقدمات تک نوبت پہنچی۔ تو مجھے حاجی صاحب کا ارشاد یاد آیا کہ اس فتنہ کے متعلق مجھے ارشاد فرمایا تھا۔ گویا اس فتنہ ضالہ کے اولین نشان دہندہ جہاد شاملی کے ہیرو حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب ہیں۔ موصوف نے انگریز کے ساتھ جہاد بالسیف کیا اور انگریز کے خود کاشتہ پودے کے خلاف کام کرنے کے لئے حضرت پیر گولڑویؒ کو ہندوستان واپس بھیجا۔ بعد ازاں شیخ الاسلام مولانا سید محمد انور شاہؒ صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے بے پناہ جدوجہد کی۔ مولانا ثناء اللہؒ امرتسری، علامہ حائری مرحوم غرضیکہ تمام اہل اسلام کے علماء نے اس فتنہ کے خلاف کام کیا۔ اور شیخ الاسلام مرحوم نے ہی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حکیم مشرق ڈاکٹر علامہ اقبالؒ اور امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو تیار کیا اور ایک مجلس میں سکون خاطر کا اظہار فرمایا کہ جب سے علامہ صاحب اور امیر شریعت نے اس محاذ پر کام کا وعدہ فرمایا ہے میں اپنا بوجھ ہلکا محسوس کر رہا ہوں۔ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی قیادت میں ہی مجلس احرار اسلام نے تبلیغی مشن جاری کیا۔ جس کا دفتر قادیان میں بھی قائم کیا۔ مجلس احرار سرفروش و مجاہد قائدین اسلام کی جماعت نے قادیان میں مرزائیوں کا ناطقہ بند کیا۔ قادیان میں دفتر کے ساتھ ہائی سکول، جامع مسجد، عربی مدرسہ کے لئے اراضی حاصل کر لی۔ تا آنکہ آزادی کی جدوجہد کے نتیجہ میں احرار جس کے ہراول دستہ تھے۔ انگریز ہندوستان چھوڑنے پر اور مرزائی جو ان کے جانے پر ہندوستان کی حکومت سنبھالنے کی تیاری کر رہے تھے۔ قادیان چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ انگریز جاتے جاتے اپنے ان وفاداروں کو ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے پہاڑوں میں محصور ایک وسیع قطعہ اراضی کوڑیوں کے بھاؤ دے گیا۔

؂

www.besturdubooks.wordpress.com

مجلس تحفظ ختم نبوت

ان حالات میں فدائے ختم نبوت امیر شریعت بطل حریت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے سرفروش مجاہد ساتھیوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے ایک غیر سیاسی۔ مذہبی تبلیغی جماعت کی بنیاد اٹھائی۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحب اس کے پہلے مبلغ منتخب ہوئے۔ مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان کا حجرہ اس جماعت کا مرکزی دفتر قرار پایا۔ جب مجلس کے مصارف ایک روپیہ یومیہ تھے۔ مولانا محمد حیات صاحب عرصہ دراز تک قادیان میں شعبہ تبلیغ میں مجلس احرار اسلام ہند کے انچارج رہے۔ تقسیم ملک سے قبل انہوں نے ہندوستان کے چپے چپے میں مرزا قادیانی کی نبوت، مسیحیت کو چیلنج کیا تھا اور ہر جگہ مرزائی مربیوں اور مبلغین کو شکست فاش دی تھی۔ جب اسلامیان ہند نے بجا طور پر مولانا محمد حیات صاحب کو "فاتح قادیان" کا خطاب دیا تھا۔ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کی امارت، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد کی خطابت، مفکر اسلام مولانا محمد علی جالندھری کی ذہانت اور مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر کی رفاقت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی حرکت و شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔ اور جھوٹی مرزائی امت اپنے بانی غلام احمد کی نبوت پر کذب و افترا کی مہر لگا کر ربوہ (چناب نگر) میں جا بیٹھے۔ اپنی سیاسی قوت کے بل بوتے پر خلیفہ ربوہ نے اعلان کیا کہ ۱۹۵۲ء کے اختتام سے قبل اس کی جماعت کا قبضہ بلوچستان پر ہو جائے گا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں حضرت مولانا محمد علی جالندھری نے شب و روز کی انتھک محنت سے تمام مسلمان فرقوں اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے اشتراک سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کر دی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

جس کے صدر حضرت مولانا سید ابوالحسنات قادری مرحوم منتخب ہوئے اور جنرل سیکرٹری مشہور شیعہ رہنما مظفر علی شمسی۔ مجلس عمل کی جدوجہد کو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جھوٹی نبوت اور مرزائیوں کے مکروہ کردار، ملک و ملت سے غداری اور پاکستان کو ختم کر کے دوبارہ اکھنڈ بھارت بنانے کے عزائم کے خلاف اسلامیان پاکستان بڑے جوش و خروش سے اٹھے۔ لیکن اس وقت کی حکومت پاکستان نے ملت اسلامیہ کے متفقہ اور جائز و برحق مطالبات ماننے کی بجائے ظفر اللہ قادیانی اور امریکی برطانوی سامراج کے زیر اثر مرزائیوں کی امداد و اعانت و اسلام کی مخالفت کی راہ اختیار کی۔ اس تحریک میں دس ہزار فدایان ختم نبوت نے جام شہادت نوش کیا۔ لاکھوں فرزندان اسلام نے جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اگرچہ بظاہر گورنمنٹ (جس پر

www.besturdubooks.wordpress.com

ظفر اللہ قادیانی اور امیر پلیڈر م پوری طرح حاوی تھے) کے لئے بے پناہ ظلم کے باعث مطالبات
منظور نہ ہوئے۔ لیکن نتائج کے لحاظ سے تحریک شاندار طور پر کامیاب ہوئی۔ مرزائیوں کا ملک پر
قبضہ کرنے کا پروگرام ہمیشہ کے لئے آمر غربت میں جا گرا۔ منیر انکوائری رپورٹ میں بشیر الدین
محمود نے اپنے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی سے انحراف کیا۔ تحریک کے بہت جلد بعد
ظفر اللہ خان وزارت خارجہ سے علیحدہ ہو کر ملک بدر ہوئے۔ وہ اراکین حکومت جنہوں نے زبانی
سطح ہی میں بھی تحریک کی مخالفت کی تھی۔ ان میں جو اس جہاں سے جا چکے ہیں۔ وہ عبرت ہے ناک
موت مرے اور جو زندہ ہیں۔ وہ اقتدار سے ایسے علیحدہ ہوئے کہ آج تک اقتدار حاصل کرنے
کے لئے اپنے زخم چاٹ رہے ہیں۔ اور خسر الدنیا والآخرۃ کی زندہ مثال ہیں۔ مجلس تحفظ
ختم نبوت کے تمام رہنما، مبلغین، کارکن جیل میں رہے۔ کئی ایک نے جام شہادت نوش کیا۔

مقدمات کی بھرمار

تحریک کے بعد جب جماعت نے دوبارہ اپنا کام شروع کیا تو حکومت کی طرف سے
مقدمات کی بھرمار شروع ہوئی۔ یہ ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۴ء کی بات ہے۔ مجلس کل ملی فرق اسلامیہ کے
عظیم اتحاد کے بعد جیل سے آ کر حکومت اور مرزائی گٹھ جوڑ سے ملک کی قدیم مسلمان فرقوں کے
اختلافات کے باعث کمزور ہوئی۔ مجلس کے رہنما، مبلغین پر حضرت امیر شریعت مرحوم سے لے کر
چھوٹے مبلغین تک کئی مقدمے بیک وقت مختلف عدالتوں میں چل رہے تھے۔ علاقائی
آمد و رفت کی پابندیاں اس پر مستزاد تھیں۔ لیکن آفرین ہے مجلس کے جفاکش رہنما، کارکن، مبلغین پر
کہ ایسے کٹھن حالات میں بھی ختم نبوت کے علم کو بلند رکھا۔

کل پاکستان چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس

فرق اسلامیہ کے اتحاد کے لئے اپنی مساعی جمیلہ کو تیز سے تیز جاری رکھا۔ ان
حالات میں بھی برسوں سے جاری کل پاکستان چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس جو برسوں سے جاری
تھی۔ جس میں تمام مسلمان فرقوں کے نامور علماء کرام، مشائخ عظام اور زعماء عظام شریک ہو کر
تاجدار ختم نبوت ﷺ کی بارگاہ عظمت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے تھے۔ دراصل یہ عظیم اجتماع
مرزائیوں کے سالانہ جلسے کے مقابلے میں پہلے ربوہ پھر قادیان میں ہوا کرتا تھا۔ (مرزائیوں کا یہ
جلسہ مرزا غلام احمد کی زندگی میں شروع ہوا تھا اور ۱۹۸۴ء میں بند ہو گیا۔ مرتب) چونکہ اس فرقہ
ضالہ کے تانے بانے دلی نعمت حضرت مسیح علیہ السلام کی یاد میں کرسمس، یعنی ۲۵ دسمبر میں مناتے ہیں۔
ہندوستان میں نصرانی کی حکومت تھی۔ اور ان کے زیر سایہ مرزائیت پھل پھول رہی تھی۔ اکثر

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائی گورنمنٹ میں ملازم تھے۔ اس لئے نصاریٰ کی خوشی میں شریک ہوتے اور ملازمین کی شرکت میں سہولت کے لئے یہ جلسہ ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر کو شروع کیا۔ اور آج تک انہی تاریخوں میں ہوتا ہے۔ مرزائی اس میں شرکت حج کے برابر کا ثواب یقین کرتے ہیں۔ اہل اسلام کا یہ اجتماع تقسیم سے قبل بٹالہ اور قادیان میں ہوا کرتا تھا۔ تقسیم کے بعد چونکہ مرزائی نوازش سے چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں اہل اسلام کے جانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اس لئے چناب نگر (ربوہ) سے قریب تر چناب کے دوسرے کنارے چنیوٹ شہر میں اہل اسلام کا یہ مرکزی اجتماع شروع ہوا۔ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اہل چنیوٹ جنہوں نے گورنمنٹ کی طرف سے پابندیوں کے باوجود اس اجتماع میں شریک علماء، زعماء، جماعت المسلمین کی مہمان نوازی کی اور اس اجتماع کو ربوہ کے مقابلہ میں ترقی کی آخری حدوں تک لے گئے۔ بسا اوقات سرکار کی طرف سے تمام مشہور علماء پر داخلہ ضلع جھنگ پر پابندی عائد کی گئی۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت کے جانباز مبلغین نے اپنے چنیوٹ کے احباب سے مل کر اس اجتماع کو ہر حال میں کامیاب رکھا۔ (اب بحمد اللہ یہ چناب نگر میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس پوری آب وتاب سے منعقد ہوتی ہے۔ مرتب!) اور باوجود حکومت کی مخالفت اور پابندیوں کے ملک بھر میں مرزائی ارتداد کو مقید کیا اور اہل اسلام کو اس فتنہ سوداء کے خلاف بیدار کیا۔

النخله!

انہی ایام میں شاطر خلیفہ نے مرزائی بیڑہ کو امر کے طور پر پنجاب کے سرحدی مقام بارڈی سون میں النخلہ کے نام پر پہاڑیوں کے درمیان ایک مرکز بنایا۔ پہاڑوں کو حکومت کی بڑی مشینوں سے کاٹ کر ٹیوب ویل نصب کیا۔ بجلی پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ درجہ کا جنریٹر لگایا۔ خلیفہ اور ان کے گماشتوں کے لئے کوٹھیاں اور مکانات تعمیر کئے گئے۔ وہاں کے ختم نبوت کے کارکنوں نے اس صورت حال سے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کو آگاہ کیا۔ اس مرکز کی تحریک پر مبلغین نے اس علاقہ کو خصوصیت سے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز قرار دے لیا۔ چنانچہ النخلہ کے قریب "جابہ" کے مقام پر تحفظ ختم نبوت کی عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ مجلس کی ان کوششوں کے بعد دوسرے سال خلیفہ مرتد کو وہاں جانے کی ہمت نہ ہوگی۔ علاقہ میں اس قادیانی خاندان کے خلاف اس قدر نفرت پھیلی کہ آج النخلہ کی آبادی سے ویران ہو چکی ہے۔ وہ سب بنی ہوئی اور گری ہوئی کوٹھیاں گر کر "کانہم اعجاز نخل خاویہ" کا نقشہ پیش کر رہی ہیں۔ درخت سوکھ چکے ہیں۔ مجلس کا ایک مبلغ وہاں گری ہوئی عمارات کی حفاظت کے طور پر موجود ہے۔ (اب

www.besturdubooks.wordpress.com

دارالمبلغین

دارالمبلغین ختم نبوت کے تربیت یافتہ مولانا عبدالمجید صاحب تعلیم دے رہے ہیں۔ نئے مبلغ پیدا کرنے کے لئے جماعت نے دارالمبلغین کا ایک شعبہ قائم کیا۔ جس پر دو صورتوں میں عمل ہوا۔ ملک میں جس جس جگہ دورہ تفسیر قرآن کریم ہوتا ہے۔ وہاں فاتح قادیان مولانا محمد حیات یا مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحب تشریف لے جاتے رہے ہیں۔ کہ دورہ تفسیر قرآن پاک میں شریک علماء کو فرق باطلہ کی تردید کے لئے تربیت دیتے رہے۔ چنانچہ حضرت لاہوری، حضرت درخواستی، مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی، مولانا محمد عبداللہ بہلوی مدرسہ عربیہ سجاول اور دیگر مدارس عربیہ میں قیام فرما کر علماء وطلباء کو تربیت دی۔ دوسری صورت میں باقاعدہ اعلان کر کے فارغ التحصیل طلباء کو دعوت دی۔ جماعت مرکزی نے ان حضرات کے قیام وطعام و دیگر مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔ اور ہر سال ایسے مبلغین کی جماعتیں تیار ہوتی رہیں۔ جو ملک کے اندر تبلیغ دین کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اس طرح تربیت حاصل کرنے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ ملک بھر میں دارالمبلغین کے تربیت یافتہ ادیان باطلہ بالخصوص مرزائی ارتداد کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ بیرون ملک تربیت یافتہ مبلغین ماریشس، جزائر فجی، آزاد کشمیر، رنگون، برما، مشرقی پاکستان میں فریضہ تبلیغ انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے ملک پاکستان میں کوئی ایسی بستی نہیں جہاں مرزائیوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا ہو اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے مناظر اطلاع ملنے پر وہاں نہ پہنچے ہوں۔

مقدمات

اسی طرح ملک بھر میں مرزائیوں کی طرف سے اہل اسلام کے خلاف جتنے مقدمات قائم ہوئے مجلس نے اپنے خرچ پر ان مقدمات میں اہل اسلام کی رہنمائی کی۔ چنانچہ پاکستان کی جتنی عدالتوں میں مرزائی مسلمانوں کے درمیان تنسیخ نکاح یا کسی دوسرے حقوق کے لئے مقدمہ بازی ہوئی۔ مجلس کے مبلغین نے مرزائی کتب سے ان کے دعاوی اور ان کے موجبات کفر کے حوالے پیش کئے اور ان میں اہل اسلام کامیاب رہے۔ حتی کہ جب ایم ایم احمد کو قائم مقام صدر کے طور پر یحییٰ خان نے نامزد کیا۔ اور خود ایران گیا۔ غیرت الٰہی نے پاکستان کی کرسی صدارت پر اس مرتد کا بیٹھنا گوارا نہ کیا۔ ایک نوجوان اسلم قریشی نے ایم ایم احمد قادیانی پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اس

www.besturdubooks.wordpress.com

ایم احمد قادیانی موت سے بچ گیا۔ لیکن کرسی صدارت پر بھی نہ بیٹھ سکا۔ یحییٰ خان نے واپسی پر فوجی ہسپتال میں اس کی عیادت کی۔ جماعت ختم نبوت نے نہ صرف اسلم قریشی کا مقدمہ لڑا! بلکہ دوران جیل متواتر چار سال اس کے بچوں کی دو صد روپے ماہوار امداد جاری کی۔

مدارس عربیہ

ان امور مذکورہ بالا کے علاوہ دین اسلام کی ترویج اور تعلیم کے لئے مدارس عربیہ قائم کئے۔ آج کل مسلم کالونی چناب نگر، ملتان، بہاولپور، سکھر، چیچہ، ضلع خوشاب، پرست ضلع مظفر گڑھ، عمر کوٹ ضلع خیر پور میرس میں تعلیمات قرآن کے ایسے مدرسے کامیابی سے چل رہے ہیں جن کے جملہ مصارف جماعت مرکزی ادا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بیا لحاظ مکتب فکر جماعت کے مبلغ مدارس عربیہ کے تبلیغی اجلاس میں شریک ہو کر ان مدارس کی امداد کراتے ہیں۔ تا کہ تعلیمات اسلامیہ کا یہ عظیم سلسلہ جاری و ساری رہے۔

شعبہ نشر و اشاعت

مجلس تحفظ ختم نبوت نے فرقہ ضالہ مرزائیہ کی تردید اور تبلیغ اسلام کے لئے صرف تبلیغ تدریس اور ارسال مبلغین کا ہی سلسلہ جاری نہیں رکھا بلکہ اس کار خیر کے لئے ایک مستقل شعبہ نشر و اشاعت قائم کیا۔ جس نے لاکھوں پمفلٹ کتب اشتہارات اس موضوع پر عربی، انگریزی، اردو، سندھی، پشتو، بنگلہ میں شائع کئے۔ اور ان کے ذریعہ ملک اسلامیہ میں مرزائی ارتداد کے خلاف نفرت پیدا کی۔ اسلامی کلوکیم جنوری ۵۸ء لاہور کی اسلامی کانفرنس کے موقعہ پر تمام عالم اسلام سے آنے والے معزز مہمانوں کو اس فرقہ ضالہ سے روشناس کرانے کے لئے اشتہار پمفلٹ انگریزی اردو اخبارات میں اشتہار دیئے گئے اور بطور خاص سربراہان ممالک اسلامیہ کو ان سے روشناس کرایا گیا۔ اس طرح اس صدی کے عظیم مرتد فرقہ کے خلاف تمام عالم اسلام میں تحریک کو بڑھایا گیا۔ تحریک ختم نبوت کی اس ہمہ گیری میں مجلس کے آرگن ہفت روزہ لولاک فیصل آباد کا عظیم حصہ ہے۔ جو ملک کے بیدار مغز عالم دین اور صاحب قلم مولانا تاج محمود صاحبؒ کی ادارت اور مولانا اللہ وسایا صاحب مبلغ ختم نبوت کی نائب ادارت میں باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ (اب ماہنامہ لولاک ملتان سے شائع ہوتا ہے۔ مرتب) حضرت مولانا تاج محمودؒ صاحب، حضرت امیر شریعت قدس سرہ کے شریک سفر ہیں۔ عورزبوائی خلافت اور مرزائی ضلالت کے رمز شناس ہیں۔ یہ جو ربوہ کی اندرونی سازشوں سے ہر وقت باخبر رہتے ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۹۷۴

چند برس پہلے مرزائیت سے عدم واقفیت کی بناء پر شاہ فیصل مرحوم نے ظفر اللہ خان سے خانہ کعبہ کو غسل دلایا تھا۔ تب سے مجلس نے اپنے مخصوص طریقہ سے شاہ مرحوم کو اس فرق ضلال سے آگاہ کیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ شہید اعظم شاہ فیصل مرزائیوں کے خلاف تحریک کے عظیم رہنما تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج شہداء اسلام میں بلند سے بلند تر فرمائے۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء

مجلس تحفظ ختم نبوت کی انتھک ملک گیر و بیرون ملک تبلیغی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ جب ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر ظلم و ستم کیا گیا تو تمام ملک مرزائیوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام فرق اسلامیہ نے مشترکہ اقدام کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوری کی قیادت میں تمام مسلمان فرقوں کا ایک پلیٹ فارم مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے نام پر قائم ہوا۔ جس کے سیکرٹری علامہ سید محمود رضوی بنائے گئے۔ سیکرٹری مولانا محمد شریف جالندھری راقم الحروف مقرر ہوئے۔ مجلس عمل کی اپیل پر ۱۴ جون ۱۹۷۴ء کو ملک گیر ہڑتال ہوئی۔ عوام و خواص، تجار، وکلاء، طلباء غرض ہر کہ ملک کے ہر حصہ کے اہل اسلام نے مجلس عمل کی تحریک میں جانی، مالی حصہ لیا۔ یہ نتیجہ تھا مبلغین ختم نبوت کی چالیس روزہ انتھک محنت کا۔ مرکزی اسمبلی میں موجود علماء کرام اور ان کے ساتھیوں نے مرکزی اسمبلی میں اس مسئلہ کی بھرپور ترجمانی کی۔ مفکر ملت حضرت مولانا مفتی محمود اور مولانا شاہ احمد نورانی نے ترجمانی اہل اسلام کا حق ادا کر دیا۔ مجلس عمل کے مرکزی اخراجات مجلس تحفظ ختم نبوت نے ادا کئے۔ مرکزی اسمبلی کے معزز اراکین کو مسئلہ سے روشناس کرانے کے لئے ملت اسلامیہ کا موقف کے نام سے کتاب شائع کر کے پیش کی گئی۔ ۲۲ نوجوان مسلمانوں نے سرکار خاتم الانبیاء ﷺ کے دربار میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ مجاہد ختم نبوت جناب آغا شورش کاشمیری جو عرصہ دراز سے مریض چلے آ رہے تھے، عرصہ حیات تنگ کئے ہوئے بھی گرفتار ہوئے۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

ان حالات میں مرکزی اسمبلی کی سفارش پر حکومت پاکستان نے اپنی اسلام دوستی کا ثبوت دیا۔ اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا فیصلہ منظر عام پر آیا۔ جس کی نقل درج ذیل ہے۔ اس کا مطالعہ فرمایا جاوے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس قافلہ کا سفر مذکورہ بالا علماء کی قیادت میں جاری رہا اور جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گا۔ آمین!

www.besturdubooks.wordpress.com

امیر اوّل ... امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

امیر ثانی ... خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

امیر ثالث ... حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہ العزیز

ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؒ ان کے سفر یورپ کے عرصہ میں

قائم مقام ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

امیر رابع ... مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؒ

ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

امیر خامس ... فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ

ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

امیر سادس ... حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

نائب امیر ... حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

(امیر سابع ... خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور

ناظم اعلیٰ ... حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری مدظلہ۔ مرتب!)

مجلس کا وفد مولانا سید منظور احمد شاہ مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت میں ابوظہبی روانہ ہو چکا ہے کہ وہاں جماعت ختم نبوت کے کارکنوں کی کوششوں سے مرزائی گرفتار ہیں۔

تمام دنیا میں مرزائیوں کو داخل اسلام کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اور خوشی کا مقام ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں مرزائی مختلف ممالک میں داخل اسلام ہو چکے ہیں۔ چناب نگر میں عظیم مدرسہ کا قیام، ادارہ مبلغین، بخاری لائبریری، شعبہ نشر و اشاعت اور دیگر اہم شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر مدرسہ جامع مسجد محمدیہ ہمہ وقت تبلیغ اسلام اور تردید مرزائیت میں مصروف عمل ہیں۔ چناب نگر میں جمعہ و نماز ظہر و عصر باجماعت شروع ہے۔ مسلمانوں کے نام سے دکان جاری ہے۔ عنقریب ربوہ میں تعمیر جامع مسجد مدرسہ و دفتر تحفظ ختم نبوت کی خوشخبری دی جائے گی۔ (یہ سن ۱۹۷۰ء کے اوائل کی بات ہے۔ مرتب!)

www.besturdubooks.wordpress.com

۳۲ . حافظ شبیر احمد صاحب مدرس — ملتان

۳۳ .. حافظ محمد حیات صاحب مدرس — چناب

۳۴ قاسم محمد صاحب مدرس — چناب

۳۵ مولانا ضیاء الدین صاحب — گوجرانوالہ

۳۶ .. مولانا محمد اسحاق صاحب کشمیری — اسلام آباد

۳۷. عملہ دفتر مرکزی علاوہ ازیں ہے۔

پاکستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مراکز

۱. دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

۲ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی (سندھ)

۳ . دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لطیف آباد نمبر ۲ نوجوان روڈ حیدرآباد (سندھ)

۴ . دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنارسی مسجد گنجری ضلع تھرپارکر (سندھ)

۵. دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت معصوم شاہ مینارہ روڈ سکھر (سندھ)

۶ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شکارپور (سندھ)

۷ . دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیکب آباد (سندھ)

۸ . دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آرٹ سکول روڈ کوئٹہ (بلوچستان)

۹ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فورٹ سنڈیمن (بلوچستان)

۱۰ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت [illegible] (بلوچستان)

۱۱ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرکلر روڈ نزد لیبر کالونی رحیم یار خان (پنجاب)

۱۲ . دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۳۹ ڈی بی تلہ منڈی بہاولپور (پنجاب)

۱۳ . دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قاسم روڈ بہاولنگر (پنجاب)

۱۴ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چشتیاں ضلع بہاولنگر (پنجاب)

۱۵ . دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فقیروالی (پنجاب)

۱۶ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرمٹ تحصیل علی پور ضلع مظفرگڑھ (پنجاب)

۱۷ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر بازار ڈیرہ غازی خان (پنجاب)

۱۸ .. دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد قباء افغان آباد نمبر ۲ فیصل آباد (پنجاب)

www.besturdubooks.wordpress.com

(خوشاب) پوسٹ (مظفر گڑھ) کنری (سندھ) میں (اور اب چناب نگر میں بھی ۔مرتب!) دینی مدرسے کامیابی سے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی تبلیغ کے لئے ملتان میں تعمیرات کا کام شروع ہے۔

☆ کام کی وسعت کے پیش نظر حضرات مبلغین کے نظام میں توسیع کی جارہی ہے۔

☆ یہ تمام امور حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ، حضرت سیدنا مولانا خواجہ خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کی نگرانی میں ہورہے ہیں۔

بہر حال ان عظیم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے آپ کی امداد کے علاوہ قیمتی مشوروں کی محتاج ہے۔ مالی امداد فرماتے وقت مد کی تشریح ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ صدقات شریعت مطہرہ کی روشنی میں صحیح مصرف پر خرچ کی جائیں۔ امداد مقامی مبلغین و کارکنان کو دے کر رسید حاصل کریں یا عالمی دفتر ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

عالم اسلام میں مجلس کے کام کا اجمالی نقشہ

نشر و اشاعت: انگریزی ، عربی ، اردو ، فارسی ، سندھی ، پشتو کے لاکھوں پمفلٹوں کے علاوہ:

۱۔ التصریح: از افادات امام العصر علامہ کشمیری قدس سرہ

۲۔ القادیانی و القادیانیہ۔ از علامہ ابوالحسن علی ندوی (حضرت رائے پوری قدس سرہ کے ارشاد پر لکھی گئی)

۳۔ المتنبی القادیانی۔ از قائد جمعیت مولانا مفتی محمود

یہ تمام کتب مجلس تحفظ ختم نبوت نے چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیں۔

ترکی نے المتنبی القادیانی لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیں اور چند کاپیاں ملتان دفتر میں ارسال کیں۔

وفود

۱۔ ایام حج میں مبلغین ختم نبوت بالخصوص

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائی تعلیمات میں

محمد و احمد

بمعنی غلام احمد قادیانی

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

وناطہ، شادی وغمی کی تقریبات بالکل علیحدہ تھیں کہ ان کے ماہ و سال نہ شمسی نہ قمری نہ اسلامی نہ عیسوی۔

مندرجہ ذیل حوالہ کا مطالعہ فرمایئے۔

''حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض یہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔''

(خطبہ بشیر الدین محمود الفضل جلد ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

لفظ محمد سے مراد

بلاشبہ مرزائی بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو مسلمان پڑھتے ہیں۔ لیکن ان کے تمام ارکان اسلام میں اہل اسلام سے اختلاف ہے۔ تو پھر ان کے کلمہ میں اختلاف کس طرح نہیں؟۔ اہل اسلام جب محمد رسول اللہ کہیں گے تو ان کی مراد محمد بن عبداللہ، مکی، مدنی، سرور کائنات خاتم الانبیاء ﷺ کی ذات گرامی سے ہوگی اور مرزائی جب محمد رسول اللہ کہیں گے تو ان کی مراد نقلہ ''محمد ﷺ'' سے غلام احمد قادیانی ہوگی۔ حوالہ مطالعہ فرمایئے:

''اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجوده ومن فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی وما رای اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ فتدبروا''

(کلمۃ الفصل جلد نمبر ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۵۸ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

''خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

ان دو حوالوں کو دل پر پتھر رکھ کر ٹھنڈے دل سے پڑھئے اور شرم سے اپنی جگہ سے گل جاتا ہے ایک بدبخت انگریز کے دلال کے متعلق اس کا ذکر کا بیان کرتا ہے کہ سید المرسلین ﷺ کی تشریف آوری پر نور نبوت اور کمال شریعت کی تکمیل نیا ڈالی گئی تھی۔ اس کا اتمام بنام احمد قادیانی کے دور میں ہوا۔ نعوذ باللہ!

نیز یہ کہ غلام احمد قادیانی دجال و کذاب، مسیح ولد آدم حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا ایسا شاگرد ہے جو بعض صورتوں میں اپنے استاد سے بڑھ چکا ہے۔

(امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس عقیدہ پر کروڑوں اربوں کھربوں لعنت۔)

مرزا غلام احمد قادیانی کے سامنے ان کے ایک مرید قاضی اکمل نے ایک قصیدہ پیش کیا۔ جس کے جواب میں مرزا قادیانی نے کہا کہ جزاکم اللہ تعالیٰ یہ کہہ کر اس خوشخط قطعہ کو اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ (الفضل ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء ج ۳۲ نمبر ۱۹۶ ص ۶)

اس مذکورہ قصیدہ کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(منقول از اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء ج ۲ نمبر ۴۳ ص ۱۴)

قارئین کرام! ان مذکورہ بالا حوالہ جات سے جو مرزائیوں کی کتب سے نقل کئے گئے ہیں۔ اندازہ فرما لیا ہوگا کہ مرزائی محمد رسول اللہ سے مراد غلام احمد قادیانی ہی لیتے ہیں۔ مرزائیوں کی اصل کتب دفتر تحفظ مجلس ختم نبوت ملتان میں موجود ہیں نیز ملک بھر میں تبلیغ دین اور تردید مرزائیت کا کام کرنے والے مجلس کے مبلغین کے پاس ہر جگہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

بشیر الدین محمود، خاتم الانبیاء کے مقابلہ میں

ایمان کی تازگی اور برکت کے لئے حضرت امام الانبیاء خاتم الرسل والنبیین ﷺ کی ایک حدیث کا مطالعہ فرمایئے کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

عن جبیر ابن مطعمؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد۔ وانا احمد، انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (بخاری ج ۲ ص ۵۰۱ باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، مسلم ج ۲ ص ۲۶۱ باب فی اسماء ﷺ، مشکوٰۃ ص ۵۱۵ باب اسماء النبی ﷺ)

"جبیر ابن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد ہی قیامت آ جائے گی اور حشر برپا ہوگا۔ یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی پیدا نہ ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔" اس حدیث پاک میں آنحضرت ﷺ نے اپنے پانچ اسمائے گرامی ارشاد فرمائے۔ مؤخر الذکر تین اسمائے گرامی کی تشریح فرمائی جن میں سے حاشر اور عاقب کی تشریح فرماتے وقت حضور ﷺ نے ختم نبوت کا اعلان فرمایا کہ حشر تک آپ ﷺ ہی کی نبوت کا زمانہ ہے اور آپ کے بعد بنی آدم میں جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ مفتری اور کذاب ہوگا۔ پہلے دو اسمائے گرامی کی تشریح نہیں فرمائی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا نام گرامی جس طرح محمد ہے اسی طرح احمد بھی ہے ﷺ۔"

اب دوسرے سوالوں سے قبل بشیر الدین محمود کی سنئے:

"اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی ایک تحریر اس آیت کے متعلق ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری نے بھی شائع کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں "مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیش گوئی حضرت مسیح کے متعلق مانتا ہوں کہ یہ صرف حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے ہی متعلق ہے۔ اور وہی احمد رسول ہیں۔ ہاں آنحضرت ﷺ احمد تھے اور سب سے بڑے احمد تھے۔ کیونکہ آپ سے بڑا مظہر صفت احمدیت کا نہیں ہوا۔ لیکن آپ کا نام احمد نہ تھا اور اسمہ احمد کا مصداق مسیح موعود ہے۔" (القول الفصل بشیر الدین محمود ص ۲۰)

یا للعجب! جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں ایک فرد نہیں بلکہ ایک جماعت ایسی موجود ہے جس کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کا نام احمد نہ تھا۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے اسم گرامی احمد ارشاد

www.besturdubooks.wordpress.com

فرمایا۔ سیدنا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام نے آپ ﷺ کے اسی نام سے خوشخبری ارشاد فرمائی۔ لیکن مرزائیوں کے آنجہانی خلیفہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا نام احمد نہیں بلکہ اسمہ احمد سے مراد مرزائیوں کا مسیح موعود ہے۔ حالانکہ اس کا نام غلام احمد تھا۔ کسی بچے کا نام ماں باپ نے غلام احمد رکھا۔ اس کا بیٹا اس کا نام احمد بتاتا ہے۔ اور اس طرح حضور پاک ﷺ کے ارشاد گرامی کو (نعوذ باللہ) غلط ٹھہرایا ہے۔

ویسے اگر دیکھا جائے تو غلام احمد قادیانی ، احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہرگز نہ تھے۔ وہ تو غلام انگریز تھے کہ ساری انگریز کی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے کتابیں لکھتے رہے۔ اور اس بات پر فخر کرتے رہے کہ انگریز کی وفاداری کے لئے اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر جائیں۔

کلمہ لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ کے متعلق: آپ نے مذکورہ بالا حوالہ سے معلوم کیا کہ مرزائی غلام احمد کو احمد رسول اللہ مانتے ہیں۔ اور حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی احمد کا صاف انکار کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

"جس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کو نبی کہہ کر پکارا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو بھی قرآن کریم میں رسول کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک تو آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے ثابت ہی کہ آنے والے مسیح کا نام اللہ تعالیٰ نے رسول رکھا ہے۔"

(حقیقت النبوۃ ص ۱۸۸ مصنفہ مرزا محمود قادیانی)

دیکھئے اس حوالہ نے وضاحت کر دی غلام احمد ، احمد ہے اور احمد رسول ہے۔ کیسے پھر مرزائیوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کس طرح صحیح ہوا؟۔ تاہم یہ ان کی عبارت کا حوالہ اپنے عقیدہ کی رو سے یہی کلمہ لکھا لیکن جب اہل اسلام نے گرفت کی تو انکار پر انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ قادیانی کتابیں احمد رسول اللہ کے عقیدہ سے بھری پڑی ہیں۔

مرزا قادیانی کے صحابی جناب یعقوب علی عرفانی اپنی کتاب "سیرت حضرت مسیح موعود" میں اپنی ایک رات کا واقعہ لکھتے ہیں جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ گذاری۔ جب

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ شب باشی کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔'' تو فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب آ گئے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و محمد آ گیا . . . آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا صاحبزادہ صاحب رات بہت چلی گئی۔ سو جاؤ میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وعلی محمد کوئی تکلیف نہیں . . . آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا بایاں پاسا بدل لوں۔ یعنی بائیں کروٹ لے لوں۔ میں نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعلی محمد بہت اچھا آپ نے پھر کروٹ بدلی اور میں دباتا رہا۔ پھر آپ سو گئے۔ آخر حسب معمول میری آنکھ کھل گئی۔

فرمایا (غلام احمد قادیانی) نے صاحبزادہ صاحب جاگ اٹھے۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعلی محمد جاگ اٹھا۔'' (سیرت حضرت مسیح موعود از عرفانی ص ۳۴۳، ۳۴۴)

اس حوالہ پر غور فرمائیے کہ عرفانی صاحب دوران گفتگو غلام احمد پر محض درود ہی نہیں بھیجتے بلکہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا اسم گرامی غلام احمد کے بالکل پیچھے لیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پہلے نام احمد پھر حضرت محمد رسول ﷺ، حالانکہ مسلمان مصطفیٰ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیج کر کسی اور نبی کا نام لائیں گے تو حضور ﷺ اور نبی دونوں کے بعد ان حضرات کا اسم گرامی ہوگا۔ جیسے نماز کے درود شریف میں حضرت خلیل ﷺ کا اسم گرامی یا اصحاب وآل محمد کا نام آنحضرت ﷺ کے بعد ہی مذکور ہے۔ حتیٰ کہ پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی معصوم کا نام لیتے وقت فداہ روحی احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ نبینا وعلیہ السلام! کہہ کر بھی آنحضرت ﷺ کی اولیت کا اقرار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس عرفانی قادیانی اور ان کے ہم مذہب قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کی اولیت کو ہی بیان کرتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

شب باشی

مرزائیوں کے نبی اور ان کے صحابی صاحب کی شب باشی کی گفتگو کے ساتھ ہمارے نبی کی شب باشی کی باتیں سن لیجئے:

''ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس

www.besturdubooks.wordpress.com

لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں ۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے ۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا ۔ بھانو آج بڑی سردی ہے ۔ بھانو کہنے لگی ۔ ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں نیں ۔ یعنی جی ہاں ! جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں چلا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو ۔ مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا ۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھانو مذکورہ قادیان کے قریب ایک گاؤں بسرا کی رہنے والی تھی اور اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی مخلص اور دیندار تھی ۔

(سیرت المہدی مرتبہ بشیر احمد ایم اے حصہ سوم ص ۲۱۰)

سیرت المہدی کے مرتب بشیر احمد صاحب مرزا غلام احمد متنبی کے صاحبزادے ہیں ۔ دیکھئے وہ بھانو کی حس کا نام لے کر کس طرح معاملہ کو گول کر رہے ہیں ۔ بھانو لحاف کے اوپر سے مرزا قادیانی کو دبا رہی ہے جو چیز اس کے ہاتھ میں ہے وہ سخت ہے ۔ مرزا قادیانی کے سردی زیادہ ہے کہنے پر وہ کہتی ہے کہ آپ کی ٹانگیں آج سخت ہیں ۔ پھر مرزا قادیانی نے کہا کہ تم ٹانگ نہیں دبا رہی بلکہ پلنگ کی پٹی ہے ۔ تب اسے معلوم ہوا تو تحقیق اس قدر کہ مرزا قادیانی کے جسم کا جو حصہ میں دبا رہی ہوں وہ ٹانگیں ہیں اور معمول سے زیادہ سخت ہیں ۔ مسئلہ ہونہار فرزند نے حل کیا کہ پلنگ کی پٹی تھی ۔ بھانو اگر نا جب دبا رہی تھی تو چارپائی پر بیٹھ کر لحاف کے اوپر سے دبا رہی ہوگی ۔ کیونکہ یہ تو تصریح نہیں کہ وہ چارپائی کے علاوہ کسی دوسری مسند پر بیٹھی تھی ۔ اس صورت میں اغلب اور زیادہ مرزا قادیانی کے اوپر سے اگلی پٹی کو پکڑ رہی ہوگی ۔ سوچئے ایسا ممکن ہے اور مرزا قادیانی کو نہ معلوم ہوا کہ وہ کیا دبا رہی ہے اور میرے اوپر سے آگے جا کر کوئی شے پکڑ رہی ہے ۔ وہ تو بے حس بوجہ سردی تھی ۔ کیا مرزا قادیانی بے حس تھے اور یونہی خاموش رہے ۔

''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں ۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اسی طرح کی خدمت کرتی تھی ۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی ۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکاوٹ و

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائیوں کا درود شریف

"اور وہ صبح کی نماز میں التزام کے ساتھ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد دعا قنوت بالجہر پڑھا کرتے تھے۔ اور اس میں روزانہ درود شریف ان الفاظ میں پڑھا کرتے تھے۔ اللھم صل علی محمد واحمد وعلی آل محمد واحمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد واحمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید۔ وعلی آل محمد واحمد! یہ واقعہ قریباً ۱۳۱۶ھ کا یعنی ۱۸۹۸ء کا یا اس کے قریب کا ہے۔ انہوں نے کوئی تین چار ماہ تک متواتر نماز پڑھائی تھی اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی شامل ہوتے تھے اور کبھی حضور نے حافظ محمد صاحب کے اس طرح پر درود شریف پڑھنے کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔"

ضمیمہ رسالہ درود شریف ص ۳۳۴ مطبوعہ قادیان (فوٹو اصل رسالہ درود شریف)

www.besturdubooks.wordpress.com

"عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں نکاح جائز ہے۔" (اخبار الفضل قادیان ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء جلد ۱۷ نمبر ۶۵)

"غیر احمدیوں کو ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ سکتا ہے۔ مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہا جا سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی غیر احمدی عورت کو اپنے حبالہ عقد میں لا سکتا ہے مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جا سکتی۔" (الحکم قادیان ۱۴ اپریل ۱۹۳۴ء ۔ بابت ماہ ۔ ب)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان، یہود، نصاریٰ، ہندو، سکھ بحیثیت اہل کتاب برابر ہیں۔

اب غور فرمائیے کہ مذہبی اور روحانی عقیدت کے لحاظ سے روئے زمین پر کون سا ملک قادیانیوں کے نزدیک مقدس ہو سکتا ہے؟۔ جس ملک میں ان کے نبی کا مولد و مدفن ہے۔ پھر اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدہ اور ظفر اللہ خان کے حالیہ تفصیلی دورہ بھارت کی روشنی میں سوچئے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے بغیر بھی کوئی اس سیاہ فتنہ کا علاج ہے؟۔

مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان (سن اشاعت ۱۹۷۳ء)

مرزا غلام احمد کا اپنی وحی کے متعلق عقیدہ

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

میں جو کچھ وحی خدا سے سنتا ہوں۔ اسے غلطی سے پاک سمجھتا ہوں۔ قرآن کی طرح میں اسے تمام کوتاہیوں سے پاک جانتا ہوں۔ یہی میرا ایمان ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

قادیانیوں کے متعلق امت مسلمہ کے تقاضے

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی — آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم اقلیت ہیں۔

قادیانی — بین الاقوامی طور پر امت مسلمہ کے خلاف صیہونیت کے آلہ کار ہیں۔

قادیانی — اپنی تحریروں کی روشنی میں کس کس طرح دوبارہ اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں؛

الحمد لله والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده
وعلى اصحابه الذين اوفوا عهده!

امت مسلمہ کا اتحاد کفر کے لیے سوہان روح ہے۔ امت کے اتحاد کا باعث گنبد خضریٰ کی ذات اقدس ہے ﷺ!

یہود و نصاریٰ اول نمبر پر اسلام اور امت مسلمہ کے بین الاقوامی دشمن ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات اور اس کے پیروکار امت کو ذات اقدس ﷺ سے منقطع کرنے کی یہود و نصاریٰ کی ایک کوشش ہے۔ ہندو ان کے ہم نوا ہیں کہ رحمت دو عالم ﷺ کی وجہ سے جو تقدس و ناموس اہل اسلام میں خطہ عرب کی ہے وہ ایک مدعی نبوت کاذبہ کے باعث قادیان کی وجہ سے بھارت کو حاصل ہو جائے۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور مفکر و شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم کا اس قادیانی مسئلہ میں اختلاف اس کی نشاندہی ہے۔ پنڈت نہرو اپنے اخبار (بندے ماترم اپریل ۱۹۳۲ء) میں رقمطراز ہیں۔ "اس تاریکی میں اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ [illegible] احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔"

قادیانیوں کے عقائد ان کی سیاسی روش عالم اسلام کے خلاف ہے

۱ "میں اللہ کا نبی و رسول ہوں۔ مجھ پر ایسی وحی نازل ہوتی ہے جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی اور یہ وحی قرآن مجید کی طرح خدا کا کلام اور تقدس سے

www.besturdubooks.wordpress.com

پایا ہے۔ جس طرح محمد رسول اللہ کو قرآن پر یقین تھا اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے
جو میری وحی کو جھٹلانے والا یقیناً لعنتی ہے۔'' (نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۲ ''وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

۳۔ مرزا غلام احمد اور اس کی جماعت نے انگریزوں کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور اسلامی ممالک میں انگریزی مفاد کے لئے کام کیا۔ انگریزوں کے ساتھ تعاون کے باعث انہیں یقین تھا کہ انگریز ہندوستان کو چھوڑتے وقت حکومت قادیانیوں کے سپرد کر کے جائیں گے۔'' جسٹس منیر نے انکوائری رپورٹ ص ۲۰۹ اردو ایڈیشن میں اس کا اقرار کیا ہے۔''

۴۔ تقسیم کے متعلق ان کی سیاسی رائے تھی۔ بلکہ مذہبی عقیدہ تھا۔ تقسیم کے مخالف لوگوں نے قیام پاکستان کے بعد اپنی رائے بدل دی۔ مگر قادیانیوں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا۔

''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ الگ ہونا بھی پڑے تو اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر راضی ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔'' (مرزا بشیر الدین محمود، الفضل ۵ جولائی ۱۹۴۷ء)

یہی عقائد اور یہی روش ہے جس کے باعث جملہ اہل اسلام کے مطالبہ پر قومی اسمبلی نے قادیانیوں (دونوں گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ لیکن قادیانی اس ترمیم کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور آئین پاکستان سے بغاوت کرتے ہیں۔ پاکستان کا قیام جداگانہ طریق انتخاب پر بھی ہے۔ جب موجودہ حکومت نے اس بنا پر جداگانہ طریق انتخاب رائج کیا تو مرزائیوں نے مارشل لاء کے باوجود حکومت کے فیصلہ سے بغاوت کی اور اپنے ووٹ بحیثیت غیر مسلم اقلیت درج ہی نہیں کرائے۔ ان حالات اور ضرورت وقت کے باعث مندرجہ ذیل مطالبات پر فوری عمل حکومت پاکستان اور وطن عزیز کے مفاد میں بہت ضروری ہے۔

نمبر ۱ گورنمنٹ نے بینکوں کے حسابات سے زکوٰۃ وصول کی۔ چونکہ قادیانیوں کے نام اہل اسلام جیسے ہیں۔ اس لئے ان کے حسابات سے بھی زکوٰۃ وصول کی

www.besturdubooks.wordpress.com

کی۔ قادیانی جماعت نے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا ہے کہ وہ متعلقہ فارموں میں درخواست دیں چونکہ وہ غیر مسلم اقلیت ہیں۔ اس لئے ان کا رویہ نوٹ کیا جانا چاہئے۔

الف آئندہ اشتباہ سے بچنے کے لئے قادیانیوں کے متعلق فیصلہ کیا جائے کہ وہ اپنے تشخص کے لئے اپنے نام کے ساتھ قادیانی تحریر کریں۔

ب قادیانیوں سے بطور غیر مسلم اقلیت زکوٰۃ کی بجائے اسلامی آئین کی رو سے جزیہ وصول کیا جائے۔

نمبر ۲ قادیانی (دونوں گروپ) وطن عزیز کی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ آئین پاکستان اقلیتوں کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ اس لئے مناسب آبادی کے لحاظ سے ان کے حقوق متعین کئے جائیں۔ اس وقت تمام شعبوں میں اپنی آبادی سے کئی گنا زیادہ مناصب پر قابض ہیں۔

نمبر ۳ وطن عزیز کی سرحدات پر خطرات منڈلا رہے ہیں۔ ایسے وقت میں کسی بھی غیر مسلم کو کلیدی آسامی پر نہ ہونا چاہئے۔ قادیانیوں کو فوری طور پر کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کیا جائے۔

نمبر ۴ آئین پاکستان قادیانیوں کو ارتداد کی تبلیغ کی اجازت نہیں دیتا۔ تحریری وتقریری طور پر ان کی تبلیغ کو بند کیا جائے۔

نمبر ۵ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں تعلیمی ادارے ملک بھر کے دوسرے تعلیمی اداروں کی طرح گورنمنٹ اپنی تحویل میں لے لے۔ قادیانیوں نے ان اداروں کی ملحقہ کروڑوں روپے کی اراضی غیر قانونی طور پر انجمن احمدیہ کے نام منتقل کرالی۔ محکمہ مال کے کاغذات شاہد ہیں کہ وہ اراضی تعلیمی اداروں کی ملکیت تھی۔ ملک کے دوسرے تعلیمی اداروں کی طرح یہاں بھی فوری طور پر تعلیمی اداروں کو منتقل کرائی جائے۔

قابل توجہ جنرل ضیاء الحق صدر مملکت و اراکین وفاقی شوریٰ و عوام پاکستان و عامۃ المسلمین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان فون: 4514122

www.besturdubooks.wordpress.com

اکھنڈ بھارت اور مرزائی

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں۔"

(علامہ اقبال مرحوم کا مضمون "اسلام اور احمدیت" مندرجہ رسالہ اسلام ا جون ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء)

جواہر لال نہرو انگریز کا باقی اور مرزا قادیانی انگریز کا خودکاشتہ پودا۔ پنڈت جی نو مرزائیوں کا دردہ کیوں؟۔ ملاحظہ فرمائیے

"اس تاریکی میں اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ تا شاکی ایک جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدی تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کر سکتی ہے۔"

آگے تحریر ہے کہ: "جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہوجانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام کرشن وید گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی اب وہ خلافت قادیان میں آجاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لئے روایتی مقامات مقدس رہ جاتے ہیں۔"

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس ایم ایل اے اخبار بندے ماترم ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء)

مرزائیوں اور ہندوؤں کی اس پی جگت کا مطالعہ فرمانے کے بعد مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود کی بھی سنئے۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی ہونا پڑے تو یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں۔ بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے

www.besturdubooks.wordpress.com

کر کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔"
(بیان مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل ۲۰ مئی ۱۹۴۷ء بحوالہ قرآنی احمدیہ کا ماضی و مستقبل ص ۱۱)

موجودہ ملکی بحران کے متعلق تحقیقات کے مطالبے میں مشہور عالم دین حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یحییٰ خان اور مجیب کے درمیان ۲۳ روز تک جو مذاکرات ہوتے رہے۔ کیا ان کے مذاکرات میں کسی مرحلہ پر ایم ایم احمد اور چوہدری ظفر اللہ بھی شریک ہوئے تھے اور کیا ایم ایم احمد نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی حمایت کی تھی؟" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۸ دسمبر ۱۹۷۱ء)

مرزائی دنیا کے جس کونے میں بھی ہوں۔ خلیفہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے ماتحت ہیں۔ حالیہ پاک بھارت جنگ سے قبل مرزائیوں کی قادیان (بھارت) کی شاخ نے بنگلہ دیش کی حمایت کی اور بھارت حکومت کو بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ واضح رہے کہ قادیان کا نظم ونسق بھی نظارت ربوہ (چناب نگر) کے ماتحت ہے۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہیں یہ صورت حال مرزا محمود کے بیان کہ "کسی نہ کسی طرح" کی ہی تعبیر تو نہیں اور کیا مرزائی جماعت حصول قادیان (جس کے لئے مرزائی چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے بہشتی مقبرہ میں اپنی لاشیں امانتاً دفن کرتے ہیں) اور مرزا بشیر الدین محمود کے بیان کی روشنی میں مغربی پاکستان (نعوذ باللہ) کی شکست وریخت ہی کے سامان تو نہیں پیدا کر رہی ہے۔

ناظرین کرام! نہ صرف یہ کہ پاکستان ہماری ہی عزت وناموس کا محافظ ہے۔ بلکہ سالم اور مضبوط پاکستان ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں کی حفاظت کا بھی ضامن ہے۔ پاکستان کی عوامی حکومت سے عوام اور بالخصوص پیپلز پارٹی کے کارکن وعہدیدار مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹائے جانے اور ان کو اقلیت قرار دئیے جانے کا مطالبہ کرکے عشق رسالت مآب ﷺ کا ثبوت دیں۔

شعبہ نشر واشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان ۱۹۷۳ء

www.besturdubooks.wordpress.com

اسلامی نظام
کی علمبردار حکومت پاکستان
مسئلہ ختم نبوت سے متعلق
اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرے

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پھر اللہ تعالیٰ نے کائنات انسانی کی ہدایت کے لئے سلسلہ نبوت بھیجا، حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کر کے رحمت عالم ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر ختم کر دیا۔ عقیدہ ختم نبوت دین کا بنیادی و اساسی عقیدہ ہے۔ قرآن مقدس، احادیث صحیحہ، اجماع امت سے یہ عقیدہ ثابت ہے۔ قرآن و سنت کی تصریحات کی روشنی میں چودہ سو سال سے امت محمدیہ اس عقیدہ پر متفق و متحد چلی آ رہی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر و مرتد ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کا سب سے پہلا اجماع مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے قتل پر ہوا۔ صحیح تو یہ ہے کہ اس امت کی وحدت کا راز حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت میں پنہاں ہے۔ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت دراصل وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کا مدعی و متمنی ہے۔ نظریہ پاکستان کے خالق علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:

"اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔" (حرف اقبال ص ۱۲۳)

برطانوی سامراج کے گماشتوں نے آج سے ایک صدی قبل متحدہ ہندوستان میں اپنی استعماری مصلحتوں کے تحت جہاد کو حرام قرار دینے، مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے اور برطانوی حکومت کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے کے لئے اسلام کے بنیادی و مرکزی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ایک سازش کی، اور اسی سازش کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور تحریک احمدیت کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی تحریک کو ان دعاوی پر مبنی کیا کہ:

☆ میں اللہ کا نبی و رسول ہوں۔ "مجھ پر اس کی وحی نازل ہوتی ہے جیسے دوسرے نبیوں پر نازل ہوتی رہی اور یہ وحی قرآن مجید کی طرح خدا کا کلام اور خطاؤں سے پاک و منزہ ہے جس طرح محمد رسول اللہ قرآن پر یقین رکھتے تھے اسی طرح مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور میری وحی کو جھٹلانے والا یقیناً کافر ہے۔" (خزائن ج ۲۲ ص ۹۹، خزائن ج ۱۹ ص ۷۷)

☆ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(اشتہار مرزا قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

☆ مرزا قادیانی نے صرف دعویٰ نبوت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ دعویٰ کیا کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

میں محمد رسول اللہ ہوں۔ ''وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳ خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

ان دعاوی کے بعد بڑی آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو نہ ماننے والوں کے متعلق اس کے پیروکاروں کا کیا فتویٰ ہو سکتا ہے؟ چنانچہ ذیل میں چند حوالے مختصر درج ہیں۔ تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ مرزائی امت محمد ﷺ کے نام لیوا مسلمانوں کو کس آسانی سے کافر جہنمی اور خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔

☆ ''ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد مجھے قبول نہیں کرتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷ خزائن ج۵ ص ایضاً)

☆ ''میرے دشمن جنگلوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰ خزائن ج۱۴ ص۵۳)

☆ ... ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص۳۵ از مرزا بشیر الدین محمود احمد مرزا پسر)

☆ ''جو شخص مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۵)

☆ ''غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔'' (انوار خلافت ص۹۳ از مرزا بشیر محمود)

یہی وجہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ صرف یہی نہیں کہ قادیانیت کی تحریک نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کو چیلنج کیا اور اسے نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ بلکہ بانی تحریک احمدیت مرزا قادیانی اور اس کے پیروؤں نے اپنی تحریروں میں انبیائے کرام علیہم السلام و بزرگان دین کی دل آزار توہین کی اور انتہائی بدزبانی سے کام لیا۔

☆ ... ''آنحضرت ﷺ سور کی چربی استعمال کیا کرتے تھے۔'' (معاذ اللہ)

(مکتوب مرزا قادیانی مندرجہ الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

☆ .. ''مرزا غلام احمد قادیانی محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے

www.besturdubooks.wordpress.com

دوبارہ دنیا میں تشریف لا سکے۔" (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

☆ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

☆ .. "حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔"
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

☆ .. "سو حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں۔"
(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

موجودہ اسلامی حکومت کے دور میں چھپنے والے مرزائی لٹریچر میں بھی سخت ترمیم کے باوجود ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ قادیانی پریس وہ سب کچھ کہہ رہا ہے جس کی نہ مذہب اجازت دیتا ہے نہ قانون۔ قادیانی جرائد و رسائل میں مرزا قادیانی کو نبی، رسول، مسیح موعود اور اس کے دیکھنے والوں کو صحابہ، اس کی بیوی کو ام المومنین، ان کی جماعت کے سربراہ کو خلیفہ، امیر المومنین لکھا پڑھا اور پکارا جاتا ہے۔ سنسرشپ کے دور میں چھپنے والے اس قسم کے مواد کے لئے بقدر ضرورت ہے۔ ثبوت کے طور پر اپریل ۱۹۸۰ء کا ماہنامہ تحریک جدید ربوہ جس میں مرزا قادیانی کو صرف ایک مضمون میں ۳۱ مرتبہ "حضور علیہ السلام" لکھا گیا۔ نہایت ہی خطرناک قسم کی مذہبی دل آزاری کے علاوہ (جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے) مرزائیت کی تحریک کا ایک خطرناک پہلو ان کی سیاسی سرگرمیاں ہیں۔ مرزائیت مسلمانوں کی قومی و ملی زندگی کو پارہ پارہ کرنے کے طرح طرح کے خوفناک خطرات میں ڈالنے کا موجب بن رہی ہے۔ مرزائیت مذہبی لباس میں ایک سیاسی تنظیم ہے۔ جو برطانوی سامراج کے استعماری ہتھکنڈوں کی پشتیبان ہے۔

☆ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے جنگ و قتال
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۱ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

☆ . "مرزائیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۹۵۳ء میں جسٹس منیر کے سامنے عدالت عالیہ میں اقرار کیا کہ ہمیں یقین تھا کہ انگریز ہندوستان کو آزاد کرتے وقت اقتدار ہمارے سپرد کر کے جائے گا۔" (منیر انکوائری رپورٹ فسادات ۱۹۵۳ء ص ۲۰۹)

☆ . مرزائی پاکستان کے دشمن ہیں اور یہ بات ان کے عقیدہ کا جزو ہے کہ "ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں۔ بے شک یہ کام بہت مشکل ہے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔"

(اعلان بشیر الدین محمود مندرجہ الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء ص ۳)

مرزائی عقیدۃً تقسیم کے خلاف تھے۔ ان کی مخالفت کے باوجود جب تقسیم کا اعلان ہو تو انہوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی زبردست کامیاب کوشش کی اور باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا الگ محضر نامہ پیش کر کے گورداسپور کو پاکستان سے کاٹ کر بھارت میں شامل کرا دیا اور نہ صرف پاکستان کی مشکلات میں اضافہ کیا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے قضیہ کشمیر کو بھی کھٹائی میں ڈلوا دیا۔ (نور محمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ مارشل لاء سے ماخوذ روزنامہ مشرق ۳ فروری ۱۹۸۳ء اور باؤنڈری کمیشن کے ممبر جسٹس محمد منیر کا مضمون مندرجہ روزنامہ نوائے وقت ۲۳ جون ۱۹۶۴ء)

☆ "مرزائیوں نے مسلمانوں کی ملی وحدت کو پارہ پارہ ہوتے دیکھ کر سقوط بغداد پر چراغاں کئے اور اب بھی ملت اسلامیہ کے سب سے بڑے دشمن اسرائیل کے شہر تل ابیب میں ان کا مرکز موجود ہے۔" (مولانا ظفر احمد انصاری کا مجلس شوریٰ پاکستان میں بیان)

☆ "مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں ایم ایم احمد سمیت تمام قادیانی بہانہ نہ صرف شریک بلکہ علمبردار تھے۔" (مجلس احرار اسلام شورش کاشمیری مرحوم)

پاکستان کو خطرہ جو اس وقت لاحق ہے وہ اکھنڈ بھارت بنانے والی جماعت اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والی امت، مشرقی پاکستان کی قاتل تنظیم ربوہ اور تل ابیب کا گٹھ جوڑ ہے۔ (جو عالمی استعمار کی مخفی خواہشوں کو معرض وجود میں لانے کا ذریعہ (Link) بن چکا ہے۔) اس خطرہ سے خبردار رہنا نہ صرف انتہائی لابدی وضروری ہے۔ بلکہ اس کا تدارک بھی حکومت اسلامیہ پاکستان کا فرض اولین ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر وصدر مملکت پاکستان ملک عزیز کی کشتی کو داخلی وخارجی خطرات کی منجدھار سے نکالنے کے لئے نہ صرف کوشاں ہیں۔ بلکہ اسے حقیقی معنوں میں ایک اسلامی فلاحی مثالی مملکت بنانے کے لئے شب وروز اپنی تمام تر توانائیوں کو صرف کئے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں ہمارا فرض تھا کہ ہم صدر مملکت کو اس بین الاقوامی اسلام دشمن تنظیم کے عقائد ونظریات سے باخبر کرتے۔

رب کعبہ کی قسم! ہمارا نہ صرف یقین بلکہ ایمان وعقیدہ ہے کہ قادیانی و کمیونسٹ کسی بھی قیمت پر اس ملک کو اسلامی مملکت برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلامیان پاکستان نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء میں جتنی بیش بہا قربانیاں دی ہیں۔ مرزائیوں کے ہر دو فریق لاہوری

www.besturdubooks.wordpress.com

وقادیانی منہ زور گھوڑے کی طرح شرارت وفساد انگیزی میں مصروف ہیں۔ اسلامیان پاکستان اپنی محنت مزدوری پر شب خون اور قومی اسمبلی کی ترمیم کو قتل عام قادیانیوں کے ہاتھوں برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلامی نظام کا راز اسی میں مضمر ہے کہ مسلمانان پاکستان کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے اسلامی نظام کی علمبردار حکومت کو مندرجہ ذیل خالص مذہبی و اسلامی مطالبات پر فوری توجہ فرمانی چاہیے۔

مطالبات

۱۔ مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے۔ ۲۔ ان پر اسلام اور پاکستان دشمنی کے الزام میں مقدمہ چلایا جائے۔ ۳۔ مرزائیوں کے لٹریچر [illegible] پر پابندی عائد کی جائے۔ ان کا خلاف اسلام تمام لٹریچر ضبط کیا جائے۔ ۴۔ مرزائیوں کو [illegible] رسول، خلیفہ، امیر المؤمنین، امہات المؤمنین، صحابہ [illegible] جیسی اصطلاحات کے استعمال سے قانوناً باز رکھا جائے۔ ۵۔ شناختی کارڈ، راشن کارڈ، پاسپورٹ، سکول سرٹیفکیٹ میں مذہب کا اندراج کیا جائے۔ ۶۔ کروڑوں روپے کی تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی زمین جو بھٹو حکومت نے قادیانیوں سے واپس لی تھی۔ اب پھر ان کو بلا لحاظ مکمل واپس کی جا رہی ہے۔ اسے ترک کیا جائے۔ ۷۔ ربوہ ٹاؤن کمیٹی کے چیئرمین و وائس چیئرمین کا الیکشن کروایا جائے۔ حکومت کے جماعتی انتخاب کے فیصلے کے خلاف انتخابات کے بجائے قادیانیوں نے الیکشن کا بائیکاٹ کیا۔ جبکہ مسلمان ممبر منتخب ہوئے۔ اب قادیانی ربوہ کمیٹی کے چیئرمین کے الیکشن کو مقامی انتظامیہ سے ملی بھگت کر کے رکوائے ہوئے ہیں۔ ۸۔ جسٹس [illegible] نے ڈیرہ غازی خان کی مسجد کے تنازعہ میں سینکڑوں صفحات کا فیصلہ قادیانیوں کے حق میں اور امت مسلمہ کے خلاف لکھا۔ اسے وفاقی شریعت کورٹ کی رکنیت سے الگ کیا جائے۔ کسی قادیانی یا قادیانی نواز کو کبھی بھی شریعت کورٹ کا رکن نہ بنایا جائے۔ ۹۔ پاکستان میں دعویٰ نبوت قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

۱۰۔ پیر ودھائی راولپنڈی کے زنا و شراب کے مرتکب قادیانی مجرموں کی [illegible] بحال کر کے اخلاق باختگی کے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

(آفتاب نبوی، مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون 4514122)

www.besturdubooks.wordpress.com

قادیانیوں کے اصل عقائد
بجواب جماعت احمدیہ کے عقائد

مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف!

قادیانیوں نے "جماعت احمدیہ کے عقائد" نامی ایک کتابچہ شائع کیا۔ جس کا (مغربی) پاکستان میں جواب "مرزائیوں کی طرف سے بہت بڑا فریب" شائع کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد قادیانیوں نے اپنا یہی کتابچہ (مشرقی پاکستان) میں شائع کیا تو اس کا جواب وہاں پر شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت مولانا محمد شریف جالندھری نے یہ صفحات مرتب فرمائے۔ جو بنگلہ زبان میں شائع کرنے کی غرض سے ان کو بھیج دیا گیا۔ اصل یہ مسودہ اردو میں تھا۔ اس کا مسودہ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر نے محفوظ کرلیا۔ (مغربی) پاکستان میں یہ آج تک شائع نہیں ہوا۔ قادیانی عقائد کو سمجھنے کے لئے مختصر اور جامع تحریر ہے۔ اسے شائع کررہے ہیں۔ (مرتب)

"ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام کے دعویٰ کرے کہ مجھ میں جو دیگر اجزاء نبوت کے موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔" (ملفوظات احمدیہ ج [illegible] ص [illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما۔ الاحزاب ۴۰! ﴿نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔﴾

اس آیت میں آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلسلہ نبوت کے ختم کردینے کا اعلان فرمایا اور آنحضور ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر تمام انبیاء اور رسل پر فضیلت عطا کی گئی۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "انبیاء میں سے میں سب سے پیچھے آیا ہوں اور سب سے بعد محمد ﷺ ہیں۔" (کنز العمال ج [illegible] ص [illegible] حدیث [illegible])

www.besturdubooks.wordpress.com

آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو جہاں دوسرے آنے والے مفاسد و فتن سے آگاہ فرمایا۔ وہاں جھوٹے نبیوں کے دجل و فریب کی بھی نشاندہی کی۔ ارشاد گرامی ہے کہ "میرے بعد تیس کذاب و دجال پیدا ہوں گے۔ جو اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ لیکن میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔" [ترمذی ج ۲ ص ۴۴ باب لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون]

حضرت حذیفہؓ کی روایت میں ارشاد ہے کہ "ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو سیدھی راہ ہدایت سے منحرف ہو کر اپنا علیحدہ طریقہ اختیار کریں گے۔ جو شخص ان کی بات پر عمل کرے گا۔ اسے جہنم میں داخل کر کے چھوڑیں گے۔ حضرت حذیفہؓ نے ایسے اشخاص کی علامات دریافت کیں تو ارشاد ہوا کہ وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے۔ (یعنی مسلمان کہلائیں گے) ان کا ظاہر تقویٰ سے آراستہ ہوگا۔ مگر باطن ایمان و ہدایت سے خالی ہوگا۔ وہ ہماری ہی زبانوں سے باتیں کریں گے۔ مطلب یہ کہ بظاہر قرآن و حدیث سے ہی استدلال کریں گے۔ مگر امت محمدیہ کے سراسر خلاف مطلب نکالیں گے۔ اسی روایت میں ارشاد فرمایا گیا اگر ایسی حالت رونما ہو تو ان گمراہ فرقوں سے الگ رہنا۔ اگرچہ تمہیں درختوں کے پتے جڑیں چبا کر گذر کرنا پڑے اور تمہاری موت اسی طرز زندگی پر مجبور ہو۔" (بخاری، مسلم)

ان روایات میں لسان نبوت ﷺ نے کذاب کے ساتھ دجال کا لفظ ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ اگرچہ قرآن و سنت کا لفظ استعمال کریں گے۔ لیکن ان آیات و احادیث کا مفہوم بیان کرنے میں سراسر دجل و فریب سے کام لیں گے۔ مخبر صادق ﷺ نے اس گمراہ فرقے سے منسلک ہونے کی وعید ارشاد فرمائی۔ حضرت حذیفہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ باذن اللہ و فراست نبوت سے مرزا غلام احمد کے دجل و فریب اور اس کے پاکستان میں "اقتدار" کذب و زور کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ ایک وقت میں تعلیم یافتہ مسلمان کو بہتر ملازمت، اچھی تجارت، خوبصورت اور تعلیم یافتہ بیوی، دنیاوی اقتدار مرزائی (مرتد) ہونے سے حاصل ہوگا۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ ان گمراہ فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تمہیں درختوں کے پتے اور جڑیں کھا کر گذر کرنا پڑے۔ جو مسلمان دنیاوی اقتدار، ملازمت، شادی وغیرہ کے لئے مرزائیت اختیار کرتے ہیں۔ ان کے لئے حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی میں کس قدر عبرت موجود ہے؟

مرزائی تعلیمات فرمودہ رسول ﷺ کی روشنی میں دجل و فریب کا پلندہ ہیں اور دجال لعین خس آنجہانی مرزائی کا پمفلٹ شائع کردہ نظارت اصلاح و ارشاد چناب نگر (سابق ربوہ)

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے۔ ''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں (یعنی غیر مرزائیوں) کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔''

(انوار خلافت ص ۹۰ تقریر مرزا بشیر الدین محمود)

''جو شخص غیر احمدی (یعنی غیر مرزائی) کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت (یعنی مرزائیت) کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔''

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶ – ۱۰ اپریل ۱۹۵۶ء)

اس حوالہ میں بشیر الدین محمود نے اہل اسلام کو ہندو و عیسائی کے برابر کا قرار دیا۔

مرزا غلام احمد کے دوسرے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے نے بھی فتویٰ دیا کہ ''ہر ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے۔ ''قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین'' (دیکھو حقیقت الوحی ص ۹۱) اب کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح موعود کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ دے اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں۔ یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو مسیح موعود کو صادق نہیں کہتا۔ کیونکہ فقرہ انی من الصادقین! اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعویٰ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۳)

مرزائیت کی اندھیر نگری میں روشنی کے متلاشی بھائی! مرزا غلام احمد قادیانی اس کے خلفاء اور اولاد کے خیالات پڑھ کر غور فرمائیں کہ اگر معاملہ تنہا ایک شخص کے بیان کردہ عقائد تک ہی محدود ہے تو پھر انہی عقائد کے حامل ۹۰ کروڑ سے زائد مسلمانوں کے خلاف کفر کا فتویٰ کیوں؟ اور پھر غضب یہ کہ مرزائیت کے پوپوں نے کسی بھی ملک کے مسلمانوں کو اس فتویٰ سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ ان کفر کی بھینٹ وہ مسلمان بھی کر دیئے۔ جنہوں نے آج تک غلام احمد قادیانی کا نام

www.besturdubooks.wordpress.com

نام بھی اسلام ہے۔ قادیانی اخبار کی شہادت ملاحظہ کریں: "عبداللہ کوئیلم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مسٹر ویب نے امریکہ میں بھی اشاعت شروع کی۔ مگر آپ نے (مرزا قادیانی) کے متعلق ان دونوں نے ایک پائی کی مدد نہ دی۔ اس کی وجہ یہ ہے جس اسلام میں آپ (مرزا قادیانی) پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ (قادیانیت) کا ذکر نہ ہو اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم نورالدین نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (یعنی قادیانیوں کا) اسلام اور ہے۔"

(اخبار الحکم قادیان ج ۳ نمبر ۱۵ ص ۱ ... ۱۸۹۹ء)

"حضرت مسیح موعود کی زندگی میں محمد علی لاہوری اور خواجہ کمال الدین کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب الحکم نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے سلسلہ کا لٹریچر قادیان کی کتابوں پر وہ اس ملک میں مفت دی جائیں۔ بشرطیکہ اس میں مسیح موعود کا نام نہ ہو۔ مگر حضرت اقدس نے اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے۔ اس پر ایڈیٹر وطن نے اس چندہ کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۳۲ ص ۷ مورخہ ۱۹ ... ۱۹۲۸ء)

"جب کوئی نبی آیا تو اس کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اگر تمام انبیاء سابقین کا یہ عمل قابل ملامت نہیں اور یقیناً نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات پر اعتراض کس لئے ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ کے وقت میں موسیٰ کی آواز اسلام کی آواز تھی اور حضرت عیسیٰ کے وقت میں عیسیٰ کی اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آواز اسلام کا صور تھا اسی طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔"

(اخبار الفضل ج ۱۷ نمبر ۷۸ ص ... ۱۹۳۰ء)

قارئین کرام! جس مرزائی کے دعویٰ اسلام پر اعتراض ہے اس کی حقیقت آپ نے مرزائی تعلیمات کی روشنی میں ملاحظہ فرمائی۔ مرزا غلام احمد قادیانی مسلمانوں کے اسلام اور قادیانیوں کے اسلام کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتا ہے۔ جس اسلام میں مرزا احمد قادیانی کی نبوت کا اقرار نہ ہو اسے مردہ اسلام کہتے ہیں۔ ان کے بیٹے مرزائی اسلام اور محمدی اسلام میں اتنا ہی فرق کرتے ہیں جتنا محمدی اسلام اور موسوی اسلام، محمدی اسلام اور عیسوی اسلام میں ہے۔ پھر اگر مسلمان انہیں محمدی اسلام سے خارج کرتے اور علیحدہ اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ کرتے ہیں تو جناب یہ مرزائی کیوں ناپسند کرتے ہیں؟ ۔ خود سوال یہ ہے اور مرزائیوں کے حق میں جو دلائل ہیں سے بالکل علیحدہ

www.besturdubooks.wordpress.com

۴ "میرا اس تمام بیان سے یہ مطلب ہے کہ نبوت کوئی الگ چیز نہیں کہ مل جائے تو انسان نبی بن جاتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہی ہے جیسے کہ میں اوپر قرآن کریم سے ثابت کر آیا ہوں کہ انسانی ترقی کے آخری درجے کا نام نبی ہے۔ جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہداء سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ وہ آخر جب اس درجے سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب مراتب (نبی) بن جاتا ہے۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۵۵ مصنفہ بشیر الدین محمود)

۵ "محمدی ختم نبوت سے بکلی باب نبوت بند نہیں ہوا۔ کیونکہ باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی الٰہی بند نہیں ہوا۔" (تشحیذ الاذہان قادیان ج ۲ نمبر ۸ ص ۲ ماہ اگست ۱۹۰۷ء)

۶ "یہ کہ آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) محمد ہیں اور آپ کا محمد رسول اللہ ہونے کے سبب سے کسی اور کا ظل ہے۔" (بیان بشیر الدین محمود الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۱۵ء)

مرزائیوں کا اگلا مغالطہ فرمایئے۔ امت محمدیہ نے چودہ سو سال سے خاتم النبیین کے معنی نبیوں کے ختم کرنے والے کئے اور مرزائی نبوت کو جاری مانتے ہیں اور یہی خیال کرتے ہیں۔ جس طرح شہید صدیق بن سکتے ہیں اسی طرح نبی بھی بن سکتے ہیں۔ مذکورہ حوالہ جات سے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مرزائی غلام احمد کو (نعوذ باللہ) محمد ہی سمجھتے ہیں اور آخری نور اسی نور کے بغیر سب تاریکی ہے۔ جب ہی قرآن کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ مرزائی ہندوؤں کو بھی اہل کتاب سمجھتے ہیں اور یہودیوں نصرانیوں کو بھی اسی طرح اہل اسلام کو بھی۔

۵۔ مرزائیوں کا پانچواں فریب

"ہم آپ ﷺ ہی کی امت میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں۔"

غلط! مرزائی جب اپنے کو امت محمدیہ کہتے ہیں تو لفظ محمد سے مراد غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ جیسا کہ سابق حوالہ جات سے معلوم ہوا اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کافر کہتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے

"خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷ تذکرہ ص ۶۰۷ طبع سوم)

"کل مسلمان جو مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا

www.besturdubooks.wordpress.com

بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام قرار دیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۱۵ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳ حاشیہ)

"آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے، اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آ چکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے!"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص ۹، خزائن ج ۱۷ ص ۲۸)

انگریز دشمن اسلام و مسلمین، ہندوستان پر انگریزوں کے قبضہ کرنے پر علماء حق نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا اور جہاد فرض کیا۔ لیکن انگریزوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کو حرام اور انگریزی کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔ مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائی آیات جہاد کو منسوخ مانتے ہیں اور امت محمدیہ کو دھوکہ دیتے ہیں کہ قرآن کریم کا کوئی حکم قیامت تک منسوخ نہیں اور تف ہے اس مرزائی تعلیم پر کہ آیات جہاد کا انکار و تنسیخ محض دشمن اسلام [illegible] انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

قارئین کرام! آپ نے مرزائیوں کے دجل و فریب کو ملاحظہ فرمایا خداوند تعالیٰ اہل اسلام کو اس گمراہ فرقہ کے دجل و فریب سے محفوظ فرمائے۔

آپ کو مرزائی مناظرہ کے لئے تنگ کریں آپ کو اس گمراہ فرقہ کے خلاف تبلیغ کی ضرورت ہو۔ آپ کو مرزائیوں کے لٹریچر کے خلاف اہل اسلام کے لٹریچر کی ضرورت ہو۔

مناظرہ تبلیغ زبانی و تحریری (ہر زبان میں) کے لئے آپ دفتر تحفظ ختم نبوت ملتان مغربی پاکستان تحریر فرمائیے۔ مبلغ، مناظر، لٹریچر آپ دنیا کے جس حصہ میں بھی ہیں وہیں اللہ کے فضل سے مہیا کیا جائے گا۔

الحمدللہ کہ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان مقتدر علماء کی سرپرستی میں ہر قسم کی تبلیغی ضروریات پورا کرنے کے قابل ہے۔

www.besturdubooks.wordpress.com

جلسہ سیرت النبی اور قادیانی گروہ

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے جس کو محمد کی مساوات کا دعویٰ
مغرور جہنم کی وعید اس کو سنادو

(ڈاکٹر علی خان مرحوم)

برادران اسلام! آپ کی آگاہی کے لئے گزارش ہے کہ یہ بابرکت مہینہ جو ربیع الاول کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سرکار دو عالم ﷺ کے تذکرہ مقدسہ کے سلسلہ میں جلسے کرکے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے عشق اور عقیدت کا اظہار کرتی ہے۔ وہاں اس کے ساتھ ہی دوسرا ایک گروہ جو قادیانی فرقہ کے نام سے موسوم ہے۔ جس کے مذہب کی بنیاد ہی مقدسین اسلام کی توہین پر رکھی گئی ہے اور جس کا گرو قادیانی اور رودر گوپال (ملاحظہ ہو حقیقت الوحی تتمہ ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱) یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کذاب پورے مقدسین کے علاوہ حضرت ختم المرسلین ﷺ یعنی اللہ کے حبیب آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شان میں جن گستاخیوں کا مرتکب ہوا ہے۔ اس پر پردہ ڈالنے اور عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے عقیدت مند ہیں۔ اس لئے ہم آپ حضرات کی آگاہی کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی کتب سے چند حوالہ جات جو سید الاولین والآخرین ﷺ کی توہین میں ہیں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ آپ حضرات قادیانیوں کے دھوکہ اور دجل سے محفوظ رہیں۔

۱۔ ''محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الآیۃ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

۲۔ ''اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔''
(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ آخر خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶)

www.besturdubooks.wordpress.com

کی طرح ہے۔" (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱ خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۱)

۱۰ "اسلام ہلال (پہلی رات کے چاند) کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں (یعنی مرزا قادیانی کے وقت۔ مرتب) بدر (چودھویں رات کا چاند) ہو جائے۔" (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴ خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت آپ کے زمانہ میں ناقص تھی اور پہلی رات کے چاند کی مثل تھی۔ مگر مرزا قادیانی کے آنے پر اکمل ہوئی اور حضور ﷺ کا زمانہ روحانی ترقی کا زمانہ تھا۔ مگر مرزا قادیانی کا زمانہ روحانی ترقی کا زمانہ تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا ایک مرید اکمل تو لکھئے اس عبارت کا ترجمہ نے مندرجہ اشعار میں کرتا ہے

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر ج ۲ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ ہے حقیقت کہ سیرت النبی ﷺ کے قادیانی جلسوں کی۔ کہ در پردہ یہ گروہ دشمن ہے سرور عالم ﷺ کا۔

ایک مغالطے کا جواب

قادیانی ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے جھٹ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے تو آنحضرت ﷺ کی تعریف کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو حوالجات ہم نے درج کئے ہیں یہ بھی آخر قادیانی کی کتب سے ہیں۔ تو یہ مرزا قادیانی کی شرارت ہوئی کہ کہیں تعریف کی اور کہیں توہین کی۔ ملاحظہ ہو مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

"شریر انسانوں کا طریق ہے کہ ہجو (توہین) کرتے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔" (ست بچن حاشیہ ص ۱۲ خزائن ج ۱۰ ص ۱۳۵ حاشیہ)

(ہفت روزہ ختم نبوت ۵ تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزا غلام احمد قادیانی کی آسان پہچان

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

دیباچہ!
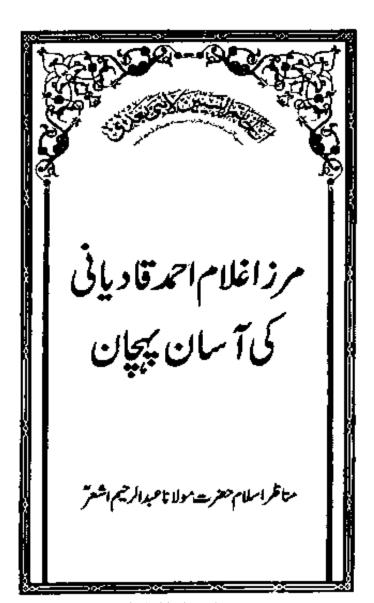
عارف والا سے بورے والا روڈ پر ساتویں میل پر ایک چک ۱۹۵ ای بی شاہزادیاں والا ہے۔ وہاں پر پاکستان بننے کے بعد ایک فوجی معزز عہدیدار سلطان محمد کو سرکاری طور پر کچھ مربع الاٹ ہوئے تھے۔ یہ شخص مرزا غلام احمد قادیانی کا رقیب تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اس فوجی عہدیدار کی بیوی کے متعلق مشہور کر رکھا تھا کہ اگر اس نے محمدی خاتون سے نکاح کیا تو روز نکاح سے ڈھائی سال میں مر جائے گا اور والد اس خاتون کا تین سال میں مر جائے گا اور یہ خاتون بیوہ ہو کر میرے عقد میں آئے گی اور یہ لکھا تھا کہ یہ الہام الٰہی ہے اور میرے سچے جھوٹے ہونے کا معیار ہے اور میں نے اپنے قلم سے یہ چھپ کر تحدی کی ہے۔ ایسا ضرور ہو گا۔ جس دن اس پیشگوئی کا ظہور ہوا اس دن مخالف ذلیل و رسوا ہوں گے اور ان کی ناک کٹ جائے گی اور بندروں اور سوروں کی طرح ذلیل ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ!

مگر قدرت خداوندی کا ظہور اس طرح ہوا کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء کو مر گیا اور سلطان محمد قریب ۵۰ سال کے مرزا قادیانی کے بعد زندہ رہا اور وہ خاتون محترم بھی زندہ رہی۔ چنانچہ محترم فوجی صاحب کے پانچ بیٹے اس خاتون سے پیدا ہوئے اور وہ خاتون بھی ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو راہی ملک بقا ہوئی۔

قادیانی اپنے پیر و مرشد کی طرح چالاک ہیں۔ انہوں نے سلطان محمد کے بیٹے کو چکر دے کر قادیانی مسلک کا نمائندہ بنا دیا۔ حالانکہ اس بے غیرت ضد کو سوچنا چاہئے تھا کہ میری ماں ایسی شریف خاتون تھی جس نے مرزا قادیانی کے بعد ۵۸ سال زندہ رہ کر مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اس رسالہ کو میں اس پاک دامن خاتون کے نام منسوب کرتا ہوں جس کے بے غیرت بیٹے نے اپنی ماں کی عزت کا خیال نہ کرتے ہوئے قادیانیت کا پھندہ اپنے گلے میں ڈال کر اپنے آپ کو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنایا۔ کافی دنوں سے کتاب کا دوسرا ایڈیشن ختم ہو چکا تھا اور دوستوں کا تقاضا تھا کہ اسے پھر شائع کیا جائے۔ عام مسلمانوں کی ہدایت کے لئے طبع سوم پیش خدمت ہے۔

فقط والسلام!... احقر عبدالرحیم اشعر

۱۳ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ، ۲۲ فروری ۱۹۸۳

www.besturdubooks.wordpress.com

دیباچہ طبع دوم!

برادران اسلام! ۱۰ شوال ۱۳۸۹ھ میں پیش نظر رسالہ محب مکرم جناب صوفی اللہ وسایا صاحبؒ ڈیرہ غازی خان مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کی فرمائش پر مختصر طور پر پمفلٹ میں لکھا تھا۔ صوفی اللہ وسایا صاحبؒ موصوف نے ایک مخلص دوست کی اعانت سے ۶ ہزار کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا۔ حتیٰ کہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں بھی تقسیم کیا گیا۔ مگر اس پر بھی قادیانی مرزا جناب محمد (سابقہ ربوہ) سے صدائے برخواست والا معاملہ رہا۔ البتہ سرگودھا شہر سے پوسٹ کیا ہوا بیرنگ خط موصول ہوا۔ وہ خط کیا ہے؟ قادیانی تہذیب کا دلچسپ مرقع ہے۔ مغلظ گالیوں کا ایک پلندہ ہے۔ کیونکہ پرانے زمانے میں اس معاملہ میں لکھنؤ کی بھٹیاریاں ضرب المثل تھیں۔ مگر جب سے مرزا قادیانی تشریف لائے تو انہوں نے لکھنؤ کی بھٹیاریوں کو بھی مات کر دیا۔ اب رہے مرزا قادیانی کے مرید تو وہ بھی بدزبانی میں اس قدر ترقی کر چکے ہیں کہ خود مرزا قادیانی ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔

قارئین محترم! اس گالی نامہ کے جواب میں ہم صرف مرزا قادیانی کا ہی ایک شعر ان کے مریدوں کے سامنے پیش کرنے پر کفایت کرتے ہیں:

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء وہی ہے

(ملاحظہ ہو درثمین ص ۲۲ مجموعہ کلام مرزا قادیانی طبع ربوہ)

بعد ازاں قادیانیوں کے ناقوس خصوصی الفضل جناب محمد (سابقہ ربوہ) نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۹ محرم ۱۳۸۷ھ میں آسمانی پہچان کا نوٹس لیا۔ مگر پہلی اور دوسری پیشگوئی کا ذکر تک نہیں کیا۔ صرف تیسری پیشگوئی کی ایسی لچر تاویل کی ہے جس کو کوئی عقل مند قبول ہی نہیں کر سکتا۔

ہم نے یہ الہام جو البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۵، ۱۰۶ سے اور تذکرہ طبع سوم ص ۵۹۱ پر درج

www.besturdubooks.wordpress.com

ہے جو حسب ذیل ہے کہ:

"ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں" جس کا صاف ترجمہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی موت مکہ میں ہوگی یا مدینہ میں۔

کیونکہ اس سے قبل خود اپنی کتاب (رسالہ الوصیت ص ۲، خزائن ج ۲۰ ص ۳۰۱ ملخص) آپ لکھ چکے ہیں کہ:

"خدا نے میری موت کی خبر دیدی ہے۔ اس لئے میں وصیت کر رہا ہوں۔"

تو مندرجہ بالا الہام سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا نے ان کی موت کا مقام بھی متعین کر دیا تھا۔ مگر یہ دلیری دیکھئے کہ جناب مگر (ربوہ) کا قانونی خصوصی مرزا قادیانی کا اتنا اندھا مقلد ہے کہ ان کی جھوٹی تاویل نقل کر کے اپنی طرف سے سچا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ساری دنیا کو اپنی طرح عقل و دانش سے محروم باور کرتا ہے کہ اگر ہم دن کو رات کہیں گے تو لوگ کہہ دیں گے کہ ہاں یہ ستارے بھی نکلے ہوئے ہیں۔

حالانکہ دنیا اب سچ اور جھوٹ کو پہچان چکی ہے۔ اب دجل و تلبیس سے کام نہیں چل سکتا۔ اب تاویل ملاحظہ فرمائیں کہ:

"مرنے سے پہلے مکی فتح نصیب ہوگی یا مدنی فتح نصیب ہوگی۔"

"مرنے" کا معنی "فتح نصیب ہونا" قادیانی لغت میں ہو تو ہو۔ ورنہ دنیا کی کسی لغت میں موت کا معنی فتح کرنا نہیں ہے۔ اگر کسی کتاب میں یہ لکھا ہے تو ہم قادیانی دنیا کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہم کو حوالہ دکھائیں اور منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

اب نظر ثانی کے بعد یہ رسالہ دوبارہ مرکز ملتان سے شائع کیا جا رہا ہے۔

فقط والسلام!

راقم الحقیر عبدالرحیم اشعر

۲۵ فروری ۱۹۸۳ء

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تمہید!

دنیا میں اسلام سے قبل جتنے مذاہب موجود ہیں اور وہ کسی نہ کسی مقدس بزرگ اور پیغمبر کی طرف منسوب ہیں۔ ان میں ابتداءً صداقت موجود تھی اور حق برصداقت تھے۔ لیکن بعد از مدت ان مذاہب میں جھوٹی اور غلط تعلیم کی ملاوٹ سے خرابیاں پیدا ہوگئیں اور ان کی صداقت مشتبہ ہوگئی۔ لیکن ایک قادیانی مذہب ایسا ہے کہ جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر رکھی گئی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پاک چیز ہے۔ مثلاً کوئی کپڑا یا برتن وغیرہ! اس کو گندگی اور ناپاکی لگ جاتی ہے تو جب اس کو پاک کرنا چاہیں تو نجاست دور کرکے اس کو پانی سے دھوکر پاک کردیں گے۔ لیکن اس کے مقابل گندگی کا ایک ڈھیر ہے۔ اس کو اگر کوئی شخص دھوکر پاک کرنا چاہے تو پانی سے دھوتے دھوتے اس کا اصل وجود ختم ہوجائے گا۔ لیکن پاک نہ ہوسکے گی۔

یعنی پہلے مذاہب میں صداقت موجود تھی۔ اگر ان کو غلط تعلیم سے جدا کردیا جائے تو اصل صداقت سامنے آجائے گی۔ لیکن مرزائیت ایسی ناپاک چیز ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو جھوٹ سے جدا کرنا چاہے تو اصل مرزائیت ہی ختم ہوجائے گی۔ اس میں صداقت کا ذرہ بھر بھی نہ ہوگا۔

قادیانی فرقہ کی عیاری

جب آپ نے قادیانی مذہب کی اصل حقیقت معلوم کرلی تو یہ بات یقیناً آپ کے ذہن میں بیٹھ گئی ہوگی کہ جو لوگ قادیانی مذہب سے اختلاف کو محض مسلمان فرقوں کی آپس کی آویزش خیال کرتے ہیں وہ لوگ دراصل قادیانی فرقہ کے عقائد سے ناواقفیت کی بناء پر ایسا کہتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کے بالمقابل قادیانی فرقہ نہایت عیاری اور فریب کاری سے اپنے باطل عقائد کو چھپانے کے لئے مسلمانوں کے سامنے ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام جیسے علمی مسائل کو آڑ بنا کر الجھا دیتا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ اصل بحث جو مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں تھی کہ وہ اپنے دعاوی میں جھوٹا ہے اس سے انسان غافل ہوجاتا ہے اور حقیقت کا سراغ لگانا مشکل ہوجاتا ہے۔

ہم اپنے قارئین محترم! کی آسانی کیلئے مرزا قادیانی کے اپنے پیش کردہ معیار صدق وکذب کو سامنے رکھ کر واضح کرتے ہیں کہ وہ خود اپنے پیش کردہ معیار ہی کی بناء پر جھوٹا تھا۔

www.besturdubooks.wordpress.com

معیار اوّل

چنانچہ مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ: "بدخیال لوگوں کو واضح رہے کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج۵ ص ۲۸۸)

معیار دوم

مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ: "سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو۔ بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔"

(شہادت القرآن ص ۸۰، خزائن ج۶ ص ۳۷۵)

جناب! مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں اتنی واضح ہیں کہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

اب ہم اس جگہ مرزا قادیانی کی تین پیشگوئیاں آپ کے سامنے رکھتے ہیں جو ان کے اپنے پیش کردہ معیار کے مطابق صریح جھوٹی نکلیں اور مرزا قادیانی نے ان کو پورا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ جیسے بہانے کئے، جو ہتھکنڈے استعمال کئے اور یہاں تک کہ رشوت تک دینے کی بھی پیشکش کی۔ مگر جھوٹ جھوٹ ہی رہا۔ سچ نہ بن سکا۔

پیشگوئی نمبر۱ منکوحہ آسمانی

مرزا قادیانی کی چچازاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ والد اس لڑکی کا اپنے کسی ضروری کام کے لئے مرزا قادیانی کے پاس آیا۔ پہلے تو مرزا قادیانی نے شخص مذکور کو حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی۔ مگر جب وہ کسی طرح نہ ٹلا اور اس کا اصرار بڑھا تو مرزا قادیانی الہام الٰہی کا نام لے کر ایک عجیب پیشگوئی کر دی کہ:

"خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، خزائن ج۵ ص ایضاً ملخص)

وہ شخص غیرت کا پتلا تھا۔ یہ بات سن کر واپس چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے بعد ازاں ہر چند کوشش کی۔ نرمی، سختی، دھمکیاں، لالچ، غرض ہر طریقہ کو استعمال کیا۔ مگر وہ شخص کسی طرح بھی راہ پر نہ آ سکا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا قادیانی نے تحدی کر دی کہ:

www.besturdubooks.wordpress.com

"میں اس پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں۔" (انجام آتھم ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

بہر حال ناظرین کرام! انہی بحثوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہم صرف یہ گزارش کرتے ہیں کہ پیشگوئی جب حق تعالیٰ سبحانہ کی طرف سے تھی اور ان کا مرزا قادیانی سے یہ بیان تھا وعدہ تھا کہ۔

"ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار (اس لڑکی کو) خدا تعالیٰ اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۶ خزائن ج۵ ص ایضاً)

حصول محمدی بیگم کے لئے انعام کی پیشکش

مندرجہ بالا وعدہ جب ہو چکا تھا تو مرزا قادیانی اتنے بے قرار اور مضطرب کیوں تھے؟۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا بیٹا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے رقمطراز ہے کہ۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے (تانگہ) میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقد زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل طبع دوم ص۱۹۲ سو۹۳)

ہمارا صرف ایک ہی سوال ہے کہ اگر یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی اور خود اللہ تعالیٰ نے ہی اس کو پورا کرنے کی ذمہ داری بقول مرزا قادیانی اٹھائی تھی تو پھر مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے ماموں کو روپے کا لالچ دے کر کیوں رام کرنے کی کوشش کی؟۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود تحریر کرتے ہیں کہ:

"ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پورے ہونے کی کوشش کرے اور کراوے۔"

(سراج منیر ص ۱۵ خزائن ج ۱۲ ص ۱۷)

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

آخر مرزا غلام احمد قادیانی بصد حسرت و یاس بقول خود بروایت میر ناصر نواب خسر مرزا قادیانی مرض ہیضہ سے مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔ (حیات ناصر ص ۱۴، سیرت المہدی ص ۱۱، ۱۰۹ ج اول) اور محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان محمد کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر و خوبی آباد رہیں اور اب لاہور میں اپنے جوان سال ہونہار مسلمان بیٹوں کے ہاں ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور اشاعت ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء)

پیشگوئی نمبر ۲ عبداللہ آتھم عیسائی

مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم پادری سے امرتسر میں پندرہ دن تحریری مناظرہ کیا۔ جب مباحثہ بے نتیجہ رہا تو مرزا قادیانی نے اپنی شکست چھپانے کے لئے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو ایک عدد پیشگوئی داغ دی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"مباحثہ کے دنوں کے لحاظ سے ایک ماہ مراد ہوگا۔ یعنی پندرہ ماہ میں فریق مخالف ہاویہ میں بسزائے موت نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔" (جنگ مقدس ص ۲۱۱ خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

غرض مرزا قادیانی کی پیشگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کی موت کا آخری دن ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء بنتا تھا۔ اس دن کی کیفیت مرزا قادیانی کے فرزند مرزا محمود خلیفہ قادیان کی زبانی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ:

"قادیان میں محرم کا ماتم"

"آتھم کے متعلق پیشگوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا اور میری عمر کوئی پانچ ساڑھے پانچ سال کی تھی۔ مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب و اضطراب سے دعائیں کی

www.besturdubooks.wordpress.com

گئیں۔ میں نے تو محرم کا ماتم بھی اتنا سخت کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک طرف دعا میں مشغول تھے اور دوسری طرف بعض نوجوان (جن کی اس حرکت پر بعد میں برا منایا گیا) جہاں حضرت خلیفہ اول مطب کیا کرتے تھے اور آج کل مولوی قطب الدین صاحب بیٹھتے ہیں، وہاں اکٹھے ہو گئے اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں اس طرح انہوں نے بین ڈالنے شروع کر دیئے۔ ان کی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے۔ یا اللہ آتھم مر جائے۔ یا اللہ آتھم مر جائے۔ مگر اس کہرام اور آہ و زاری کے نتیجے میں آتھم تو نہ مرا۔"

(خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء)

دور کی قادیانی اضطراب پر مزید روشنی مرزا قادیانی کے منجھلے صاحبزادے بشیر احمد ایم اے کی روایت سے پڑتی ہے کہ ابا جان نے آتھم کی موت کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کیں اور کون کون سے ٹونے ٹوٹکے استعمال کئے۔ چنانچہ تحریر کرتے ہیں کہ:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم! بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو۔ (مجھے وظیفہ کی تعداد یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل اور ہم نے یہ وظیفہ قریب ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس لے گئے۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنویں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔" (سیرت المہدی جلد اول طبع دوم ص [illegible])

ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مرزا قادیانی نے خدا کی طرف سے موت کی دھمکی دی اور جب دیکھا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی ہے تو شعبدہ بازوں کا ٹوٹکا استعمال کیا۔ مگر

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائیت

علامہ اقبال کی نظر میں

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

سخن ہائے گفتنی

محترم قارئین! پیش نظر رسالہ محض اس غرض سے ترتیب دیا گیا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کی وفات کے بعد چند خود غرض قسم کے لوگ ہر سال یوم اقبال کے نام پر اپنی اغراض منسوب کیا کرتے ہیں۔ وہاں قادیانی جماعت بھی ''اقبال ڈے'' مناتے ہیں کہ جس سے عام مسلمانوں میں تشویش پیدا ہوتی ہے اور پھر یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جاتا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم قادیانی عقائد و نظریات کے حامی تھے۔ قادیانیوں کے اس سفید جھوٹ کا جواب آپ کو خود علامہ اقبال مرحوم کے اقتباسات سے ہی معلوم ہو جائے گا۔ اس کی تائید مزید کے لئے ہم قادیان کے ایک معتبر راوی کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں جو علامہ اقبال مرحوم اور ان کے والد بزرگوار کے بارے میں ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے جس سے صاف طور پر واضح ہے کہ علامہ اقبال مرحوم نہ صرف قادیانیت سے بیزار ہو گئے تھے۔ بلکہ آج تک مسلمانوں کے ہر طبقہ میں قادیانیت کے خلاف جو نفرت پائی جاتی ہے وہ علامہ اقبال مرحوم کی غیرت ملی کا ہی نتیجہ ہے۔

(ناظم شعبہ نشر و اشاعت محرم الحرام ۱۳۹۸ھ اپریل ۱۹۷۸ء)

قادیان کے ایک معتبر راوی کی روایت

''بسم اللہ الرحمن الرحیم! منشی محمد اسماعیل سیالکوٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا جن کو عام لوگ شیخ نتھو کہہ کر پکارتے تھے۔ شیخ نور محمد صاحب نے غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور سید حامد شاہ مرحوم کی تحریک پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت کی تھی۔ ان دنوں سر محمد اقبال سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے باپ کی بیعت کے بعد وہ بھی اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے معتقد تھے۔ کیونکہ سر اقبال کو بچپن سے ہی شعر و شاعری کا شوق تھا۔ اس لئے ان دنوں میں انہوں نے سعد اللہ لودھیانوی کے خلاف حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی۔ مگر اس کے چند سال بعد جب سر اقبال کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آ گئی اور انہوں

www.besturdubooks.wordpress.com

نے اپنے باپ کو بھی سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔ چنانچہ شیخ نور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ سیالکوٹ کی جماعت چونکہ نوجوانوں کی جماعت ہے اور میں بوڑھا آدمی ہوں۔ ان کے ساتھ چل نہیں سکتا۔ لہذا آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔ اس پر حضرت صاحب کا جواب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے نام گیا جس میں لکھا تھا کہ شیخ نور محمد کو کہہ دیں کہ وہ جماعت سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔ اس کے بعد شیخ نور محمد صاحب نے بعض اوقات چندہ وغیرہ دینے کی کوشش کی۔ لیکن ہم نے قبول نہ کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے میاں مصباح الدین صاحب نے بیان کیا کہ ان سے کچھ عرصہ ہوا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بیان کیا تھا کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے اور وہاں آپ نے ایک تقریر فرمائی تھی جس میں کثرت کے ساتھ لوگ شامل ہوئے تھے اور اردگرد کے مکانوں کی چھتوں پر ہجوم ہو گیا تھا تو اس وقت ڈاکٹر سر محمد اقبال بھی وہاں موجود تھے اور کہہ رہے تھے کہ دیکھو شمع پر کس طرح پروانے گر رہے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال بعد میں سلسلہ سے نہ صرف منحرف ہو گئے تھے۔ بلکہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں شدید طور پر مخالف رہے اور ملک کے نو تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مخالفانہ پروپیگنڈہ تھا۔"

(از سیرت المہدی جلد سوم ص ۲۵۰ تا ۲۸۹ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے

"میرے نزدیک بہائیت قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کے چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس کا (قادیانی فرقہ) حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں اس کا (قادیانی فرقہ) نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔"

(حرف اقبال ص ۱۲۳ مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

www.besturdubooks.wordpress.com

ظل، بروز، مسیح موعود کی اصطلاحات غیر اسلامی ہیں

"اسلامی ایران میں موبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول، ظل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں۔ تاکہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم کے قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں۔ بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اسی موبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اول کی تاریخی اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔"

(حرف اقبال ص ۱۲۳، ۱۲۲)

قادیانی گروہ وحدت اسلامی کا دشمن ہے

"مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو ان کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۲؎ مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔" (حرف اقبال ص ۱۲۲)

عام مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ سے زیادہ حساس ہے

"ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالب علم پر بالکل واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دنوں سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک صاحب نے ملا زدہ کا خطاب دیا تھا۔ اس تحریک کے مقابلہ میں تحفظ

۱؎ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی خو اور طبیعت اور روحانی مشابہت کے لحاظ سے قریباً اڑھائی ہزار برس اپنی وفات کے بعد پھر عبداللہ پسر عبدالمطلب کے گھر میں جنم لیا اور محمد کے نام سے پکارا گیا۔ (تریاق القلوب حاشیہ ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۷)

۲؎ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(بیان مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ آئینہ صداقت ص ۳۵)

www.besturdubooks.wordpress.com

نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگر چہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ تاہم نیم تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے اسے حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔" (حرف اقبال ص ۱۲۰)

قادیانی آنحضرت ﷺ کے گستاخ ہیں

(جب علامہ اقبال مرحوم پر ان کی کسی سابقہ تحریر کا حوالہ دے کر قادیانی اخبار "سن رائز" نے اعتراض کیا کہ پہلے تو علامہ اقبال مرحوم اس تحریک کو اچھا سمجھتے تھے اب خود ہی اس کے خلاف بیان دینے لگے تو اس کے جواب میں علامہ اقبال نے حسب ذیل بیان دیا:)

"مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ اس تقریر سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ بانی تحریک (مرزا قادیانی) کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ براہین احمدیہ میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی۔ لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے (لاہوری' قادیانی) باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے۔ معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا[1] کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔"

(حرف اقبال ص ۱۳۶، ۱۳۷)

---

[1] ایسے کلمات کہنے کے سب قادیانی عادی ہیں۔ مرتب!

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزا قادیانی کے نزدیک ملت اسلامیہ سڑا ہوا دودھ ہے

"ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویے کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک (مرزا قادیانی) نے ملت اسلامیہ کو سڑے ۱؎ ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔ اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کے قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں۔ جتنے سکھ ہندوؤں سے۔ کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔ اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟" (حرف اقبال ص ۱۲۸، ۱۳۰)

انگریز کی عدم مداخلت کی پالیسی مسلم جماعت کیلئے ضرر رساں ہے

"ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لیبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ

۱؎ ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں۔ جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔

(ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج۶ نمبر۸ ص۳۱۱)

www.besturdubooks.wordpress.com

حکومت بیشک قادیانیوں کو ان کی خدمت کا صلہ دے

مگر مسلمانوں سے رواداری کی توقع نہ رکھے

''اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے (جیسے قادیانی) حکومت کے لئے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ توقع رکھنی بے کار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظرانداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔'' (حرف اقبال ص۱۲۶)

اسلام کے بنیادی اصول کے پیش نظر قادیانیوں کو

مسلمانوں سے الگ ہونے کا مشورہ

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان انبیاء علیہم السلام پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکا ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)

(ج) نقلت لك الويلات يا ارض جولره. لعنت بملعون فانت تلعن الى القيامة

ترجمہ: پس میں نے کہا اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت ہو۔ تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ (اعجاز احمدی ص۷۵، خزائن ج۱۹ ص۱۸۸)

www.besturdubooks.wordpress.com

ضرب پہنچا سکیں گے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے؟" (حرف اقبال ص ۱۲۸)

قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں

علامہ اقبالؒ کا خط پنڈت جواہر لال نہرو کے نام

لاہور۔ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

میرے محترم پنڈت جواہر لال!

آپ کے خط کا جو مجھے کل ملا بہت بہت شکریہ۔ جب میں نے آپ کے مقالات کا جواب لکھا تب مجھے اس بات کا یقین تھا کہ احمدیوں کی سیاسی روش کا آپ کو کوئی اندازہ نہیں ہے۔ دراصل جس خیال نے خاص طور پر مجھے آپ کے مقالات کا جواب لکھنے پر آمادہ کیا وہ یہ تھا کہ دکھاؤں علی الخصوص آپ کو کہ مسلمانوں کی یہ وفاداری کیونکر پیدا ہوئی اور بالآخر کیونکر اس نے اپنے لئے احمدیت میں ایک الہامی بنیاد پائی۔ جب میرا مقالہ شائع ہو چکا تب بڑی حیرت واستعجاب کے ساتھ مجھے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی ان تاریخی اسباب کا کوئی تصور نہیں ہے جنہوں نے احمدیت کی تعلیمات کو ایک خاص قالب میں ڈھالا۔ مزید برآں پنجاب اور دوسری جگہوں میں آپ کے مقالات پڑھ کر آپ کے مسلمان عقیدت مند خاصے پریشان ہوئے۔ ان کو یہ خیال گزرا کہ احمدی تحریک سے آپ کو ہمدردی ہے اور یہ اس سبب سے ہوا کہ آپ کے مقالات سے احمدیوں میں مسرت وانبساط کی ایک لہر سی دوڑ گئی۔ آپ کی نسبت اس غلطی کے پھیلانے کا ذمہ دار بڑی حد تک احمدی پریس تھا۔ بہر حال مجھے خوشی ہے کہ میرا تاثر غلط ثابت ہوا۔ مجھ کو خود "دینیات" سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں ہے۔ مگر احمدیوں سے خود انہی کے دائرہ فکر میں نپٹنے کی غرض سے مجھے بھی "دینیات" سے کسی قدر جی بہلانا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے یہ مقالہ اسلام اور ہندوستان کے ساتھ بہترین نیتوں اور نیک ترین مرادوں میں ڈوب کر لکھا۔ میں اس باب میں کوئی شک وشبہ اپنے دل میں نہیں رکھتا کہ یہ احمدی اسلام اور ہندوستان (موجودہ ہندو پاک) دونوں کے غدار ہیں۔"

(بحوالہ کتاب کچھ پرانے خطوط حصہ اول ص ۲۹۳ مرتبہ جواہر لال نہرو مطبوعہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی انڈیا۔ مترجمہ عبدالمجید الحریری ایم اے ایل ایل بی)

www.besturdubooks.wordpress.com

بیرونی ممالک میں قادیانی تبلیغ اسلام کی حقیقت

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

www.besturdubooks.wordpress.com
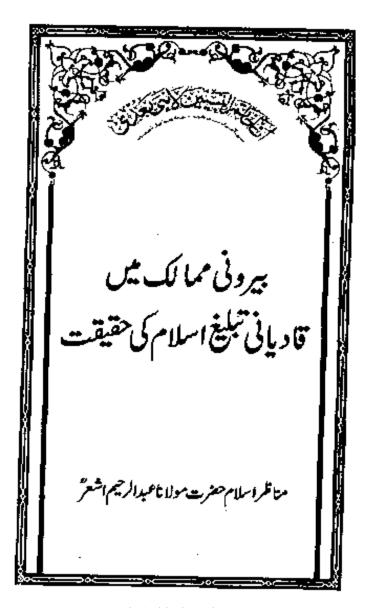
بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعارف!

مرزا غلام احمد قادیانی نے جیسے اپنی زندگی میں انگریز کو اپنی وفاداری کا یقین دلانے کے لئے حرمت جہاد اور اطاعت انگریز پر پچاس الماریاں لکھ کر انگریزی گورنمنٹ کو مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی اور زندگی بھر عاجزانہ درخواستیں لکھ لکھ کر اپنے تحفظ اور اپنی جماعت کے تحفظ کے لئے بطور صلہ اس انعام کا خواہاں رہا ہے کہ:

''ہماری ثابت شدہ وفاداریوں کے پیش نظر مجھے اور میری جماعت کو خاص نظر عنایت سے دیکھا جائے اور ماتحت حکام کو اشارہ کیا جائے کہ ہماری آبرو ریزی کے درپے کوئی نہ ہو سکے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۰)

جبکہ اس طرح مرزا قادیانی کی امت نصف درجن سے زائد قادیانی اخبار و جرائد کے ذریعہ اس صور پھونکنے میں مشغول ہے کہ مسلمانوں کو باور کرالیں کہ ہم بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں اور تعمیر مساجد سے اسلام کا نام روشن کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لانے کے لئے لاکھوں روپیہ پانی کی طرح بہا کر ایک منظم اسکیم کے ماتحت اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ حتیٰ کہ ریڈیو پاکستان پر بھی قادیانی تصرف کا یہ عالم ہے (صدر ایوب کے دور میں) کہ دیہاتی پروگرام میں ایک مسافر کی زبانی یہ اعلان کرایا گیا کہ ربوہ والے ربوہ (چناب نگر) میں بیٹھ کر تمام دنیا کو تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں کو اس دام ھمرنگ زمین سے بچانے کے لئے اصل حقیقت حال سے پردہ اٹھایا جائے اور دنیا کو بتلایا جائے کہ قادیانی اسلام سے کیا مراد ہے اور اس تبلیغ کا مقصد کیا ہے؟۔ جس کے متعلق ان کا خیال ہے کہ مکہ مکرمہ میں بھی ان کا اڈہ بن جائے اور پھر انہوں نے بیرونی ممالک میں نکل کر حرام خوریاں' سینما میں ننگی عورتوں کا ناچ دیکھ کر اور تھیٹر میں جا کر کونسی خدمت اسلام کی ہے؟۔ اور یہ بھی بتلا دیا جائے کہ قادیانی پارٹی کا اصل مقصد انگریز کی ایجنٹی تھی جو انہوں نے انجام دی۔ اس سے بیرونی ممالک میں قادیانی تبلیغ کے چند نمونے ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ ہاں آخر میں اس جماعت کی اپنی اخلاقی حالت کا نمونہ بھی ان کے بانی کی تحریر کی روشنی میں کھینچ دیا گیا ہے کہ جو لوگ ساری دنیا کو تبلیغ کرنے کے لئے نکلے ہیں وہ خود کیسے اخلاق و کردار کے مالک ہیں؟۔ اور آخر میں یہ بھی

www.besturdubooks.wordpress.com

بتا دیا گیا ہے کہ جو روپیہ قادیان میں (اب ربوہ میں) تبلیغ اسلام کے نام پر اکٹھا ہوتا تھا وہ کس کام میں صرف ہوتا تھا۔ اس کو آپ اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

نیز بطور آخری گزارش قادیانیت کی دنیا میں کیا پوزیشن ہے؟۔ اس پر بھی ان کے گھر سے شہادت پیش کر دی گئی ہے کہ ابھی تک قادیانیت ٹھوکروں کی زد میں ہے۔ واضح رہے کہ ہماری یہ تحریر دراصل قادیانی پروپیگنڈا کا جواب ہے کہ: ''ہم بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔''

یہ تو آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے لے کر تیرہ سو برس کا اتنا لمبا عرصہ گزرا ہے۔ وہ تبلیغ اسلام سے خالی نہیں اور خواجہ معین الدین اجمیریؒ جیسے مبلغین اسلام نے نوے نوے لاکھ کافروں کو کلمہ پڑھایا ہے اور مرزا قادیانی سے قبل بھی یورپی ممالک میں مسلمانوں نے اپنی تبلیغی کوشش جاری رکھی ہے اور آج بھی مسلمانوں کی تبلیغی کوششیں کامیاب ہیں۔

ہمارے حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی تبلیغی جماعت پورے اقصائے عالم پر چھا گئی ہے اور دنیا پر واضح کر دیا ہے کہ: ''لوگو! نبوت آمنہ کے لعل حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوئی۔ کار نبوت باقی ہے۔ یعنی تبلیغ دین۔'' اسی طرح خداوند قدوس نے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان کو بھی یہ توفیق عنایت فرمائی ہے کہ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کو بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا موصوف ایک سال دو ماہ انگلستان (برطانیہ) میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے کے بعد نو ماہ تک جزائر فجی آئی لینڈ میں تبلیغی خدمات انجام دے کر قادیانیوں اور لاہوریوں دونوں کو شکست سے دوچار کیا ہے۔ مندرجہ بالا دونوں ملکوں میں محمدی اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ ان سطور بالا کی تحریر کے وقت ابھی ابھی حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کا گرامی نامہ ملا کہ وہ ۳۱ مئی ۱۹۶۹ء سے فجی آئی لینڈ سے چل کر کچھ دن مغربی جرمنی میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے دس جون ۱۹۶۹ء تک دوبارہ مسلمانان انگلستان کے مطالبہ پر وہاں جا رہے ہیں۔ مولانا موصوف کو فی الحال انگلستان کے لئے تین ماہ کا ویزا ملا ہے۔

قارئین کرام! مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے اور خصوصاً مولانا موصوف کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کی توفیق عنایت فرمائیں۔

(از راقم عبدالرحیم اشعر، ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ، دفتر ختم نبوت ملتان)

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ!

کافی دنوں سے ہم نے اپنے پمفلٹ ''مرزائیوں کا بہت بڑا فریب'' میں وعدہ کیا تھا کہ قادیانی تبلیغ کی حقیقت ہم عنقریب واضح کریں گے جس کا کچھ خاکہ روداد مجلس ۱۳۸۳ھ میں بھی دیا گیا ہے۔ کثرت کام کی وجہ سے پوری توجہ نہ ہو سکی۔ اب فرصت مہیا ہونے پر آپ حضرات کو قادیانی تبلیغ کے ڈھول کا پول کھول کر اصل حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کے دعاوی کہ ''اسلام دنیا کے کناروں تک'' پھیلانے والے صرف ہم ہیں۔ کہاں تک مبنی برصداقت ہیں؟۔ چونکہ ان کے دعاوی سے بظاہر بعض حضرات متاثر ہوتے ہیں کہ دیکھا یہ جماعت ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کر رہی ہے اور اس پروپیگنڈہ کو تقویت دینے والے قادیانی جماعت کے وقتاً فوقتاً پوسٹر اور پمفلٹ بھی ہیں جو مندرجہ بالا عنوان سے چھاپ کر ہماری مسلم آبادی میں ان کی دکانوں اور چوراستوں تک پھینک جاتے ہیں یا قادیانی مرکز ربوہ (معروف چناب نگر) اور لاہور سے بذریعہ ڈاک بااثر مسلمانوں کے نام روانہ کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک پمفلٹ بعنوان ''جماعت احمدیہ کا تبلیغی نظام'' ربوہ (چناب نگر) سے شائع شدہ ملتان کے قادیانی فرقہ کے سیکرٹری منور احمد نے ایک مسلمان جناب بشیر احمد صاحب ۴۵۰ بی سکیم نمبر ۲ ملتان شہر کے نام روانہ کیا ہے اور اس پمفلٹ میں مرزا مبارک کی تقریر چھاپ کر تقسیم کی گئی ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کے ایجاسوں کے نام سے یورپ میں اسلام پھیلانے کا تذکرہ ہے اور چند آدمیوں کے نام لے کر یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا یہ لوگ کفر سے نکل کر ملت اسلامیہ میں داخل ہو گئے ہیں اور لفظ اسلام کا تکرار اس رسالہ میں اتنی بار کیا گیا ہے کہ خواہ مخواہ سادہ دل مسلمان اس شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ ملت اسلامیہ تو اس گروہ کو مسلمان نہیں سمجھتی اور یہ لوگ ہیں کہ باہر کے ممالک میں لوگوں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ لیکن اس رسالہ میں اس فریب کا پردہ چاک کرنا ہے کہ کیا واقعی یہ اس اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جو حضرت خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ لائے ہیں یا قادیانی اسلام جو انہوں نے خود اختراع کیا ہے وہ مراد ہے؟۔ واقعہ یہ ہے کہ قادیانی اپنا اختراعی اسلام پیش کرتے ہیں۔ جس کا حقیقی اسلام سے قطعاً تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ عیاری سے نام اسلام کا لیتے ہیں مگر مراد اس سے قادیانیت ہوتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے خود اس بات کی تصریح کی ہے کہ اسلام سے مراد فرقہ قادیانیہ ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ کریں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

۱.....اسلام سے مراد فرقہ احمدیہ

"دیکھو زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی مقبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ (قادیانیہ۔ مولف) مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۵۶ خزائن ج ۱۷ ص ۱۸۲)

۲.....اسلام کی تبلیغ سے مراد مرزا قادیانی کی تبلیغ ہے

مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ: "ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں گے۔ مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔ میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے۔ پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) لایا ہے۔"

(منصب خلافت ص ۲۰،۲۱)

ناظرین کرام! آپ نے مندرجہ بالا دونوں حوالوں میں ملاحظہ فرمالیا کہ جس تبلیغ اسلام کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ ہم اسے دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے وہ تبلیغ قادیانیت ہے نہ کہ تبلیغ اسلام۔ اگر آپ اس شبہ میں مبتلا ہوں کہ آخر قادیانی فرقہ بھی خدا، رسول، نماز، روزہ، حج، زکوۃ کو تو مانتا ہے۔ پھر ان کا اور ہمارا اسلام جدا کیسے ہوا تو اس شبہ کا جواب بھی آپ بروایت مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ قادیانی ابن مرزا غلام احمد قادیانی کی زبانی سن لیں۔

۳.....ہمارا اسلام اور ہے مسلمانوں کا اور

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ۔ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

اگر یہ شبہ ہو تو اور وہ اسلام سے مراد قادیانی مذہب ہی لیتے ہوں مگر باہر کے ملکوں میں تو وہ اسلام ہی کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تو یہ شبہ بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ قادیانی فرقہ کے بانی کے

www.besturdubooks.wordpress.com

نزدیک جس اسلام میں ان کا تذکرہ نہ ہو وہ مردہ اسلام ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ:

۴۔ مرزا قادیانی کو چھوڑ کر مردہ اسلام پیش کرو گے

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زندگی میں محمد علی لاہوری اور خواجہ کمال الدین لاہوری کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے (رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان) کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں۔ بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو۔ مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے۔''

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۲ جلد ۱۶ ص ۱۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

۵۔۔۔۔۔ جس اسلام میں مرزا قادیانی پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو وہ اسلام ہی نہیں

''عبداللہ کوئلیم نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔ بہت لوگ مسلمان ہوئے۔ مسٹر ویب نے امریکہ میں اسلام کی اشاعت شروع کی۔ مگر آپ نے (مرزا قادیانی) مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس اسلام میں آپ پر (مرزا قادیانی) ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہ ہو اسے آپ اسلام ہی نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل (نور الدین) نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸۵ ص ۹ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

آپ نے مندرجہ بالا تحریروں سے یہ معلوم کر لیا کہ قادیانیوں کا اسلام اور ہے اور مسلمانوں کا اسلام اور ہے۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی نے جو اپنے اسلام و مذہب کی تعریف کی ہے وہ خود ان کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

۶۔۔۔۔۔ قادیانی مذہب کے دو رکن ہیں

چنانچہ مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ: ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔'' (مقدمہ شہادت القرآن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

www.besturdubooks.wordpress.com

چھوڑا ہے۔ اسی طرح اب بیرونی ممالک میں سب سے زیادہ جس چیز کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ہم نے بیرونی ممالک میں تعمیر مساجد کی ہے اور ان مساجد میں سرفہرست ووکنگ مشن کی مسجد ہے۔ جس کا ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے کہ وہ ہماری تعمیر کردہ ہے۔ اس معاملہ میں درج ذیل حوالہ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ بھی سرکار بھوپال کے سرمایہ سے تعمیر ہوئی ہے اور ایک جرمن ڈاکٹر کی وفات کے بعد سید امیر علی مرحوم کے طفیل خواجہ کمال الدین قادیانی قابض ہو گئے[1] اور آسمان سر پر اٹھالیا کہ دیکھو جی بیرونی ملکوں میں ہم نے تبلیغی اڈے قائم کر لئے ہیں۔ اب مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ کریں۔

۱۱......ووکنگ مشن کی حقیقت، جناب فضل کریم درانی کا بیان

''مجھے معلوم نہیں کہ یہ غلط خیال ہندوستان میں کس طرح پھیل گیا کہ ووکنگ کی مسجد لاہوری احمدیوں کی تعمیر کردہ ہے۔ یہ سرکار بھوپال کے روپیہ سے تعمیر ہوئی تھی اور مسجد کے ساتھ رہائشی مکان سرسالار جنگ حیدرآباد) کی یادگار ہے اور دونوں کی تعمیر ڈاکٹر لائٹنر کے اہتمام میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر لائٹنر ایک جرمن عالم تھے جن کو اسلام سے بہت انس تھا اور بعض کا خیال ہے کہ وہ دل سے مسلمان تھے۔ ہندوستان میں سررشتہ تعلیم میں کام کرتے تھے۔ پہلے انسپکٹر آف اسکولز اور پھر کچھ عرصہ کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار رہے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ ولایت میں ہندوستان کا ایک نشان قائم کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک اورینٹل انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔ ایک طرف مسجد تھی اور اس کے ساتھ ہندوؤں کے لئے ایک مندر بنوادیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نے مندر کا حصہ فروخت کر دیا۔ لیکن مسجد کا حصہ سید امیر علی مرحوم کے طفیل محفوظ رہ گیا اور سید امیر علی نے ہی خواجہ کمال صاحب کو مسجد میں آباد کیا۔''

(مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام لاہور بابت جنوری ۱۹۳۳ء)

[1] اب الحمدللہ! ۱۱ فروری ۱۹۶۸ء کو ساٹھ برس کے بعد مولانا لال حسین اختر صاحب کے ووکنگ تشریف لے جانے پر وہ مسجد پھر دوبارہ اہل اسلام کے قبضہ میں آگئی ہے اور ووکنگ کا سابق امام حافظ بشیر احمد تائب ہو کر دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انگلستان میں کامیابی۔ عبدالرحیم اشعر! (جو احتساب قادیانیت کی جلد اول میں شامل ہے۔ مرتب)

www.besturdubooks.wordpress.com

جب ووکنگ مسجد کی حقیقت آپ کے سامنے آ گئی تو اب اس پروپیگنڈہ کا حال بھی معلوم کرلیں کہ شاہ سے یورپ جانے سے بڑے بڑے انگریز مسلمان ہوئے اور یہ سب ہماری تبلیغ کا نتیجہ ہے۔ ہمارے ہاتھ جتنے بڑے بڑے معزز انگریز مسلمان ہوئے ہیں وہ خود اپنے مطالعہ سے اسلام کی خوبی کے قائل ہو کر مسلمان ہوئے ہیں۔ اتفاقاً جس کسی قادیانی سے ان کا تعارف ہو جاتا ہے تو قادیانی مبلغ فوراً شور مچاتے ہیں کہ فلاں انگریز ہماری وجہ سے مسلمان ہوا۔ فلاں کو ہم نے متاثر کیا ہے۔ اس کے لئے درج ذیل حوالہ ملاحظہ فرمائیں

۱۲ ... تبلیغی ڈھونگ کی حقیقت

''جو جو چوٹی کے انگریز مسلمان ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے ووکنگ مشن کی ہدایت سے قبول اسلام کیا ہو۔ لارڈ ہیڈلے نے خود اعلان کیا تھا کہ میں اسلام کا بطور خود مطالعہ کر کے اس مذہب میں داخل ہوا ہوں اور مجھے قبول اسلام سے صرف چند روز پہلے خواجہ کمال الدین سے تعارف ہوا۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال مصر میں مسلمان ہوئے تھے اور زیادہ تر ترکی اور مصری اثر کی وجہ سے ہوئے۔ سر آرچیبالڈ ہیملٹن نے غالباً ایک وقتی ضرورت سے مجبور ہو کر اسلام کا اعلان کیا۔ اگر ایک ایک کے حالات دریافت کرو اور ان سے پوچھو کہ تم نے کس طرح اسلام قبول کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ اثرات کچھ اور ہی تھے۔ ووکنگ مسجد کا قبول اسلام سے کوئی واسطہ نہ تھا۔'' (مضمون مغرب میں تبلیغ اسلام مندرجہ رسالہ حقیقت اسلام بابت ماہ جنوری ۱۹۳۴ء لاہور از فضل کریم خان درانی)

جب آپ نے ووکنگ کے کام کی حقیقت معلوم کر لی تو اب لندن میں قادیانی مبلغ کی تبلیغ کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں اور اس کی حرام خوری ملاحظہ کریں

۱۳ ... لندن میں قادیانی مبلغ کی حرام خوری

ایک مرزائی مبلغ کے متعلق قادیان کا سرکاری آرگن حسب ذیل معلومات فراہم کرتا ہے کہ:

''میرے ایک بہت معزز غیر احمدی (سنی مسلمان) دوست نے بیان کیا کہ میں ولایت میں ایک ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا جو نہی ایک بھاری بھرکم لاہوری کے بچے والے لیکچرار اور پیچر بھی تشریف لائے اور کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانے کے دوران میں انہوں نے

www.besturdubooks.wordpress.com

۱۵..... مفتی محمد صادق نے بھی تھیٹر دیکھا

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آ گئے۔ چنانچہ کپور تھلہ سے محمد خان صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔''

(ذکر حبیب ص ۱۸ مصنفہ مفتی محمد صادق قادیانی)

آپ نے بیرونی ممالک کی تبلیغ بھی ملاحظہ کی اور اندرون ملک بھی تبلیغ قادیانیت کا نمونہ دیکھا۔ جس مذہب کا مفتی سینما بینی کا شائق تھا۔ مگر شکایت کرنے والے نے جب شکایت کی تو مرزا قادیانی نے فرمایا ہم نے بھی دیکھا تھا۔ یعنی این خانہ ہمہ آفتاب است کہ بیٹے نے فرانس میں شوق پورا کیا۔ مفتی صاحب نے امرتسر میں تو مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا کہ یہ مشغلہ تو ہم نے بھی اختیار کیا ہے۔ واہ رے قادیانی نبوت تیری برکات۔ آپ اندازہ لگائیں جن کے یہ مشغلے ہوں وہ تبلیغ اسلام خاک کریں گے۔ البتہ یہ گروہ اخباروں میں رپورٹ لکھ کر شائع کرنے کے شیر ہیں۔ چنانچہ ایک رپورٹ برائے ملاحظہ پیش خدمت ہے:

۱۶..... قادیانی مبلغ کی تبلیغی رپورٹ کی حقیقت

''بلغراد سے روانہ ہو کر میں بڈیسٹ پہنچا۔ وہاں ایک صاحب مسٹر محمد ریاض صاحب بی اے ایل ایل بی سے ملاقات ہوئی۔ آپ کا سبز عمامہ دیکھ کر دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ قادیانی ہیں اور تبلیغ کی غرض سے تشریف لائے ہیں اور قادیانی عقائد وعادی پیش کرتے ہیں۔ پروفیسر جرمانوس نے ان سے دریافت کیا کہ آپ غیر احمدی جو کلمہ گو ہوں ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ انہوں نے کہا ہم پاک اور مقدس مسلمان ہیں۔ لہذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ان لوگوں کو اپنی پاکیزگی اور تقدس کا اس قدر گھمنڈ ہے کہ

www.besturdubooks.wordpress.com

وہ اپنے سوا تمام کلمہ گویوں کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اب ذرا قادیانی مبلغ کا طریق تبلیغ بھی ملاحظہ ہو۔ کسی دوست سے ملے۔ کہیں چائے پر چلے گئے۔ کسی اور اجتماع میں چند آدمیوں سے ملاقات ہوگئی۔ بس قادیان رپورٹ لکھ دی کہ ہم نے تین سو آدمیوں کو اسلام یا احمدیت کا پیغام پہنچا دیا اور لطف یہ ہے کہ آپ ہنگری زبان سے بھی بالکل ناواقف ہیں۔“

[مکتوب محمد عبدالصمد قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۳ نمبر ۳۵، مورخہ ۳ جون ۱۹۳۵ء]

یہ تو قادیانی اور لاہوری تبلیغ کا ایک رخ تھا جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اب جب معلوم ہوا کہ ملک سے باہر اور اندر یہ لوگ تبلیغ کے نام سے حرام خوریاں کرتے ہیں اور ننگی میموں کا ناچ اور تھیٹر بازی میں مشغول رہتے ہیں۔ آخر یہ لوگ باہر جاتے کیوں ہیں۔ آپ کے سامنے صرف تین بیرونی ممالک کا نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ تبلیغ کے نام سے بیرونی ممالک میں جو اڈے قائم کئے گئے تھے۔ ان کا تبلیغ اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ یہ انگریزی حکومت کے جاسوسوں کی ایک منڈلی ہے۔ بیرونی ممالک میں انگریزی حکومت کی مدح سرائی ان کا بڑا مقصد ہے۔ باہر کے لوگوں کو یہ انگریز کی وفاداری کی تلقین کرتے ہیں اور جہاد جو اسلام کی روح ہے اس کے خلاف فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم افغانستان میں قادیانی تبلیغ کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی اپنے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

۱۷..... افغانستان میں عبداللطیف قادیانی کے قتل کی اصل وجہ

”ہمیں معلوم نہ تھا کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی۔ اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں۔ مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی۔ اس کتاب کے مصنف ایک اطالوی انجینئر ہیں جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدے پر فائز تھے۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب قادیانی کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اس سے افغانستان کا جذبہ حریت کمزور ہو جائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۳ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۳۵ء ص ۲)

www.besturdubooks.wordpress.com

افغانستان میں قادیانی مبلغ کے قتل کی وجہ آپ کو معلوم ہو گئی۔ اب دوسرا ملک روس ہے جس میں قادیانی صاحبان نے اپنا مبلغ بھیجا۔ اس کا حال بھی انہی کی زبانی سن لیجئے۔ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان اعلان کرتے ہیں:

۱۸... روس میں تبلیغ قادیانیت کا نمونہ

"چونکہ برادرم محمد امین خان صاحب کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اس لئے روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے ریلوے اسٹیشن پر بعد تحقیق بہ انگریزی جاسوس قرار دیئے جا کر گرفتار کئے گئے۔ کپڑے اور کتابیں جو آپ کے پاس تھا ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے سخت روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے۔ تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کے لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے۔ تا کہ عکس محفوظ رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد کوشکی سرحد افغانستان پر پہنچا دیا گیا اور وہاں سے بعزت افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دے دیا گیا۔ مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اس علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے۔ اس لئے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔ دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے۔ لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کر لئے گئے۔"
(الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۱۲ ص۶،۷ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۲ء)

آپ نے پڑھ لیا کہ بیرونی ممالک میں کس طرح تبلیغ ہو رہی ہے۔ البتہ ایک شبہ آپ کے دل میں ہوگا کہ وہ انگریزی جاسوس خیال کرتے تھے۔ وہ خود تو انگریزی جاسوس نہ تھے۔ تو اس شبہ کا جواب آپ قادیانی مبلغ کی زبانی سنئے۔ محمد امین قادیانی مبلغ کا مکتوب مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۳ء: "روسیہ میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کے لئے گیا تھا۔ لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ اس لئے جہاں میں اپنے سلسلہ کی تبلیغ کرتا تھا وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گزاری کرنی پڑتی تھی۔"

www.besturdubooks.wordpress.com

یہ حقیقت بھی آپ مرزا محمود خلیفہ قادیانی کی زبان سے سن لیں:

۲۰۔ مکہ مکرمہ میں تبلیغ قادیانیت کی امنگ

''بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے۔ ۔۔۔ مکہ سے دو سو میل پر پورٹ سعید (مصری بندرگاہ) اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت پہنچ سکتی ہے۔ وہاں سے ہر ایک ملک کو جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں۔ اسی طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت (مرزا قادیانی) کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے۔ وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔''

(خطبہ محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان [illegible])

آپ نے قادیانی تبلیغ کی امنگ ملاحظہ کرلی کہ کعبۃ اللہ کے چوٹی تک ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ ان کو مسلمان کرنے کے لئے رات دن پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک!

اب جب آپ نے قادیانیت کی تبلیغ کا حال معلوم کر لیا تو آخر میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی زبانی خود اس جماعت کی اخلاقی حالت پیش کرتے ہیں جو مدتوں مرزا قادیانی کی صحبت میں رہے اور ساری دنیا کو قادیانی بنانے کے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

۲۱۔۔۔۔۔ مرزا قادیانی کے مریدوں کی اخلاقی حالت

''مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں۔ بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا ہے اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم (یعنی قادیانیوں) سے اچھا ہے۔''

(اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء مندرجہ شہادۃ القرآن خزائن ج ۶ ص ۳۹۵)

۲۲۔۔۔ جماعت کی اخلاقی حالت مرزا قادیانی کی آخری زندگی میں

''میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی

www.besturdubooks.wordpress.com

کا ہو وہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے۔ مگر اذن نہیں دیا جاتا۔ تاکہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۳)

یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی موت سے تھوڑا عرصہ قبل لکھی ہے جس میں جماعت کی اپنی اخلاقی حالت ان کے نبی کے قول کے مطابق مندرجہ بالا ہو۔ وہ کیا کسی کو تبلیغ کرے گی؟۔

مندرجہ بالا دو حوالوں میں جب آپ نے مرزا قادیانی کے مریدوں کی اخلاقی حالت ان کی زبانی معلوم کر لی تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے اونچے مریدوں کی شہادت بھی مرزا قادیانی کے بارے میں درج کر دی جائے۔ تاکہ پتہ چلے کہ: این خانہ ہمہ آفتاب است! چنانچہ مرید رشید قادیانی، خواجہ کمال الدین کی زبانی نقل کرتے ہیں:

۲۳..... مرزا قادیانی کی گھریلو زندگی کا ایک منظر

"البتہ صحیح اور حقیقی مضمون اس کا یہ تھا کہ پہلے ہم اپنی عورتوں کو یہ کہہ کر کہ انبیاء اور صحابہ والی زندگی اختیار کرنی چاہئے کہ وہ کم اور خشک کھاتے اور خشن پہنتے تھے اور باقی بچا کر اللہ کی راہ میں دیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہم کو بھی کرنا چاہئے۔ غرض ایسے وعظ کر کے کچھ روپیہ بچاتے تھے اور پھر وہ قادیان بھیجتے تھے۔ لیکن جب ہماری بیبیاں خود قادیان گئیں۔ وہاں پر رہ کر اچھی طرح وہاں کا حال معلوم کیا تو واپس آ کر ہمارے سر چڑھ گئیں کہ تم بڑے جھوٹے ہو۔ ہم نے تو قادیان میں جا کر خود انبیاء اور صحابہ کی زندگی کو دیکھ لیا ہے۔ جس قدر آرام کی زندگی اور تعیش وہاں پر عورتوں کو حاصل ہے اس کا عشر عشیر بھی باہر نہیں۔ حالانکہ ہمارا روپیہ اپنا کمایا ہوا ہوتا ہے اور ان کے پاس جو روپیہ جاتا ہے وہ قومی اغراض کے لئے قومی روپیہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تم جھوٹے ہو جو جھوٹ بول کر اس عرصہ دراز تک ہم کو دھوکہ دیتے رہے ہو اور آئندہ ہم ہرگز تمہارے دھوکہ میں نہ آویں گی۔ پس اب وہ ہم کو روپیہ نہیں دیتیں کہ ہم قادیان بھیجیں۔ اس پر خواجہ صاحب نے خود ہی فرمایا تھا کہ ایک جواب تم لوگوں کو دیا کرتے ہو پر تمہارا وہ جواب

www.besturdubooks.wordpress.com

مرزائیوں
کا بہت بڑا فریب

مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

www.besturdubooks.wordpress.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مرزائیوں کی طرف سے بہت بڑا فریب اور مسلمانان پاکستان کے لئے مقام غور ہے کہ قادیانی جماعت نے ایک پمفلٹ ''جماعت احمدیہ کے عقائد'' کے نام سے چھاپ کر پاکستان کے کونے کونے میں تقسیم کیا ہے۔ مذکورہ بالا ٹریکٹ میں مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے مرزائیوں نے اپنے جو عقائد تحریر کئے ہیں۔ ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱... اسلام ہمارا دین ہے۔ ۲... لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا کلمہ ہے۔ ۳... قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری شریعت ہے جو تمام مسلمانوں کی ہدایت کے لئے حضورﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ ۴... آیت خاتم النبیین پر ہمارا ایمان ہے اور ہم صدق دل سے حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ ۵... آپ ہی کی امت میں اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں۔ ۶... ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک قرآن مجید کے احکام میں کوئی ترمیم و تنسیخ اور تغیر و تبدل نہ ہوگا۔

ناظرین کرام! قادیانیوں نے مندرجہ بالا اپنے عقائد تحریر کر کے عام اہل اسلام پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ جب ہمارے یہ عقائد ہیں تو پھر دنیا بھر کے علماء ہم کو کیوں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور پاکستان کے تمام مسلمان فرقوں نے مل کر ہم کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا کیوں مطالبہ کیا ہے اور مطالبہ منوانے کے لئے کیوں تحریک ۱۹۵۳ء چلائی۔ وغیرہ وغیرہ!

مرزائی امت سے ایک سوال: آپ نے نمبر وار ایک سے چھ تک جو مندرجہ بالا عقائد آپ نے بتائے ہیں بعینہ یہی عقائد ہمارے اور دنیائے اسلام کے ۵۵ کروڑ مسلمانوں کے ہیں۔ تو پھر آپ (مرزائی) اپنے علاوہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو کیوں دائرہ اسلام سے خارج اور کافر سمجھتے ہیں؟۔ ذیل میں ہم مستند قادیانی اکابر کی کتب سے چند حوالجات درج کرتے ہیں جن سے واضح ہوگا کہ مرزائیوں کے نزدیک ان کے علاوہ دنیا کے ۵۵ کروڑ مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہ ماننے کی وجہ سے کافر اور اسلام سے خارج ہیں۔

۱... ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

۲... ''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے

www.besturdubooks.wordpress.com

کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔" (انجام آتھم ص ۶۲ خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۳ "مجھے خدا کا الہام ہے کہ جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵ اشتہار معیار الاخیار)

۴ "ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں۔ عام ہے خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب (مرزا قادیانی) کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا؟"

(نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۲۷۵)

۵ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود و نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح (مرزا قادیانی) رسول کا منکر کیوں کافر نہیں؟" (نہج المصلی مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۳۸۵)

۶ "ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔" (انوار خلافت ص ۹۰ از مرزا محمود احمد قادیانی)

۷ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا محمود قادیانی)

۸ "جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں سے ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ ص ۴۶ از مرزا محمود قادیانی)

۹ "ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا

www.besturdubooks.wordpress.com